بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فرقان

جلد ۱ — نمبر ۱

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدنا
حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ
کا
ارشاد گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

میری تحریک پر بعض نوجوانوں نے لاہور کی انجمن احمدیہ اشاعتِ اسلام کیطرف سے جو ہماری نسبت اور سلسلہ احمدیہ جس کا مرکز قادیان ہے، کے عقائد کی نسبت بدظنیاں پھیلائی جاتی ہیں انکا جواب دینے کے لیے ایک ماہواری رسالہ کا اجراء کیا ہے میں اس رسالہ کی پہلی اشاعت کیلئے یہ سطور بطور تعارف لکھکر دے رہا ہوں اور صرف اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی نیتوں کو نیک کر کے کام کرو۔ کبر۔ ریاء اور نخوت سے آزاد ہو کر کام کرو خدا تعالیٰ پر توکل کر کے کام کرو۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تم اس جنگ سے فاتح لوٹو گے۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے

والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

۲۲ فتح سنہ ۱۳۲۰ ہش ٭ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء

قل هذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی

ہمارے تبلیغی مراکز

اور

اُن کی شاندار کامیابی

جماعت احمدیہ خدا کے فرستادہ کی جماعت ہے۔ اس کے افراد جہادِ اکبر یعنی اپنے نفوس کی اصلاح وتزکیہ کے علاوہ جہادِ کبیر یعنی اعلاء کلمۃ اللہ اور تبلیغ اسلام میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ چنانچہ اس چھوٹی سی جماعت نے اپنی بے سروسامانی کے باوجود محض خدا کے فضل سے مغربی اور مشرقی ممالک میں تبلیغی مراکز قایم کر لئے ہیں۔ اسی جماعت کے مبلغین ومجاہدین امریکہ کی دُور افتادہ سرزمین میں خدائے واحد کے نام کی منادی کر رہے ہیں اور سینکڑوں تثلیث پرستوں کو حلقہ بگوش اسلام کر چکے ہیں۔ اسی جماعت کے مبلغین ومجاہدین براعظم افریقہ کے مغربی کناروں اور مشرقی اطراف میں تبلیغ دین کا فرض بجالا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکی مساعی کو بارآور کیا اور ہزارہا نفوس شرک کے تاریک گڑھے سے نکل کر توحید کے بلند مینار پر پہنچ گئے ہیں۔ یورپین ممالک میں بھی اسی جماعت حقہ کے جانباز فرزند پرچم توحید کو تھامے کھڑے ہیں۔ احمدی خواتین ہی کے زیورات اور چندوں سے انگلستان میں مسجد قائم ہوئی۔ مشرقِ اقصیٰ چین وجاپان اور جاوا وسماٹرا میں اسی جماعت کے سرفروش اسلام کی تبلیغ بجالاتے ہیں۔ آج بلادِ عربیہ، اور ماریشیس وغیرہ مبلغینِ احمدیت کے ذریعہ ہی آسمانی آواز کے شنوا ہو رہے ہیں۔ غرض اسلام کی اس نشأۃ ثانیہ میں یہ جماعت صحابہ کے نقشِ قدم پر گامزن ہے۔ اور اسے غیر معمولی کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ مصر میں شائع ہونے والا شدید مخالف احمدیت اخبار "الفتح" لکھتا ہے:-

"نظرت فاذا حرکتھم امر مدھش فانھم رفعوا اصواتھم وابرزوا اقلامھم باللغات المختلفۃ وأیدوا دعوتھم ببذل المال فی المشرقین والمغربین فی مختلف الاقطار

والشعوب۔ ونظموا جمعیاتھم وصدقوا الحملة۔ حتی استفحل امرھم وصارت لھم مراکز دعاية في آسيا واوربا وأمريكا وافريقة تساوي علماً وعملاً جمعيات النصاري واما في التاثير والنجاح فلا مناسبة بينھم و بين النصاری۔ فالقاديانيون اعظم نجاحاً لما معھم من حقائق الاسلام وحكمه . . . . والذي يری اعمالھم المدھشة ويقدر الامور حق قدرھا لا يملك نفسه من الدھشة والاعجاب بجھاد ھذه الفرقة القليلة التي عملت مالم تستطعه مئات الملايين من المسلمين وقد جعلوا جھادھم ھذا ونجاحھم اکبر معجزة تدل علی صدق ما يزعمون۔ وساعدھم علی ذلك موت غيرھم ممن ينتسب الی الاسلام . . . . أفلا يجب علی المسلمين والحال ھذه ان يزيلوا عن اذھان اھل اوروبا وأمريكا تلك العقائد الفاسدة التي يعتقدونھا في دينھم ونبيھم؟ ھذا فرض علی امراء المسلمين وعلمائھم واغنيائھم وفقرائھم ايضاً۔ فمن ذا الذي يقوم اليوم بتبديد تلك الاوھام؟ لا احد الا القاديانيون وحدھم، ھم الذين يبذلون في ذالك الاموال والانفس ولو قام المصلحون يصيحون حتی تبح اصواتھم ويكتبون حتی تتكسر اقلامھم ما جمعوا من الاموال والرجال في جميع الاقطار الاسلامية عشر ما تبذله ھذه الشرذمة القليلة" (الفتح ۳۱۵ مورخہ ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۳۵۱ ہجری)

ترجمہ: "میں نے بغور دیکھا تو قادیانیوں کی تحریک حیرت انگیز پائی۔ انہوں نے بذریعہ تقریر وتحریر مختلف زبانوں میں اپنی آواز بلند کی ہے۔ اور مشرق ومغرب کے مختلف ممالک و اقوام میں بصرف کثیر اپنے دعویٰ کو تقویت پہنچائی ہے۔ ان لوگوں نے اپنی انجمنیں منظم کر کے زبردست حملہ کیا ہے۔ یہانتک کہ ان کا معاملہ بہت بڑھ گیا ہے۔ اور ایشیا یورپ۔ امریکہ اور افریقہ میں ان کے ایسے تبلیغی مراکز قائم ہو گئے ہیں جو علم وعمل کے لحاظ سے تو عیسائیوں کی انجمنوں کے برابر ہیں۔ لیکن تاثیرات اور کامیابی میں عیسائی پادریوں کو ان سے کوئی نسبت نہیں۔ قادیانی لوگ بہت بڑھ چڑھ کر کامیاب ہیں کیونکہ ان کے پاس اسلام کی صداقتیں اور پر حکمت باتیں ہیں۔ جو شخص بھی ان لوگوں کے حیرت زا کارناموں کو دیکھیگا۔ اور واقعات کا پورا اندازہ کریگا۔ وہ حیران وششدر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ کس طرح اس چھوٹی سی جماعت نے اتنا بڑا جہاد کیا ہے۔ جسے کروڑوں مسلمان نہیں کر سکے۔

ان لوگوں نے اپنے اس تبلیغی جہاد اور اس میں کامیابی کو اپنے عقائد کی صداقت پر زبردست معجزہ قرار دیا ہے۔ اور ایسا کہنے کا ان کو اس لئے موقعہ مل گیا کہ باقی نام کے مسلمانوں پر موت طاری ہو چکی ہے۔ کیا اندریں حالات مسلمانوں پر واجب نہ تھا کہ اہل یورپ و امریکہ کے دماغوں سے ان گندے عقائد کو زائل کریں۔ جو وہ دین اسلام اور نبیٔ اسلامؐ کے متعلق رکھتے ہیں۔ درحقیقت یہ سب مسلمانوں، امراء۔ اغنیاء۔ عوام اور علماء پر فرض ہے۔ لیکن آج ان اوہام کا ازالہ کون کر رہا ہے؟ یقیناً کوئی نہیں سوائے اکیلے قادیانیوں کے۔ صرف وہی ہیں جو اس راہ میں اپنے اموال اور جانیں خرچ کر رہے ہیں۔ اور اگر دوسرے مدعیانِ اصلاح اس جہاد کے لئے بلائیں۔ یہانتک کہ ان کی آوازیں بیٹھ جائیں اور لکھتے لکھتے ان کے قلم شکستہ ہو جائیں۔ تب بھی تمام عالم اسلام میں سے اس کا دسواں حصہ اکٹھا نہ کر سکیں گے۔ جتنا یہ تھوڑی سی جماعت مال و افراد کے لحاظ سے خرچ کر رہی ہے"۔

پیارے بھائیو! اس اقتباس سے احمدیہ تبلیغی مراکز کی کامیابی عیاں ہے۔ آئیے آپ بھی خدا کی اس مقدس جماعت میں شامل ہو جائیے۔ جو اس آخری دورِ فتن و آفات میں اسلام کا پیغام مرسلِ ربانی کے زیر ہدایت دنیا کے کناروں تک پہنچا رہی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۸)

یہ ہے وہ بلند اصول جو آپؑ نے اتحاد ملی کے لئے قائم کیا۔ اور جو نظام کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ غور کر کے دیکھ لیجئے۔ اس کے بغیر کوئی نظام رہ سکتا ہی نہیں۔ یہی اصول تھا جس نے حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر اور عثمان کے زمانہ میں مسلمانوں پر فتوحات کے دروازوں کو کھول دیا تھا"۔ (پیغام صلح ۲۷ فروری ۱۹۳۶ء صہ)

ناظرین! آپ حیران ہوں گے۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ کہ وہی شخص جو اسلامی نظام خلافت کی مخالفت کرتا تھا۔ اور اسی باعث مرکزِ سلسلہ سے الگ ہوا تھا۔ وہ کس طرح آخر اسی نظام کی ضرورت، اہمیت اور برتری کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ یقیناً یہ الٰہی تصرف ہے۔ کہ جس نقطۂ مرکزی کے سبب سے لاہوری پارٹی جُدا ہوئی تھی۔ اس میں انہیں اپنی غلطی کا اقرار کرنا پڑا۔ اے کاش! ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی اب بھی ہم سے آملیں۔

"فرقان" کا اجراء

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

ابو العطاء کو توفیق یہ خدا سے ملی
کہ جسکو دیکھ کے کھلتی ہے میرے دل کی کلی

کھلا ہے گلشنِ احمدؐ میں اک گلِ رعنا
نسیم رحمتِ باری جو خوشگوار چلی

کریں گے نغمہ سرائی ہزار ہا بلبل
عجب بہار یہ ہوگی بہارِ باغِ علیؑ

یہ نوجوان رفیقانِ احمدِؑ مرسل
مٹانے اُٹھے ہیں سب وسوسے خفی و جلی

مبایعین کی جانب سے سعی ہو مشکور
کرینگے خدمتِ مذہب بشوق و ذوقِ دلی

بتائینگے کہ ہے کیا کفر اور کیا ایماں
ولی، نبی نہیں ہوتا مگر نبی ہے ولی

بتایا جائیگا مفہوم ختم و خاتم کا
ہے کیا نبوتِ ظلّی بروزی و ظِلّلی[2]

خلیفے ہونگے مسیحِ محمدیؐ کے بعد؟
رہیگی خالی ہی جلووں سے دلستاں کی گلی؟

غرض دکھائینگے فرقاں حق و باطل میں
لکھائی جائیگی تحریر بخطِ جلی

بہ فیضِ حضرتِ محمود مصلح مسعود
بلاء فسق و نفاق اس جہاں سے خوب ٹلی

بیاں طویل تھا فرصت قلیل ہے اکملؔ
لہذا میں نے مطول یہ مختصر کر لی!

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کی طرف اشارہ ہے۔ [2] بزبان غیر مبایعین

قابلِ غور حقائق

اکابرِ غیر مبایعین مرکزِ سلسلہ سے کیوں علیحدہ ہوئے؟

اسبابِ اختلاف کا نقطۂ مرکزی

(۱)

مرسلِ یزدانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو ہوا۔ دوسرے دن جماعت احمدیہ نے حضورؑ کی تدفین سے قبل "آپؑ کے وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق" حضرت حاجی الحرمین مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو "آپؑ کا جانشین اور خلیفہ" منتخب کیا۔ اور سب افرادِ جماعت نے بیعت کرتے ہوئے اقرار کیا۔ کہ:۔

"حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان آئندہ ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"۔[۵۱]

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ چھ برس تک خلیفہ رہے۔ اور اس عرصۂ خلافت میں سب احمدی، خواہ وہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر تھے یا دوسرے لوگ، آپ کی اطاعت کرتے رہے۔ گویا۔ مندرجہ بالا اقرار کی تعمیل ہوتی رہی۔ مولوی محمد علی صاحب نے لکھا۔ کہ:۔

"ساری قوم کے آپ مطاع ہیں۔ اور سب ممبران مجلس معتمدین آپ کی بیعت میں داخل اور آپ کے فرمانبردار ہیں"۔[۵۲]

(۲)

حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۴ء میں اپنی وفات سے پیشتر وصیت تحریر فرما کر مجلس عام میں مولوی محمد علی صاحب سے پڑھوائی۔ جس کا خلاصہ مرزا یعقوب بیگ صاحب کے الفاظ میں یہ تھا۔ کہ:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک جانشین کے لئے وصیت فرمائی"۔[۵۳]

۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۂ اولؓ کا انتقال ہوا۔ اور دوسرے روز جماعت احمدیہ نے

[۵۱] اخبار بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ [۵۲] اخبار پیغام صلح ۴ ردسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۳ [۵۳] پیغام صلح ۱۶ راپریل ۱۹۱۴ء۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو" وصایا مندرجہ الوصیت" کے مطابق ۔ نیز حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وصیت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور خلیفہ دوم منتخب کیا۔ آپ کی بیعت کی۔ اور اطاعت کا اقرار کیا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے اطاعت سے سرتابی کرتے ہوئے لکھا:۔

" خلافت کا سلسلہ صرف چند روزہ ہوتا ہے۔ تو کس طرح یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اگر ایک شخص (مراد خلیفہ اولؓ۔ ناقل) کی بیعت کر لی۔ تو اب آئندہ بھی کرتے جاؤ"[۵۱]

چنانچہ مولوی صاحب اپنے ساتھیوں سمیت قادیان کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔

(۳)

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو خلیفہ ثانی کا انتخاب ہوا۔ ۲۲ مارچ کو لاہور میں بیعت نہ کرنے والوں (یعنی غیر مبایعین) کا پہلا جلسہ ہوا۔ جسمیں انہوں نے ریزولیوشن پاس کیا۔ کہ :۔

" صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں۔ کہ وہ غیر احمدیوں سے احمدؑ کے نام پر بیعت لیں۔ یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں انکو داخل کریں۔ لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں لیکن اس کیلئے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دئے ہیں۔ اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا ہے۔ اس میں کسی قسم کی دست اندازی کرے"[۵۲]

یہ ریزولیوشن (جو آجتک منسوخ نہیں کیا گیا) صاف بتا رہا ہے کہ غیر مبائع اصحاب کو اسوقت نہ خلیفہ ثانی کے عقائد پر اعتراض تھا۔ نہ وہ انہیں خلافت کے نااہل قرار دیتے تھے۔ انکا صرف یہ مطالبہ تھا کہ ہم غیر مبائع (بیعت نہ کرنے والے) رہتے ہوئے انتخاب کو درست مانتے رہیں گے۔ ہمیں انجمن پر پورا اقتدار دیا جائے اور خلیفہ انجمن کا مطاع نہ ہو۔ بلکہ مطیع ہو۔

اسی ریزولیوشن کا ذکر کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

" بالخصوص دوسری تجویز ایک نہایت ہی مبارک تجویز تھی اور وہ یہ تھی کہ صاحبزادہ صاحب کو بحیثیت میر مجلس صدر انجمن احمدیہ بدیں شرط امیر تسلیم کیا جاوے کہ پرانے احمدیوں کیلئے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور امیر کے اختیارات میں یہ نہ ہوگا کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر کا خلاف کرے جس کے رو سے جملہ امور متعلقہ سلسلہ احمدیہ انجمن کے سپرد کئے گئے ہیں"[۵۳]

[۵۱] ضمیمہ پیغام صلح ۲ اپریل ۱۹۱۴ء [۵۲] پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء [۵۳] پیغام صلح ۲ اپریل ۱۹۱۴ء۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور انکی پارٹی نے مسیح پاک علیہ السلام کی جماعت میں تفرقہ و شقاق کی بنیاد صرف اس وجہ سے رکھی ہے کہ وہ خلیفہ دوم کی بیعت کئے بغیر، صدر انجمن کو خلیفہ کی ہر قسم کی نگرانی سے آزاد رکھکر، ساری جماعت احمدیہ پر حکومت کرنا چاہتے تھے۔ حالانکہ معاملہ صاف تھا۔ کہ جو اختیارات حضرت خلیفہ اول رضؓ کو بحیثیت خلیفہ حاصل تھے وہ لازماً خلیفہ ثانی کو بھی حاصل ہونگے۔ یعنی وہ بھی ساری قوم کے مطاع اور صدر انجمن کے نگران ہونگے جیسے کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ تھے۔ افسوس کہ ذاتیات کے باعث مولوی محمد علی صاحب نے اس واضح بات کو ماننے سے انکار کر کے الگ پارٹی بنالی۔

۴

ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے جس بات پر اصرار کیا وہ نظام خلافت کو ہی مٹانے والی اور تنظیم جماعت کے اصول کو برباد کرنے والی ہے۔ اس لئے خلیفہ برحق اسے منظور نہیں کر سکتا تھا۔ اس پر مولوی صاحب نے دوسرا جلسہ کر کے کہا:۔

"جو جواب ہم کو صاحبزادہ صاحب کی طرف سے ملا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ وہ ایک انچ نہیں بلکہ ایک انچ کا ۱/۱۰۰ حصہ بھی اپنی جگہ چھوڑنے کو تیار نہیں۔ جو آئندہ کرنا ہے اس کا اسی وقت فیصلہ کر لیں"۔ (پیغام صلح ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء)

۱۹۱۴ء میں مولوی محمد علی صاحب نے محض اس لئے جماعت احمدیہ سے اختلاف کیا کہ وہ خلیفہ وقت کو واجب الاطاعت ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ لیکن تیئیس سال کے تجربہ کے بعد مولوی محمد علی صاحب کو خطبہ جمعہ میں تسلیم کرنا پڑا کہ:۔

(الف) "کوئی جہاد نظام کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے ہی ناممکن۔ اس لئے ہمارا سب سے پہلا فرض ہے کہ نظام قائم کریں اور وہ وہی اصول ہے جس پر نبی کریم صلعم نے نظام کو قائم کیا۔ پھر کہتا ہوں کہ نظام کی بنیاد ایک ہی بات پر ہے۔ کہ اسمعوا و اطیعوا۔ سنو اور اطاعت کرو۔ جب تک یہ رُوح نہ پیدا ہو جائے۔ جبتک تمام افراد جماعت ایک آواز پر حرکت میں نہ آجائیں۔ جب تک تمام اطاعت کی ایک سطح پر نہ آجائیں۔ ترقی محال ہے"۔

(ب) "آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی۔ اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی (بقیہ صفحہ ۴۲ پر)

حلفیہ شہادت

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور میرا عقیدہ

(نوشتہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

۱۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی زندگی میں ہی اللہ تعالیٰ کا نبی مانتا۔ اور اپنی تحریروں میں لکھا کرتا تھا۔ اور مولوی محمد علی صاحب اپنے مضامین مندرجہ ریویو اُردو اور انگریزی میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی لکھتے رہے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب قسم کھا کر یہ کہہ سکتے ہیں، کہ وہ مضمون ان کے لکھے ہوئے نہیں ؟

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا واقعہ ہے کہ انگلینڈ میں ایک پادری پگٹ نام نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اُس کے دعویٰ کی تحریر میرے پاس ولایت سے آئی۔ میں نے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی حضرت صاحب نے پگٹ کو چیلنج کرتے ہوئے ایک چھوٹا سا اشتہار اُردو میں لکھکر مولوی محمد علی صاحب کو بھیجا۔ کہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کر کے ولایت بھیجو۔ جب وہ پرچہ مولوی محمد علی صاحب کے پاس آیا۔ تو اتفاق سے مَیں بھی ان کے پاس ان کے دفتر کے کمرہ میں بیٹھا تھا۔ جو مسجد مبارک سے ملحق ہے۔ مَیں نے اور مولوی صاحب نے ملکر وہ کاغذ پڑھا۔ اسکے نیچے حضرت صاحبؑ نے اپنے دستخط ان الفاظ میں کئے تھے:۔ "النبی مرزا غلام احمد" مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دستخط ان الفاظ میں کئے تھے کیا مولوی محمد علی صاحب قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ حضرت صاحبؑ نے اس اشتہار میں اپنے نام کے ساتھ النبی کا لفظ نہیں لکھا تھا ؟

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری سالوں میں ایک دفعہ حضرت صاحبؑ سیر سے واپس آکر احمدیہ چوک میں دوستوں سے مصافحہ کرنے کے واسطے کھڑے ہو گئے۔ غالباً کسی جلسہ کے ایام تھے۔ آدمیوں کی بھیڑ تھی۔ لوگ حضرت صاحب کے ارد گرد جمع تھے۔ میں اور چند دوست اس بھیڑ سے ذرا باہر کھڑے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک باہر کا زراعت پیشہ آدمی لوگوں کو زبردستی ہٹاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کسی دوست نے اس کی اس حرکت پر ہنسی کی۔ تو بے اختیار میرے مُنہ سے نکلا یہ لوگ بھی کیا کریں۔ تیرہ سَو (۱۳۰۰) سال کے بعد خدا نے ایک نبی بھیجا ہے۔ یہ بات میں نے اپنی اخبار

بدر میں بھی چھاپ دی۔ مولوی محمد علی صاحب یا کسی اور بزرگ نے میرے ان الفاظ پر کوئی اعتراض نہ کیا نہ اس کی تردید کی۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ سچا ہے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب جھوٹ ہے؟

۴۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضؓ جب اپنی زندگی کے آخری سالوں میں لاہور تشریف لے گئے اور شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے مکان اور دوکان کی بنیاد رکھی اور احمدیہ بلڈنگ میں مقیم تھے اخبار زمیندار کے ایڈیٹر صاحب انکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ جناب مرزا صاحب کو آپ نبی نہ کہا کریں تو دوسرے مسلمانوں کیساتھ مصالحت آسان ہو جائے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ نے فرمایا کہ اگر مرزا صاحبؑ نبوت کا دعویٰ نہ کرتے تو رسولِ کریم صلعم کی بات غلط ہو جاتی۔ کیونکہ حدیث میں آنیوالے مسیح کو نبی کہا گیا ہے۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ صحیح ہے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ نے ایسا نہیں فرمایا؟

۵۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے بارہا الہامات میں نبی کے لفظ سے مخاطب کیا۔ مولوی محمد علی صاحب قسم کھا کر کہدیں کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی وحی و الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہیں کہا؟

۶۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے ایک دفعہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔ "He is Prophet of God"

"وہ خدا کا ایک سچا نبی ہے"۔ جس سے ظاہر ہے کہ مولوی عبدالکریم رضؓ صاحب بھی اس امر پر ایمان رکھتے تھے کہ مسیح موعودؑ نبی اللہ ہے۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مولوی عبدالکریم رضؓ صاحب نے مجھے ایسا کہا۔ کیا مولوی محمد علی صاحب خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے؟

۷۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے زندگی کے آخری سالوں میں ایک دفعہ ایک امریکن اخبار نویس حضورؑ سے ملنے آیا جس کے ساتھ حضورؑ نے دفتر محاسب میں ملاقات کی۔ اُس نے حضرت صاحب سے یہ سوال کیا کہ کیا آپ خدا کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حضرت صاحب نے جواب میں فرمایا۔ "ہاں میں نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں"۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت صاحب نے ایسا جواب دیا۔ کیا مولوی محمد علی صاحب قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ حضرت صاحب نے اپنے نبی ہونے کا اقرار نہیں کیا؟

"فرقان"۔ کیا ہم اُمید رکھیں کہ اس صراحت کے بعد مولوی محمد علی صاحب اپنے اس افتراء سے رجوع کریں گے۔ کہ حضرت مفتی صاحب پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہ مانتے تھے؟

ایک فیصلہ کن بحث

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق

۱۹۱۴ء تک جماعت احمدیہ کا مذہب

بیس صریح حوالہ جات

غیر مبایعین ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو مرکز سلسلہ 'قادیان' سے علیحدہ ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے خلیفۂ ثانی حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت نہ کرنی چاہی۔ اُسوقت تک جماعت احمدیہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو عقیدہ رکھتی تھی۔ وہ ذیل کے حوالجات سے عیاں ہے:۔

(۱)

جناب میر حامد شاہ صاحبؓ سیالکوٹی کا ترانہ

"سمجھ لو اے عزیزو! ہاں سمجھ لو ۔ نہ تعلیم مسیحا کو بھلائیں!
نبی، ملہم، مجدد وہ ہیں سب کچھ ۔ زباں سے ہم بھی یُونہی کہتے جائیں"

(اخبار پیغام صلح ۲۸ر دسمبر ۱۹۱۳ء صہ)

(۲)

مولوی محمد علی صاحب کا اقرار

"مخالف خواہ کوئی ہی معنے کرے۔ مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے صدیق بنا سکتا ہے۔ اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطاء کر سکتا ہے۔ مگر چاہیئے مانگنے والا ..... ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔ پاکیزگی کی رُوح اس میں کمال تک پہنچی ہوئی تھی"۔

(تقریر مولوی محمد علی صاحب در احمدیہ بلڈنگس مندرجہ الحکم ۱۸ر جولائی ۱۹۰۸ء صہ)

(۳)

جناب خواجہ کمال الدین صاحب کا اہلِ بٹالہ سے خطاب

محترم ایڈیٹر صاحب الحکم تحریر فرماتے ہیں:۔

"بٹالوی نے اپنے روزانہ پیسہ اخبار والے مضمون میں ذکر کیا تھا کہ خواجہ صاحب نے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی یا رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ مگر بٹالوی کے لئے یہ خبر جانفرسا ہوگی کہ ان کے گھر بٹالہ ہی میں خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں صاف طور پر بیان کیا۔ اور بٹالہ والوں کو خطاب کر کے کہا۔ کہ تمہارے ہمسایہ میں ایک نبی اور رسول آیا۔ تم خواہ مانو یا نہ مانو۔" (الحکم ۱۴ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۱ کالم ۲)

(۴)

جناب مولوی محمد احسن صاحب کا عقیدہ!

"حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے مسیح موعود بنی اسحاق سے ہوا۔ تا یہ پیشگوئی کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ کی بھی دونوں ولد سے پوری ہو۔ اور اس طرح سے کہ بنی اسمٰعیل میں سے تو ایک ایسے کامل اور مکمل سید المرسلین صلعم پیدا ہوں۔ جن کی اُمت کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کی مصداق ہو۔ اور بنی اسحاق میں سے ایک ایسا نبی مسیح موعود پیدا ہو۔ جو ہو تو احمدؐ کا غلام اور معہذا وہ نبی بھی ہو تاکہ وعدہ مندرجہ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ کا بھی اس سے پورا ہو جائے۔" (ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

(۵)

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا بیان

"اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ خدا کی بات (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی غُلِبَتِ الرُّوْم ۔ ناقل) آج پوری ہوئی ہے۔ دنیا پر ثابت کرتی ہے۔ کہ وہ کلام خدا کا کلام ہے۔ جو کہ اس کا لانے والا تھا۔ وہ اللہ کا سچا مرسل ہے۔ اللہ نے اپنی حجت تمام کر دی۔" (ضمیمہ پیغام صلح ۲۰ جولائی ۱۹۱۳ء)

(۶)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا عقیدہ

"حاصل کلام یہ کہ نبی اور رسول ہونگے مگر ساتھ ہی امتی بھی ہونگے کیونکہ اس طرح بسبب امتی ہونیکے انکی رسالت و نبوت ختم نبوت کے منافی نہ ہوگی"۔ (پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

(۷)

مولوی عمرالدین صاحب شملوی کا بیان

"لا نبی بعدی کے معنے کرنے میں ہمارے مخالفوں نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے۔ ہر وعظ میں بار بار لا نبی بعدی کہکر حضرت مسیح موعودؑ کے دعوئ نبوّت کو کفر اور دجالیت قرار دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت بالکل علماء یہود کی طرح ہوگئی ہے۔۔۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہونے کے یہ معنے ہوئے کہ کوئی ایسا رسول نہیں ہے جو صاحب شریعت جدید ہو۔ یا نبوت تشریعی کا مدعی ہو۔ اور ایسا نبی ہو سکتا ہے جو آنحضرت صلعم ہی کا غلام ہو"۔
(پیغام صلح ۱۶ ستمبر ۱۹۱۳ء)

(۸)

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا عقیدہ

"یہ اس (اللہ) کا فضل ہے کہ ہم موٹی سمجھ کے انسانوں کے لئے اس نے ہر زمانہ میں انبیاء، اولیاء، صلحاء کے وجود کو پیدا کیا"۔ (ضمیمہ پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

(۹)

جملہ "پیغامیوں" کا مشترکہ حلفیہ بیان

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈالدیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا وہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو

جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔" (پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء صـ۲)

(۱۰)

جماعت احمدیہ کا اجماعی عقیدہ

"سنو! ہر ایک احمدی اس عقیدہ پر قائم ہے کہ مبارک و مطہر و مقدس وجود جسے لوگ مرزا قادیانی کہتے تھے خدا کا برگزیدہ نبی ہے۔" (اخبار بدر ۱۸ر جون ۱۹۰۸ء صـ۱۱)

(۱۱)

احمدی بننے کے لئے نبوت مسیح موعودؑ پر ایمان لانا ضروری ہے۔

جناب ایڈیٹر صاحب الحکم تحریر فرماتے ہیں۔

"کوئی احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالت یا نبوت (جسکی کیفیت پر اسوقت بحث نہیں) کا انکار کر کے احمدی نہیں رہ سکتا۔" (الحکم ۲۸ر اپریل ۱۹۱۱ء صـ۱۲)

(۱۲)

نبوت منوانے میں کامیابی حضرت اقدس کا معجزہ ہے!

"ایک نبی آیا جبکہ تمام قوم کا متفق طور سے یہ عقیدہ تھا کہ اب کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور پھر اس نے چار لاکھ انسان کو اپنا متبع بنالیا۔ کیا یہ خدا کا خاص فضل نہیں۔ کیا ہمیں اس کلمۃ اللہ کی قوت قدسیہ و روحانیہ پر ایمان نہیں لانا چاہیئے؟" (بدر ۱۱ر جون ۱۹۰۸ء صـ۶)

(۱۳)

تیرہ سو (۱۳۰۰) سال کے بعد ایک نبی ۴

جناب مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں:

"پیارے بھائیو! میرا خط کیا ہے۔ ایک دلی درد کا اظہار ہے۔ تیرہ سو (۱۳۰۰) سال کے بعد خدا کا

ایک نبی دنیا میں آیا۔ وہ آیا اور دنیا میں رہا اور دنیا سے چلا بھی گیا۔ پر ہنوز کثیر حصہ مخلوقات کا وہ ہے جس نے اس کو نہ پہچانا اور نہ مانا۔" (بدر ۱۱ رجون ۱۹۰۸ء صہ ۳)

(۱۴)

مرزا صاحبؑ پر ایمان دراصل انکی نبوّت پر ایمان ہے

جناب ایڈیٹر صاحب الحکم لکھتے ہیں: "مرزا صاحبؑ پر جو ہم ایمان لائے ہیں۔ تو ان کی نبوت، رسالت اور مسیحیت و مہدویت پر ایمان ہے۔" (الحکم ۲۱ راگست ۱۹۱۱ء صہ ۹)

(۱۵)

مولوی محمد علی صاحب کا عدالت میں حلفیہ بیان

"مکذب مدعیٔ نبوّت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحبؑ ملزم مدعیٔ نبوت ہے۔ اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔" (حلفیہ شہادت بعدالت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور مورخہ ۱۳ رمئی ۱۹۰۴ء)

(۱۶)

مسیح موعودؑ تمام اہل اسلام کے نزدیک نبی ہے

"یہ بھی خیال رہے کہ مسیح موعودؑ کا انکار فروعی اختلاف ہرگز نہیں۔ بلکہ تمام انبیاءؑ پر ایمان لانا اصولِ اسلام میں سے ہے۔ اور مسیح موعود جو آنیوالا ہے تمام اہل اسلام میں مسلم ہے کہ نبی ہے چنانچہ کتاب مسلم میں بھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہے۔ بس یہ اختلاف ہمارا فروعی نہیں، اصولی ہے۔"

(بدر ۲۶ رجنوری ۱۹۱۱ء صہ ۳ کالم اول)

(۱۷)

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا بیان

"حضرتؑ نے قلم لے کر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھا۔ کہ مَیں وہی ہوں جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اگرچہ مَیں آپؑ کی اس تحریر سے پہلے بھی علیٰ وجہ البصیرۃ آپؑ کو سچا پیغمبر اور مرسل مانتا ہوں۔ لیکن اس تحریر کو پڑھ کر ایک حالت وجد مجھ پر تھی۔"

(الحکم ۱۰ رمئی ۱۹۰۳ء صہ ۱۱)

(۱۸)

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا باطل شکن اعلان

جناب ایڈیٹر صاحب بدر حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے کلمات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں :-

"ذکر تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے لکھا ہے کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لینگے۔ فرمایا ہمیں ان کے فتووں کی کیا پرواہ ہے اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیا ہے۔ وہ دیکھے کہ اس کے بعد اس کی عزت کہاں تک پہنچ گئی ہے اور مرزا صاحبؑ کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے" (اخبار بدر ۱۳ر اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

(۱۹)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کا اعلان حق!

۲۶ر دسمبر ۱۹۱۰ء کو سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب نے فرمایا :-

(۱) "دنیا کو کھول کھول کر سناؤ کہ وہ نبی قادیان میں ہے اسکا نام مرزا غلام احمدؑ تھا۔ اسے اتباع قرآن سے آنحضرت صلعم کی غلامی میں احمدؐ کا درجہ دیا گیا۔ اس پر خدا کا کلام نازل ہوا۔ جو اس کی اتباع نہیں کرے گا۔ خدا اسے ترقی نہیں دے گا۔" (اخبار بدر ۱۹ر جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

(۲) "تعجب ہے کہ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم لوگ جب حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اللہ مانتے ہیں تو پھر کیونکر آپؑ کے فتویٰ کو رد کر سکتے ہیں۔" (مضمون "مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے۔" الحکم ۱۴ر مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

(۲۰)

حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کا آخری فیصلہ

"ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحبؑ کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتاؤ کہ یہ اختلاف فرعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ"۔ (الحکم ۲۸ر فروری ۱۹۱۴ء صفحہ ۱)

معزز ناظرین! ان بیس اقتباسات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ ۱۹۱۴ء تک کل جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول مانتی تھی۔

کیا غیر مبائع بھائی ان بیانات پر غور فرما کر پھر اسی عقیدہ حقہ کی طرف رجوع کریں گے؟ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بخشے۔ آمین

غیر مبائعین کی تبلیغی مساعی پر تبصرہ

پیغامی سازِ حیات کے شکستہ تار

اسپین مشن

از جناب مولوی خلیل احمد صاحب ناصر بی۔ اے۔ مجاہد تحریک جدید

(۱)

تبلیغی میدان میں جماعت احمدیہ اور اہل پیغام کی کوششوں کا موازنہ کوئی مشکل امر نہیں مثال کے طور پر دونوں جماعتوں کی گذشتہ سات سالہ زندگی پر ایک غیر جانبدار اور دیانتدارانہ نظر کافی ہوگی۔ ان سات سالوں سے پہلے جماعت احمدیہ نے اپنی بے لوث خدمات سے مشرق و مغرب میں جو مشن قائم کئے ان کو علیحدہ رکھتے ہوئے بھی اس جماعت کی موجودہ تحیر خیز قربانیاں عدیم النظیر ہیں اور توفیق ایزدی و نصرت الٰہی کے شامل حال ہونے کا درخشندہ ثبوت۔ مشرق اقصیٰ جاپان، اور تہذیب قدیم کے مسکن چین میں انہی سالوں میں احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ اسٹریٹ سٹلمنٹس اور جزائر شرق الہند میں نئے مراکز کا قیام بھی اسی دور کی یادگار ہے۔ ترکستان جیسے دُور افتادہ علاقہ کو احمدیت کی کرنوں سے اس جماعت کے ایک نوجوان کے ذریعہ سے ہی منور کیا گیا مغرب کے تمام بڑے بڑے ممالک اسپین۔ سوئٹزرلینڈ۔ آسٹریا۔ ہنگری۔ یوگوسلاویہ۔ چیکوسلوویکیہ۔ پولینڈ۔ البانیہ اور اٹلی وغیرہ میں اسلام کی تحریک نشاۃ ثانیہ کی اشاعت کے علمبردار اسی دور کے احمدی نوجوان تھے۔ اس زمانہ میں سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کی مبارک تحریک کے ماتحت ارجنٹائن اور امریکہ کے بعض دوسرے علاقے نورِ اسلام کی ضیا پاشیوں سے روشن ہوئے۔ افریقہ کے اس طرف حبشہ میں اور اُس پار سرالیون اور اُس کے ہمسایہ ممالک میں لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ الغرض پہلے مشنوں کے علاوہ موجودہ نئے مراکز کا قیام چشم حق بین کے لئے جماعت احمدیہ کی سچی اور مخلصانہ خدمت اسلام کی عمدہ ترین اور حیرت انگیز مثال ہے۔

دوسری طرف اگر اصحاب فکر غیر مبائع صاحبان سے یہ سوال کریں کہ کیا گذشتہ سات سال میں انہوں نے بھی کوئی نیا مشن کھولا؟ کسی نئے ملک میں مبلغین احمدیت کا تقرر کیا؟ کسی جدید علاقہ میں حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کے لئے کوئی ٹھوس خدمت سرانجام دی۔ تو انہیں یقیناً ان سوالات کا جواب نفی میں ملیگا۔ ے دے کے ایک اسپین مشن کا نامکمل باب ہی ہے۔ مگر وہ بھی شرمندۂ معنی نہیں ہوسکا۔

(۲)

۱۹۳۴ء میں یعنی آج سے سات سال پہلے جناب مولوی محمد علی صاحب نے حسب عادت بڑے زور شور کے ساتھ "اسپین مشن" کی تحریک کی جس کا انجام ایک دلخراش اور حسرتناک داستان ہے۔ اس تحریک کے لئے فریق لاہور نے جو منظم اور متحد کوشش کی۔ وہ اسی سے ظاہر ہے کہ اخبارات کے "اسپین مشن نمبر" شائع کئے گئے۔ جناب مولوی صاحب نے اپنی تحریروں اور خطبوں کے ذریعہ سے بار بار اس مشن کے فنڈ میں چندہ دینے کی تحریک فرمائی۔ اسپین مشن کے "عید کارڈ" چھپوا کر "ساری مسلمان قوم اور بالخصوص جماعت" کو متوجہ کیا گیا۔ "ہر ایک فرد جماعت اور ہر ایک ہمدرد ملت مسلمان" سے "پُرزور درخواست" کی گئی کہ "اس کارڈ کو رواج دینے کی انتہائی سعی کریں۔ اپنے احباب کو بکثرت بھیجیں۔ ان کے خریدنے کی تحریک کریں اور اپنے شہر کے تاجروں کے ذریعہ فروخت کرانے کی کوشش کریں"۔ (پیغام جلد ۲۳ نمبر ۱) جناب مولوی صاحب نے بڑے واضح الفاظ میں اعلان کیا۔ کہ "اس تحریک کو بحیثیت قوم ہاتھ میں لینے کا وقت آگیا ہے"! (اعلان مجریہ یکم جنوری ۱۹۳۵ء) اور بنا بریں "سب احباب اور قوم کے ہر فرد" کو "پوری قوت خرچ کرنے" اور "اسپین مشن میں کچھ نہ کچھ رقم دینے" کی تحریک کی گئی۔ (جلد ۲۳ نمبر ۱) مولوی صاحب نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ ۱۹۳۴ء کے آخر تک "تین ہزار روپے سے اوپر اس کام کے لئے جمع ہو گیا ہے"! (پیغام جلد ۲۳ نمبر ۳) "اسپین کی فتح ثانی" کے "پُرشوکت باب کے افتتاح کے دعاوی کی آڑ میں مسلمانوں کے "جذبۂ اسلامی اور ہمت اور عزم سے سوال کیا گیا۔ چندہ دہندگان کی نام بنام فہرست بڑے طمطراق سے شائع ہوئی۔ ادھر ایک نوجوان غیر مبائع نے اس مزعومہ سپین مشن کے لئے اپنے آپ کو بطور والنٹیر پیش کیا۔ اس پر پیغامی حلقوں میں جو خوشیاں منائی گئیں وہ اس سے ظاہر ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کا مضمون پیغام صلح کی نمایاں ترین جگہ پر چوکھٹے میں مزین کر کے شائع کیا گیا۔ جس میں جناب مولوی صاحب نے "اسپین مشن کے لئے نئی قربانی" کے زیر عنوان اس نوجوان کی پیشکش پر اظہار مسرت کرتے ہوئے یہاں تک کہا کہ "یہ نمونہ آج مسلمانوں میں شاذ و نادر ملتا ہے"! (پیغام جلد ۲۳ نمبر ۳) اسی پرچہ میں اس نوجوان اور اس کے والد صاحب کے ذاتی خطوط تین طویل صفحات میں "ایثار پیشہ و قابل فخر باپ بیٹے کی خط و کتابت" کے زوردار عنوان سے شائع کئے گئے۔ بعد کے پرچہ میں "قابل فخر" باپ کا مکتوب مولوی صاحب کے نام شائع کیا گیا۔ (جلد ۲۳ نمبر ۴) پیغام صلح کو نام نہاد "طارق ثانی" کی تصویر سے مزین کیا گیا۔ تعریف و توصیف میں قصائد چھپے (جلد ۲۳ نمبر ۸)

مدحیہ ایڈیٹوریل نوٹ اور اہلِ پیغام اہلِ قلم مردوں اور عورتوں کے مضامین بھی آئے۔

(۳)

اِس سارے شور دغوغا کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہ امر پیغامی اصحاب کے لئے نہایت ہی مایوس کن ہے۔ یا تو اتنی سرگرمی تھی کہ مولوی محمد علی صاحب سے لیکر ان کی جماعت کے شعراء۔ ایڈیٹران اخبارات انگریزی اور اُردو اور دُوسرے اہلِ قلم مرد عورتوں کی متفقہ مساعی نہایت ہنگامہ خیز پروپیگنڈا میں صرف ہو رہی تھیں اور چندہ کی وصولی کے لئے اپنی جماعت کے علاوہ "ہر ایک ہمدردِ ملّت مسلمان" کے سامنے دستِ سوال دراز کیا جا رہا تھا۔ یا آج سات سال گذر جانے کے باوجود اہلِ پیغام پر اس مسئلہ کے متعلق خاموشی اور پُر اسرار سکوت محیط ہے۔ شاید بعض احباب کو یہ خیال ہو۔ کہ اس نوجوان کے اخراجات کی گرانباری "انجمن" کے لئے ناسازگار تھی۔ مگر یہ عذر بھی مولوی محمد علی صاحب کی اس تحریر کے پیشِ نظر مسموع نہیں کہ دونوں ("ایثار پیشہ قابلِ فخر باپ بیٹا") یہ چاہتے ہیں کہ "اس نوجوان کا کوئی خرچ انجمن پر نہ پڑے" (پیغام جلد ۲۳ نمبر ۳) کیا جناب مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے اکابرین پیغام ہمیں بتا سکتے ہیں کہ وہ نوجوان جو دینِ اسلام کا پرچم ہاتھ میں لئے ہوئے۔ قرآن کی تلوار کھینچے ہوئے سیرت کی جنت لئے ہوئے۔ اس دُور افتادہ سرزمین میں صف آراء ہونے والے تھے" (پیغام جلد ۲۳ نمبر ۳) آجکل اسپین کے کس شہر میں خدمتِ اسلام سر انجام دے رہے ہیں؟ کیا "واقفِ حال" پیغامی اس راز کا انکشاف کرینگے۔ کہ کہیں اس نوجوان کی وہ استعدادیں جو برسوں کی مسلسل و پیہم جد وجہد کے بعد میسّر آئی تھیں۔ اور جو اسپین میں "صف آراء" ہونے والی تھیں کسی اور طرف تو فروخت نہیں ہو گئیں؟ کیا اسپین مشن پیغامی اصحاب کا وہ خواب تو نہیں جس کے خوشنما تصوّرات کے مزے تو لئے گئے مگر جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا؟

بلاشبہ اسلام کی حقیقی تبلیغ ہر مومن کے لئے موجب مسرت و شادمانی ہے۔ لیکن جس راہ پر محض پروپیگنڈا کے لئے غیر مبائع اصحاب گامزن ہیں، وہ خطرناک ہے۔ ہماری درخواست ہے۔ کہ وہ حقائق کی اشاعت کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کَبُرَ مَقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہے۔ کہ جو عمل تم نہیں کرتے۔ ان کا ادعاء کرتے پھرو۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خود آپؑ کی تحریرات سے

ذیل کا مضمون محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلّمہ اللہ نبیرۂ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے۔ غیر مبایعین کہا کرتے ہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے تو نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ صرف "قادیانی لوگ" ان کی طرف یہ دعویٰ منسوب کرتے ہیں۔ اہلِ انصاف صاحبزادہ صاحب کے مضمون میں مندرجہ حوالجات پر غور فرمائیں:- (ایڈیٹر)

غیر مبایعین اور ہمارے درمیان اختلافی مسائل میں سے بنیادی مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور غیر مبائع صاحبان آپؑ کے دعویٰ کو صرف محدثیت تک ہی محدود قرار دیتے ہیں۔ گو آج سے کچھ عرصہ قبل یعنی ۱۹۱۴ء تک غیر مبایعین بھی مندرجہ بالا الفاظ کو استعمال کرتے تھے۔ لیکن اب کسی مصلحت کی بناء پر انہوں نے ان کا استعمال بالکل ترک کر دیا ہے۔

شاید وہ مصلحت یہ ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ ہماری لیڈری نہیں چل سکتی جب تک ہم پھر اپنی عقائد کو درست تسلیم نہ کریں جو غیر احمدیوں میں رائج ہیں۔ تب انہوں نے بھی وہی عقائد اختیار کر لئے جو دوسرے مسلمان کہلانے والوں کے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس پالیسی سے ہم غیر احمدی مسلمانوں کے قریب تر ہو جائیں گے۔ اور یہ ڈیڑھ اینٹ جو ہم الگ لئے پھرتے ہیں۔ عمارت کی صورت اختیار کر جائیگی۔ لیکن ان کی یہ اُمید بر نہ آئی۔ بلکہ یہ لوگ دوسروں کی نگاہ میں بھی ذلیل ہو گئے۔ چنانچہ لکھنؤ کے اخبار صدق نے غیر مبایعین کی حالت کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے:-

"قادیانی اُمت کے بعض افراد نے اس مضر عمل کا احساس کیا۔ اور انہوں نے تاویل در تاویل اور بعض صورتوں میں انکار تک کر کے اُمت کے قریب آنے کی سعی کی۔ اور وہ لاہوری قادیانی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ لیکن یہ ایک واقعہ ہے کہ اُمت کے حصار سے جس شخص کے اثر کے ماتحت وہ نکلے تھے۔ جب تک اس کے اثر کا قاطبةً وہ انکار نہ کریں۔ اُمت کے وسیع دائرہ میں آنیکا اُنکے لئے امکان نہیں۔"

(صدق لکھنؤ بحوالہ پیغام صلح ۲۳ ؍ اگست ۱۹۴۳ء صفحہ ۴)

یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور عبارتیں پیش کرتا ہوں جن سے ثابت ہے کہ آپ نے یقیناً نبوت کا دعویٰ فرمایا ہے حضور فرماتے ہیں:۔

دعویٰ نبوت کے ثبوت میں بیس حوالجات

(۱) "ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے اعتراض ہوا۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول، مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ"

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱)

(۲) "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے" (براہین احمدیہ)

(۳) قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ یعنی کہدو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں" (تذکرہ ص۳۴۵)

(۴) "انی مع الرسول اقوم۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَیں اپنے رسول کی مدد کیلئے کھڑا ہوں" (تذکرہ ص۵۲۶)

(۵) "یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر۔ اے نبی! بھوکوں اور سوالیوں کو کھانا کھلاؤ" (تذکرہ ص۶۹)

(۶) "خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰ حاشیہ)

(۷) "مَیں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرورِ انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے"۔ (نزول المسیح ص۴۸)

(۸) "سیقول العدو لست مرسلاً سناخذہ من مارنٍ او خرطومٍ وانا من الظلمین منتقمون۔ ترجمہ۔ ایک دشمن قریب زمانہ میں ہوگا۔ جو کہیگا۔ کہ تو رسول نہیں ہے۔ ہم اس کو ناک سے پکڑیں گے۔ یعنی ناکام و نامراد کر دیں گے۔ اور ایسے ظالموں سے ہم بدلہ ضرور لیں گے"۔ (تذکرہ ص۳۶۷)

(۹) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔" (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۱۰) "مَیں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اُس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸)

(۱۱) "جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو مَیں کیونکر انکار کر سکتا ہوں مَیں اسپر قائم ہوں۔ اسوقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔" (حضرت صاحب کا آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۱۲) "جب مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کے رُو سے کمال درجہ تک پہنچ جاوے اور اس میں کوئی کثافت یا کمی باقی نہ رہے۔ اور کھلے طور پر اُمور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دُوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جسپر سب نبیوں کا اتفاق ہے۔" (الوصیت ص۱۲)

(۱۳) "خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو۔ زبردست پیشگوئیاں ہوں۔ مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رُو سے نبی کہلاتا ہے۔" (حجۃ اللہ ص۲)

(۱۴) "خدا کی یہ اصطلاح ہے کہ کثرت مکالمات اور مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے کلمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔" (چشمۂ معرفت ص۳۲۵)

(۱۵) "سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کی رُو سے مجھے نبوت یا رسالت سے انکار نہیں ہے اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو۔ اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو مَیں کہتا ہوں۔ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے، مگر نبوت کے معنی اظہارِ غیب ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے محدث کہنا لغت کے لحاظ سے بھی غلط ہے۔ کیونکہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہیں۔ اور مَیں نبی ہوں۔ کیونکہ اظہارِ غیب بجز نبی اور رسول کے کسی پر نہیں ہوتا۔

(۱۶) "اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو مَیں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰-۱۵۱)

تریاق القلوب میں حضرت مسیح موعودؑ نے مسیح سے کلی طور پر افضل نہ ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت نہیں ہو سکتی۔ لیکن دافع البلاء میں اپنے آپکو مسیح سے مطلق طور پر افضل قرار دیتے ہیں۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ غیر نبی نہیں بلکہ نبی ہیں کیونکہ آپؑ خود یہ قاعدہ بتا چکے ہیں کہ غیر نبی کو نبی پر تمام شان میں فضیلت نہیں ہو سکتی۔ پس افضلیت کا مسئلہ خود نبوت کے مسئلہ کو حل کر دیتا ہے۔

(۱۷) "میں نبی ہوں اور امتی بھی ہوں۔ تا کہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا"۔ (اخبار عام ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء)

(۱۸) پگٹ جو انگلستان کا ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ اس کے خلاف حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار دیا تھا۔ جس کے خاتمہ پر یہ الفاظ لکھے تھے۔ "النبی مرزا غلام احمد" ان الفاظ کا انگریزی ترجمہ مکرم مفتی محمدؐ صادق صاحب کی روایت کے مطابق مولوی محمدؐ علی صاحب نے یہ کیا تھا:-

"The Prophet Mirza Ghulam Ahmad".

(۱۹) "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے **نبی کا نام** پانے کے لئے مَیں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دُوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت اُمور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

(۲۰) "خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو ان کی نبوت بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔ اور محض افترا کے طور پر اعتراض کرتے ہیں"۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۷)

انکارِ نبوت کے حوالوں کا حل

اَب مَیں وہ حوالہ درج کرتا ہوں جو مسئلہ نبوت کے متعلق ان تمام حوالوں کا جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت سے انکار کیا ہے۔ پیدا ہونیوالے تمام شبہات کا ازالہ کر دیتا ہے

اور مسئلہ نبوت کے متعلق تمام بحث کا خاتمہ کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسولِ مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اسی کا نام پاکر اسی کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ صہ)

یہ وہ حوالہ ہے جو مسئلہ نبوت میں کلید کا کام دیتا ہے۔ سو ناظرین جب ان حوالوں کو پڑھیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوّت سے انکار کیا ہے۔ تو ان کو دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اس تشریح کو مدنظر رکھنا چاہیئے ۔

ناصحانہ پیغام

از جناب مولوی ذوالفقار علی خانصاحب گوہر

(۱)

کبھی خادم تھے خلافت کے نبوت کے غلام
اب تو دونوں ہی سے منکر ہیں یہ اہلِ پیغام
کبر کی ہے یہ سزا، دولتِ ایماں کھودی
اہلِ دانش کے لئے ہے بڑی عبرت کا مقام

(۲)

اہلِ پیغام! آپکو وہ بھی زمانہ یاد ہے!
گاتے تھے نعت نبیؐ میں جو ترانہ یاد ہے
پھر خلافت سے بغاوت انجمن کے عشق میں
بام مسجد پر لگا جو تازیانہ یاد ہے

(۳)

یہ جان فروشی کیوں کرتا ہے
ایمان فروشی کیوں کرتا ہے
قرآن پہ جب نہیں عمل کی بنیاد
قرآن فروشی کیوں کرتا ہے

غیر مبایعین کا بے اصولا پن

کثرت ←— اور —→ قلت

(از جناب ملک محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل)

غیر مبایعین اپنے عقائد و خیالات میں کسی ایک اصل پر قائم نہیں رہتے۔ بلکہ مصلحت وقت کے ماتحت ان میں تبدیلی کرتے رہتے ہیں۔ غیر مبایعین کی تاریخ اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے میں اس مضمون میں صرف ایک مثال کی وضاحت کرتا ہوں اور وہ جماعت احمدیہ کی قلت اور کثرت کا سوال ہے۔

یہ سوال غیر مبایعین کیلئے سوہانِ رُوح بنا ہوا ہے اور اس کے متعلق ان کے متضاد بیانات انکی دماغی اور قلبی پریشانی کو نمایاں کر رہے ہیں۔ خلافتِ احمدیہ سے اختلاف کے آغاز میں انہیں یہ خیال تھا کہ جماعت کا کثیر حصہ ان کے ساتھ اور انکی تائید میں ہے۔ اسلئے انہوں نے اسوقت اپنے حق پر ہونے اور مبایعین کے ناحق پر ہونے کی یہ دلیل پیش کی کہ خلافت کے ماننے والوں کی تعداد ان کے مقابل میں بہت ہی کم ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے معلق تحریر کیا

(۱) "وہ شخص جو پانچ لاکھ آدمیوں میں سے دسواں حصہ بھی ایسا نہیں دکھا سکتا جس نے انہیں خلیفہ اور مطاع تسلیم کیا ہو۔" (پیغام صلح ۲۱ اپریل ۱۹۱۴ء)

(۲) پھر اسی طرح ایک دوسرے موقعہ پر لکھا گیا کہ "جن لوگوں کو یہ شوق ہے۔ کہ وہ جماعت کے ایک حصہ کو فاسق قرار دیں وہ غور کریں کہ اس اصول کی رو سے پانچ لاکھ میں سے ساڑھے چار لاکھ سے بھی زیادہ فاسق قرار پاتے ہیں۔ بلکہ غالباً بیس آدمیوں میں بمشکل ایک آدمی مومن کہلانے کا مستحق ہے۔" (پیغام صلح ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء)

(۳) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک مشترکہ اعلان میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا کہ "ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔" (پیغام صلح ۵ مئی

ان ہر سہ اقتباسات سے ظاہر ہے کہ ۱۹۱۴ء میں غیر مبایعین مبایعین کو اسلئے ناحق پر سمجھتے تھے کہ انکی تعداد بہت کم ہے اور جماعت احمدیہ میں سے صرف بیسویں حصہ نے خلیفۃ المسیح کی بیعت کی تھی۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ہی جب انکی توقعات کے سراسر خلاف ان پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ وابستگانِ خلافت کی تعداد ان سے بہت زیادہ ہے وروہ دن بدن ترقی کرتی چلی جاتی ہے تو انہوں نے اپنے پہلے قائم کردہ اصول میں تبدیلی پیدا کرلی۔ اور پہلے جہاں وہ مؤیدینِ خلافت کی تعداد کو "قوم کا بیسواں حصہ" کہکر اپنی صداقت کا رعب جمایا کرتے تھے۔ اب یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ کثرت کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اس پر فخر کرنیوالی جماعت کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

(۱) "کثرت پر فخر کرنے والی قوم کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔ اذا عجبتکم کثرتکم فلن تغن عنکم شیئاً" (پیغام صلح ۵ فروری ۱۹۴۰ء)

(۲) پھر لکھتے ہیں: "جہاں کسی جماعت کے دو ٹکڑے ہوجائیں تو زیادہ لوگوں کا ایک طرف ہوجانا کوئی شہادت ان کی سچائی کی نہیں"۔ (پیغام صلح ۱۲ مارچ ۱۹۴۰ء)

(۳) پھر لکھتے ہیں: "ایک بڑے گروہ نے ایک مجدد کو نبوت کے تخت پر بٹھانے کی کوشش کی۔ اس کا دیگر دلائل کو چھوڑ کر ایک بات پر بڑا زور ہے کہ اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو ہماری کثرت نہ ہوتی۔ گویا ان لوگوں کے نزدیک کثرت حق پر ہونے کی دلیل ہے"۔

(پیغام صلح ۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء)

جناب مولوی محمد علی صاحب کے ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے ۱۹۱۴ء میں جو یہ اصول باندھا تھا کہ کثرت کے مقابل میں قلت حق پر نہیں ہے۔ اسے ترک کر دیا ہے۔ اور اب یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ کثرت کوئی چیز نہیں۔ اور اسے معیارِ صداقت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

غرض کل جو کثرت غیر مبایعین کے نزدیک صداقت کا معیار تھی۔ آج وہ اس لئے معیار نہیں رہی کہ وہ اس سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور خلافت کے ماننے والے کثیر بن گئے ہیں لیکن غیر مبایعین یہ غور فرمالیں کہ ان کے اس طرح اصول ترک کرنے سے خدائی تقدیر اور اس کے نوشتے نہیں ٹل سکتے خدا تعالیٰ کا یہ حتمی قانون ہے کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَادُ (مومن ع ۶) کہ ہم اپنے نبیوں اور ان کی جماعتوں کو اس دنیا میں بھی ترقی دیتے اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ اور آخرت میں بھی ان کے مددگار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قانون کیمطابق

مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ اسلام کے صریح خلاف ہے

(از جناب شیخ ناصر احمد صاحب بی۔اے)

حضرت عیسیٰؑ کی بن باپ ولادت کا اجماعی عقیدہ

ابتداءِ اسلام سے جمہور مسلمانوں کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش خارق عادت طور پر بغیر باپ کے تھی۔ سلف صالحین سے لیکر آجتک اس عقیدہ پر قریباً اجماع رہا ہے۔ اس آخری زمانہ کے حکم و عدل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جمہور مسلمانوں کے اس متفقہ عقیدہ کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش فی الواقع بن باپ تھی۔ حضورؑ نے اس عقیدہ کو اپنے عقائد میں داخل فرمایا۔ اور اس کے برعکس عقیدہ رکھنے والوں کو خدائی قدرتوں کا منکر اور دائرہ اسلام تک سے خارج قرار دیا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ومن عقائدنا ان عیسیٰ ویحییٰ قد ولدا علیٰ طریق خرق العادۃ"۔ (مواہب الرحمٰن)

اور پھر فرمایا:۔ "ھو خلق عیسیٰ من غیراب بالقدرۃ المجردۃ"۔ (مواہب الرحمٰن صد۲)

ان الفاظ میں حضور بیان فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے اپنی مجرد قدرت سے پیدا کیا۔ اور یہ بات ہمارے عقائد میں داخل ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ و حضرت یحییٰؑ کی ولادت خارق عادت طور پر ہوئی۔ پھر حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے۔ ..... جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بلا باپ پیدا نہیں کرسکتا۔ ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں"۔

(الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء)

مولوی محمد علی صاحب کا مخالفانہ عقیدہ

اس کے برعکس پیغامی امیر مولوی محمد علی صاحب کے عقائد حد درجہ حیرت انگیز ہیں۔ مولوی صاحب ایک شخص کو اپنا پیشوا و مقتدا تسلیم کرتے ہیں۔ اس کی بیعت کرچکے ہیں۔ مگر اس کے مذہبی عقائد کے خلاف اپنے عقائد رکھتے ہیں۔ اور کھلے بندوں اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

جماعت احمدیہ دنیا میں بھی ترقی کرے گی۔ اور پھر خدا کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق اس جماعت کی کثرت اس قدر ہو گی۔ کہ دنیا اس سے بھر جائے گی۔ اور یہ سب کام خدائی تقدیر کے ماتحت اس کی تائید اور نصرت سے انجام پذیر ہو گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا یہ ایک زبردست نشان ہو گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کی کثرت کے متعلق آپ پیشگوئی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دیگا۔ اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر انکو غلبہ بخشیگا۔ وہ دن آتے ہیں۔ بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا۔ جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالیگا۔ . . . . دُنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھُولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴، ۶۵)

"فرعونی خیالات" والے کون تھے؟

دسمبر ۱۹۱۰ء کے سالانہ جلسہ میں جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی تقریر کے متعلق جناب ایڈیٹر صاحب الحکم رقمطراز ہیں:۔

"حضرت فاضل امروہی نے یہ بیان کیا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب) نے کیسی ترقی کی ہے اور ظاہر کیا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اس قسم کے خیالات دل میں نہ آنے دیں کہ یہ وہی "بچہ" ہے جو کل ہمارے ہاتھوں کھیلتا تھا۔ اس قسم کے خیالات فرعونی خیالات ہوتے ہیں جیسا کہ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیمتعلق ظاہر کئے۔"

(الحکم ۷ رجنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

آہ! جناب فاضل امروہی کی ۱۹۱۰ء کی اس نصیحت کے باوجود ۱۹۱۴ء میں ایک گروہ نے کہہ ہی دیا کہ:

"اب وہ (بزرگ مبایعین) پچیس سال کے نوعمر جوان کے غلام ہیں۔ انکی رائے وغیرہ کچھ بھی باقی نہیں۔ کیونکہ وہ موجودہ خلیفہ صاحبزادہ صاحب کے ساتھ کامل اطاعت کی بیعت کر چکے ہیں پس وہ ایک گونہ ایک بچے کے دائمی غلام بن گئے۔" (پیغام صلح ۱۶ اپریل ۱۹۱۴ء)

اے کاش! لاہوری فریق کے احباب اب بھی غور فرمائیں!

"عیسائی حضرت مسیح کی پیدائش کو بن باپ مانتے ہیں۔ اور مسلمان بھی عموماً ایسا ہی مانتے ہیں۔ مگر عیسائیوں میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو بن باپ نہیں مانتے اور مسلمانوں میں بھی۔ ہاں ان دونوں میں ایک فرق ہے۔ اگر فی الواقع حضرت مسیح بن باپ پیدا نہیں ہوئے۔ تو تو اس سے مسلمانوں کے عقیدہ میں ذرہ بھر فرق نہیں آتا۔ کیونکہ ان کو بن باپ پیدا شدہ ماننا ان کے عقائد میں داخل نہیں"۔ (تفسیر بیان القرآن صـ ۳۱۳)

پھر مولوی صاحب اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"بیشک حضرت صاحب نے مسیح کی پیدائش کو بن باپ لکھا ہے"۔

(پیغام صلح ۳۰ر اپریل ۱۹۴۷ء)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے عمداً حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جمہور مسلمانوں کے عقیدہ کی مخالفت کی ہے۔

غیر مبائع دوستوں سے درخواست!

ہمارے پیغامی بھائیو! آپکا امیر خدا کے فرستادہ کی توہین کر رہا ہے۔ ناسمجھی سے نہیں۔ بلکہ جان بوجھ کر۔ اور جس راہ پر وہ آپکو لے جانا چاہتا ہے۔ یقیناً وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی راہ نہیں ہے۔

ہمیں یہ یقین ہے کہ خود مولوی محمد علی صاحب کی پارٹی میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو حضرت مسیحؑ کی بن باپ پیدائش کے قائل ہیں۔ ہم ایسے غیر مبائع دوستوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خدارا بتائیں۔ کہ ان کو کونسی راہ پسند ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی؟

مرکزِ احمدیت کی عظمت اور لاہوری فریق

(از جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی)

(۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس کلام کے مطابق جو ابتداء سے اسکے مختلف برگزیدوں کی مبارک زبانوں سے نکلکر فضائے آسمانی میں ارتعاش پیدا کرتا رہا جس نے لوگوں کی نگاہوں کو اسکے موعود کی راہ پر بچھا دیا۔ ابنائے فارس میں سے ایک عاشقِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے فضل سے نوازا اور اسے نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا۔ خدائے بزرگ و برتر نے اس عظیم الشان ہستی کے نزول کیلئے پنجاب کے ایک پسماندہ ضلع گورداسپور کی ایک گمنام بستی قادیان کو چنا۔ تا وہ پھر دنیا کو بتا دے کہ وہ قادر و توانا ہستی ہے۔ عزت۔ شہرت اور برکت اسکے ہاتھ میں ہے۔ مخالفینِ حق جہاں اس خدا کے رسول کے درپے آزار ہوگئے۔ وہاں انہوں نے اس امر کی بھی سر توڑ کوشش کی کہ اس مقدس تختگاہِ رسول کے قریب کوئی نہ پہنچنے پائے۔ لیکن خدا نے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ اس میں ذریتِ آدم کیلئے ایک جذب اور کشش پیدا کر دی۔ اور اسے اسقدر جلد جلد ترقی دے رہا ہے کہ اسکے نظارہ سے ایک مومن کا قلب اعلیٰ درجہ کی ایمانی حلاوت محسوس کرتا ہے۔ اور اسکے دل میں اپنے ان بھائیوں کیلئے درد پیدا ہوتا ہے جو خلافت کا انکار کر کے اس عظیم الشان نعمت سے محروم ہوگئے۔ افسوس ہے کہ وہ مرکزِ سلسلہ سے ایسے نکلے کہ ان کے دل اس پاک بستی کی محبت سے بھی یکسر خالی ہو گئے۔

غیر مبائع دوستو! پیارے کی گلی کا تو کتا بھی عزیز ہوتا ہے۔ اور قادیان وہ مقام ہے جس کی خود خدا نے تعریف کی اور جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "تجلیات اور انوارِ الٰہی کا مرکز" قرار دیا۔ (بدر ۵ اپریل ۱۹۰۸ء) لیکن افسوس ہے کہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے متبع ہونیکے باوجود اس مقدس مقام سے کنارہ کشی کر لی۔ یہاں آنا جانا ترک کر دیا۔ اور اس طرح اسکے فیض و برکت سے یکسر محروم ہوگئے۔ بلکہ بعض نے تو اتنی جسارت کی کہ مہاجرین پر زبانِ طعن دراز کرنے لگ پڑے۔

ہم اپنے ان بھائیوں کے سامنے ذیل میں خدا تعالیٰ کی وحی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات پیش کرتے ہوئے ملتمس ہیں کہ وہ ان پر تنہائی میں سنجیدگی سے غور فرمائیں۔ تا انہیں

احساس ہو۔ کہ قادیان سے بغض رکھنا نیکی نہیں۔ بلکہ خدا کی ناراضگی کو مول لینا ہے۔

قادیان وحیٔ مقدس میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی:۔ "اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔"
یعنی ہم نے اس کو قادیان کے قریب اُتارا ہے۔ اور ضرورتِ حقہ کے ساتھ اُترا ہے۔ اور جو خدا نے ٹھیرا رکھا تھا وہ ہو نا ہی تھا۔ اللہ اور اسکے رسول کی بات سچی نکلی اور خدا کا حکم پُورا ہو تا ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۳۵۱) قادیان کے قریب اسلئے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی "سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے"! (ازالہ اوہام صفحہ ۷۷ حاشیہ تذکرہ صفحہ ۱۸۵) اگر قریباً کو فاعل کا حال تصور کریں تو اسکے دوسرے معنی یہ ہونگے کہ ہم نے اسکو قادیان کے قریب ہو کر اُتارا ہے۔ اس وحی کی جلالتِ شان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بلند مرتبت اور قادیان کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خبر دی بلکہ آپکی بستی کا نام بھی کدعہ بتا دیا۔ (جواہر الاسرار صفحہ ۵۶)

قادیان کا نام قرآن شریف میں

حضور علیہ السلام ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۶، ۷۷ پر اپنے ایک کشف کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں:"میں نے نظر ڈالکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شائد قریب نصف کے موقع پر یہی عبارت (انا انزلناہ قریبًا من القادیان) لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔ اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے طور پر قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان"۔ (تذکرہ صفحہ ۱۸۵) پھر حضور اشتہار منارۃ المسیح صفحہ ۲ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء میں تحریر فرماتے ہیں:"اب اس رسالہ (خطبہ الہامیہ۔ ناقل) کی تحریر کے وقت میرے پر یہ منکشف ہوا کہ جو کچھ براہین احمدیہ میں قادیان کے بارے میں کشفی طور پر میں نے لکھا یعنی یہ کہ اسکا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ درحقیقت یہ صحیح بات ہے۔ کیونکہ یہ یقینی امر ہے۔ کہ قرآن شریف کی یہ آیت کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ۔ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اسکے معراج ناقص رہتا ہے۔ پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام کو بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا۔ ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکتِ اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا۔ برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کی رُو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مُراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔ جسکی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مُبَارَکٌ وَّمُبَارِکٌ وَّکُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا۔ قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہٗ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے"۔ (تذکرہ صفحہ ۳۴۵، ۳۴۶) مندرجہ بالا الٰہی تصریحات کی موجودگی میں قادیان کے خلاف بغض رکھنا۔ اور یہاں آنے سے ہچکچانا کسی احمدی کو قطعاً زیب نہیں دیتا۔

(باقی)

مجلس رُفقاءِ احمدؑ قادیان

۱۔ اس مجلس کی تشکیل کا مقصد خاص طور پر غیر مبایعین کے وساوس کا ازالہ اور جماعت احمدیہ کے متعلق ان کے غلط پروپیگنڈہ کا جواب دینا ہے۔ اسوقت تک اس مجلس نے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماہوار رسالہ "فرقان" جاری کر رہی ہے۔

۲۔ اس مجلس کے چالیس۴۰ ممبر ہیں۔ ہر ممبر حسب توفیق ماہوار چندہ ادا کرتا ہے۔ جس کی کم از کم مقدار چار آنہ مقرر ہے۔ اس مجلس کا پروگرام فی الحال تین سال کا ہے۔

۳۔ مندرجہ ذیل احباب اس مجلس کے رکن ہیں:۔ (۱) مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری (۲) قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری (۳) شیخ ناصر احمد صاحب۔ (۴) مولوی عبدالغفور صاحب فاضل مبلغ (۵) مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی (۶) مولوی محمد سلیم صاحب (۷) شیخ عبدالقادر صاحب (۸) مولوی ظہور حسین صاحب فاضل (۹) مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری (۱۰) صاحبزادہ عبدالمنان صاحب ایم۔ اے (۱۱) حافظ قدرت اللہ صاحب مولوی فاضل (۱۲) مولوی محمد عبداللہ صاحب اعجاز (۱۳) مرزا منور احمد صاحب مولوی فاضل (۱۴) محمد سعید احمد صاحب فاروقی (۱۵) قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی (۱۶) چودھری خلیل احمد صاحب ناصر (۱۷) مولوی محمد یار صاحب عارف (۱۸) ملک محمد عبداللہ صاحب (۱۹) مولوی علی محمد صاحب اجمیری (۲۰) مولوی احمد خان صاحب نسیم (۲۱) حافظ عبدالغفور صاحب جالندھری (۲۲) چودھری مشتاق احمد صاحب باجوہ (۲۳) ملک عطاءالرحمن صاحب (۲۴) سید اعجاز احمد صاحب مولوی فاضل (۲۵) چودھری محمد شریف صاحب بی۔ اے (۲۶) مرزا محمد یعقوب صاحب (۲۷) صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے (۲۸) مولوی قمرالدین صاحب (۲۹) حکیم عبداللطیف صاحب گجراتی (۳۰) مولوی محمد صدیق صاحب (۳۱) مولوی محمد دین صاحب مجاہد (۳۲) مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر (۳۳) چودھری غلام لیسین صاحب بی۔ اے (۳۴) ملک صلاح الدین صاحب (۳۵) مولوی عبدالرحمن صاحب انور (۳۶) چودھری عبداللطیف صاحب (۳۷) مولوی صدرالدین صاحب فاضل (۳۸) میاں عبدالحی صاحب (۳۹) چودھری محمد اسمٰعیل صاحب خالد (۴۰) ملک سیف الرحمن صاحب مولوی فاضل۔ خاکسار محمد احمد۔

۴۔ مجلس کے عہدہ داروں کا انتخاب سالانہ ہوتا ہے! سوقت مندرجہ ذیل عہدہ دار ہیں:۔

(۱) صدر مولوی ابوالعطاء صاحب (۲) نائب صدر قاضی محمد نذیر صاحب (۳) سیکرٹری مال۔ مولوی عبدالرحمن صاحب انور (۴) سیکرٹری محمد احمد۔ (۵) نائب سیکرٹری ملک عطاءالرحمن صاحب

(خاکسار سیکرٹری محمد احمد جالپوری قادیان)

دُعاء

اَے ہمارے ہادی خُدا! ہم چند نوجوان تیرے نام سے، اور تجھ ہی پر بھروسہ کرتے ہوئے رسالہ "فرقان" کا اجراء کرتے ہیں۔ تُو اپنے کرم سے ہماری نیّات کو پاک کر۔ ہماری زبانوں اور قلموں پر حق و حکمت کو جاری فرما۔ اور ہمیں ہر قسم کی لغزش سے محفوظ رکھ۔ اِس رسالہ کو اسکے نام کی طرح حق و باطل میں نمایاں فرق کرنیکا موجب بنا۔

تیرے ہی نام سے آغاز کرتے ہیں اور نیک انجام کے لئے تجھ سے ہی دست بدعاء ہیں۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؁

(ممبران مجلس رفقاء احمدؑ قادیان)

رجسٹرڈ ایل نمبر

حکیم محمد عبد اللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِن تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا

مجلس رفقاءِ احمد قادیان کا ماہوار

رسالہ

فرقان

جلد ۱ نمبر ۱

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۲ء ماہ صلح سنہ ۱۳۲۱ شمسی ہجری

ذوالحجہ سنہ ۱۳۶۰ھ

چندہ سالانہ

صرف ایک روپیہ

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری

قیمت

فی پرچہ دو آنے







إن تتقوا الله يجعل لكم فرقانا

مجلس رفقاء احمدؐ قادیان

کا

ماہوار رسالہ

فرقان

جلد ۱ — نمبر ۲

بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۴۲ء ؛ بابت ماہ تبلیغ سنہ ۱۳۲۱ ہش

محرم الحرام سنہ ۱۳۶۱ ھ





بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فہرست مضامین

رسالہ

فرقان

جلد ۱　　نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہوار رسالہ　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بابت ماہ فروری ۱۹۴۲ء　"فرقان"　بابت ماہ تبلیغ ۱۳۲۱ ہش

ختم نبوّت کا صحیح مفہوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں

(۱)

خاتم النبیین کے تین مختلف مفہوم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ ختم نبوت کا مفہوم عام اہلسنت والجماعت کے نزدیک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُمت محمدیہ میں سے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ البتہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے گویا خاتم النبیین کے بعد ان کی امت کی اصلاح کے لئے انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک نبی آئے گا۔ جماعت احمدیہ کا عقیدہ اس بارے میں عوام سے بالکل مختلف ہے۔ ہمارے نزدیک خاتمیت محمدیہ اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نہ آئیں۔ کیونکہ وہ مستقل اور براہ راست نبی تھے۔ ہاں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں آپؐ ہی کی اتباع سے مقام نبوت کو پانے والے وجود ہو سکتے ہیں۔ جنہیں امتی نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جماعت احمدیہ کے اس امتیازی مذہب کو ذکر کرتے ہوئے جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز لکھ چکے ہیں۔ کہ:-

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا۔ آپؐ کے بعد ایسا نہیں آسکتا۔ جس کو

نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔" (رسالہ ریویو بابت مئی ۱۹۰۶ء جلد ۵ نمبر ۵ ص۱۸۶)

مولوی محمد علی صاحب ایک عرصہ تک اس بیان پر قائم رہے۔ مگر ۱۹۱۴ء کے اختلاف کے بعد انہوں نے جماعت احمدیہ کے اس امتیازی مذہب کو ترک کر دیا۔ لیکن جمہور اہلسنت کے عقیدہ کی طرف بھی رجوع نہیں کیا۔ بلکہ شانِ مصطفوی کے دشمن گروہ اہل بہاء کے ہم عقیدہ ہو گئے۔ بہائی آرگن لکھتا ہے:۔

"اہل بہاء دورِ نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ اُمت محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔"

(رسالہ کوکب ہند ۱۷ مئی ۱۹۲۶ء)

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی آج بعینہٖ وہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو بہائی ایڈیٹر نے مندرجہ بالا الفاظ میں بیان کیا ہے۔

غرض ختم نبوت کے تین مفہوم رائج ہیں۔ اور اس بارے میں تین مذہب موجود ہیں۔ (۱) بہائیوں اور پیغامیوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ خاتم النبیینؐ کے بعد دورِ نبوت ختم ہے۔ اُمت محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں۔ (۲) عوام غیر احمدیوں کا مذہب ہے۔ کہ اُمت محمدیہ پر تو نعمت نبوت کا باب مسدود ہے۔ ہاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نبی اللہ آئیں گے۔ (۳) جماعت احمدیہ اعتقاد رکھتی ہے کہ خاتمیت محمدیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی کے بغیر تمام انعامات کے دروازوں کو بند کر دیا ہے۔ ہاں آپؐ کی پیروی کے نتیجہ میں ان تمام درجات اور کمالات کا حصول ممکن ہے جو پہلے زمانوں میں نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں اور صالحین کو حاصل ہوئے۔ سرسری غور سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ صرف جماعت احمدیہ کا اختیار کردہ مفہوم ہی ایسا ہے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت شان کا اظہار ہوتا ہے۔

:(۲):

اس موضوع پر آیات قرآنیہ۔ احادیث نبویہ۔ محاورات لغت اور سلف صالحین کے اقوال کے رُو سے مفصّل بحث کے لئے تو ایک علیحدہ کتاب زیر تالیف ہے۔ لیکن چونکہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے سادہ لوح اتباع کو یہ مغالطہ بھی دے رکھا ہے۔ کہ ختم نبوت کا جو مفہوم وہ آج مانتے ہیں۔ وہی مفہوم بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مانتے تھے۔ اسلئے "ختم نبوت کا صحیح مفہوم از روئے تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام" متعین کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے میں ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دس عبارتیں درج کرتا ہوں۔ حضور تحریر

فرماتے ہیں :-

(۱) الف :- "اگر یہ کہا جائے۔ کہ آنحضرتؐ تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپؐ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں"

ب :- "یہ آیت کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن هو اب لرجال الاخرة لانه خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطه" (رسالہ ایک غلطی کا ازالہ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

(۲) "عقیدہ کے رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے۔ وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں"۔ (کشتی نوح ص۱۵ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

(۳) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ آپؐ کے بعد براہِ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے۔ اور اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملیگا۔ جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مُہر رکھتا ہوگا۔ اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپؐ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی۔ اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا۔ تا وہ اعتراض جس کا ذکر آیت اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ میں ہے۔ دُور کیا جائے۔ ماحصل اس آیت کا یہ ہوا۔ کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو۔ اس طرح پر تو منقطع ہے۔ کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے۔ لیکن اس طرح پر ممنوع نہیں کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو"۔ (ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی ص۷ مطبوعہ نومبر ۱۹۰۲ء)

(۴) "ونحن نؤمن بختم النبوة ختمه کمالاتها علی نبینا الذی هو افضل رسل اللہ وانبیاءه ونعتقد بانه لا نبی بعده الا الذی هو من امته و من

اکمل اتباعہ۔ الذی وجد الفیض کلہ من رُوحانیتہ و اضناء بضیائہ "۔

" و از لفظ ختم نبوت مرادِ ما ختم کمالاتِ نبوت است بر رسولِ ما صلی اللہ علیہ وسلم و او از همہ پیغمبراں افضل است ۔ و اعتقاد مے داریم کہ بعد از وے ہیچ پیغمبرے نیست مگر آنکہ از امّتِ او باشد و از رُوحانیتِ او فیض یافتہ باشد "۔ (مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

(۵) " صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے۔ جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہو۔ یا ایسا دعویٰ ہو۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے الگ ہو کر دعویٰ کیا جائے "۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ ۱۷۷ تالیف ۱۹۰۵-۱۹۰۶ء)

(۶) " اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اسی بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی "۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵ تالیف ۱۹۰۶ء)

(۷) الف :- " درحقیقت یہ لوگ اسلام کے دشمن ہیں۔ ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں۔ جس سے نبوت ہی باطل ہوتی ہے۔ کیا ہم ختم نبوت کے یہ معنے کر سکتے ہیں کہ وہ تمام برکات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملنی چاہئیں تھیں وہ سب بند ہو گئیں "۔

ب :- " اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں۔ مگر رُوحانی طور پر آپؐ کی اولاد بہت ہوگی۔ اور آپؐ نبیوں کے لئے مہر ٹھہرائے گئے ہیں۔ یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مُہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ غرض اس آیت کے یہ معنے تھے جن کو اُلٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا۔ حالانکہ اس انکار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر مذمت اور منقصت ہے "۔ (چشمہ مسیحی صفحہ ۴۱ و ۴۶ مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

(۸) الف :- " وان قال قائل کیف یکون نبی من ھذہ الامۃ وقد ختم اللہ علی النبوۃ فالجواب انہ عز وجل ما سمّی ھذا الرجل نبیاً الا لاثبات کمال نبوۃ سیدنا خیر البریۃ فان ثبوت کمال النبی لا یتحقق الا بثبوت کمال الامۃ ومن دون ذٰلک ادعاء محض لا دلیل علیہ عند اھل الفطنۃ ولا معنی لختم النبوۃ علی فرد من غیر ان تختتم کمالات النبوۃ علی ذٰلک الفرد "۔

ب :- " وان نبینا خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی ینور بنورہ ویکون ظھورہ ظل ظھورہ "۔ (الاستفتاء صفحہ ۱۶ و ۲۶ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

(۹) "اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ رُوحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"
(حقیقۃ الوحی صہ ۹۷ حاشیہ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

(۱۰) "پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا۔ وہ کسی گذشتہ نبی کی اُمّت نہیں کہلاتا تھا۔ گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا۔ اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک **خاص فخر** دیا گیا ہے۔ کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں۔ کہ ایک تو تمام کمالات نبوّت ان پر ختم ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں۔ اور نہ کوئی ایسا نبی ہے۔ جو ان کی اُمّت سے باہر ہو۔" (چشمہ معرفت ضمیمہ صہ ۹ مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء)

اِن صریح عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے نزدیک ختم نبوّت کا صحیح مفہوم یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔ افضل الرسل ہیں۔ آپ کو افاضۂ کمال کے لئے وہ قوت قدسیہ دی گئی۔ جو کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ شریعت والی اور آنحضرتؐ کی اتباع کے بغیر حاصل ہونے والی نبوت آئندہ منقطع ہو گئی۔ کیونکہ اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا۔ جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہو گا۔ اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہو گا۔ ہاں ایسی نبوت جاری ہے۔ جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے مکتسب اور مستفاض ہو *

—————:(۳):—————

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی نصوص صریحہ سے استدلال فرمایا ہے۔ کہ آئندہ اُمّت محمدیہ میں انبیاء آتے رہیں گے۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ پس جبکہ خدا تمہیں یہ تاکید کرتا ہے۔ کہ پنجوقت یہ دُعا کرو۔ کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں۔ پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہذا ضرور ہوا۔ کہ تمہیں یقین اور محبّت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقتٍ آتے رہیں۔ جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے۔ اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔"
(لیکچر سیالکوٹ صہ ۳۶)

(۲) "اصل بات یہ ہے۔ کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا۔ بلکہ عذاب کا مستحق ہو جانا اتمام حجت کے لئے نبی کو لاتا ہے۔ اور اس کے قائم ہونے کے لئے ضرورت پیدا کرتا ہے۔ اور سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ پھر یہ کیا بات ہے۔ کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو۔ شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے جسکی تم تکذیب کر رہے ہو۔" (تجلیات الٰہیہ ص۹)

(۳) "یہ ضرور یاد رکھو۔ کہ اس اُمّت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی۔ جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونیکے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت لایظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول سے ظاہر ہے۔ پس مصفی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱)

(۴) "مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔"

(اعجاز احمدی ص۷)

(۵) "فرمایا الذین کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعاً۔ یعنی وہ ایسے لوگ ہوں گے۔ کہ مسیح موعود کی دعوت اور تبلیغ سے ان کی آنکھیں پردہ میں رہینگی۔ اور وہ اسکی باتوں کو سُن بھی نہیں سکینگے اور سخت بیزار ہوں گے۔ اس لئے عذاب نازل ہوگا۔ اس جگہ صور کے لفظ سے مُراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں۔ یعنی قرنا۔ جن کے دلوں میں وہ اپنی آواز پھونکتا ہے۔ یہی محاورہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے۔ کہ خدا کے نبیوں کو خدا کی قرنا قرار دیا گیا ہے۔" (چشمہ معرفت ص۷۸)

(۶) "اس آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم) سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں۔ وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔ بہرحال یہ آیت

آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

اِن اقتباسات سے ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن مجید کی آیات کے رُو سے نبوّت غیر تشریعی کو جاری مانتے تھے۔ اور یہی جماعت احمدیہ کا عقیدہ تھا اور ہے۔ پس خاتم النبیین کے اصل معنے "نبیوں کے سردار" کے ہونگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار" میں دراصل خاتم النبیین کی ہی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ ۱۹۱۳ء میں ایڈیٹر صاحب اخبار پیغامِ صلح نے اس الہام کے زیر عنوان لکھا تھا۔ کہ:-

"مندرجہ بالا ہیڈنگ خداوند عالم، ہاں ہاں رب العرش العظیم کے منہ بولے کلمات بھی ہیں۔ یا یُوں کہہ لو۔ کہ آیت خاتم النبیین کو ایک دُوسرے پیرائے میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اور خاتم النبیین کو عام فہم کر کے نبیوں کا سردار کہہ دیا گیا ہے۔" (پیغام صلح ۱۲؍اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

• خدا کرے کہ غیر مبایع بھائی اپنے غلط طریق کو ترک کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک کو اختیار کریں۔

خاتم النبیین کے معنے اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:-

"خاتم تو مُہر کو کہتے ہیں۔ جب نبی کریم مُہر ہوئے تو اگر ان کی اُمّت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہو گا۔ تو وُہ مہر کس طرح ہوئے یا مہر کس پر لگے گی؟"

(اخبار الحکم ۱۷؍فروری ۱۹۰۷ء)

تاریخ اختلافات کا ایک کھلا ورق

جناب مولوی محمد علی صاحب کے قادیان چھوڑنے کا اصل سبب

:(۱):

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی نے ابتدائی ایام میں مقدمات کے سلسلہ میں بہت خدمت کی۔ مجلس معتمدین کے معرض وجود میں آنے پر دونوں لائف ممبر مقرر ہوئے۔ اور اوّل الذکر سکرٹری تجویز کئے گئے۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی کی ادارت بھی مولوی محمد علی صاحب کے سپرد ہوئی۔ انگریزی تعلیم کے ماحول۔ انجمن کے انتظامی کاروبار۔ اور مقدمات وغیرہ میں خدمات بجالانے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انہیں خیال پیدا ہونے لگا۔ کہ جماعت احمدیہ کا آئندہ نظم ونسق دنیوی جماعتوں کے نظم ونسق کی طرح ہوگا۔ انبیاء کی جماعتوں کی مانند اس جگہ نظام خلافت جاری نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن اور اس کے کرتا دھرتا کلی اقتدار کے مالک ہوں گے۔ اور وہ ہر قسم کی نگرانی اور جوابدہی سے آزاد ہوں گے۔ مولوی محمد علی صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ:۔

"میرا مذہب تو شروع سے یہی ہے۔ کہ انتظام سلسلہ میں (بجز انجمن) کسی اور شخص کو دخل نہیں"۔ (پیغام صلح ۲ر اپریل ۱۹۱۴ء)

مولوی محمد علی صاحب انہی خیالات میں تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔ اس نازک ساعت میں ساری جماعت نے بالاتفاق حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کو "خلیفۃ المسیح الاول" تجویز کیا۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مولوی محمد علی صاحب نے بیعت کرنے کے متعلق کہا۔ کہ:۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ انہیں بیعت کی ضرورت ہوگی"۔

(حقیقت اختلاف ص۲۹)

لیکن بعد ازاں بیعت کرلی۔ کیونکہ خواجہ صاحب نے انہیں کہا تھا۔ کہ "وقت بڑا نازک ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ جماعت میں تفرقہ پیدا ہو جائے"۔

(۲)

۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کو بیعت کے بعد حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ نے پہلی تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ:-

"مَیں چاہتا تھا۔ کہ حضرت کا صاحبزادہ میاں محمود احمد جانشین بنتا۔ اور اسی واسطے میں انکی تعلیم میں سعی کرتا رہا۔"

(بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء ص۶)

اس کے بعد ۱۹۱۱ء میں جب آپ سخت بیمار ہوئے۔ تو آپ نے وصیت لکھوائی جس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:-

"اپنی بیماری میں یعنی ۱۹۱۱ء میں جو وصیت آپ نے لکھوائی تھی۔ اور جو بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی۔ اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں محمود احمدؐ صاحب کا نام لکھا تھا۔"

(رسالہ حقیقت اختلاف ص۶۹)

حضرت مولوی صاحب کے بعد اس وقت مولوی محمد احسن صاحب امروہی تھے۔ انہوں نے ۲۷ رجنوری ۱۹۱۱ء کو خطبہ جمعہ پڑھا۔ جس کے متعلق لکھا ہے:-

"حضرت فاضل امروہی نے ذریت طیبہ کے متعلق الہامات کی طرف جماعت کو متوجہ کیا۔ اور بڑے زوردار الفاظ اور پُرجوش لہجہ میں بتایا۔ کہ ذریت طیبہ کے متعلق جو الہامات ہیں۔ ان کے آثار کو مَیں مشاہدہ کر رہا ہوں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی رُوحانی ترقیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور بالآخر فرمایا۔ کہ مَیں تو یقین رکھتا ہوں کہ یہ وہی ہے۔ اور پھر کھلے الفاظ میں بتایا۔ کہ اس وقت ہمارا امام اور امیر خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ اور انہیں شفا دے۔ اور ان کا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے موید ہو۔ اس موقعہ پر دُعا کے لئے خاص رقت اور جوش دیا گیا۔ اور بڑے درد دل سے انہوں نے دُعا کی۔ وہ دُعا آخر میں درج ہے مگر آپ کے بعد احق بالامامت یہی ہے۔"

(الحکم ۱۴ رجنوری ۱۹۱۱ء ص۷)

(۳)

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفایاب ہو گئے۔ مگر اب مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب کے سامنے یہ "خطرہ" عیاں تھا۔ کہ آئندہ خلیفہ دوم کو بھی ماننا پڑے گا۔ اور وہ حضرت مرزا محمود احمدؐ صاحب ہوں گے۔ کیونکہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی وصیت اور

مولوی محمد احسن صاحب کا اعلان بھی ان کی تائید میں ہے۔ اور انہیں "سب لوگ بوجہ مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند۔ جوان صالح ہونے کے عزّت و احترام سے دیکھتے ہیں۔" (پیغام ۲۴ر مارچ ۱۹۱۴ء) تب مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب نے ایسا راستہ اختیار کیا۔ جس سے غیر احمدیوں کے ہاں "مقبولیت" حاصل ہو۔ اور جماعت میں بھی "عزّت و احترام" سے دیکھے جائیں۔ چنانچہ ترجمہ قرآن اور ووکنگ مشن کو اس کا ذریعہ بنایا گیا۔ خواجہ صاحب نے مولوی صاحب کے ترجمۂ قرآن کے متعلق لکھا:۔

"میں کل برادرانِ اسلام کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ مشکل حصہ کام کا ہم نے ختم کرلیا ہے۔ اب اس کا چھپنا اور اس کی اشاعت باقی ہے۔ وہ وہ کریں۔"

(پیغام صلح ۲۳ر اکتوبر ۱۹۱۳ء)

ادھر سے خواجہ صاحب کے کام کے سلسلہ میں اپیل ہوئی۔ کہ:۔

"پیارو! ہم پھر عرض کرتے ہیں۔ کہ اپنی ذمہ داری کو پہچانو۔ اور ایک تن ہو کر خواجہ صاحب کا ہاتھ بٹاؤ۔ اپنے اندرونی تفرقوں کو کچھ مدّت کے لئے لپیٹ کر رکھ دو۔"

(پیغام صلح ۱۶ر دسمبر ۱۹۱۳ء)

ان اقتباسات سے وہ ذہنیت عیاں ہے۔ جس کے ماتحت یہ کام ہو رہے تھے۔ ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب کی عبارت ذیل بھی اس پر روشنی ڈالتی ہے:۔

"خواجہ صاحب کی تقریروں نے سارے ہندوستان میں آگ لگادی۔ اور یورپ تک کو ہلادیا۔ جس سے خود میاں محمود احمد صاحب اور ان کی خلافت کے خواب دیکھنے والوں کو فکر پڑ گیا۔ کہ ہائے خلافت تو گئی۔ سارا جلاپا خواجہ صاحب سے دراصل یہیں سے شروع ہوُا۔" (پیغام صلح ۱۲ر اگست ۱۹۳۷ء)

اوروں کو فکر ہوُا یا نہیں۔ لیکن خواجہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کی تگ و دو کا پس منظر اس اقتباس سے بالکل عریاں نظر آرہا ہے۔

:(۴):

حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کے آخری ایّام میں مولوی محمدؐ علی صاحب کی پارٹی غیر احمدیوں کے متعلق جو رجحان رکھتی تھی۔ وہ ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ لکھا ہے:۔

"ہماری اس وقت پہلی دوڑ کیا ہے؟ ایک دوسرے سے متفق ہو جانا۔ باوجود

بعض اختلافات کے بھی دو جان ایک قالب ہو کر دکھانا" (پیغام صلح ۲۸ ستمبر ۱۹۱۳ء)

مولوی محمد علی صاحب جماعت میں اپنے سوا کسی کو خلیفہ ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اور جماعت میں بقول ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے تھے۔ جن سے "وہ جماعت احمدیہ کی نظروں سے گر جائیں۔ اور ان (خواجہ صاحب) کی خلافت یا مولانا محمد علی صاحب کی **خلافت کا امکان** باقی نہ رہے" (رسالہ مرأۃ الاختلاف صہ) ادھر غیر احمدیوں میں خواجہ صاحب کی "اشاعت اسلام" کا چرچا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب کو بہت اُمیدیں پیدا ہو گئیں۔ گویا جماعت احمدیہ میں مولوی محمد علی صاحب یا خواجہ کمال الدین صاحب کے خلیفہ بننے کا امکان نہ رہا۔ انہیں اس طرف سے مایوسی ہو گئی۔ مولوی محمد علی صاحب کسی اور کو خلیفہ ماننے کیلئے تیار نہ تھے۔ غیر احمدی آؤ بھگت کے لئے تیار نظر آتے تھے۔ خواجہ صاحب کا مشن کامیاب دکھائی دیتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ تو مولوی محمد علی صاحب نے پہلا قدم یہ اٹھایا۔ کہ اگر کوئی خلیفہ ہو۔ تو انجمن کے تابع ہو۔ انجمن کے ممبروں وغیرہ سے بیعت نہ لے۔ جب یہ حیلہ کارگر نہ ہوا۔ اور مولوی صاحب کے سامنے صرف یہ صورت تھی۔ کہ یا خلیفہ دوم کی بیعت کریں۔ اور یا پھر غیر احمدیوں سے ملنے کے لئے مرکز سے علیحدہ ہو جائیں۔ تب مولوی صاحب نے خلافت کا سرے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے بعد نبوّت مسیح موعودؑ کا بھی انکار کیا۔ اور قادیان کو چھوڑ کر لاہور جا بیٹھے۔ غرض مولوی صاحب کے قادیان کو چھوڑنے کا اصل سبب کوئی عقیدہ نہیں۔ بلکہ وجاہت کی خواہش اور خلیفہ بننے میں ناکامی ہے۔

غیر مبائع اصحاب سے درخواست

بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام لیوا ہونے میں آپ ہمارے شریک ہیں۔ اسلئے بہتر ہے کہ ہم باہمی غلط فہمیوں کو دوستانہ طریق پر دُور کرنے کی پُوری کوشش کریں۔ بیشک بعض لوگوں کا اختلاف ذاتی عداوت کا رنگ اختیار کر چکا ہے لیکن سب ایسے نہیں۔ پس میں حق جُو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت میں اتحاد کے حامی غیر مبائع اصحاب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے شکوک و شبہات اور اعتراضات تحریر فرما کر ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ وہ اعتراضات اور ان کے مفصل اور تسلی بخش جوابات رسالہ فرقان میں شائع ہوتے رہیں گے۔ (ایڈیٹر)

الوصیّت کو کس فریق نے پسِ پشت پھینکا؟

جناب مولوی محمد علی صاحب کا اپنا اقرار

قادیان سے علیحدہ ہونے کے تیئیس ۲۳ سال بعد مولوی محمد علی صاحب نے اپنی جماعت (غیر مبایعین) کے سامنے اقرار کیا۔ کہ :۔

"جماعت نے الوصیّت کے عملی حصّہ کو اختیار کرنے میں کمزوری دکھلائی۔ اور اس کی وجہ سے خود کمزور ہو گئی۔ اس بارہ میں سب سے زیادہ قصوروار وہ شخص ہے۔ جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ گناہ کے اس احساس کے ساتھ جو کہ ایک بدترین گنہگار کو ہو سکتا ہے۔ مَیں اس قصور اور کوتاہی کا اقرار کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ کمزوری میں نے دکھلائی ہے۔" (پیغام صلح ۲۰ جنوری ۱۹۳۷ء ص۴)

مَیں ذیل میں اس اجمال کی تفصیل درج کرتا ہوں تا کھل جائے۔ کہ غیر مبایعین اور ان کے امیر نے کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کو پسِ پشت پھینک دیا ہے۔

مسئلۂ نبوت اور مسئلۂ خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :۔

" یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا۔ ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ ... غرض ۲ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا۔ ... سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ ۲ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی ۲ دو جھوٹی خوشیوں کو

پامال کرکے دکھلادے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے"۔ (الوصیت ص۶/۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت کے وجود پر کس قدر واضح حوالہ ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ ایک قدرت نبیوں کے ہاتھ سے دکھاتا ہے۔ اور دوسری نبی کی وفات کے بعد۔ اور پھر فرماتے ہیں "اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے"۔ معلوم ہوا حضورؑ نبی ہیں۔ اور زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں۔ ورنہ یہ استدلال درست نہیں ہوسکتا۔ افسوس کہ غیر مبایعین نے نبوت حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کرکے الوصیت کو پس پشت پھینک دیا۔

پھر دوسرے مسئلہ یعنی خلافت پر بھی یہ اقتباس واضح دلیل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت میں اس قسم کی خلافت کو ضروری قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق بتلایا ہے۔ جیسی خلافت حضرت ابوبکرؓ کی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر کل جماعت بالخصوص اکابر غیر مبایعین نے اعلان کیا۔ کہ :-

"آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقربا حضرت مسیح موعود و باجازت حضرت ام المؤمنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی۔ والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی"۔

(اخبار بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء صفحہ اول)

افسوس کہ غیر مبایعین نے خلافت ثانیہ کے وقت ان "وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت" کو بالکل ٹھکرا دیا۔ اور سلسلہ احمدیہ میں خلافت کا انکار کردیا۔

۳
بہشتی مقبرہ

الوصیت کا اہم موضوع بہشتی مقبرہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مقبرہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

"ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی۔ اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا۔ کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں"۔ (الوصیت ص۱۸)

غیر مبایعین نے پہلے اس مقبرہ کے لئے وصیتیں کی تھیں۔ مگر پھر بدقسمتی سے انہیں

منسوخ کروالیا۔ اور بہشتی مقبرہ پر تمسخر کرنا شروع کر دیا۔ کیا یہ الوصیت سے صریح انحراف نہ تھا؟

اہل وعیال مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا تعالےٰ نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو۔ ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا" (الوصیت صـ۲۶)

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اہل وعیال کے لئے بہشتی مقبرہ کے لئے وصیت کرنے سے خدائی استثناء ذکر فرمایا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ یقیناً جنتی ہیں۔ حضرت ام المؤمنین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری اولاد جماعت احمدیہ قادیان میں شامل ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان ہی حق پر ہے۔ غیر مبایعین نے الوصیت کے اس حصے کو بھی پس پشت پھینک دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت طیبہ پر ناروا حملے کرنا اپنا شیوہ بنالیا ہے۔ اور اس طرح خدائی فیصلہ کے نیچے آ گئے۔

قادیان کی مرکزیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ ضروری ہوگا۔ کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے" (الوصیت صـ۲۵)

غیر مبایعین نے قادیان کو چھوڑا۔ اور اس بابرکت مقام کی توہین کی۔ اور لاہور کو اپنا مرکز قرار دے لیا۔ یہ بھی الوصیت کے صریح خلاف ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے عیاں ہے۔ کہ غیر مبایعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوصیت کو بالکل بھلا دیا ہے۔ اور اس بارے میں "سب سے زیادہ قصوروار" جناب مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ جیسا کہ انہیں خود اعتراف کرنا پڑا ہے۔ سچ ہے۔ بل الانسان علےٰ نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ ٭

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وصیت سے غیر مبایعین کی روگردانی

حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ تھے ۱۹۰۸ء سے لیکر ۱۹۱۴ء تک آپ نے جماعت کو خلافت کی اہمیت اور اس کے ساتھ وابستگی کی تلقین کی۔ اپنی وفات سے چند روز قبل آپ نے فرمایا:-

"خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا"

(اخبار پیغام صلح ۲۴ر فروری ۱۹۱۴ء)

بعد ازاں آپ نے ایک وصیت تحریر فرمائی۔ اور تمام حاضرین کو سنائی۔ لکھا ہے:-

"جب وصیت لکھ چکے تو آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا کہ سب کو سُنا دیں۔ انہوں نے کھڑے ہو کر سب سامعین کو باآواز بلند سنا دیا۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تین دفعہ پڑھو۔ چنانچہ پھر مولوی محمد علی صاحب نے اٹھ کر دو بار اور پڑھکر حاضرین کو سنایا۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ کوئی اور ضروری امر اگر رہ گیا ہو تو بتا دیں۔ میں لکھ دوں۔ مولوی محمد علی صاحب و جملہ احباب نے عرض کی۔ کہ اور کوئی ایسا امر نہیں" (ضمیمہ پیغام صلح ۵ر مارچ ۱۹۱۴ء)

اس وصیت کا خلاصہ مرزا یعقوب بیگ صاحب کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ:-

"حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک جانشین کیلئے وصیت فرمائی" (پیغام صلح ۱۶ر اپریل ۱۹۱۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے عام وصیت بھی فرمائی۔ کہ میرے بعد بھی اللہ خلیفے بنائیگا۔ تم نے ان کا انکار نہ کرنا۔ اور پھر خاص وصیت تحریر فرمائی جسمیں تاکید کی کہ میرے بعد ایک جانشین ہو۔ تمہارا ایک خلیفہ ہو۔ حسن اتفاق کہئیے یا مصلحت الٰہی سمجھیے کہ یہ وصیت مولوی محمد علی صاحب کی زبان سے تین مرتبہ پڑھوائی گئی اور اسکے صحیح ہونے کا ان سے اقرار لیا گیا۔ تا وہ کل کو یہ نہ کہیں کہ ہم دوسرے خلیفہ کو نہیں مانتے۔ اور ہمیں خلافت کی ضرورت نہیں۔

آہ! غیر مبایعین نے عموماً اور مولوی محمد علی صاحب نے خصوصاً اس وصیت کو رد کر دیا۔ گویا ان لوگوں نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوصیت کی خلاف ورزی کی بلکہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وصیت کو بھی ٹھکرا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فمن بدّلہ بعد ما سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ۔ کہ وصیت کو بدلنے والے سخت گنہگار ہوتے ہیں۔ کیا غیر مبایع اصحاب ان وصیتوں اور اپنے رویہ میں تفاوت پر غور کرینگے؟

صدر انجمن احمدیہ کا قطعی فیصلہ ماننے سے غیر مبایعین کا انکار

اکابر غیر مبایعین اپنے ساتھیوں کو کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک تو جمہوریت ہے۔ ایک شخص کا فیصلہ ہم نہیں مانتے۔ ہم تو انجمن کے فیصلوں کو مانتے ہیں اور انجمن کے فیصلے ہمارے نزدیک قطعی ہوتے ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ وہ اس قول میں ہرگز راستی پر نہیں ہیں۔ انہوں نے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کو پس پشت پھینک کا حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ کے بیان اور وصیت کو ٹھکرایا۔ اسی طرح انہوں نے صدر انجمن احمدیہ کی کثرت کے فیصلے کو رد کر دیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے چند پرانے ساتھیوں نے محض اپنی خواہش کے پورا کرنے کے لئے جمہوریت کے اصول کو پاؤں تلے روندا ہے۔

جماعت احمدیہ اور صدر انجمن احمدیہ کے سامنے خلافت کا مسئلہ دو موقعہ پر حقیقی رنگ میں فیصلہ کیلئے پیش ہوا۔ پہلی مرتبہ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر اس معاملہ میں فیصلہ کی ضرورت ہوئی۔ اسوقت جو فیصلہ ہوا اسے جناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سکرٹری انجمن احمدیہ نے ان الفاظ میں شائع کیا۔ کہ :-

"آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود و باجازت حضرت ام المؤمنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی۔ اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی۔ والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔" (اخبار بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء صا)

اس بارے میں دوسرا فیصلہ اس وقت ہوا۔ جب حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ اور مولوی محمد علی صاحب سابق سکرٹری انجمن اور ان کے ساتھی ممبروں نے خلافت ثانیہ کے وجود سے انکار کر دیا۔ تب انجمن کی کثرت نے جو فیصلہ کیا۔ وہ خلافت ثانیہ کے حق میں تھا۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"جس صورت میں زیادہ حصہ مجلس کے معتمدین کا صاحبزادہ صاحب کا بیعت شدہ تھا۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ صاحبزادہ صاحب کو اس پر اعتبار نہیں رہا۔ سکرٹری ان کا مرید۔ محاسب ان کا مرید۔ ناظر ان کا مرید۔ خود وہ اس کے میر مجلس۔ **پندرہ ممبروں میں سے نو ان کے مرید**۔ وہ جس طرح چاہتے اس انجمن سے کام لے سکتے تھے۔" (پیغام صلح ۵ر مئی ۱۹۱۴ء صا)

گویا صدر انجمن احمدیہ نے ان دونوں موقعوں پر بالاتفاق یا کثرت آراء یہی فیصلہ کیا۔ کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا وجود ضروری ہے اور ایک خلیفہ ہونا چاہیئے۔ کیا غیر مبایعین نے صدر انجمن احمدیہ کے اس قطعی فیصلہ کو تسلیم کیا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

غیر مبایعین کے تبلیغی مشنوں کی حقیقت

سخت ناانصافی ہوگی اگر ہم غیر مبایعین کے پروپیگنڈا کی داد نہ دیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کا کوئی باقاعدہ مشن تبلیغِ اسلام کیلئے بیرونی دنیا میں قائم نہیں۔ مگر وہ اشتہارات، رسالوں اور خطبوں میں دن رات پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ دنیا بھر میں صرف ہم ہی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور ہمارے مشن مختلف ممالک میں موجود ہیں۔ اخیر دسمبر ۱۹۴۱ء میں جو جلسہ غیر مبایعین کا لاہور میں ہوا۔ اس کے خطبہ افتتاحیہ میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی نے حسب ذیل الفاظ میں اپنی انجمن کے تبلیغی مشنوں کا ذکر کیا۔ کہ:-

"۱۹۱۴ء میں ووکنگ مشن اس کے اہتمام میں آیا۔ ۱۹۲۲ء میں جرمن مشن قائم ہوا۔ ۱۹۲۴ء میں جاوا مشن قائم ہوا۔ ۱۹۲۶ء میں برلن دارالخلافہ جرمنی میں ایک عظیم الشان مسجد ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرچ سے تیار ہوئی۔ ۱۹۳۲ء میں وائنا میں مشن قائم ہوا۔ جو بعد میں حالات ملکی کی وجہ سے جرمن مشن کے ساتھ ملا دیا گیا ۱۹۳۴-۳۵ء میں سپین مشن کی تحریک شروع ہوئی۔ ۱۹۳۹ء میں ہالینڈ میں مشن قائم ہوا۔" (خطبہ افتتاحیہ صفحہ ۱۵)

اس عبارت میں مولوی محمد علی صاحب نے کمال ہوشیاری سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ چھ سات ممالک میں ان کے مشن قائم ہیں۔ مگر واقعہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ فقرہ "۱۹۳۴-۳۵ء میں سپین مشن کی تحریک شروع ہوئی" کس قدر ہوشیاری سے لکھا گیا ہے۔ عوام اس سے یہ سمجھیں گے۔ کہ سات آٹھ برس پہلے جب یہ تحریک شروع ہوئی تھی۔ تو اب تو وہاں ضرور مشن ہوگا۔ لیکن اگر کسی واقفِ حال نے اعتراض کیا کہ سپین مشن تو قائم نہیں ہوا۔ تو جھٹ کہدیں گے۔ کہ ہم نے صرف تحریک کے شروع ہونے کا لفظ لکھا ہے۔ مشن قائم ہونے کا تو ذکر نہیں کیا تھا۔ حالانکہ یہ تحریک بھی معرضِ کتم میں جا چکی ہے۔ وائنا مشن کو جرمن مشن کے ساتھ ملانے کے تذکرہ سے ایک نئے ملک میں قیام مشن کا خیال پیدا کرنا مدنظر ہے۔ ورنہ اس ذکر کی ضرورت کیا تھی جرمن مشن اور جاوا مشن کے کھلنے کا سنہ ذکر کر دیا گیا ہے۔ ان کے بند ہونے کا سال نہیں بتایا۔ حالانکہ وہاں پر اب انکا کوئی مشنری موجود نہیں ہے۔ ووکنگ مشن کا ذکر بھی "وکیلانہ قابلیت" کا نتیجہ ہے۔ فرماتے ہیں "۱۹۱۴ء میں ووکنگ مشن انجمن کے اہتمام میں آیا" مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ ۱۹۴۱ء میں اس خطبہ کے سنانے کے وقت اس کا کیا حال ہے۔ سالہا سال سے ووکنگ مشن والے غیر مبایعین کی انجمن سے برات کا اعلان کر رہے ہیں خود خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی زندگی میں انجمن سے ووکنگ کو علیحدہ کرنے کا باصراحت اعلان کر دیا تھا۔ انہوں نے اس بارے میں اعلان کرتے ہوئے ایک نہایت معنی خیز بیان تحریر کیا ہے۔

لکھتے ہیں :-

"اس کی تبلیغی پالیسی شروع سے لے کر آج تک میرے ہاتھ میں رہی ہے۔ ۱۹۱۹ء سے لے کر گیارہ سال تک یہ مشن انتظاماً انجمن کی ایک کمیٹی کے ہاتھ میں رہا۔ مَیں عنقریب اس مالی امداد کو بھی اسم وار لکھدونگا۔ جو اس مشن کی ہوئی۔ جس سے نظر آجائے گا۔ کہ بعض نادان جو اس وہم میں ہیں۔ کہ ہم نے یہ کیا۔ اور ہم نے وہ کیا۔ انہیں نظر آجائے گا۔ کہ انہوں نے اپنی جیب سے جو امداد دی اسے نام نہاد امداد کہنا بھی غلط ہے۔" (رسالہ مجدد کامل ص۱۰۰)

اب خلاصہ یہ رہ گیا۔ کہ ہالینڈ میں ۱۹۳۹ء میں یعنی زمانۂ جنگ میں ان کا ایک شخص چلا گیا ہے، غیر مبایعین کی انجمن اور مولوی محمد علی صاحب کے جو تعلقات اس سے ہیں۔ انہیں نظر انداز کرتے ہوئے مَیں کہتا ہوں۔ کہ اتنی سی بات کو اس قدر طول دینا کب روا ہے۔ غرض مولوی محمد علی صاحب کا اپنے تبلیغی مشنوں کے متعلق بیان حقیقت سے سراسر عاری ہے۔ ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

غیر مبایعین کا بے ثمر لٹریچر

مولوی محمد علی صاحب کو اپنے لٹریچر پر بہت فخر ہے۔ وہ قریباً ہر خطبہ جمعہ میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر اس لٹریچر کے متعلق ان کا اپنا اعتراف ہے۔ کہ وہ بے ثمر رہا۔ مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں :-

"یہ صحیح ہے کہ ہمارا لٹریچر مقبول ہوا۔ مگر وہ پھل کیوں نہ لگا جو لگنا چاہیئے۔ صرف اس لئے کہ وہاں کام کرنے والا کوئی نہیں تھا۔" (پیغام صلح ۱۹ر مئی ۱۹۳۷ء)

ایڈیٹر صاحب پیغام نے لکھا ہے :-

"تمام برادرانِ اسلام گوش ہوش سے پڑھیں۔ کہ مذہب کی ترقی محض خیالات کی کاغذی اشاعت سے ناممکن ہے۔ اس ذریعہ سے آج تک نہ کسی نے ترقی کی ہے۔ اور نہ ہی کبھی ہوگی۔" (۷ر مارچ ۱۹۳۷ء)

اس بے ثمر اور ناکام لٹریچر پر صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ہی فخر کر سکتے ہیں۔ اور وہی اس کا بار بار ذکر کرتے رہتے ہیں ورنہ دوسرے عقلمند تو کامیابی کا اندازہ پھلوں سے ہی کیا کرتے ہیں ؁

تفسیر القرآن کے متعلق غیر مبایعین کا بے اصولاپن

آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کی تفسیر اور غیر مبایعین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھے گا۔ اس پر ظاہر ہوگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیروزبر ہو جائیں گے اور سخت طاعون پڑیگی۔ اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا۔ اس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک عذاب سے پہلے رسول نہ بھیجدیں۔ پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں رسول آئے ہیں جیسا کہ زمانہ کے گذشتہ واقعات سے ثابت ہے۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے۔ جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی۔ خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول مسیح موعود ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۱)

مارچ ۱۹۱۴ء سے پہلے غیر مبایعین کی تفسیر

خلافت ثانیہ کے انکار سے پہلے غیر مبایعین آیت کریمہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ کی جو تفسیر کیا کرتے تھے۔ وہ ان کے حسب ذیل تین حوالجات سے عیاں ہے۔ لکھا ہے:۔

(۱) "خدا تعالیٰ رحم فرمائے۔ اور لوگوں کو اس بات کی سمجھ دے۔ کہ وہ ظالم نہیں۔ اس کے عذاب بے گناہ مخلوق پر یا بلا اتمام حجت نہیں آیا کرتے۔ وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا۔" (پیغام صلح ۱۸ نومبر ۱۹۱۳ء)

(۲) "یہ عذاب بتلاتے ہیں کہ ما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولاً کے مطابق کوئی خدا کا رسول اور نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نازل ہوا تا کہ ایک قوم تیار کرے جس کے اعمال مومنانہ ہوں۔ اور وہ کامیاب کئے جاویں۔ لیکن وہ جو نہ مانے ان کو زور آور حملوں سے جگایا جاوے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔" (پیغام صلح ۱۸ دسمبر ۱۹۱۳ء)

(۳) "کیا ہی اچھا ہو۔ اگر مسلمان ایسے عذابوں کی اصل وجہ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً کو سمجھ کر اس رسول کو تلاش کر کے اس کی پیروی اختیار کریں جس کے انکار کے باعث آئے دن یہ عذاب وارد ہو رہے ہیں۔" (پیغام صلح ۲۵ر جنوری ۱۹۱۴ء)

۱۹۱۴ء کے اختلاف کے بعد مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر

مولوی محمد علی صاحب آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

"جنگ کا عذاب یورپ میں آئے یا کوئی بھاری زلزلہ اٹلی میں آئے۔ اور اس سے دلیل یہ لی جائے۔ کہ ضرور ہے کہ اس وقت کوئی رسول مبعوث ہو گیا ہو۔ تو پھر ایسے رسول کا ہندوستان میں مبعوث ہونا خدائے حکیم کا فعل نہیں ہو سکتا۔ جس میں حکمت کچھ بھی نہیں۔ وہ رسول یورپ یا اٹلی میں آنا چاہیئے تھا۔ پھر دوسری دقّت یہ ہے کہ ہر رسول کے لئے ایک وقت مقرر کرنا پڑے گا۔ اگر اس کے بعد اتنے عرصہ تک عذاب آئے تو وہ اس کی بعثت کی وجہ سے ہوگا۔ اور اگر اس میعاد کے بعد آئے۔ تو نیا رسول چاہیئے۔ اور اب جو عذاب آرہے ہیں۔ اگر ان کے لئے کوئی نیا رسول پیدا ہونا ضروری ہو چکا ہے۔ تو اب آئندہ رسول کی کب ضرورت ہوگی۔ آیا یہ قانون تیرہ سو سال کا بن جائے گا؟ ایسی باتیں کرنا گویا لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ مذہب علم نہیں۔ بلکہ کھیل ہے۔" (بیان القرآن صفحہ ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸)

فیصلہ

مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر صریح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے مخالف ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے محض حضورؑ کی تردید کیلئے یہ تفسیر لکھی ہے۔ پھر مولوی صاحب کی تفسیر غیر مبایعین کی اس تفسیر کے بھی خلاف ہے جو وہ مارچ ۱۹۱۴ء تک کیا کرتے تھے۔ غیر مبایعین کی سابقہ اور موجودہ تفسیر کو پڑھنے کے بعد کسے شک ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے عقائد نہیں بدلے۔ پہلے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول مانتے تھے اور ۱۹۱۴ء کے بعد اس کا انکار کرنے لگ گئے ہیں۔ حیرت آتی ہے کہ اس نمایاں ثبوت کے باوجود غیر مبایعین کہتے جاتے ہیں کہ ہم نے عقائد نہیں بدلے۔ ۱۹۱۴ء سے پہلے اور بعد کی غیر مبایعین کی تفسیر ان کے تفسیر القرآن میں بے اصولاپن کا ناقابلِ انکار ثبوت ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کے طرز استدلال کا تازہ نمونہ

کیا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ غیر تشریعی نبوت کو بند مانتے تھے؟

مولوی محمد علی صاحب نے پچھلے دنوں ایک اشتہار زیر عنوان "خلیفہ قادیان کا ۱۹۱۴ء سے پہلے کا مذہب" شائع کیا ہے۔ جس میں لکھتے ہیں:-

"الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء میں میاں محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ قادیان نے عنوان خاتم النبیینؐ کے ماتحت یوں لکھا تھا۔ "اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کرکے آپؐ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا" ہر قسم کی نبوتوں کے الفاظ کو نوٹ کرلیں۔ کوئی قسم نبوت باقی نہیں رہی۔ نہ تشریعی نہ غیر تشریعی"۔

(اشتہار ۸ رستمبر ۱۹۴۱ء)

مولوی صاحب کے اس استدلال کے جواب میں صرف اس اصل پُر معارف مضمون کو درج کر دینا ہی کافی ہے۔ جو الحکم ۱۴ر مارچ ۱۹۱۱ء میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ ایدہ اللہ بنصرہ کے قلم مبارک سے شائع ہوا تھا۔ قارئین اسے مطالعہ کرکے خود ہی فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب نے مندرجہ بالا استدلال کرنے میں کہاں تک انصاف سے کام لیا ہے۔ والی اللہ المشتکی۔ مکمل مضمون حسب ذیل ہے:-

"ہمارا ایمان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مخفی در مخفی تعلقات الٰہیہ کی وجہ سے اس بلند مقام تک پہنچ گئے تھے کہ آپؐ کے رتبہ کا سمجھنا تک نہایت مشکل امر ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان انسان دنیا میں گذرے ہیں۔ جنہوں نے اپنے نفسوں کو ہی پاک نہیں کیا۔ بلکہ قوموں کی قوموں کو سُدھار دیا۔ اور جو خدا تعالیٰ کے احکام میں ایسے منہمک ہوئے کہ بس فنا ہی ہو گئے۔ لیکن جس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم مارا اس تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ انسانی زندگی کا کوئی سا پہلو بھی لے لیں۔ آپؐ بے نظیر ہی معلوم ہوتے ہیں۔ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک اور بیکسی و بے بسی کی حالت سے لیکر ایک ملک کے بادشاہ ہونے تک کی مختلف حالتوں میں کوئی پہلو بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ کہ جس میں آپؐ کے طریق عمل پر کسی قسم کی حرف گیری کا موقعہ ملے۔ بلکہ جہاں تک غور کریں۔ کمال ہی کمال نظر آتا ہے۔ اکثر لوگوں میں جن کو بادی النظر میں کامل سمجھا جاتا ہے غور کریں تو بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ لیکن یہ ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی ذات ہے۔ کہ نظر کو کتنا ہی باریک کرتے چلے جاؤ۔ آپؐ کی کمزوریاں نہیں بلکہ آپؐ کے کمال ہی کھلتے چلے جائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ یعنی آپؐ کبھی بھی ہوائے نفس

سے کلام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ منشاء الٰہی کے ماتحت ہی آپؐ کے سب کام تھے۔ پھر فرمایا کہ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ یعنی آپ نے جو کچھ پھینکا۔ وہ آپؐ کا پھینکا ہوا نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے پھینکا تھا۔ اِسی طرح ارشاد ہوا ہے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی کہدو کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالےٰ کے لئے ہی ہے۔ جو رب العالمین ہے۔ غرضکہ آپؐ نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے منشاء کے آگے اس طرح ڈال دیا تھا کہ آپؐ کی ساری زندگی میں ایک نمونہ بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ آپؐ نے کبھی اپنی بڑائی بھی چاہی ہو۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپؐ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے ایک ہی دروازہ کھلا رکھا گیا اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اتباع کا دروازہ ہے۔ ایک زمانہ تھا جبکہ مختلف ممالک میں مختلف قوموں کے لئے انبیاء آتے تھے۔ اور ایک کا دوسرے سے کچھ تعلق نہ تھا۔ لیکن آپؐ کی بعثت کے بعد کوئی شخص مامور نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس پر رسول اللہ کی تصدیق کی مہر نہ ہو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم آپؐ کے کمالات اسی حد تک نہیں پہنچے کہ آپؐ کے بعد کوئی مامور من اللہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس پر آپؐ کی اتباع کی مہر نہ ہو۔ بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپؐ کے کمالات اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات کی ان منازل تک پہنچ گئے کہ آپؐ کی اتباع کی برکت سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں کہ جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے (چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ؂) اور آپؐ کا فیض قیامت تک اسی طرح جاری رہیگا۔ کسی نبی کا سو سال۔ کسی کا دو سو سال۔ کسی کا ہزار۔ کسی کا دو ہزار سال تک سلسلہ جاری رہا۔ لیکن آپؐ کا نور جب تک کہ دنیا قائم ہے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں کو منور کرتے ہوئے سلوک کی اعلےٰ سے اعلےٰ راہوں کو طے کراتا رہیگا۔

آپؐ کو دوسرے انبیاء و رسل پر ہزاروں فضیلتیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ آپؐ کے لائے ہوئے دین کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا۔ اور یہ خصوصیت کسی اور مذہب میں موجود نہ تھی۔ بلکہ وہ خاص خاص حالات کے ماتحت ہوتے تھے۔ پھر آپؐ کے مبارک نام کو کلمہ توحید کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ جو فضیلت کسی نبی کو نہیں دی گئی یہ بھی آپؐ کے ختم نبوت پر ایک دلیل ہے۔

آپؐ پر جس زبان میں کلام الٰہی اترا ہے۔ وہ اب تک زندہ ہے۔ اور قیامت تک زندہ رہے گی۔ یہ فضیلت بھی کسی اور مذہب کے بانی کو نہیں ملی۔ موسیٰؑ۔ مسیحؑ۔ زرتشتؑ۔ بدھ۔ ویدوں کے رشی کسی مدعی رسالت

کی زبان اب تک محفوظ نہیں۔ اور کسی ملک میں بھی نہیں بولی جاتی۔ جس کی وجہ سے نہ معلوم ان کی کتب میں اب تک کس قدر تغیر ہو چکے ہیں۔

آپ کو وہ صحابہ ملے۔ کہ کسی اور کو نہیں ملے۔ جان نثار سپاہی۔ فرمانبردار مدبر۔ محتاط راوی مخلص حافظ قرآن۔ پاک بیبیاں۔ نیک ذریت۔ کامل خلفاء کوئی چیز بھی تو نہیں جس سے آپؐ محروم رہے ہوں۔ اور جو آپؐ کی تعلیم کے پھیلنے میں رکاوٹ کا باعث ہوئی ہو۔

اس کی وجہ کہ آپؐ خاتم النبیین کیوں ہوئے؟ یہ ہے کہ آپؐ کل صفات الٰہیہ کے مظہر تھے۔ اور پہلے انبیاء ایسے نہ تھے۔ چنانچہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ دَنٰی فتدلّٰی فکان قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدنٰی۔ یعنی آپؐ اللہ تعالیٰ سے ایسے قریب ہوئے کہ جب قوسیں ملائی جائیں۔ تو جو ان کے درمیان فاصلہ رہتا ہے اتنا فاصلہ آپؐ میں اور اللہ تعالیٰ میں رہ گیا۔ (یعنے کوئی فاصلہ نہ رہا) یہانتک کہ وہ بھی نہ رہا۔ اور آپؐ اس سے بھی قریب ہو گئے۔ یعنی آپؐ نے اپنی کمان رکھی ہی نہیں۔ خدا کی ہی کمان میں اپنی کمان کو داخل کر دیا۔ اور اس طرح جہاں خدا تعالیٰ کا تیر چلا وہیں آپؐ کا چلا۔ اور جس کی حمایت میں چلا۔ آپؐ کا بھی اسی کی حمایت میں چلا۔ تو گویا کل صفاتِ الٰہیہ کے آپ مظہر ہو گئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی ہے کہ:۔ اوتیت جوامع الکلم۔ یعنے ہر قسم کے کمالات مجھے دیئے گئے ہیں جس کی تائید قرآن شریف کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا۔ پس آپؐ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کے مظہر تھے۔ جن کا تعلق انسان کی ترقیات سے ہے۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خاص خاص زمانوں میں اور خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں میں خدا تعالیٰ کی خاص خاص صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ پس پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ ایک خاص صفت الٰہیہ کے ظہور کے وقت اس زمانہ کے نبی کے کمالات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے ایک اور نبی بھیج دیا جاتا تھا۔ لیکن اب خواہ کسی ملک یا قوم پر کسی صفت الٰہیہ کا ظہور ہونا ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے کمالات اس صفت کو اخذ کر کے دنیا پر پھیلانے کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اب کسی ایسے نبی یا رسول کے بھیجنے کی ضرورت نہیں رہی جو آپؐ سے الگ ہو کر اپنا سلسلہ قائم کرے۔ بلکہ جو کمالات بھی کہ انسان حاصل کر سکتا ہے۔ وہ آپؐ ہی کے اتباع سے کر سکتا ہے۔

لیکن باوجود ان کمالات کے جو آپؐ میں پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کی عبودیت ظاہر کرنے کے لئے فرماتا ہے۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ وہ کمزور فطرتیں جو آپؐ سے بہت ادنیٰ درجہ کے

انسانوں کو بھی خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتی رہی ہیں۔ آپؐ کی شان کو دیکھکر آپؐ کو بھی کوئی ایسا ہی خطاب نہ دے دیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

مقامِ عبرت!

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے امیر غیر مبایعین کے

دو قول

(۱)

"میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ میں صاحبزادہ صاحب کی عزت کرتا ہوں وہ میرے آقا کے صاحبزادے ہیں۔ اگر میں انکی عزت و احترام کو ملحوظ نہ رکھوں تو بڑی نمک حرامی ہوگی"۔

(پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء صہ ۲)

(۲)

"باقی رہا یہ کہ کسی نے میاں صاحب کو یزید سے مشابہت دیدی تو یہ کوئی گالی نہیں۔ یزید بھی تو اُولو الامر میں سے تھا"۔

(پیغام صلح ۲۶ اگست ۱۹۳۷ء صہ ۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تحریر فرمودہ احمدیہ عقاید

جملہ غیر مبایع اصحاب سے ایک اپیل

ذیل میں ان عقائد کی مصدقۂ عدالت نقل درج کی جاتی ہے۔ جو مولوی کرم الدین آف بھیں والے مقدمہ کے دوران میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنے اور خواجہ کمال الدین صاحب وکیل کے دستخطوں سے عدالت میں داخل فرمائے۔ مَیں نے چاہا تھا کہ جناب مولوی محمد علی صاحب ان عقائد پر دستخط فرما دیں تا ہمارا باہمی اختلاف دُور ہو سکے۔ چنانچہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو اس بارے میں جناب مولوی صاحب کی خدمت میں ایک رجسٹرڈ خط بھی ارسال کیا گیا۔ مگر انہوں نے اب تک اس کے متعلق قطعاً کوئی جواب نہیں دیا۔ کہ وہ ان عقائد پر آج دستخط کرنے کو تیار ہیں یا نہیں۔ اس سے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تحریر فرمودہ عقائد سے کون منحرف ہوا ہے؟ (ایڈیٹر)

"عقاید مرزا غلام احمد قادیانی

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے تھے اور غشی کی حالت میں زندہ ہی اتارے گئے تھے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر معہ جسم عنصری نہیں گئے۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نہیں اتریں گے۔ اور نہ کسی قوم سے وہ لڑائی کریں گے۔

۵۔ ایسا مہدی کوئی نہیں ہو گا جو دنیا میں آ کر عیسائیوں اور دوسرے مذاہب والوں سے جنگ کریگا اور غیر اسلامی اقوام کو قتل کر کے اسلام کو غلبہ دے گا۔

۶۔ اس زمانہ میں جہاد کرنا یعنی اسلام پھیلانے کے لئے لڑائی کرنا بالکل حرام ہے۔

۷۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ مسیح موعود آ کر صلیبوں کو توڑتا اور سؤروں کو مارتا پھرے گا۔

۸۔ میں مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود اور امام زمان اور مجدد وقت اور ظلی طور پر رسول اور نبی اللہ ہوں۔ اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔

۹۔ مسیح موعود اس اُمت کے تمام گذشتہ اولیاء سے افضل ہے۔

۱۰۔ مسیح موعود میں خدا نے تمام انبیاء کی صفات اور فضائل جمع کر دیئے ہیں۔

۱۱۔ کافر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔

۱۲۔ مہدی موعود قریش کے خاندان میں نہیں ہونا چاہیئے۔

۱۳۔ امت محمدیہ کا مسیح اور اسرائیلی مسیح دو الگ الگ شخص ہیں اور مسیح محمدی اسرائیلی مسیح سے افضل ہے۔

۱۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی حقیقی مُردہ زندہ نہیں کیا۔

۱۵۔ آنحضرت صلعم کا معراج جسم عنصری کیساتھ نہیں ہوا۔

۱۶۔ خدا کی وحی آنحضرت صلعم کے ساتھ منقطع نہیں ہوئی۔

العبد۔ مرزا غلام احمد۔ العبد۔ بحروف انگریزی خواجہ کمال الدین"

عرضِ نیازِ شوق

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

فرقان والے مولوی صاحب ابوالعطا
فرمایا کوئی نظم۔ کیا عرض۔ کیا ضرور،
"پیغام والے اس سے نہیں ہونگے متفق"
یعنی عقیدے جن سے کہ ہوتا ہے امتیاز

کل اتفاق ایسا ہوا، رستے میں ملے
لیکن وہ نثر۔ نثر جو فرمائی آپ نے
سُلجھا دیئے اسے۔ کہ تعجب ہوا مجھے
مابین فرقہ ہائے مسلمان نام کے

"عیسیٰؑ ہوئے ہیں فوت۔ مگر جب صلیب پر
خاکی جسد سے کوئی فلک پر نہیں گیا!
وحیِ خدا ہے جاری۔ نہیں منقطع ہوئی
اِک فرد اکمل۔ اُمتِ احمدؐ سے آئیگا
اُس میں فضیلتیں ہیں تمام انبیاءؑ کی جمع
مَیں حسب پیشگوئی ہوں موعودِ مُرسلیں
ظلّی رسول اور نبی ہوں خدا کا مَیں

کھینچے گئے تو زندہ سلامت وہ بچ گئے
عیسیٰؑ بھی آسمان سے ہرگز نہ آئیں گے
مبعوث ہر صدی میں مجدّد کئی ہوئے
جو فیض یافتہ ہے رسُولِؐ اَنام سے
مہدیؑ بھی ہے۔ لڑائی نہ تلوار سے کرے
مسلم وہی ہے جو مجھے مامُور مان لے
افضل تمام شان میں عیسیٰؑ مسیحؑ سے"

تحریر دلپذیر ہے حلفی بیاں کے ساتھ
آنکھوں سے سب لگا لینگے اور دل سے مانینگے
ہے صاف صاف بات عدالت میں ہو چکی
مَیں کس طرح سے مولوی صاحب یہ مان لوں
کہنے لگے۔ کہ۔ وہ نہیں کرنے کے دستخط
یہ حُسنِ ظن درست نہیں اکملؔ! آپ کا

جس پر ہیں دستخط مرے آقا مسیح کے
وہ کون احمدی ہے جو انکار کر سکے
خواجہ کمال دین نے بھی دستخط کئے
اِس پر جبینِ صدق نہ تسلیم کو جھکے
باوَر نہ ہو تو کہہ کے ذرا دیکھ لیجئے
وہ لوگ حق سے دُور۔ بہت دُور۔ ہو چکے

اے ساکنانِ بلدۂ پیغام! بولئے
یہ عُقدہ آپ اپنے ہی ہاتھوں سے کھولئے

اکمل عفا اللہ عنہ ۲۵ جنوری ۱۹۴۲ء

مرکزِ احمدیت کی عظمت اور لاہوری فریق

(از جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔بی)

:(۲):

قادیان حفاظت الٰہی میں

قادیان ہی وہ شہر ہے جہاں اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اسلام کی تجدید اور جملہ ادیان عالم پر اسے کامل غلبہ دینے کی بنیاد رکھی۔ یہ اسلام کا مضبوط قلعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزیں ہوئے قلعہ ہند میں"

(الحکم جلد ۷ نمبر ۴۶ و ۴۷ پرچہ ۱۷ و ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء)

پس ایسا قلعہ جسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی سے مشرف فرمایا۔ اس کی حفاظت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں اس حفاظت کا ذکر بکثرت موجود ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کو ایک بار نہیں بلکہ کئی دفعہ الہام ہوا:- "اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْيَةَ" (دافع البلاء صہ)

یعنی اللہ تعالیٰ اس بستی کو قدرے تکلیف کے بعد پناہ میں لے لیگا۔ یہ حفاظت کا وعدہ از حد تسکین کا موجب ہے۔ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں۔ کہ قادیان "خدا تعالیٰ کی نظر میں دار الامان ہے" (نزول المسیح حاشیہ ۴۲)

اسی سلسلہ میں دوسرا الہام یوں ہے۔ "اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ" (تذکرہ ص۴۱۰) یعنی میں اس گھر کے سب رہنے والوں کی حفاظت کرونگا۔ اور ساتھ ہی اس گھر کے اصل مکینوں کے بارہ میں الہام فرمایا۔ "اِنِّیْ مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ" (تذکرہ ص۴۳۵) یعنی میں تیرے ساتھ اور تیرے گھر والوں کے ساتھ ہوں۔

غیر مبایع بھائیو! آپ اگر ان الہامات کو پیش نظر رکھتے۔ تو آپ کو کبھی ٹھوکر نہ لگتی۔

اللہ تعالیٰ نے ۱۸۸۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب کہ حضور نے ابھی دعوئی ماموریت نیا نیا کیا تھا۔ ارشاد فرمایا۔ اور پھر کئی بار اس کو دُہرایا:-

"یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ وَسِّعْ مَکَانَكَ۔ یَاْتِیْكَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ"

(تذکرہ ص۵۲)

یعنی ہر ایک دُور کی راہ سے یا ایسی راہوں سے جو لوگوں کے بہت چلنے کے باعث گہری ہو جائیں گی لوگ تیرے پاس آویں گے۔ اپنے مکان کو وسیع کر۔ وہ ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف لائیں گے۔

پس اس کے مطابق اکناف و اطراف ہند اور دیگر ممالک سے بکثرت زائرین آئے۔ اور آتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ فی الواقع سڑکوں میں گڑھے پڑ گئے۔ مکانوں کو وسیع کیا گیا۔ اور یہ وسعت بفضلہ تعالےٰ اب تک جاری ہے۔

قادیان کے اصحاب الصفّہ

۱۸۸۲ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مہاجرین کے متعلق یوں خبر دی:۔

اَصْحَابُ الصُّفَّةِ ۔ وَمَا اَدْرٰكَ مَا اَصْحَابُ الصُّفَّةِ ۔ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ ۔ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ ۔

ترجمہ:۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے۔ جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آکر آباد ہونگے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں۔ اور تو کیا جانتا ہے۔ کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے۔ جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تُو دیکھے گا۔ کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے۔

(تذکرہ صفحہ ۵۱)

اور پھر حضورؑ تریاق القلوب صفحہ ۶۰ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ نے انہی اصحاب الصفّہ کو تمام جماعت میں سے پسند کیا ہے۔ اور جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا۔ اور کم سے کم یہ کہ یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا۔ اسکی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے۔ کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے"۔

غیر مبایع دوستو! خلافت سے علیحدہ رہنے کا کیا یہ کم نقصان ہے۔ کہ آپ اس آسمانی نعمت سے محروم ہیں؟

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول المسیح صفحہ ۲۶ و ۲۷ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"عرصہ قریباً اٹھائیس برس کا گذرا ہے۔ کہ مَیں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت پر دیکھا۔ جو ایک اُونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا۔ جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اُس نے مجھے دیا۔ اور کہا۔ کہ

یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔

. . . نان سے مَیں نے یہ تعبیر کی تھی۔ کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا۔ اور رزق کی پریشانگی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی"۔

قادیان کی مساجد

یوں تو قادیان کی ہر اینٹ ہی ایک نشان ہے۔ لیکن مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک خصوصیت کے ساتھ بابرکت جگہیں ہیں۔ مسجد اقصیٰ کے متعلق اُوپر حوالہ درج ہو چکا ہے۔ مسجد مبارک کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فِیْہِ بَرَکَاتٌ لِّلنَّاسِ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔ مُبَارِکٌ وَّمُبَارَکٌ وَّکُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ۔ (تذکرہ صـــ ودــ)

ترجمہ:- اس میں لوگوں کے لئے برکتیں ہیں۔ اور جو شخص اس میں باخلاص وقصد تعبّد وصحت نیّت و حسن ایمان داخل ہوگا۔ وُہ سوءِ خاتمہ سے امن میں آجائیگا۔ یہ مسجد برکت دہندہ و برکت یافتہ ہے۔ اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائیگا"۔

ایک خواب میں حضور علیہ السلام نے اس مسجد کے دروازہ کی پیشانی پر "لَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ" لکھا ہوا دیکھا۔ اس کا مطلب حضرت اقدس علیہ السلام کے الفاظ میں یہ ہے۔" خدا کے فضل کو کون روک سکتا ہے۔ جس عمارت کو وہ بنانا چاہے۔ اس کو کون مسمار کرے۔ اور جس کو وہ عزت دینا چاہے۔ اُس کو کون ذلیل کرے"۔ (تذکرہ صـ۱۱۴ـ)

اے لاہوری فریق کے دوستو! کیا آپ کے دل میں ان مبارک و بابرکت مساجد کو دیکھنے اور انکی برکات سے استفاضہ کرنے کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا؟

قادیان کا منارۃ المسیح

منارۃ المسیح کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

"قدیم سے مسیح موعود کا مقام اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے۔ جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اونچی نہیں۔ اسی کی طرف براہین احمدیہ کے اس الہام میں اشارہ ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد۔

ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد بھی مسجد اقصیٰ ہے۔ کیونکہ وہ صدر اسلام سے دُور تر اور انتہائی زمانہ پر ہے۔ اور ایک روایت میں خدا کے پاک نبیؐ نے یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے مشرقی مینارہ کے قریب ہوگا"۔ (اشتہار چندہ منارۃ المسیح صـــ وصـــ)

اس منارۃ المسیح کی بنیاد خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۳ء میں رکھی۔ مگر اس کی تکمیل مشیت ایزدی کے مطابق خلافت ثانیہ میں ہو سکی۔

بہشتی مقبرہ

بہشتی مقبرہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

"ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی۔ اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا۔ کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں۔ جو بہشتی ہیں۔" (الوصیت صـ۱۶)

"چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا۔ کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا۔ کہ اُنْزِلَ فِیْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ۔ یعنی ہر قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں۔ جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصّہ نہیں۔" (الوصیت صـ۱۷)

یہی وہ بہشتیوں کی خوابگاہ اور مہبط رحمت الٰہی ہے۔ جس میں وہ پاک وجود دفن ہے جسکو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا۔ اور اس کے ساتھ امت کے قابلِ فخر وجود حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ سو رہے ہیں۔

قادیان تجلیاتِ الٰہی کا مرکز ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) ؎ "زمینِ قادیان اب محترم ہے ✤ ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے" (درثمین)

(۲) "یہ اُس کے رسول کا تختگاہ ہے۔" (دافع البلاء صـ۱۱)

(۳) "ضروری ہوگا۔ کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔" (الوصیت صـ۲۵)

(۴) "جیسے روشنی میں سیاہ دل چور نہیں ٹھیر سکتا۔ ویسے ہی اس مقام (قادیان۔ ناقل) میں جو تجلیات اور انوار الٰہی کا مرکز ہے۔ کوئی سیاہ دل خائن بہت مدت تک نہیں ٹھیر سکتا۔" (بدر ۲۵ راپریل ۱۹۰۶ء)

(۵) "یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں۔ بلکہ وہ مقام مراد ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کیلئے الٰہی تعلیم کا چشمہ جوش مار یگا۔ اور وہ قادیان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دار الامان ہے۔" (نزول المسیح حاشیہ صـ۴۲)

بچھڑے ہوئے بھائیو! قادیان کے بارے میں خدا تعالیٰ کی شہادت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کرتے ہوئے ملتمس ہوں۔ کہ خدارا کینہ و تعصب اور بغض و حسد سے دل کو خالی کرتے ہوئے۔ توجہ۔ اخلاص اور خشیت الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں پڑھیں۔ کیا عجب کہ خدا تعالیٰ آپ کے چشمِ بصیرت وا کردے۔ اور ان پرآشوب ایام میں آپ پھر اس مرکز روحانیت سے وابستہ ہو جائیں اور تسکین ابدی پائیں۔

؎ آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ✤ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

غیر مبایعین کے تازہ لٹریچر پر نظر

شذرات

(۱)

غیر مبایعین کی تعداد

جناب مولوی محمد علی صاحب نے ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کو سالانہ جلسہ کے "خطبہ افتتاحیہ" میں لکھا:۔

"آپ ایک طرف قادیان کی کثیر جماعت کو رکھیں۔ اور دوسری طرف اس چھوٹی سی جماعت کو۔ جو شاید اس کے سامنے آٹے میں نمک کی طرح ہے۔" (خطبہ افتتاحیہ ص۱)

خطبہ جمعہ میں مولوی صاحب نے فرمایا:۔

"ہمیں پانچ ہزار کی قلیل تعداد میں ہونے پر فخر ہے۔ ہم اپنی قلت کی وجہ سے شرمندہ نہیں۔ کیونکہ یہ مصلحت الٰہی کا تقاضا تھا۔" (پیغام صلح ۲۴ جنوری ۱۹۴۲ء)

ان بیانات میں غیر مبایعین کے مردوں، عورتوں اور بچوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد پانچ ہزار متعین کی گئی ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ جناب مولوی صاحب "اپنی قلت کی وجہ سے شرمندہ" ہیں یا نہیں۔ اس کے لئے اسی خطبہ کے مندرجہ ذیل فقرات مطالعہ فرمائیں:۔

"خوب یاد رکھو! اگر تم اس وقت غلطی کرو اور توسیع جماعت کی طرف سے لاپرواہی دکھاؤ تو تمہارا مستقبل اچھا نہیں ہو سکتا۔"

(۲)

سوادِ اعظم کون ہے؟

مولوی محمد علی صاحب اپنے ٹریکٹ "ایک دردمندانہ اپیل" (مطبوعہ دسمبر ۱۹۴۱ء) میں لکھتے ہیں:۔

"عام مسلمان چودھویں صدی کا مجدد کوئی نہیں مانتے اور اس طرح سوادِ اعظم کو چھوڑ رہے ہیں۔ اور قادیانی جماعت حضرت مرزا صاحب کو نبی مان کر سوادِ اعظم کو چھوڑ رہی ہے۔" (ص۱۴)

گویا غیر مبایعین ہی "سوادِ اعظم" (بڑی جماعت) ہیں۔ اس دعویٰ کا ثبوت انکے پاس یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غیر نبی مانتے ہیں۔ حالانکہ انکا یہ عقیدہ انہیں امت اسلامیہ کے اجماع سے کاٹ کر اہلِ بہاء کے ہمخیال ثابت کرتا ہے۔ امت محمدیہ کا مسیح موعود سب امت کے نزدیک نبی ہے۔ امام سیوطی کا قول ہے۔ ومن قال بسلب نبوته فقد کفر (حجج الکرامہ) صرف بہائی اور غیر مبایعین کہتے ہیں کہ مسیح موعود غیر نبی ہے کیا سوادِ اعظم کی یہی علامت ہے؟

(۳)

احمدیوں کے دو فرقے

مولوی محمد علی صاحب اس عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں:۔

"بہت سے لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کے دو فرقے ہو جانے کو اس کے باطل ہونے کی وجہ سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ یہی بات اس کے حق ہونے پر دلیل ہے۔ اگر یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو واقعی اس کے دو ٹکڑے ہو جانے سے اس کا خاتمہ ہو جاتا۔ مگر دو ٹکڑے ہونے کا نتیجہ کیا ہے؟ وہی کام بجائے اس کے کہ اس میں ضعف پیدا ہوتا وہ دو چند قوت کے ساتھ ہو رہا ہے۔ یہی حق کی علامت ہے۔ اسلام میں بھی کئی فرقے ہوئے۔ کئی جھگڑے بھی ہوئے۔ مگر کوئی چیز اسکی ترقی کو نہ روک سکی۔ اور اس کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔ یہی معاملہ سلسلہ احمدیہ سے ہوا ہے۔" (رسالہ دعوتِ عمل صہ۳۰)

مولوی صاحب کا بیان بالکل درست ہے۔ مگر قابلِ غور امر یہ ہے کہ جب "اسلام میں فرقے ہوئے" تو کیا اہلِ حق "کثیر جماعت" ہوتی تھی یا وہ فرقے جو "آٹے میں نمک" کے برابر تھے۔ نیز کیا خلفاء راشدین کے ماننے والے حق پر تھے یا ان سے بغاوت کرنے والے گروہ؟ اے کاش ہمارے غیر مبایع بھائی اسی منہاج پر جماعت احمدیہ کو پرکھیں۔ بلاشبہ احمدیت اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہے۔ سلسلہ احمدیہ سے وہی معاملہ ہو رہا ہے۔ جو اسلام سے ہوا۔ اس لئے ایک گروہ ایسا بھی بن گیا جو سلسلہ احمدیہ کے خلفاء پر زبانِ طعن کھولنا فخر سمجھتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں: "مسلمانوں کا ایک گروہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ جیسے انسانوں کو جنکی تعریف میں دشمن رطب اللسان ہیں گالیاں دینے پر فخر کرتا ہے۔" (دعوت عمل صہ۳۶)

(۴)

مولوی محمد علی صاحب کے تازہ متضاد بیانات

۸ ستمبر ۱۹۴۱ء کے ٹریکٹ میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا تھا:۔

"حقیقت یہی ہے کہ قادیان میں نبوت ۱۹۱۴ء میں خلافت کی لونڈی بن کر آئی۔"

۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کے خطبہ افتتاحیہ میں لکھتے ہیں:۔

"دوسری طرف ایک نیا نبی بنا کر جس پر ایمان لائے بغیر اب کوئی کافر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ خاتم النبیینؐ کے کلمہ کو بھی منسوخ قرار دیا۔ اس تکفیر کی بنیاد ۱۹۱۲ء میں حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کی زندگی میں رکھی گئی۔" (صہ۳)

اگر ۱۹۱۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی بناء پر تکفیر کی بنیاد رکھی گئی تھی تو یہ کہنا کس قدر غلط ہے کہ قادیان میں نبوت ۱۹۱۴ء میں آئی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے یہ دونوں تحریریں ۱۹۴۱ء میں احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کی ہیں۔ لیکن ۱۹۰۸ء میں اسی مقام پر کھڑے ہو کر وہ کہہ چکے ہیں:۔

"ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔ پاکیزگی کی روح اس میں اپنے کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔" (الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

دھو دیئے دل سے وہ سارے صحبتِ دیرینہ کے رنگ ٭ بھول بنکر ایک مدت تک ہوئے آخر کو خار

رسالہ "فرقان"

کا

خلافت نمبر

ماہ مارچ ۱۹۱۴ء میں غیر مبایعین نے جماعت احمدیہ میں مسئلہ خلافت کا انکار کیا تھا۔ آج اس واقعہ پر اٹھائیس برس گزر چکے ہیں۔ رسالہ "فرقان" کا آئندہ پرچہ "خلافت نمبر" ہوگا۔ انشاء اللہ۔ پوری کوشش کی جائے گی۔ کہ اس مسئلہ پر غیر مبایعین کے جملہ اعتراضات کے جوابات جمع کردئے جاویں۔ وباللہ التوفیق۔ خریداران 'فرقان' کے علاوہ جو دوست یہ پرچہ لینا چاہیں۔ انہیں چاہیئے کہ اڑھائی ۲ آنے کے ٹکٹ ارسال فرماویں۔ اشاعت کے لئے ایک روپیہ کے آٹھ پرچے علاوہ محصولڈاک دئے جاوینگے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ اس رسالہ کی غیر مبایعین میں بکثرت اشاعت کریں ؛

(مینجر فرقان۔ قادیان)

اعلان

سالِ رواں ۱۳۲۱ھش / ۱۹۴۲ء کے لئے مجلس رفقاء احمدؐ قادیان کی مجلس عاملہ کے مندرجہ ذیل اصحاب اراکین تجویز کئے گئے ہیں:۔

۱۔ مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری۔ صدر و مدیر
۲۔ قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری۔ نائب صدر
۳۔ محمد احمدؐ ... جنرل سکرٹری۔
۴۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب انورؔ۔ سکرٹری مال۔
۵۔ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ مینجر رسالہ فرقان
۶۔ مرزا منور احمدؐ صاحب ... نائب مینجر
۷۔ چوہدری مشتاق احمدؐ صاحب باجوہ۔ مہتمم توسیع اشاعت
۸۔ مولوی خلیل احمدؐ صاحب ناصرؔ۔ نائب مدیر
۹۔ مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری۔ ممبر۔
۱۰۔ صاحبزادہ مولوی عبد المنان صاحب عمرؔ۔ ممبر۔

خاکسار محمد احمدؐ۔ جنرل سکرٹری۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

کا

ارشاد

"ان کے علاوہ ایک رسالہ فرقان نکلا ہے۔ اس کی تمہید بھی میں نے لکھی ہے۔ جو پیغامیوں کے زہر کے ازالہ کیلئے جاری کیا گیا ہے۔ اسکی خریداری کیطرف بھی میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔"

(الفضل ۹ جنوری ۱۹۴۲ء)

ہمارا عزم

مجلس رفقاء احمدؐ قادیان نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ رسالہ فرقان تین سال تک جاری رہے۔ اور اس عرصہ میں غیر مبایعین کے اختلافی مسائل ہمارے دلائل۔ اور ان کے اعتراضات کے مفصل جواب اس میں شائع ہو جائیں انشاء اللہ۔ اسلئے آپ آج ہی خریداری منظور فرما کر سالانہ ایک روپیہ کے حساب سے رقم بنام مینجر رسالہ فرقان قادیان ارسال فرمائیں۔

حکیم محمد عبد اللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا۔

إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

خلافت نمبر

فرقان قادیان

جلد ۱ نمبر ۳

مجلس رفقاءِ احمدؑ قادیان

صفر ۱۳۶۱ھ

مارچ ۱۹۴۲ء امان ۱۳۲۱ ہش

سالانہ چندہ
صرف ایک روپیہ

ایڈیٹر:-
ابو العطاء جالندھری

فرقان بابت ماہ مارچ ۱۹۴۲ء

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجلس رفقاءِ احمدؐ قادیان کا ماہوار رسالہ

بابت ماہ مارچ ۱۹۴۲ء "فرقان" بابت ماہ امان ۱۳۲۱ ہش

حضرت اُمّ المؤمنین اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَھَا کا پیغام جماعت کے نام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مارچ ۱۹۴۲ء میں خلافت ثانیہ پر اٹھائیس برس پُورے ہو رہے ہیں۔ اس موقعہ پر رسالہ فرقان کا خلافت نمبر شائع ہو رہا ہے۔ مَیں نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ اس نمبر میں فرزندانِ احمدیت کے لئے کوئی پیغام عنایت فرمائیں۔ آپ نے ازراہِ نوازش مندرجہ ذیل قیمتی پیغام عطا فرمایا ہے۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء۔ (ایڈیٹر)

مجھے معلوم ہُوا ہے کہ جماعت کے بعض نوجوانوں نے ایک رسالہ "فرقان" شائع کرنا شروع کیا ہے اور مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ مَیں اس رسالہ میں جماعت کے نام کوئی پیغام دُوں۔ سو مَیں یہ چند سطریں اس خواہش کے احترام میں لکھوا رہی ہوں۔ مجھے اس بات کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ جماعت میں جو کام بھی تبلیغی یا تربیتی رنگ میں ہوتا ہے اس سے مجھے کس قدر خوشی ہوتی ہے۔ اور اسی لئے اس رسالہ کے جاری ہونے پر بھی بہت خوشی ہوئی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ

اس کام کے کرنے والوں کو اخلاص اور نیک نیّتی اور حسن خدمت کے اعلیٰ مقام پر قائم فرمائے۔ اور انکی کوشش اور خدمت کا بہتر سے بہتر نتیجہ پیدا کرے۔ گو جماعت کا سارا کام خدا کا کام ہے اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے کامیاب بنانیوالا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ظاہری اسباب کے ماتحت یہ بھی پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے اس کے کام میں شریک ہوں اور خدمت کا موقعہ پا کر ثواب حاصل کریں۔ سو میں اپنے عزیزوں سے کہتی ہوں کہ وہ اس رسالہ کو کامیاب بنانے اور اس کے نیک مقاصد کو پورا کرنے میں حصّہ لیں۔ اس ذریعہ سے نہ صرف وہ دین کی خدمت کا موقع پائینگے بلکہ خدا انکے ذاتی کاموں میں بھی برکت ڈالیگا۔ کیونکہ جب بندہ خدا کے کام میں حصہ لیتا ہے تو پھر خدا اُس کے کام میں برکت ڈالتا ہے۔ جماعت کے سامنے ابھی بہت بھاری کام ہے اور جبتک جماعت کے سارے لوگ مرد، عورت، بوڑھے جوان اسمیں دن رات لگ کر حصّہ نہیں لینگے وہ خدا کے سامنے سُرخرو نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب لوگوں کے ساتھ ہو۔ اور آپکو اپنی رضا کے ماتحت چلنے کی توفیق عطا کرے۔ مَیں ساری جماعت کے لئے اِلتزام کیساتھ دُعا کرتی ہوں۔ جماعت کے لوگ میرے لئے اور میری اولاد کیلئے دُعا کریں۔ اور پھر ہم سب مل کر جماعت کے لئے اور اسلام کیلئے دُعائیں کریں۔ تاکہ خدا تعالیٰ دین و دُنیا میں ہمارے ساتھ ہو۔ اور ہم اُس کے منشاء کے ماتحت زندگیاں گذاریں۔ اور اُس کے سامنے سُرخرو ہو کر پہنچیں۔ فقط

اُمّ محمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یوم الخلافۃ

خلیفہ خدا ہی بناتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد مئی ۱۹۰۸ء میں حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: "میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے۔ ... اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ ... میں جب مر جاؤنگا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جسکو خدا چاہیگا اور خدا اسکو آپ کھڑا کر دیگا۔" (اخبار بدر ۴ و ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء) اپنے چھ سالہ عہد خلافت میں حضرت مولوی صاحب نے فولادی میخ کی طرح اس عقیدہ کو راسخ کر دیا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ اور آخر مرض الموت میں بھی فرمایا: "خلیفے اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائیگا۔" (اخبار پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء) آج سے پورے اٹھائیس ۲۸ سال پیشتر ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو آپ فوت ہوئے۔ تب اکابر غیر مبایعین (لاہوری پارٹی) نے کہا کہ خلیفہ ہم بنائینگے اور خلیفہ انجمن کے تابع ہوگا۔ لیکن خدا کا ارادہ انسانی خیالات پر غالب آیا۔ چنانچہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو خلیفۂ دوم کا تقرر ہوا اور ثابت ہوگیا کہ فی الواقع خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ اکابر غیر مبایعین نے خلافت ثانیہ کو چیلنج کیا اور کہا کہ یہ "شبے ماند شبے دیگر نمے ماند" کی مصداق ثابت ہوگی۔ انکے زعم باطل پر آج اٹھائیس ۲۸ برس بیت گئے اور غیر مبایعین اپنے سارے حیلوں کے باوجود ایسے ناکام ہیں کہ وہ جماعت احمدیہ کے سامنے بقول مولوی محمد علی صاحب "شاید آٹے میں نمک کی طرح ہیں" (خطبہ افتتاحیہ ۱۹۴۱ء صفحہ ۱) کیا اب بھی اسمیں شک ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے؟ غیر مبایعین نے ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بالمقابل "تین خلیفے" بنائے (۱) جناب سید حامد شاہ صاحب (۲) جناب مولوی غلام حسن خانصاحب (۳) جناب خواجہ کمال الدین صاحب (پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء) اس کارروائی کی غرض یہ تھی کہ خلیفۂ برحق کو معزول کرکے یہ بتایا جائے کہ خلیفہ بنانا انسانوں کا کام ہے لیکن اس کا انجام یہ ہوا کہ جناب خواجہ صاحب تو فوت ہو گئے اور کسی نے انکی بیعت نہ کی اور اول الذکر دونو بزرگ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی حلقہ بگوشی میں داخل ہو گئے۔ کیا اب بھی اسمیں شک ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے؟ شیعہ صاحبان حضرت علیؓ کو خلیفہ مانتے ہیں لیکن حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کے منکر ہیں۔ خوارج حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کو خلیفہ مانتے ہیں لیکن حضرت علی کی خلافت کے منکر ہیں۔ غیر مبایعین حضرت مولوی نورالدینؓ کو خلیفہ مانتے ہیں لیکن خلیفۂ ثانی حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کی خلافت کے منکر ہیں۔ ان سب منکرین کے انکار کی بناء یہی ہے کہ خلیفہ خدا نہیں بناتا بلکہ انسان بناتے ہیں۔ حالانکہ خدا کی فعلی شہادت بتا رہی ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔

آج اٹھائیس سال کے بعد جبکہ حسن اتفاق سے ۱۴ مارچ کو ہفتے کا ہی دن ہے۔ ہم اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں سے پھر کہتے ہیں کہ وہ سوچیں کہ کیا اب بھی اسمیں شبہ ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے؟ جماعت احمدیہ اس سبق کو ہرگز نہ بھولے گی۔ ہم اس سبق کو نسلاً بعد نسل یاد کرتے جائیں گے۔ کیونکہ یہی جماعت احمدیہ کی ترقی کی کلید ہے۔ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَوَفِّقْنَا لِاِعْلَاءِ کَلِمَتِکَ الْعُلْیَا۔

خلافتِ ثانیہ کی حقانیت پر ایک اور برہان قاطع

منارۃ المسیح اور خلافتِ ثانیہ

منارۃ المسیح کی تکمیل

قادیان آنے والے مسافر کی نگاہ سب سے پہلے سفید و بلند مینار پر پڑتی ہے۔ رات کو آنیوالا انسان کئی میل کے فاصلہ سے اِس مینار کی روشنی کو دیکھتا ہے۔ نصف صدی قبل اِس گمنام بستی میں خدا کا ایک نُور اُترا اور حضرت احمدؑ جری اللہ فی حلل الانبیاء نے مسیحیت کا دعویٰ فرمایا۔ مسیح موعود کے ظہور کے لئے احادیث نبویہ میں ایک مینار بطور علامت مقرر تھا۔ اس کے مطابق بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء کو بذریعہ اشتہار منارۃ المسیح کی تعمیر کے ارادہ کا اعلان فرمایا۔ مخالفت کی تُند آندھیوں، تکفیر کے شدید سیلابوں، اور جماعت کی کمزوری وضعف کے باوجود جمعہ کے مبارک دن مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء کو آپ نے عظیم الشان مینار کا بنیادی پتھر رکھدیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آج یہ مینار مکمل صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اور سوچنے والوں کے لئے دن اور رات کے ہر حصے میں صداقت احمدیت پر ایک دلیل ہے۔ یہ مینار احمدیت کے درخشندہ مستقبل اور اسلام کے شاندار غلبہ کے لئے رمز ہے اس کی تجویز ۱۹۰۰ء میں شروع ہوئی۔ اس کی تعمیر کا آغاز ۱۹۰۳ء میں ہوا لیکن اس کی تکمیل خلافت ثانیہ میں، ۱۹۱۵ء یا ۱۹۱۶ء میں، ہو سکی۔ یہ مینار ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر زبردست دلیل ہے تو دُوسری طرف سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافتِ حقہ پر بھی بُرہانِ قاطع ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ قادیان میں منارہ بنے کیونکہ مسیح موعود کے نزول کی یہی جگہ ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد ۹ ص۵۵ اشتہار یکم جولائی ۱۹۰۰ء)

(۲) "مسیح کے زمانہ کے لئے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر

دُنیا میں پھیلے گی اور یہ باتیں کسی اور نبی[1] کو میسر نہیں آئیں"۔ (تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۳۶ اشتہار ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء)

(۳) "اے دوستو! یہ منارہ اس لئے تیار کیا جاتا ہے کہ تا حدیث کے موافق مسیح موعود کے زمانہ کی یادگار ہو"۔ (تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۳۸)

(۴) "جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے اُس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مُردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی رُوح پھونکی جائے گی۔ اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا۔ مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی جو انسان بناتے ہیں۔ بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے۔ جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں"۔ (تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۴۶، ۴۷)

(۵) "مسیح موعود کا حقیقی نزول یعنی ہدایت اور برکات کی روشنی کا دنیا میں پھیلنا یہ اسی پر موقوف ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو۔ یعنی منارہ تیار ہو۔ کیونکہ مسیح موعود کے لئے جو یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کہ وہ نازل ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بغیر وسیلہ انسانی اسباب کے آسمان سے ایک قوت نازل ہوگی۔ جو دلوں کو حق کی طرف پھیریگی۔ اور مراد اس سے انتشار رُوحانیت اور بارشِ انوار و برکات ہے۔ سو ابتداء سے یہ مقدر ہے کہ حقیقت مسیحیہ کا نزول جو نور اور یقین کے رنگ میں دلوں کو خدا کی طرف پھیریگا۔ منارہ کی تکمیل کے بعد ہوگا۔ کیونکہ منارہ اس بات کے لئے علامت ہوگا۔ کہ وہ لعنت کی تاریکی جو شیطان کے ذریعہ سے دنیا میں آئی ہے۔ وہ مسیح موعود کے منارہ کے ذریعہ سے یعنی نُور کے ذریعہ سے دُنیا سے مفقود ہو۔ اور منارۂ بیضاء کی طرح سچائی چمک اُٹھے اور اونچی ہو۔ خدا کے بعض جسمانی کام اپنے اندر رُوحانی اسرار رکھتے ہیں۔ پس جیسا کہ تورات کے رُو سے صلیب پر چڑھنے والا لعنت سے حصہ لیتا تھا۔ ایسا ہی منارۃ المسیح پر صدق اور ایمان سے چڑھنے والا رحمت سے حصہ لیگا۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ منارہ کے قریب مسیح کا نزول ہوگا۔ اس کے معنوں میں یہ بات داخل ہے۔ کہ اسی زمانہ میں جبکہ منارہ تیار ہو جائیگا۔ مسیحی برکات کا زور و شور سے ظہور و بروز ہوگا۔ اور اسی ظہور و بروز کو نزول کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے"۔ (تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۵۸، ۵۹)

اقتباسات کا خلاصہ

ان بیانات سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں:-

اوّل۔ خدا کا ارادہ تھا کہ قادیان میں منارۃ المسیح بنے۔ دوم۔ منارۃ المسیح صداقت حضرت مسیح موعودؑ

[1] غیر مبایع اصحاب لفظ "کسی اور نبی" پر غور فرمائیں۔ کیا اس سے واضح نہیں ہو جاتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء میں قرار دیتے ہیں؟

کے لئے زبردست دلیل ہے۔ **سوم**۔ منارۃ المسیح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی یادگار رہے۔ **چہارم**۔ جس مقام پر منارۃ المسیح تعمیر ہوگا۔ وہ احیاء اسلام کا مرکز اور دین حنیف کے لئے "فتح نمایاں کا میدان" ہوگا۔ **پنجم**۔ مسیح موعودؑ کی برکات کا انتشار منارۃ المسیح کی تکمیل پر موقوف ہے۔ اور جس وقت یہ مینار مکمل ہو جائیگا اس وقت مسیحی برکات کا زور و شور سے دنیا میں ظہور ہوگا۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ پانچوں ۵ باتیں بالبداہت ثابت ہیں اور کوئی منصف مزاج انکا انکار نہیں کر سکتا!

خلافت ثانیہ کی صداقت پر خدا کی فعلی شہادت

غیر مبایع بھائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منجانب اللہ مامور مانتے ہیں وہ خدا را سوچیں کہ خدا کا یہ ارادہ کس کے ذریعہ سے پورا ہوا؟ اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ کی اس دلیل کی تکمیل خدا نے کس کے ہاتھوں کرائی؟ اور حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کی یادگار کو قائم کرنے کی سعادت کسے نصیب ہوئی؟ اور کس مقام کو مشیت ایزدی نے "فتح نمایاں کا میدان" مقرر فرمایا لاہور کو یا قادیان کو؟ ظاہر ہے کہ یہ مینار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے عہد سعادت مہد میں تکمیل کو پہنچا۔ اسلئے یہ خلافت ثانیہ کی صداقت پر ناقابل انکار دلیل ہے۔ جس طرح قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی چابیوں کے دئے جانے کی پیشگوئی حضرت عمرؓ کے ذریعہ پوری ہو کر انکی خلافت کے برحق ہونے پر دلیل بنی تھی اسی طرح اس زمانہ میں منارۃ المسیح کی تکمیل کی پیشگوئی حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہٗ کے ذریعہ پوری ہو کر انکی خلافت کے برحق ہونے پر دلیل بن گئی ہے۔ اے کاش غیر مبایع بھائی خدا کی فعلی شہادت پر غور کریں۔

منارۃ المسیح کی تکمیل کے بعد ہدایت و برکات کا ظہور

مندرجہ بالا عبارتوں میں سے پانچویں عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ (۱) "مسیح موعود کا حقیقی نزول یعنی ہدایت اور برکات کی روشنی کا دنیا میں پھیلنا اسی پر موقوف ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو یعنی منارہ تیار ہو۔" (۲) "ابتداء سے یہ مقدر ہے کہ حقیقت مسیحیہ کا نزول جو نور اور یقین کے رنگ میں دلوں کو خدا کیطرف پھیریگا منارہ کی تیاری کے بعد ہوگا" اس سے واضح ہے کہ منارۃ المسیح کی تکمیل کے بعد حقیقت مسیحیہ کا نزول ہونا مقدر تھا اور ہدایت و برکات کی روشنی کا دنیا میں زور سے پھیلنا خدا کی تقدیر تھی۔ اس سے ثابت ہے کہ جس مقدس وجود کے ہاتھوں منارۃ المسیح کی تکمیل ہوگی اسے خدا تعالیٰ توفیق بخشے گا کہ اس کے بعد دنیا میں ہدایت و برکات کے نور کو پھیلائے اور آسمانی برکات سے دنیا کو بہرہ ور کرے ۱۹۱۵ء ۱۹۱۶ء میں خلافت ثانیہ میں مینار کی تکمیل ہوئی اور اس کے بعد مشرقی و مغربی ممالک میں حقیقت مسیحیہ کا پورے زور سے ظہور شروع ہے۔ جماعت احمدیہ قادیان کے متعلق مولوی محمد علی صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ:-

"تبلیغ احمدیت پر ہی ان کا سارا زور صرف ہوتا ہے" (پیغام صلح ۴ر فروری ۱۹۴۱ء)

خدا کا فعل اور جماعت مومنین کا عمل دونوں بتلا رہے ہیں کہ خلافت ثانیہ برحق ہے اور جن عقائد کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ اشاعت فرما رہے ہیں وہی خدا کے نزدیک مقبول ہیں۔ مینار کی تکمیل کیساتھ زمانی اور مکانی طور پر برکات و انوار کا نزول ہو رہا ہے۔ پس منارۃ المسیح خلافت ثانیہ کی صداقت پر برہان قاطع ہے اور اسکے منکرین کیخلاف زبردست گواہ۔

انبیاء کے خلفاء کا انتخاب عمر بھر کیلئے ہوتا ہے

از حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب بی۔اے پرنسپل جامعہ احمدیہ

از رُوئے لغت لفظِ خلیفہ ایسے شخص پر بولا جاتا ہے۔ جو دُوسرے کا قائم مقام ہوکر اسی کے کام کو کرنیوالا ہو۔ اِسلامی اصطلاح میں خلیفہ کی تعریف یُوں کی جاسکتی ہے "خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ امام جو اس کے نبی کا قائم مقام ہو کر نبی ہی کے کام کو کرنے والا ہو۔ جس کا فیصلہ دینی معاملات میں آخری فیصلہ سمجھا جائے۔ جو شریعت کو قائم کرنیوالا، احکامِ شریعت کا اجراء کرنیوالا، مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنیوالا، اور اس بات کی نگہداشت رکھنے والا ہو۔ کہ مسلمان اِسلامی صراطِ مستقیم سے نہ بھٹکیں"۔

قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب نظامِ خلافت پر تفصیلی روشنی ڈالتی ہیں۔ اس تفصیل میں جانا اسوقت میرا مقصود نہیں۔ مَیں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خلیفہ کا تقرر کسی محدود زمانہ کے لئے نہیں ہوتا۔ یہ تقرر زندگی بھر کیلئے ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل دلائل سے اس نظریئے کی تائید ہوتی ہے۔

منصب خلافت کیلئے موزون ترین ہستی کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ یہ امر آیت استخلاف کے جملہ لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (سورہ نور آیت ۵۵) سے عیاں ہے کیونکہ لیستخلفنھم کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور وہ خود اس بات کا ذمہ دار ہے کہ جبتک مومنوں کی جماعت بحیثیتِ مجموعی اپنے ایمان پر قائم رہیگی۔ اور اسی کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیگی۔ اللہ تعالیٰ ان میں نبی کا خلیفہ بناتا رہیگا اور اس انتخاب کو اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں رکھیگا جس طرح اس سے قبل اسنے بنی اسرائیل میں انبیاء کے انتخاب کو اپنے ہاتھ میں رکھا تھا

مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ ایکدفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا "ان اللہ عزّ وجل مقمصك قمیصاً فلا تخلعه (جلد ۶ ص۷۵) حضرت نبی کریمؐ نے اس حدیث میں حضرت عثمانؓ کو نصیحت فرمائی تھی کہ جب تیرے زمانہ خلافت میں ایک فتنہ بپا ہوگا۔ اور بعض بیوقوف تجھ سے مطالبہ کرینگے کہ تو اپنے خلعت خلافت کو کسی اور کے حق میں اُتار دے۔ تو اس وقت

یادرکھنا کہ خلیفہ کا انتخاب خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور جو خلعت خدا نے تجھے دیا ہے اُسے لوگوں کے کہنے سے اتارنا ٹھیک نہیں۔ اس حدیث نبوی میں بھی مذکورہ بالا قرآنی اصل کی تفسیر بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اسی اصول کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلعم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اسمیں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب معلوم تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادیگا۔ **کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔**" (الحکم ۱۴ر اپریل ۱۹۰۵ء)

پس اگر یہ صحیح ہے کہ خلیفۃ النبی کا انتخاب خود خدا فرماتا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی ایک آیت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس سے ثابت کیا گیا ہے، تو پھر یہ بھی عیاں ہے کہ جو قمیص خدا پہنائے اُسے بندے نہیں اُتار سکتے۔ اگر ہم یہ تسلیم نہ کریں تو پھر یا تو ہمیں یہ ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالیٰ نے وقت انتخاب غلطی سے کسی نااہل کو اپنے نبی کا خلیفہ بنادیا۔ اور اب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی غلطی کی تصحیح کریں (والعیاذ باللہ) اور یا ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ گو وقتِ انتخاب منتخب خلیفہ اس عہدہ کا اہل تھا مگر ایک عرصہ گذر جانیکے بعد اب وہ اس کا اہل نہیں رہا۔ اس لئے اسے اسکے منصب خلافت سے اتار کر اب کوئی نیا انتخاب ہونا چاہیئے۔ اندریں صورت یہ لازم آتا ہے کہ ہم یا تو وقتِ انتخاب اللہ تعالیٰ کو صفتِ علیم وخبیر سے عاری مانیں کہ وہ جانتا ہی نہ تھا کہ یہ شخص کسی وقت منصب خلافت کا اہل نہیں رہیگا۔ یا ہم اس وقت جب خلیفۂ وقت ہماری نظروں میں منصب خلافت کا اہل نہیں رہا، اللہ تعالیٰ کو صفت قدرت سے خالی سمجھیں کہ اس کا منتخب کردہ خلیفہ اپنے منصب کا اہل نہیں رہا۔ تاہم وہ اُسے عہدۂ خلافت سے علیحدہ نہیں کرسکتا۔ اور اپنے مومن بندوں کے گروہ کو فتنہ میں ڈال رہا ہے (والعیاذ باللہ) جب یہ ساری صورتیں کسی نہ کسی خرابی کو مستلزم ہیں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ یہ صُورتیں غلط ہیں۔ اور درست مسئلہ یہی ہے۔ کہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ساری زندگی تک اس منصب پر سرفراز رہتا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ جو شخص خلیفۃ النبی کے انتخاب کو اپنا انتخاب سمجھتا ہے۔ وہ تعلیم قرآنی و احکام اسلامی سے بے بہرہ ہے۔ اور جو یہ خیال کرتا ہے۔ کہ جب بھی کوئی گروہ کھڑا ہو کر خلیفۂ وقت کو معزول کرنا چاہے۔ ہمیں اُس کی آواز پر لبیک کہنی چاہیئے۔ اس میں صرف ایمان ہی کی کمی نہیں، عقل کی بھی کمی ہے۔ کہ اسلام میں ایسے فتنہ کا دروازہ کھولتا ہے۔ جسے ہماری عقل بھی صحیح تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں +

اسلامی جماعت کا نقطۂ مرکزی ← خلافت

احادیث اور تاریخ اسلام کے چند حوالے

(۱)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱) " تلزم جماعة المسلمین وامامھم قلت فان لم یکن لھم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق کلھا " (بخاری)

ترجمہ:۔ تو مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے وابستہ رہ۔ عرض کی کہ اگر ان کی کوئی جماعت اور امام نہ ہو تو کیا کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندریں صورت تمام فرقوں سے علیحدہ رہو۔

(۲) " من اتاکم وامرکم جمیع علیٰ رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ " (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۲)

ترجمہ:۔ جب تم ایک شخص کے ہاتھ پر اکٹھے ہو۔ اگر کوئی شخص آکر تمہارے اتحاد کو توڑنا۔ اور تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے۔ تو اس کی بات پر کان مت دھرنا۔

(۲)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے خطبہ میں فرمایا:۔

" وقد استخلف اللہ علیکم خلیفة لیجمع بہ الفتکم ویقیم بہ کلمتکم "

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک خلیفہ مقرر فرمایا ہے۔ تا اس کے ذریعہ تم میں الفت قائم کرے۔ اور تمہاری عظمت کو بالا کرے۔ (دائرۃ المعارف مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۷۵۸)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔ کہ حضرت علی رضؓ اور زبیر رضؓ پہلے دن بیعت میں شامل نہ تھے۔ تو ان میں سے ہر ایک سے فرمایا:۔ " اردت ان تشق عصا المسلمین " کہ کیا اس طرح آپ اسلامی وحدت کو شکستہ کرنا چاہتے ہیں؟ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۷) چنانچہ ان دونوں بزرگوں نے فی الفور بیعت کر لی۔

(۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خود جہاد کے لئے جا رہے ہیں تو عرض کی۔

"فواللہ لئن اصبنا بك لا یکون للاسلام نظام" (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

اگر آپ کی شہادت ہوگئی۔ تو بخدا اسلام کا شیرازہ قائم نہ رہے گا۔

اس موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یوں عرض کیا۔

"فواللہ لئن فجعنا بك لا یکون للاسلام نظام ابدا" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۲)

حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں فتنہ پردازوں کی حرکات کو دیکھکر حنظلۃ الکاتب نے کہا ؎

عجبت لما یخوض الناس فیہ	یرومون الخلافۃ ان تزول
ولو زالت لزال الخیر عنھم	ولاقوا بعدھا ذلاً ذلیلا
وکانوا کالیھود او النصاری	سواء کلھم ضلوا السبیلا

ترجمہ:۔ مجھے ان لوگوں کی گفتگو سے تعجب آتا ہے۔ یہ چاہتے ہیں۔ کہ خلافت جاتی رہے۔ اگر وہ زائل ہوگئی۔ تو ہر خیر و برکت دُور ہو جائے گی۔ اور یہ انتہائی ذلیل ہو جائیں گے۔ اور پراگندگی میں یہود و نصاریٰ کی مانند بن جائیں گے۔ اور اسلامی صراطِ مستقیم سے بھٹک جائینگے (تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۷۴)

(۴)

مندرجہ بالا حوالجات سے عیاں ہے۔ کہ خلافت و امامت اسلامی شیرازہ بندی کا واحد ذریعہ ہے، دینی و دنیوی ترقیات کے لئے محوری مرکز ہے۔ یہ حقیقت اس قدر واضح ہے کہ منکرین خلافت کے امیر مولوی محمد علی صاحب بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ:۔

"نظام کی بنیاد ایک ہی بات پر ہے۔ کہ اسمعوا و اطیعوا سنو اور اطاعت کرو۔ جبتک یہ رُوح نہ پیدا ہو جائے۔ جبتک تمام افراد جماعت **ایک آواز** پر حرکت میں نہ آجائیں۔ جبتک تمام اطاعت کی ایک سطح پر نہ آجائیں۔ ترقی محال ہے۔ غور کر کے دیکھ لیجئے۔ اس کے بغیر کوئی نظام قائم رہ سکتا ہی نہیں۔ یہی **اصول** تھا۔ جس نے حضرت **ابوبکرؓ۔ عمرؓ** اور **عثمانؓ** کے زمانہ میں مسلمانوں پر فتوحات کے دروازوں کو کھول دیا تھا" (پیغام صلح ۲۰ فروری ۱۹۳۷ء صفحہ ۶)

جب مسلمانوں کی ترقی خلافت سے ہی وابستہ ہے۔ اور خلافت ہی مسلمانوں کی لامرکزیت کا واحد علاج ہے تو جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلفاء کا انکار کیونکر روا ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت عثمانؓ نے اپنے مخالفین سے فرمایا:۔

"جو خلعت خدا نے مجھے پہنایا ہے اُسے میں پھینک نہیں سکتا" (رسالہ "حضرت عثمانؓ" مولفہ مولوی محمد علی صاحب ۳۵)

خلافت کی اہمیت

نتیجۂ فکر جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

خلافت موجب اجماع اُمّت ایک رحمت ہے
خلافت باعث اعزازِ ملّت ایک نعمت ہے

خلافت ارتقاءِ نسل انسانی کی صورت ہے
یہ مؤمن صالح الاعمال کی جاوید دولت ہے

خلافت میں خداوند دو عالم کی نیابت ہے
خلافت میں تمام اقوامِ عالم کی امامت ہے

خلافت لازم و ملزوم شانِ ہر نبوّت ہے
خلافت بعد میں روشن نشانِ ہر رسالت ہے

خلافت ہی سے اِستحکامِ احکامِ شریعت ہے
خلافت ہی سے قلع و قمعِ کفر و شرک و بدعت ہے

خلافت سے نظام ملّت بیضا کی قوت ہے
خلافت سے نفاذِ اَمر و نہیِ ہر حکومت ہے

خلافت سرِّ وحدت۔ وَجہِ تنظیمِ جماعت ہے
یہی رُوح روانِ صدق و اخلاص و محبّت ہے

خلافت ہی میں پوشیدہ مسلمانوں کی رفعت ہے
جو رُوگرداں ہوئے اِس سے مجھے اُن سے شکایت ہے

خلافت سے جو پھرتے ہیں ضلالت میں وہ گرتے ہیں
خلافت کی اطاعت، ربّ اکبر کی اطاعت ہے

خلافت سے ہوا فرقان امرِ حق و باطل میں!
یہ ہر اسلامی گھر کے واسطے حِصن و نظارت ہے

خلافت ہی نے کچلیں کچلیاں اس اژدھے کی ہیں
بنی آدم کو ڈس لینا پُرانی جس کی عادت ہے

خلافت پر تصدق جان و مالِ مومناں ہوگا
کہ دینی دنیوی آثار کی اس سے حفاظت ہے

خلافت سے بدل جاتی ہے تقدیر اُمم جلدی
بحسبِ وَحیِ ربّانی یہی مُوعود ساعت ہے

خلافت میں بڑے چھوٹے ہوئے چھوٹے بڑے ہونگے
اسی دنیا میں قائم ہونے والی اک قیامت ہے

خلافت قدرت ثانی۔ نبوّت قدرت اُولےٰ
اگر یہ ابتداء کہئے تو وہ انجام اُمّت ہے

خلافت سے مسلماں پھر مسلماں ہوتے ہیں اکثر
یہ دَورِ خسروی آغاز ہونے کی علامت ہے

جماعت احمدیّہ کا یہی اجماع پہلا ہے
بقولِ اہل حلّ و عقد مضمونِ وصیّت ہے

اسی سے روز افزوں ہے ترقی اس جماعت کی
اسی سے ہو رہی تنظیم ملک و قوم و ملّت ہے

یہ چرچا ہو رہا ہے اور ہونا چاہیئے اکملؔ
خلافت سیّدی محمود احمدؐ کی خلافت ہے

جماعت احمدیہ میں خلافت کا ثبوت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے!

از جناب مرزا منور احمد صاحب مولوی فاضل واقف زندگی تحریک جدید

خلافت کی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"چونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسُول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے۔ جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم صلعم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔ کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔" (شہادت القرآن صـ۵۷)

معلوم ہوا کہ خلیفہ رسُول کا حقیقی معنوں میں جانشین ہوتا ہے۔ اور اب سوال ہوتا ہے۔ کہ خلافت کی ضرورت کیا ہے؟ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اس غرض سے خدا تعالےٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔" (شہادۃ القرآن صـ۵۸)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ اگر نبوت کے بعد خلافت نہ ہو۔ تو دنیا برکات رسالت سے محروم رہ جاتی ہے اور سلسلۂ خلافت دائمی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

(الف) "ان آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو مَیں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس اُمت کیلئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی۔ تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا۔" (شہادۃ القرآن صـ۵۷)

(ب) "ان اللہ قد وعد فی ھذہ الایات للمسلمین والمسلمات انہ سیستخلفن بعض المؤمنین منھم فضلاً و رحماً و یبدلنھم من بعد خوفھم امناً۔" (سر الخلافۃ صـ۱۵)

خلافت کی غرض و غایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:- (۱) "صوفیاء نے لکھا ہے۔ کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونیوالا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کیطرف سے اُسکے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ

کے ذریعہ انکو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اُس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے"۔ (الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

(۲) "یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُسنے انسان کو زمین میں پیدا کیا۔ ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیساکہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خداتعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ انکی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اسکی تخم ریزی انہی کے ہاتھوں سے کر دیتا ہے لیکن اسکی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں انکو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دُوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں"۔ (الوصیت صفحہ ۵-۶)

اب ہمارے پیغامی دوست ذرا انصاف سے بتائیں۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کی ضرورت تھی یا نہیں۔ اگر تھی اور جیساکہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کرکے اس امر کو ظاہر کر دیا کہ ضرورت تھی۔ تو پھر حضرت خلیفہ اول رضؓ کے بعد خلافت سے انکار کیوں کیا جا رہا ہے؟

جماعت احمدیہ میں خلافت کا ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے۔ غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دُوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جبتک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤنگا تو پھر خدا تعالیٰ اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی"۔ (الوصیت صفحہ ۶)

اس اقتباس سے بالبداہت ثابت ہے کہ جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت جاری رہیگا۔ اور اگر اس کا انکار کیا جاوے تو خدا کی سنت قدیمہ کا ابطال لازم آتا ہے۔ پھر دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں: "ثم یُسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الیٰ ارض دمشق"۔ یعنی مسیح موعود خود یا اسکے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کریگا"۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۷) یہ پیشگوئی ۱۹۲۴ء میں پُوری ہوگئی۔ جبکہ امیر المومنین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ دمشق تشریف لے گئے۔ غیر مبایع بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ ان حقائق پر غور کرکے جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت کو قبول کریں۔

پیغامی پارٹی جماعت احمدیہ سے کیوں الگ ہوئی؟

اکابر غیر مبایعین کا سراسر غیر معقول رویہ

جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے ۱۹۱۴ء میں اپنی علیحدہ پارٹی بنائی اور مرکز سلسلہ سے الگ ہو گئے۔ یہ کیوں ہوا اور پیغامی پارٹی کے علیحدہ ہو جانے کا سبب کیا تھا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہر نئے شخص کو پیدا ہوتا ہے۔ بہت سے غیر احمدی احباب بھی اس سوال سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اسلئے اس کا جواب ذیل میں خود غیر مبایعین کی اپنی تحریروں سے دیا جاتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں:۔

"اصل بات یہ ہے جسے میں آج صاف کر کے اپنی جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ خلافت کا مسئلہ قادیان کا مرکزی مسئلہ ہے۔" (پیغام صلح ۱۸ اگست ۳۷ء صہ)

اور اس سے قبل مولوی صاحب لکھ چکے ہیں۔ کہ:۔

"اس وقت ہمارے اندر جو اختلاف ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک فریق کہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد تا قیامت خلفاء کا ایک سلسلہ ہوگا جن میں سے ہر ایک خلیفہ نہ صرف ساری قوم کا مطاع ہوگا بلکہ اس کے ہاتھ پر تمام احمدیوں کو خواہ وہ دنیا کے کسی کونہ میں ہوں۔ بیعت کرنی ضروری ہوگی۔ اور جو بیعت نہیں کرینگے وہ فاسق ہوں گے اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ نہ صرف خلفاء کا سلسلہ لازمی نہیں۔ بلکہ یہ چل نہیں سکتا۔ اور کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریریں اس بات پر شاہد ہیں کہ انہوں نے اپنے بعد کسی فرد واحد خلیفہ کی اطاعت کو ضروری قرار نہیں دیا۔ بلکہ اصلی جانشین اور ساری قوم کا مطاع ایک انجمن کو قرار دیا ہے۔" (ضمیمہ پیغام صلح ۲ اپریل ۱۹۱۴ء)

مولوی صاحب کی تحریر کے پیچیدہ ہونے کے باوجود اس سے عیاں ہے کہ پیغامی پارٹی کے جماعت احمدیہ سے الگ ہونیکا اصل سبب مسئلہ خلافت تھا۔ اور اس کا بھی صرف یہ حصہ کہ آیا خلیفہ انجمن کا مطاع ہوگا یا نہیں۔ اکابر غیر مبایعین کہتے تھے کہ خلیفہ انجمن کا مطاع نہیں ہوگا بلکہ اسے یہ بھی

اختیار نہیں ہوگا کہ انجمن کے معاملات میں دخل دے سکے یا انجمن کے اُمور کی نگرانی کر سکے۔ جماعت احمدیہ کہتی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین خلیفۂ وقت ہے اور انجمن سلسلہ احمدیہ کے انتظامی کاروبار کی ذمہ وار ہے۔ بانیٔ سلسلہ کی زندگی میں وہ ان کے سامنے جوابدہ تھی اور اب خلفاء کے سامنے جوابدہ ہے۔ ہاں اپنے دائرۂ اختیارات میں انجمن آزاد ہوگی۔ گویا جماعت احمدیہ میں سارے تفرقہ اور سارے اختلافات کا موجب اکابر غیر مبایعین کی یہ ذہنیت تھی۔ کہ خلیفہ انجمن کا مطاع نہ ہو۔ اور انجمن کے ممبروں (مولوی محمد علی صاحب وغیرہ) کو خلیفۂ وقت کی بیعت نہ کرنی پڑے۔ چنانچہ غیر مبایع مبلغ مولوی اختر حسین صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہمیں اگر شخصی خلافت سے اختلاف ہے۔ تو وہ اس بناء پر ہے کہ اس کو یہ حیثیت دی جاتی ہے کہ وہ انجمن پر حاکم کی حیثیت سے ہوگی" (رسالہ مباحثہ راولپنڈی صلہ ۶۹)

اب یہ امر قابلِ غور ہے۔ کہ آیا اس اختلاف کی ذمہ واری مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں پر ہے یا جماعت احمدیہ پر؟ سو یاد رہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں یہ سوال اس شدت سے صرف ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے انتخاب پر پیدا کیا گیا۔ اس سے قبل حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ چھ برس تک خلیفہ رہ چکے تھے۔ ساری جماعت نے ان کی بیعت کی تھی۔ انجمن کے سارے ممبروں نے بھی بیعت کی۔ بلکہ مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین صاحبان کو تو اپنے غلط رویّہ کے باعث دو بار بیعت کرنی پڑی۔ حضرت خلیفۂ اوّل رضؓ چھ برس تک انجمن اور ساری جماعت کے اصلی مطاع تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصلی جانشین تھے۔ پس جماعت احمدیہ کا مسلک واضح تھا۔ کہ خلیفۂ دوم بھی اسی طرح مطاع ہوں گے جس طرح حضرت خلیفۂ اول رضؓ مطاع تھے۔ مگر غیر مبایعین ایک بدعت ایجاد کرنا چاہتے تھے۔ اور اس بدعت کی خاطر ہی انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں تفرقہ کی بنیاد رکھی۔ خلیفۂ دوم کی خلافت کے موقعہ پر غیر مبایعین کا یہ رویّہ اختیار کرنا سراسر غیر معقول تھا۔ جبکہ حضرت خلیفۂ اوّل رضؓ فرما چکے تھے کہ:۔

"میرے اور صدر انجمن کے تعلقات دوستانہ اور پیری مریدی کے رنگ میں ہیں۔ میں ان کا پیر ہوں اور وہ میرے مرید ہیں۔ وہ محبت اور اخلاص کے ساتھ میرے فرمانبردار ہیں۔ ہم ان پر حکمران ہیں۔ جو چاہیں منوا لیتے ہیں"

(اخبار بدر ۲۹ جون ۱۹۱۱ء صلہ ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کی روشنی میں انجمن اور خلافت کا تعلق واضح ہے۔ جماعت احمدیہ کا مطالبہ مولوی محمد علی صاحب سے یہی تھا۔ کہ اس تعلق کو قائم رکھا جاوے۔ اور وہ چاہتے تھے۔ کہ اس میں بدعت جاری کریں۔

پس جماعت احمدیہ میں اختلاف کی ساری ذمہ واری مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے سر پر ہے۔ جنہوں نے بالکل غیر معقول اور ناجائز بات کی آڑ میں جماعت کو دو حصوں میں تقسیم کرکے الگ مرکز بنالیا +

ایک نہایت اہم سوال

ایڈیٹر صاحب "ینگ اسلام" لکھتے ہیں:۔

"ہر ایک مجدد و محدث نے اپنے زمانہ کی ضرورت حقہ کو پورا کیا۔ لیکن اب ان کا زمانہ گذر چکا ہے۔ اب یہ دَور اسلام میں مسیح موعودؑ کا دَور ہے۔ جسے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے"۔ (یکم ستمبر ۱۹۴۱ء صـ۲)

اس پر سوال یہ ہے۔ کہ جب آپ لوگوں کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف "مجدد صدی چہاردہم" ہیں۔ تو کیا نشأۃ ثانیہ کا دَور صرف چودھویں صدی ہے۔ جس میں سے صرف انتالیس ۳۹ برس باقی ہیں؟ اگر آپ لوگ کہیں کہ نہیں بلکہ آئندہ تا قیامت "مسیح موعودؑ کا دَور" ہے۔ تو پھر ماننا پڑیگا کہ مسیح موعود محض "مجدّد صدی چہاردہم" نہیں بلکہ جیسا کہ خدا اور رسولؐ نے فرمایا ہے۔ آپ نبی اور فرستادۂ خدا بھی ہیں۔ کیا غیر مبایعین اس سوال پر غور فرمائیں گے؟

خلافتِ ثانیہ پر غیر مبایعین کے اعتراضات اور اُن کے جواب

اعتراض اول۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں :۔

"میاں صاحب کی خلافت نہ تو حضرت مولانا نور الدینؓ کی طرح اجماعِ اُمّت سے ہوئی۔ اور نہ حضرت عثمان کی طرح شوریٰ سے ہوئی۔ اور نہ پہلے خلیفہ نے میاں صاحب کا نام لیکر وصیت کی جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کیلئے وصیت کردی تھی"۔ (مضمون "حضرت عمرؓ کا فتویٰ" ص۱)

الجواب ۱۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت علیؓ کی خلافت کا ذکر نہیں کیا۔ جن کے زمانہ میں خوارج پیدا ہوئے تھے۔ کیا ڈاکٹر صاحب اور دیگر غیر مبایعین اس طریق انتخاب کو درست نہیں مانتے۔ بہرحال مندرجہ بالا اعتراض کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ انتخابِ خلافت کے لئے ایسا اجماع کہ دو ہزار ارکانِ جماعت میں سے "چار پانچ آدمی" بھی اختلاف نہ کریں۔ ہرگز شرط نہیں۔ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں :۔

" ولیس من شرط ثبوت الخلافة اجماع الامة علیٰ ذالک بل متی عقد بعض صالحی الامة لمن هو صالح لذلک انعقدت ولیس لغیره بعد ذلک ان یخالفه ولا وجه الی اشتراط الاجماع لما فیه من تاخیر الامامة عن وقت الحاجة الیها (شرح فقہ اکبر ص۱۷۶) کہ انتخاب خلافت کی صحت کیلئے اجماع امت شرط نہیں بلکہ جب امت کے بعض نیک لوگ کسی موزون شخص کو اس منصب کے لئے مقرر کرلیں تو انتخاب صحیح ہے اور دوسروں کا مخالفت کرنا ناجائز ہے۔ اجماع کو اس کے لئے شرط قرار دینا درست نہیں کیونکہ اس میں ضرورت کے موقعہ سے امامت کا متاخر ہوجانا لازم آتا ہے"۔

۲۔ خلافت ثانیہ جماعت کے شوریٰ سے منعقد ہوئی۔ ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفہ اولؓ کا انتقال ہوا۔ اور ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء بعد نماز عصر مجمع عام میں جماعت نے انتخاب کیا۔ اس چوبیس ۲۴ گھنٹے کے عرصہ میں مشورہ ہوتا رہا۔ اور پھر مسجد نور میں عام مشورہ ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کی مراد یہ ہوگی کہ چونکہ چار پانچ آدمیوں کی رائے کو دو ہزار کی جماعت نے اپنی رائے پر ترجیح نہیں دی۔ اس لئے کوئی مشورہ نہیں ہوا۔

۳۔ حقیقت یہ ہے کہ خلافت ثانیہ کا انتخاب جماعت کے اجماع سے ہوا۔ مشورہ سے ہوا۔ اور اس بارے میں حضرت خلیفة المسیح الاول رضؓ کی طرف سے سابقہ تعیین بھی موجود تھی۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :۔

"اپنی پہلی بیماری میں یعنی ۱۹۱۱ء میں جو وصیت آپ (حضرت خلیفہ اول رضؓ) نے لکھوائی تھی۔ اور جو بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی۔ اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہؤا ہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں صاحب کا نام لکھا تھا۔" (رسالہ حقیقت اختلاف صہ ۶۹)

اس کے بعد حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات پر احباب جماعت نے، ارباب حل وعقد نے کافی مشورہ کیا۔ اور اس کے بعد دو ہزار کے مجمع میں سے چند کے سوا باقی سب نے خلیفہ ثانی کی بیعت کر لی۔ اگر یہ بیعت اجماع سے نہیں تو پھر کوئی خلافت بھی اجماع سے نہیں ہوئی۔ کیونکہ بیعت سے پیچھے رہنے والے بعض لوگ تو حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت مولانا نورالدین رضؓ کے وقت میں بھی موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت کا انکار کر کے لاہور جانے والے صرف چار پانچ شخص تھے۔ مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں:۔

"جب ہم چار پانچ آدمی قادیان سے نکلے ہیں تو اس وقت ہم نے طے کر لیا تھا کہ ہم مسئلہ تکفیر کا مقابلہ کریں گے۔" (پیغام صلح ۴ر مارچ ۱۹۴۰ء صہ ۴)

قطع نظر اس کے کہ مولوی صاحب نے اس وقت کیا طے کیا تھا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انکی بیرونی مزعومہ اکثریت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وہ صرف "چار پانچ آدمی" تھے۔ کیا صرف انکی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت اجماع سے نہیں تھی؟ ڈاکٹر صاحب خود لکھ چکے ہیں:- "سوائے معدودے چند اشخاص کے میاں صاحب کے ساتھ ساری جماعت تھی۔" (پیغام صلح ۲۳ر اپریل ۱۹۳۷ء)

اعتراض دوم :- "جب مسیح موعودؑ خود خلیفہ بنے۔ تو خلافت در خلافت چلنی کیا معنے۔" (رسالہ خلافت علی منہاج نبوت صہ ۱۳)

الجواب ۱ - حضرت داؤدؑ اور حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خلیفہ قرار دیا ہے۔ مگر ان کے بعد خلافت چلی ہے۔ معلوم ہؤا۔ کہ "خلافت در خلافت چلنی" جائز ہے۔

۲ - یہ شور آپ نے صرف خلیفہ ثانی کے انتخاب پر ہی کیوں کیا۔ خلیفہ اول رضؓ کے انتخاب اور چھ سالہ عرصۂ خلافت میں کیوں خاموش رہے؟ جب خلیفہ اول رضؓ کے وقت میں "خلافت در خلافت" چل سکتی ہے، تو خلیفہ دوم کے وقت بھی چل سکتی ہے۔ جب آپ سب نے بالاتفاق حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "جانشین اور خلیفہ" تسلیم کیا (بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء) تو اب یہ اعتراض

کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

اعتراض سوم ۔" اب آئندہ کے واسطے اس سلسلہ خلافت کا رواج دینا ہی ایک بہت خطرناک ہے"۔

(پیغام صلح ۲۹ر مارچ ۱۹۱۴ء)

الجواب ۔ واقعات گواہ ہیں کہ سلسلہ خلافت ہمیشہ ہی بابرکت ثابت ہوا ہے۔ ۱۹۳۷ء میں پیغام صلح کو خود اقرار کرنا پڑا ۔ کہ :۔

" یہ (ترقی) تبھی ممکن ہے جبکہ ایک واجب الاطاعت امیر کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور ہو۔ تمام افراد اس کے اشارے پر حرکت کریں۔ سب کی نگاہیں اس کے ہونٹوں کی جنبش پر ہوں ۔ اور جونہی اس کی زبان فیض ترجمان سے کوئی حکم مترشح ہو سب بلاحیل وحجت اس پر عمل پیرا ہوں"۔ (۷ر فروری ۱۹۳۷ء صد ۳)

اعتراض چہارم ۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :۔" جب تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ خلافت کا سلسلہ صرف چند روزہ ہوتا ہے تو کس طرح یہ امر قابل تسلیم ہے کہ اگر ایک شخص کی بیعت کرلی ۔ تو اب آئندہ بھی کرتے جاؤ"۔ (پیغام صلح ۲ر اپریل ۱۹۱۴ء)

الجواب ۔ کیا" خلافت کا سلسلہ" کے معنے صرف ایک خلیفہ کے ہیں ۔ اگر تو خلافت کا سلسلہ ہے تو دوسرے خلیفہ کا انکار نہیں ہو سکتا ۔ پھر میں کہتا ہوں کہ" چند روزہ" قرار دینے اور اسکی حد بندی کی بھی ایک ہی کہی ۔ یہ تو بالکل آسان ہے کہ جب دل چاہا مولوی صاحب کے اصل کے ماتحت انکار کر دیا یہ تو بالکل خوارج اور رافضیوں کا طریق ہے کہ جس کو چاہا خلیفہ مانا اور جب چاہا انکار کر دیا ۔ مولوی صاحب! جب آپ نے ایک خلیفہ کی بیعت کرلی ۔ اور تسلیم کر لیا کہ جماعت احمدیہ میں" خلافت کا سلسلہ" موجود ہے ۔ تو جب تک اور جس رنگ میں خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو قائم رکھیگا ، آپکو بیعت کرنی چاہیئے ۔ کیا غیر مبایعین نے غور کیا کہ مولوی صاحب کو امیر بنانے کی کیا ضرورت ہے کیا امارت چند روزہ نہیں؟

اعتراض پنجم ۔ خواجہ کمال الدین صاحب لکھتے ہیں :" کیا یہ خدا کا ارشاد ہے کہ سلسلہ احمدی بالضرور ہمیشہ ایک ہی خلیفہ کے ماتحت رہیگا ۔ جو ایسا خیال کرتا ہے ۔ وہ نادان اور بیوقوف ہے"۔ (اخبار پیغام صلح ۲۱ر اپریل ۱۹۱۴ء)

الجواب ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں :۔

" جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں ۔ دراصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں ۔ کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو انکے نزدیک واجب الاطاعت ہے"۔

(رسالہ پیغام صلح ۱۹۰۸ء [illegible])

غیر مبایعین کا اخبار ۱۹۳۷ء میں لکھتا ہے :-

"ضروری ہے کہ ایک مرکزی شخصیت موجود ہو۔ جس کا ہر حکم اس قانون کے ماتحت واجب التعمیل ہو۔ اور کوئی فرد جماعت اس کی بجاآوری میں چوں وچرا نہ کرے۔ اس امارت کی بہترین مثال زمانہ امارت ابوبکرؓ و عمرؓ ہے۔" (۷ر فروری ۱۹۳۷ء)

باقی رہا یہ فرض کرنا کہ ایسی تنظیم ہمیشہ نہ رہے گی۔ اس لئے اسے آج ہی توڑ دینا چاہیئے کوئی عقلمند اس سے اتفاق نہ کریگا۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ چونکہ ہر انسان ہمیشہ زندہ نہیں رہتا۔ اس لئے فی الفور ہر انسان کو مر جانا چاہیئے۔ در اصل زندہ نبیوں کا سلسلۂ خلافت اپنے اپنے رنگ میں ہمیشہ ہی قائم رہتا ہے۔

اعتراض ششم "یہ تہذیب اور روشنی کا زمانہ ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود جیسے اعلیٰ اور قابل انسان کی تیار کی ہوئی جماعت جس نے ساری دنیا سے جنگ روحانی کرنا ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ ایک نوجوان متقی کو پیر مان لو۔" (پیغام صلح ۲۲ر مارچ ۱۹۱۴ء) "کہتے تھے کہ ۲۵ سالہ نوجوان کے ہاتھ میں قوم کی قیادت دینا خطرناک ہے۔" (پیغام صلح ۱۱ر مئی ۱۹۳۷ء)

الجواب - غیر مبایعین کی غلط روی اسی سے عیاں ہے کہ انہوں نے ربانی جماعت کے انتخاب کے مقابلہ پر نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْکِ کا نعرہ بلند کیا۔ حالانکہ اگر خدا ایک نوجوان متقی کے ذریعہ ہی اپنی قدرت نمائی کرنا چاہے تو کون ہے جو اسے روک سکے۔ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ جماعت احمدیہ کا انتخاب خدا کی طرف سے تائید یافتہ تھا۔ جماعت کی ترقیات، سلسلہ احمدیہ کی اشاعت، تبلیغ دین کا محکم انتظام اور جماعت کی اعلیٰ ترین روحانی تربیت، یہ سب امور اس بات پر روشن دلیل ہیں کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا انتخاب منجانب اللہ تھا۔ اکابر غیر مبایعین کو ۲۵ سالہ نوجوان نظر آتا تھا مگر وہ خدائی وعدوں سے بے خبر تھے، خدائی نصرتوں کے طریق سے غافل تھے۔ غیر مبایعین کے اس اعتراض کا کیا ہی عمدہ جواب ان الفاظ میں ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے اپنی خلافت کے پہلے ہفتہ میں ہی تحریر فرمائے۔ حضور لکھتے ہیں :-

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی اور یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ وہ مجھے خلیفہ بنا دے یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ یہ میری درخواست نہ تھی۔ میری درخواست کے بغیر یہ کام میرے سپرد کیا گیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں۔ میں کیونکر تمہاری خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کو رد کروں مجھے اس نے اسی طرح خلیفہ بنایا جس طرح پہلوں کو بنایا تھا۔ گو میں حیران ہوں کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند آگیا۔ لیکن جو کچھ بھی ہو۔ اس نے مجھے پسند کر لیا۔ اور اب کوئی انسان اس کُرتہ کو مجھ سے نہیں اُتار سکتا جو اس نے مجھے پہنایا ہے۔" (رسالہ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے صفحہ ۶)

غیر مبایعین کے اندرونی حالات

اُن کی خدمتِ اسلام محض ایک سراب ہے!

مولوی عبدالواحد صاحب بی۔ اے غیر مبایع۔ تھوڑا عرصہ قبل غیر مبایعین کے مرکز احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تعلیم پاتے رہے ہیں۔ انہیں مجوزہ سپین مشن کیلئے بطور مبلغ تیار کیا جارہا تھا۔ احمدیہ بلڈنگس کے ماحول، اکابر غیر مبایعین کی عملی زندگیوں اور ان کی انجمن کے کارکنوں کے افعال کو دیکھ کر مولوی صاحب بیزار ہوگئے انہوں نے تبلیغی کلاس سے استعفےٰ دیدیا۔ اور فوج میں ملازم ہوگئے۔ اسپر جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب سابق جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے ان کے استعفےٰ کی وجوہات دریافت کیں۔ جس کے جواب میں مولوی عبدالواحد صاحب نے ذیل کا خط لکھا۔ اس خط پر جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے بدیں الفاظ تصدیق فرمائی ہے:۔

"میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس مضمون کا خط مولوی عبدالواحد صاحب کی طرف سے میرے نام اس وقت آیا تھا جبکہ میں انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کا جنرل سکرٹری تھا۔ محمد صادق"

چونکہ یہ خط غیر مبایعین کے روحانی۔ تنظیمی اور تبلیغی حالات پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ اس لئے پبلک مفاد کے لئے اسے شائع کیا جاتا ہے:۔ (ایڈیٹر)

"لاہور چھاؤنی
۱۸ر جولائی ۱۹۴۱ء

بخدمت مکرمی معظمی جناب سکرٹری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

آپ کا خط مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۴۱ء ملا جس روشنی میں آپ نے خط لکھا ہے۔ اس کا شکریہ۔ میں نہ چاہتا تھا کہ اپنی علیحدگی کی تفصیلات سے انجمن کو مطلع کروں۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ میں نے اپنے استعفےٰ میں اس بات سے پہلو تہی کی۔ مگر چونکہ آپ ان وجوہات کے معلوم کرنے کے خواہشمند ہیں۔ جن کی وجہ سے مجھے انجمن کی ملازمت اور انجمن سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اس لئے مجبوراً کچھ پیش خدمت کرتا ہوں۔ اور آپکے استفسارات کا نمبر وار جواب دیتا ہوں۔

۱۔ میں نے اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کی تھی۔ اس لئے میں نے اپنی سابقہ ملازمت اور اسکے روشن مستقبل کو ترک کر کے انجمن میں شمولیت اختیار کی۔ دو سال کا قیمتی عرصہ انجمن نے میرا ضائع کیا۔ اس کے مقابلہ میں چند سو کی رقم نہایت حقیر ہے۔ اس حقیر رقم کے مقابلہ میں زندگی کا ہر لمحہ زیادہ قیمتی ہے۔

۲۔ میرا ارادہ انجمن کے حالات کو دیکھکر تبدیل ہوُا۔ اور آخری تحریک جو مجھے ہوئی۔ وہ وہی ہے جسکی طرف آپنے اپنے مضمون صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب کے نام دُوسری کھلی چٹھی میں اشارہ کیا۔

۳۔ مَیں نے دُو سال تعلیمی چکّر میں ضائع کئے۔ دُو سال کے بعد بھی میرے لئے وُہی دَورِ اوّل ہے مَیں نہیں چاہتا تھا۔ کہ مزید اس چکّر میں رہ کر اپنی زندگی ضائع کروں۔ کیونکہ اس سے وہ مقصد پُورا نہ ہوتا تھا اور نہ اس کی تیاری ہوتی تھی۔ جس کے لئے مَیں نے اپنی زندگی وقف کی تھی۔ اس زندگی پر مَیں نے اپنے حالات کے پیشِ نظر فوج جیسی خطرناک ملازمت اختیار کرنا بہتر جانا۔

۴۔ رہا مجھ پر کسی قسم کی ذمہ داری کا خیال۔ انجمن خود سوچے کہ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے خود انجمن پر یا مجھ پر۔ انجمن پر نہ صرف روپیہ ضائع کرنے کی ذمہ داری ہے۔ بلکہ ایک نوجوان کی زندگی کے دُو سال کا ضائع کرنا اس روپیہ کے ضیاع کی نسبت بدتر ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں جب اسکے دِل میں ایسے جذبات تھے۔ جس کی خود انجمن قدر کرتی تھی۔ لیکن انجمن میں رہ کر میرے وہ جذبات قائم نہ رہے۔ جس کی وجہ وہ ماحول ہے۔ جو احمدیہ بلڈنگس میں ہے۔ روپیہ کے ضائع ہونیکے متعلق آپ اپنے ان ریمارکس کا ملاحظہ فرمائیں۔ جو آپ نے میری اس درخواست پر دئے ہیں۔ جو مَیں نے ماہ مئی میں انجمن کو اس بدانتظامی کی طرف توجہ دلانے کے لئے دی تھی۔ اور جس میں لکھا تھا۔ کہ علاوہ ہمارے وقت کے ضائع ہونے کے انجمن کا روپیہ بھی خراب ہو رہا ہے۔ آپ نے اس درخواست پر لکھا۔ کہ "مجھے ——— کی درخواست سے بکلی اتفاق ہے"۔ اور کہ "انجمن کا مشکل سے فراہم شُدہ روپیہ ضائع ہو رہا ہے"۔ اور وہ درخواست آپ نے اپنے ریمارکس کے ساتھ صدر صاحب انجمن کی خدمت میں بھیجی۔ اور انہوں نے بھی اس پر لکھا۔ کہ "مجھے آپ سے اتفاق ہے"۔ اب آپ خود سوچ لیں۔ کہ آپ کے موجودہ خط میں اور مذکورہ بالا ریمارکس میں کس قدر اختلاف ہے۔ اب آپ خود ہی بتائیں۔ کہ "قومی امانت" کے ضائع کرنے کی ذمہ واری کس پر ہے۔

جب سے میں تبلیغی کلاس میں آیا تھا۔ اس وقت سے متواتر آخر وقت تک مَیں انجمن کو اس بدانتظامی کیطرف توجہ دلاتا رہا۔ مولانا صدرالدین صاحب۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب۔ مرزا مسعود بیگ صاحب کو وقتاً فوقتاً مطلع کرتا رہا۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی اس طرف توجہ نہ کی۔ خود اپنے اساتذہ صاحبان کو کہتا رہا۔ اور آخر پر آپ سے بھی اس کے متعلق ذکر کیا۔ لیکن جب مَیں نے دیکھا۔ کہ میری کوئی شنوائی نہیں ہو رہی۔ تو آخر پر مَیں نے ماہ مئی میں درخواست دی۔ جس پر آپ نے مندرجہ بالا ریمارکس دئے۔ اور اُن کے علاوہ کچھ اور بھی جو مجھے یاد نہیں۔ اس درخواست کا یہ نتیجہ ہوُا۔ کہ مولوی احمد یار صاحب کو ڈلہوزی بھیجدیا گیا جو چیز

موجود تھی۔ وہ بھی نہ رہی۔ مَیں نے دو سال کے اس تجربہ کے بعد یہی نتیجہ نکالا۔ کہ انجمن ہرگز ہمارے لئے کوئی انتظام کرنے کو تیار نہیں۔ اگر ہم خود مطالعہ کرتے رہیں۔ تو کتنا کریں گے اور مشورہ کس سے لیں گے۔ ہمیں اور ہم کو انتخاب کتب میں کون راہ دکھائے گا۔

جناب سکرٹری صاحب آپ خود ہی انصاف فرمائیں۔ کہ کیا تبلیغی کلاس کے تین چار مہینے زیادہ قیمتی تھے یا مولانا محمد علی صاحب کی کتاب کی proof reading۔ آخر ہم لاہور کی سیر کرنے کو تو نہیں بیٹھے تھے۔ مَیں کوئی بچہ نہ تھا۔ کہ اس کو محسوس نہ کرتا۔ اور ہاتھ دھر کر وہیں بیٹھا رہتا۔ دل کو طفل تسلیاں دیتا۔ کہ خدمت دین ہو رہی ہے۔ اور اگر خدمت نہیں تو اس کی تیاری ہی سہی۔

۵۔ آپ نے میرے خطوط کے اقتباسات پیش کئے ہیں۔ اس کے متعلق بھی سُن لیجئے۔ میرا یہ خیال تھا کہ مَیں دین کی خدمت کروں۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ انجمن میں رہ کر مَیں خدمت کر سکوں گا۔ لیکن مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ انجمن جو خدمتِ اسلام کر رہی ہے۔ وہ محض ایک سراب ہے۔ اور ایک ڈھونگ ہے۔ جس سے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکی جا رہی ہے میرے والد صاحب میرے ان تمام جذبات سے واقف تھے لیکن باوجود اس کے انہوں نے مجھے روکا۔ کہ انجمن میں آؤں۔ اس کا یہ مطلب نہ تھا۔ کہ وہ نہ چاہتے تھے۔ کہ مَیں اپنی زندگی وقف کروں۔ بلکہ وہ یہ کہتے تھے۔ کہ انجمن میں رہ کر مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ ان کا تجربہ درست تھا۔ اور مجھے تجربہ سے ہی معلوم ہوا۔ من جرب المجرب حلت به الندامة۔ مَیں نے تجربہ شدہ بات کو آزمایا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ بڑوں کی بات مان لینی چاہیئے۔ لیکن افسوس کہ مجھے وہ توفیق نہ ملی۔

۶۔ صرف سپین مشن فنڈ ہی قومی امانت نہیں۔ بلکہ انجمن کے پاس جتنا روپیہ آتا ہے۔ وہ سب قومی امانت ہے لیکن افسوس کہ انجمن اس امانت کی ادائیگی کا محافظہ نہیں کرتی۔ کیا انجمن باقی تمام امانتیں ادا کر چکی ہے؟ انجمن نے جتنا روپیہ برباد کیا ہے۔ اور کر رہی ہے۔ اس کی ذمہ واری کس پر ہے؟

یہ چند اشارات ہیں۔ غالباً کافی ہوں گے۔ مزید تفصیلات موجب تلخی نہ بنیں۔ اس لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کے لئے زندگی وقف کی تھی۔ اس مشن کے موجودہ "مالکوں" میں رہ کر انہوں نے مجھے اس سے بیزار کر دیا۔ غریبوں کو تلقین کہ زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کرو۔ اور اپنے صاحبزادے I. C. S سے کم ملازمت تصور تک نہیں کر سکتے۔ قوم کو کہتے ہیں۔ چندے دو۔ اور اپنی جیب سے پیسہ دینا گوارا نہیں۔ قوم کو سُنایا جاتا ہے۔ کہ اگر تین ماہ تک

کوئی شخص چندہ نہ دے۔ تو وہ جماعت سے خارج ہو جائے گا۔ اور خود اگر سالوں تک چندہ نہ دیں۔ تو پھر بھی انجمن کے خداوند بنے رہیں۔ لیکن مجھے یہ شکایت نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ باتیں خطبوں میں بیان کرنے کے لئے ہیں۔ اپنے عمل کے لئے نہیں۔

جناب سکرٹری صاحب۔ آپ کے تمام عزت و احترام کو پیش نظر رکھکر میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ کو انجمن کا کام سنبھالے ہوئے چھ ماہ ہو رہے ہیں۔ کیا یہ حقیقت آپ پر واضح نہیں۔ کہ انجمن کے مالکوں کے اعمال اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم ایک نہیں۔ قادیان میں خلافت اور لاہور میں دوکانداری۔ کیا اسی کا نام احمدیت ہے۔ انجمن کے ارکان قوم کے بل بوتے پر اپنی سوشل حیثیت قائم کرتے ہیں۔ جب اپنی تقریبات ہوں۔ تو جس قوم کے وہ بزرگ ہیں۔ اس کو پوچھتے تک نہیں۔ لیکن اس سے تو ان کی بے عزتی ہوتی ہے۔ پھر تو اس میں وزیر نہیں آسکیں گے۔ اور ان غریبوں کی اور وزیروں کی **social status** ایک نہیں۔ یہ مامور وقت کی جماعت کے بزرگ ہیں۔ آپ بتائیں۔ کہ ان اعمال کو دو سال تک نزدیک سے مطالعہ کرنے کے بعد ایک نوجوان احمدی تو کیا مسلمان بھی رہ سکتا ہے۔

اگر کوئی تلخ الفاظ ہوں۔ تو ان کی معافی چاہتا ہوں۔ والسلام۔ خاکسار عبدالواجد"

مولوی محمد علی صاحب کی صدارت اور جمہوریت

غیر مبایعین خلافت کے منکر ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ جمہوریت کے علمبردار ہیں۔ لیکن واقع یہ ہے۔ کہ ان کے نظام کی، اگر انکے کاروبار کو نظام کہا جاسکتا ہے، بنیاد ہی غلط ہے۔ مولوی محمد علی صاحب خلیفہ نہیں بلکہ غیر مبایعین کی انجمن کے پریذیڈنٹ ہیں۔ جمہوری نظام میں پریذیڈنٹ مقررہ مدت کیلئے ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر نیا انتخاب ہوتا ہے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب دنیا جہان سے نرالے صدر ہیں کہ نہ انکی صدارت کی مدت مقرر ہے اور نہ انکا نیا انتخاب ہوتا ہے۔ آخر یہ کیوں ہے؟ یا تو غیر مبایعین یہ کہیں کہ ہم مولوی محمد علی صاحب کو خلیفہ مانتے ہیں چونکہ خلفاء کا انتخاب زندگی بھر کیلئے ہوتا ہے، اسلئے مولوی صاحب کا انتخاب بھی عمر بھر کیلئے ہے اور یا پھر ہر سال یا ہر پانچ سال کے بعد صدر کا نیا انتخاب کیا کریں تا اس منصب کے موزون اشخاص کا انتخاب ہوتا رہے۔ بڑھاپے اور بیماری وغیرہ کے باوجود جناب مولوی محمد علی صاحب کو ہی اس بوجھ کا حامل بنائے رکھنا درست نہیں۔ اگر وہ کسی مصلحت کے ماتحت اس عہدہ کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں تو کیا جمہوریت کا تقاضا نہیں کہ انکو جلد سے جلد فارغ کیا جائے۔ اگر تو غیر مبایعین اس سلسلہ کو نبی کا سلسلہ مانتے تو اور بات تھی مگر اب تو محض انتظامی بات ہے اور وہ بھی جمہوری طریق پر۔ سو قوم کا فائدہ اسی میں ہے کہ صدر کا انتخاب معین عرصہ کے بعد ہوتا رہے کیا غیر مبایعین اس مشورہ پر عمل کرینگے؟

خلافت

از جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر

حیف ہے مسلم نہ سمجھے گر خلافت کا مقام
دیکھتا رہتا ہو جو تسبیح کا اپنی امام

ہے نبوت رشتۂ تسبیح، دانے مقتدی
جنکو رکھتا ہے بہم اور منتظم ان کا امام

مقصد تسبیح ہے ذکر الٰہی رات دن
منحصر گویا خلافت پر ہے یہ سارا نظام

کیا نبوت کیا شریعت کیا الوہیت کا بار
ہے خلافت ہی کے سر پر، تا رہے انکا قیام

کیوں خدا مبعوث کرتا انبیاء کا سلسلہ
گر چلانا چاہتا وہ بے نبوت اپنا کام

بے خلافت سلسلہ رہتا نبوت کا اگر
مومنوں کو کرتی کیوں صدیق اکبر کا غلام

سیدھی سادھی ہی یہ منطق کوئی دانا ہو اگر
سرکش نادان کو لیکن کیا ہی اس منطق سے کام

گالیوں سے جنکو فرصت ہی نہ ملتی ہو کبھی
سامنے انکے ہو کیوں تسبیح اور اس کا امام

انجمن برتی ہے ہمنے انجمن کے کام بھی
بے امارت اسکا بھی چلتا کبھی دیکھا نہ کام

ہے یہی جمہوریت کا حال جو رکھتی ہے شاہ
اک وجود مرکزی شایان تعظیم عوام

اسمیں بھی مختار کل ہوتا ہے اک اعظم وزیر
چلتے ہیں باقی وزیر اسکے اشارہ پر تمام

ہیں جو بے شاہوں کے جمہوریتیں زیر امیر
وقت مشکل کرتی ہیں مختار کل اس کو تمام

مشورے لیتا ہے لیکن فیصلے کرتا ہے خود
کیبنٹ اور انجمن گویا کہ ہے اسکی غلام

اہل شوریٰ اور ناظر ۔ ناظروں کی انجمن
اور کیا ہے یہ۔ خلافت دوسرا ہی اسکا نام

ہار کر جھک مار کر آتی ہے پھر دنیا یہیں
نقطۂ مرکز یہی ہے اور خدا کا ہے نظام!

پارلیمان کی جگہ آنے لگی ڈکٹیٹری
یعنی بے وحدت بہت مشکل ہی کرنا اہتمام

ہے خلافت کیلئے تسبیح اک تشبیہ تام
جسکے آگے ہوتے ہیں گنتی کے دانے اور امام

سرکشی مانع نہ ہو گوہر تو سیدھی بات ہے
ہیں سمجھتے اسکو کالانعام دنیا کے انام

چند قابلِ غور حقائق

(از جناب مولوی خلیل احمد صاحب ناصر بی۔ اے)

(۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رض کا ارشاد "بیعت لازم اور فرض ہے"؟

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے آغاز میں پیغامی دوستوں نے جہاں ہر قسم کے دُوسرے اعتراضات کئے۔ وہاں یہ سوال بھی اُٹھایا کہ جب ہم نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی ہے۔ تو اب ہمیں کسی دُوسرے کی بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خود انکا اپنا عمل ہی اس بے جا اعتراض کا مُسکت جواب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد نہ صرف یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بیعت تمام پیغامی اکابر نے کی، بلکہ ایک موقعہ پر جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض بعض پیغامی عمائد سے جن میں جناب مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی شامل تھے، ناراض ہو گئے۔ ان لوگوں نے آپ رض کی دوبارہ بیعت بھی کی تھی۔ بہرکیف جہاں تک منقولی جواب کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں دُوسرے حوالوں کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کا مندرجہ ذیل ارشاد نہایت ایمان افروز اور پیغامی اعتراض کا نہایت معقول جواب ہے:-

"ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا ہے کہ کیا آپ کی بیعت لازم اور فرض ہے۔ فرمایا کہ جو حکم اصل بیعت کا ہے، وہی فرع کا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے سے پہلے اس بات کو مقدم سمجھا۔ اور کیا۔ کہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔"

(بدر ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء صہ ۹)

کیا پیغامی بھائیوں کے دلوں میں یہ حسرت پیدا نہیں ہوتی۔ کہ انہیں یہ سعادت بھی نصیب نہ ہو سکی۔ کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کے دفن کرنے سے پہلے اس بات کو مقدم سمجھتے اور کرتے کہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ اگر وہ غور کریں تو مبایعین کا اس سعادت سے بہرہ ور ہونا اور پیغامیوں کا محروم رہنا ہی ان کے خلاف کافی دلیل ہے۔

(۲)

مقامِ خلافت

پیغامی دوست ہم پر زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے اکثر کہا کرتے ہیں۔ کہ خلافت کا وہ تخیل جس میں خلیفہ کو واجب الاطاعت اور امام اور مطاع اور نبی کا حقیقی جانشین سمجھا جاتا ہے مبایعین کی ایجاد اور خادمانِ محمود ایدہ اللہ الودود کے غلو اور خوش اعتقادی کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ یہ واقعہ ہے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے یہ اعتراض کرنے کے باوجود اپنے آپکو واجب الاطاعت اور کثرت رائے کو ردّ کر دینے والا امیر منوانے کے لئے مسلسل، پیہم اور سرتوڑ کوشش کی اور ناکام رہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانہ میں بھی تو آخر یہ مسائل پیدا ہوئے تھے۔ اُسوقت احباب جماعت خلافت کا کیا مقام سمجھتے تھے؟ چنانچہ جب ایک دفعہ سلسلہ کے بعض علماء و اکابر سے خلافت اور انجمن کے مقام کے متعلق سوالات کئے گئے۔ تو ان میں سے حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کا جواب حسب ذیل تھا:۔

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد حضرت کے قائم مقام یکے بعد دیگرے خلفاء ہونگے۔ جو تمام اُمور میں انجمن کے اور تمام جماعت کے مطاع ہوں گے۔ جس طرح خلفاء راشدین مطاع تھے۔ یہ میرا ایمان ہے۔ . . . . میرے نزدیک شریعت اسلام اور وصیت کے موجب حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقی جانشین ساری جماعت کی اطاعت سے ایک ہی ہو سکتا ہے اور جماعت اسی ایک کی مطیع ہوگی جس کی بیعت کرے گی یا جس کی بیعت میں داخل ہوگی۔ ایک وقت میں کئی خلفاء کا ہونا نظام صحیح کے برخلاف ہے۔" (بحوالہ الفضل ۲۱ر مارچ ۱۹۱۴ء)

کیا پیغامی احباب اب بھی اس غلط ادعا پر مُصر رہیں گے کہ خلافت کا یہ مقام مارچ ۱۹۱۴ء کے بعد قائم ہوُا؟ کیا حضرت میر حامد شاہ صاحب کے اس بیان کے بعد اس دعویٰ کی گنجائش ہے؟

(۳)

مولوی محمد علی صاحب کیطرف سے حضرت اقدس کی تحقیر

جناب مولوی محمد علی صاحب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی بے جا دشمنی اور دلی عناد کی وجہ سے بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستودہ صفات پر بھی خطرناک حملے کر جاتے ہیں اور محمود دشمنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحقیر کو بھی جائز خیال کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال سُنئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام الوصیت میں بالتفصیل تحریر فرماتے ہیں جس کا ملخص ہمارے لفظوں میں

یوں ہے۔ کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آیت استخلاف کے ماتحت ابوبکرؓ قدرت ثانیہ کا مظہر ہوُا۔ اسی طرح میرے بعد بھی ہوگا۔ اور چند وجود قدرت ثانیہ کے مظہر ہوں گے۔

اِس بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک آیت استخلاف سے رُوحانی خلافت مراد ہے۔ حضور علیہ السلام کے استدلال کی رُو سے اس کا مفہوم کسی ایک فرد کی خلافت پر دال ہے نہ کہ کسی گروہ یا قوم کے من حیث الجماعۃ اقتدار پر۔ مگر جناب مولوی محمد علی صاحب پیغام صلح میں فرماتے ہیں:۔

"ممکن ہے آپ آیت استخلاف پیش کریں۔ مگر عربی زبان سے ذرا بھی مس رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ آیت کے یہ معنی ہیں کہ قوم کو جبتک انمیں متقیوں کی کثرت رہیگی بادشاہت ملتی رہیگی اور دنیا میں انکا اقتدار و رعب و داب قائم رہیگا۔"

حضرت مسیح موعودؑ سے مولوی محمد علی صاحب یہ اختلاف کرتے ہوئے کیا صاف الفاظ میں یہ نہیں کہہ رہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ کو عربی زبان سے ذرا بھی مس نہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی دشمنی میں سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس قدر بے باکانہ تحقیر! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۴)

انجمن کی جانشینی کا مطلب

جناب مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے پیغامی دوست خلافت کی تردید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فقرہ اکثر پیش کیا کرتے ہیں کہ "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"۔ ہم اسکے متعلق صرف یہ استفسار کرنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ "انجمن" حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ میں بھی جانشین تھی یا نہیں۔ صیغہ حال کا اس فقرہ میں استعمال شاہد ہے کہ حضورؑ کے زمانہ میں بھی یہ انجمن جانشین تھی۔ ورنہ یہ فقرہ یوں ہوتا کہ "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہوگی"۔ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ" تھے۔ پس ہم پیغامی بھائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ انجمن کے قیام کے بعد کیا حضرت مسیح موعودؑ نے سب کام چھوڑ چھاڑ کر تمام فرائض منصبی انجمن کے سپرد کردئے تھے یا پھر بھی حضور کا ارشاد انجمن کیلئے واجب التعمیل تھا؟ پیغامی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ انجمن حضورؑ کی وفات کے بعد "جانشین" بنے گی کیونکہ حضور کی زندگی میں ہی اسکا کام بموجب رسالہ الوصیت بہشتی مقبرہ کا انتظام وغیرہ مقرر کیا گیا تھا۔ پس ظاہر ہے کہ اس جانشینی کے معنی صرف نیابت اور کام میں امداد کے ہیں نہ کہ آخری حاکم ہونیکے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق نعوذ باللہ یہ ماننا پڑیگا کہ حضورؑ انجمن کے ماتحت تھے اور آپؑ پر انجمن حاکم تھی۔ کیونکہ حضورؑ کے الفاظ کے مطابق حضورؑ کے زمانہ میں بھی انجمن جانشین تھی۔ پس جس طرح حضورؑ کے وقت اور حضرت خلیفہ اولؓ کے عہد خلافت میں انجمن نیابت و امداد کے فرائض سر انجام دیتی رہی حضورؑ کے بعد کے دوسرے خلفاء کی نیابت کا کام بھی اُس کا اصل فریضہ ہوگا۔ کیا ہمارے پیغامی بھائی اسپر غور فرمائیں گے؟

سیّدنا محمود ایدہ اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی کی نظر میں

(از جناب سید اعجاز احمد صاحب مولوی فاضل)

(۱)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ یقین رکھتے تھے کہ پسر موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی ہیں۔ چنانچہ آپ رض نے حضرت پیر منظور محمد صاحب سے ایک دفعہ فرمایا: "کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔"
(رسالہ تشحیذ الاذہان مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۸)

(۲)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رض یقین رکھتے تھے کہ میرے بعد خلافت کے منصب کے لائق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی ہیں۔ اسی لئے آپ رض نے ایک مرتبہ شیخ عبد الرحمٰن صاحب لاہوری کو جو اس وقت مصر میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ تحریر فرمایا: "تمہیں وہاں سے کسی شخص سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں، جب تم واپس قادیان آؤ گے تو ہمارا علم قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اور اگر ہم نہ ہوئے۔ تو **میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا۔**" (الفضل یکم اپریل ۱۹۱۴ء)

اسی طرح آپ رض نے ایک مرتبہ ممبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:۔

"ایک نکتہ قابلِ یاد سُنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکتا۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو۔ کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

صرف اس پر ہی بس نہیں بلکہ جس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری وغیرہ کی صورت میں حضرت ابوبکر صدیق رض کو نمازوں میں امام مقرر فرماتے تھے اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض بھی اپنی جگہ درس کے لئے خطبہ جمعہ اور دیگر نمازوں کی امامت کے لئے سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہی مقرر فرماتے تھے۔ تاکہ آپ کے طرزِ عمل سے بھی لوگ سمجھ جائیں کہ آپ کے بعد منصب خلافت پر فائز ہونے کے قابل کون شخص ہے۔

(۳)

ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر فرمائی جس میں آپ رض نے ارشاد فرمایا:۔

(الف) " مرزا صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی اولاد دل سے میری فدائی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر، شریف، نواب ناصر، نواب محمد علی خاں کرتا ہے۔ تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔ میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا۔ بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں۔"

(اخبار بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(ب) " میاں محمود بالغ ہے۔ اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے۔ اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں سے ایک بھی نہیں۔"

(اخبار بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

ان حوالجات سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صرف اس لئے عزت نہیں کرتے تھے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جگر گوشہ اور خاندانِ نبوت کے ایک درخشندہ گوہر تھے، بلکہ اس لئے بھی آپ کی خاص عزت کرتے تھے اور ہمیشہ اپنے قرب میں جگہ دیتے تھے کہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ کے بعد یہی پاک وجود خلافت کی رُوحانی خلعت سے سرفراز ہوگا۔

؎ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

پیغامِ صلح کا "تضاد"

گذشتہ اشاعت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر کا اقتباس درج ہوا تھا کہ:۔

" ان کے علاوہ ایک رسالہ فرقان نکلا ہے۔ اس کی تمہید بھی میں نے لکھی ہے۔ جو پیغامیوں کے زہر کے ازالہ کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ اس کی خریداری کی طرف بھی میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔"

اخبار پیغام صلح نے ہمارے رسالہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

" مرشد کا ارشاد ہے کہ زہر کا ازالہ کیا جائے۔ اور مرید کہتا ہے۔ کہ باہمی غلط فہمیوں کو دوستانہ طریق پر دُور کریں۔"

(۱۳ر مارچ ۱۹۴۲ء)

جناب مدیر پیغام کو زہر کے ازالہ اور غلط فہمیوں کو دوستانہ طریق پر دُور کرتے میں "تضاد" نظر آتا ہے حالانکہ اول تو ہم نے اپنی درخواست میں اس طریق کیلئے صرف حق جُو اور اتحاد کے حامی غیر مبایع اصحاب کو دعوت دی ہے، اور زہریلا پروپیگنڈا کرنیوالوں کا ذکر فقرہ "بیشک بعض لوگوں کا اختلاف ذاتی عداوت کا رنگ اختیار کرچکا ہے" میں علیحدہ ہے۔ دوم کیا پیغامیوں کے زہر کا ازالہ دوستانہ طریق سے نہیں ہو سکتا؟ اگر ہو سکتا ہے تو اسمیں تضاد کیسا؟ اور اگر پیغام صلح کا یہی خیال ہے کہ اس زہر کا ازالہ غلط فہمیوں کو دوستانہ طریق پر دُور کرنے سے نہیں ہو سکتا تو کم از کم ہم اس سے متفق نہیں۔

ایک سوال کا جواب!

نبوّت اور غلامی

ایک غیر احمدی دوست ستار محمد خان صاحب رائے بریلی سے لکھتے ہیں:۔

"میرا سوال ہے کہ کیا وہ شخص جو غلام پیدا ہوا۔ اور اسی حالت میں انتقال بھی کر گیا۔ خدا کا نبی ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی ایسی مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت آدمؑ تک ملتی ہے۔ کہ پیغمبر یا نبی حالت غلامی میں رہتے ہوئے اس دنیا سے انتقال کر گئے ہوں"۔

جواباً عرض ہے۔ کہ حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک بہت سے نبی ہوئے ہیں، بعض کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اور اکثر کا نام تک مذکور نہیں۔ جن نبیوں کا نام کے ساتھ ذکر ہے۔ ان میں سے دو تین مثلاً حضرت سلیمانؑ و حضرت داودؑ وغیرہما کو مستثنیٰ کرنے کے بعد باقی جملہ نبی ایسے ہیں جنہیں اپنی زندگی میں کوئی حکومت نہیں ملی۔ حضرات شیثؑ۔ لوطؑ۔ ہودؑ۔ صالحؑ۔ زکریاؑ۔ الیاسؑ۔ شعیبؑ۔ ابراہیمؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ اسحاقؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ نوحؑ۔ یونسؑ۔ ذوالکفلؑ۔ یوسفؑ۔ یعقوبؑ۔ یحیٰؑ اور عیسیٰ علیہم السلام کے متعلق ثابت نہیں کہ وہ کبھی بادشاہ ہوئے ہوں۔ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ جب حضرت لوطؑ کے مخالف ان کے گھر پر چڑھ آئے تو انہوں نے کہا لو ان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید (ھود۔ آیت ۸۰) کہ کاش آج مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی مضبوط مقام پر پناہ گزین ہو سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت لوطؑ بادشاہ نہ تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام رُومی حکومت کے ماتحت زندگی بسر کرتے رہے اور انہوں نے فرمایا "جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو" (متی ۲۲/۲۱) قرآن مجید حضرت یوسفؑ کا قول بیان فرماتا ہے کہ انہوں نے فرعون مصر سے کہا تھا اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم (سورۃ یوسف) کہ مجھے خزانوں کا افسر مقرر کر دیجئے چنانچہ وہ شاہ مصر کے حکم سے اور اس کے قانون کے ماتحت وزارت مال کے عہدہ پر متمکن رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما کان لیأخذ اخاہ فی دین الملک (سورۃ یوسف) کہ وہ شاہی قانون کے مطابق اپنے بھائی کو روک نہ سکتے تھے۔ گویا وہ اس قانون کے پابند تھے۔

ان واقعات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ ہر نبی بادشاہ ہوتا ہے سراسر غلط ہے۔ نبی شیطانی زنجیروں کو کاٹنے آتا ہے وہ ارواح کو آزادی بخشنے آتا ہے یہ اسکی زندگی کا اصل پروگرام ہوتا ہے۔ ظاہری بادشاہت کا حصول اسکے لئے ضروری نہیں ہاں یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کی جماعتوں کو برسر اقتدار ضرور کرتا ہے خواہ نبی کی زندگی میں خواہ اسکی وفات کے بعد۔ یہ چیز نبی کے پروگرام میں ثانوی حیثیت رکھتی ہے اسلئے نبی کی صداقت پر یہ اعتراض پیدا نہیں ہوتا کہ وہ بادشاہ کیوں نہیں ہے؟

شذرات

ضمیر کی آواز

ایڈیٹر صاحب "ینگ اسلام" لکھتے ہیں :۔ "لوگ معترض ہیں کہ چونکہ حضرت اقدس مجدد و ملہم ہیں۔ نبی نہیں۔ اسلئے آپکے دعاوی کو مسلمانوں سے تسلیم کرانا ضروری نہ ٹھہرا لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اس زمانہ کی زہریلی دہریت والحاد کی ہوا متقاضی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے وجود کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں سے بھی تسلیم کرایا جائے۔" (۱۵ر اگست ۱۹۴۱ء صک) اگر "حقیقتِ حال" یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کل دنیا کا ایمان لانا ضروری ہے تو اسمیں کیا شبہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں کیونکہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھ چکے ہیں :۔ "ایمان لانا رسول پر ہی ہوا کرتا ہے جو خدا کا رسول نہیں اسپر ایمان لانا کیا معنے؟ کیا کوئی شخص کبھی کسی امتی پر بھی ایمان لایا کرتا ہے"۔ (پیغام صلح ۲۴ر فروری ۱۹۴۱ء)

اشاعتِ اسلام کا صحیح طریق

غیر مبایعین کہتے تھے کہ یورپ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام لینا "سم قاتل" ہے اور ہم آپ کا نام لئے بغیر اشاعتِ اسلام کریں گے۔

ربع صدی کے تجربہ کے بعد کیا نتیجہ ہوا؟ غیر مبایع مبلغ مولوی آفتاب الدین صاحب احمد فرماتے ہیں :۔ "ہم نے آجتک اسلام کو عقلی طور پر پیش کیا لیکن یورپ میں عقلیت ختم ہو چکی ہے۔ یورپ ایک زندہ شہادت اور روحانی تجربہ چاہتا ہے۔ ہمارے پاس خدا کے مامور کی شہادت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں کلام کیا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اس شہادت کو پیش کریں۔" (پیغام صلح ۸ر جنوری ۱۹۴۲ء) سچ ہے ؎ آنچہ دانا کند کند ناداں ؛ لیک بعد از ہزار رسوائی

مولوی محمد علی صاحب کا غلط جواب

مولوی محمد علی صاحب نے ایک خطبہ میں کہا ہے کہ :۔ "حال ہی میں بعض باتیں میرے سننے میں آئیں۔ بعض لوگوں نے کہا۔ یہ ہے کیا کام کہ اسپر خرچ کیا جائے؟ کب تک چلیگا؟ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں مخالفوں کے منہ سے ایسی باتیں سننے میں آتی تھیں۔" (پیغام صلح ۳۰ر جنوری ۱۹۴۲ء)

جن لوگوں کے کان مولوی صاحب کے اس ترجمۂ قرآن کا ذکر سنتے سنتے پک گئے ہیں جو وہ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے تنخواہ لیکر کرتے رہے اور پھر ذاتی الاؤنس کے حصول کیلئے اسے اپنی ملکیت قرار دے لیا۔ ان لوگوں کو اگر یہ سوال پیدا ہو تو جائے تعجب نہیں مگر تعجب اس بات میں ہے کہ مولوی صاحب نے اپنی معروف "خندہ پیشانی" کا اظہار یوں کیا کہ ان "بعض لوگوں" کو جھٹ زمرۂ مخالفین مسیح موعودؑ میں داخل کر دیا۔ کیا اس سوال کا یہی جواب ہے؟ چاہیئے تھا کہ مولوی صاحب اپنی پوزیشن واضح کر کے معترضین کی تسلی کراتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بیشک اس قسم کا اعتراض مخالفین نے حضرت مسیح موعودؑ پر بھی کیا تھا مگر وہاں تو دن رات ترقی ہو رہی تھی اور آجتک وہ سلسلہ کامیابی سے چل رہا ہے مگر آپکا کیا حال ہے۔ بزعم خود آپ سمٹ سمٹا کر زن و مرد، بچے و بوڑھے پانچہزار رہ گئے ہیں اور جماعت احمدیہ کے مقابل آٹے میں نمک کی مانند ہیں۔ اسلئے عرض ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضورؑ کی کامیاب جماعت کے سامنے غیر مبایعین کا ذکر بالکل بے محل ہے۔

مقاصد و قواعد

۱۔ رسالہ فرقان کا مقصد غیر مبایعین کو ہمدردانہ طور پر پیغام حق پہنچانا۔ اور ان کے اکابر کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ہے۔

۲۔ رسالہ کا چندہ سالانہ ایک روپیہ ہے۔ جو پیشگی آنا لازمی ہے۔

۳۔ جملہ خط و کتابت مینجر رسالہ فرقان کے نام ہونی چاہیئے۔

۴۔ رسالہ ہر ماہ کی دس تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

۵۔ یہ رسالہ "مجلس رفقاءِ احمدؑ قادیان" نے سہ سالہ پروگرام کے ماتحت جاری کیا ہے۔

۶۔ رسالہ کے معاون حضرات ایک روپیہ ماہوار عطیہ عطا فرماتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء ؎

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۸۸۵

حکیم محمد عبداللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھپایا۔ اور
دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا

إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا

مجلس رفقاء احمدؐ قادیان کا ماہنامہ

فرقان

سالانہ چندہ
صرف ایک روپیہ

ربیع الاوّل سنہ ۱۳۶۱ھ
اپریل سنہ ۱۹۴۲ء

ایڈیٹر
ابوالعطاء جالندھری

فرقان

اپریل سنہ ۱۹۴۲ء

فہرست مضامین

[1] یہ مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ملاحظہ کے بعد شائع ہو رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
فرقان
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۱ | بابت ماہ شہادت ۱۳۲۱ ہش مطابق اپریل ۱۹۴۲ء | نمبر ۴

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام زمرۂ انبیاء میں

جناب مولوی محمد علی صاحب کا تازہ غلط جواب

(۱)

سلسلہ احمدیہ کا آرگن رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو ۱۹۰۲ء میں جاری ہوا۔ اس رسالہ کی اشاعت کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن۔ پوزیشن اور مقاصد کو پیش کرنا تھی۔ ابتدا سے جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے اس رسالہ کے ایڈیٹر تھے اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمیشہ نبی اور رسول کے طور پر پیش کیا جاتا رہا۔ جو اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ فی الواقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوئی نبوت فرمایا ہے اور ۱۹۱۴ء کے اختلاف سے قبل ساری جماعت کا اجماعی عقیدہ یہی تھا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نبی اور رسول ہیں۔ اگر یہ عقیدہ نادرست ہوتا تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسکی تردید فرماتے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اسکی تغلیط کرتے یا جماعت کے دیگر اراکین و علماء اس کے خلاف آواز بلند کرتے۔ لیکن ایسا نہ ہونا صاف بتلاتا ہے کہ نبوتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ساری جماعت کا ایمان تھا۔ اس واضح حقیقت کے باوجود اگر جناب مولوی محمد علی صاحب آج یہ لکھیں کہ "حقیقت یہی ہے کہ قادیان میں نبوت ۱۹۱۴ء میں خلافت کی لونڈی بنکر آئی" (اشتہار ۸ ستمبر ۱۹۴۱ء) تو یہ انکی صریح بے انصافی اور حق پوشی ہے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں بہت سے حوالہ جات موجود ہیں جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ ساری جماعت احمدیہ ۱۹۱۴ء سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتی تھی۔ اس رسالہ میں ایک

مضمون "انبیائے عالم" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے:-

"تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زردشت ایک نبی تھا اگر بدھ اور کرشن نبی تھے۔ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے کیونکہ جن علامتوں کے ذریعہ زردشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی فداہ ابی و امی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں ..... الغرض جو شخص ذرا بھی تدبّر سے کام لے گا۔ اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ اسی پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہے جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے" (ریویو آف ریلیجنز جولائی سنہ ۱۹۱۰ء)

۲

غیر مبایعین کے اکابر اگر یہ کہتے کہ بیشک ہم پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانا کرتے تھے مگر اب نہیں مانتے تو انکی پوزیشن واضح ہوتی لیکن افسوس کہ انہوں نے سراسر مغالطہ دہ طریق اختیار کیا۔ انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ ہم نے بلکہ ساری جماعت احمدیہ نے کبھی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہیں مانا اور کسی زمانہ میں بھی ہم نے حضورؑ کو زمرۂ انبیاء میں نہیں سمجھا۔ حالانکہ اگر دیگر بیسیوں اقتباسات کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تب بھی مندرجہ بالا ایک حوالہ ہی اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زمرۂ انبیاء میں مانتی تھی۔ گزشتہ دنوں مولوی محمد علی صاحب دہلی گئے تھے وہاں پر ایک غیر مبائع دوست نے متذکرۃ الصدر اقتباس کے متعلق مولوی صاحب سے استفسار کیا۔ اس سوال و جواب کو غیر مبایعین کے اخبار پیغام صلح نے بدیں الفاظ شائع کیا ہے:-

"جناب ڈاکٹر شمس الدین صاحب نے ریویو آف ریلیجنز جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کے ایک مضمون "انبیائے عالم" میں سے ایک حوالہ پڑھ کر سنایا جس میں حضرت مسیح موعود کو زمرۂ انبیاء میں شامل کیا گیا

اور دریافت کیا کہ کیا یہ مضمون آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ جس پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مضمون ہرگز میرا لکھا ہوا نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں ۱۹۰۹ء کے وسط میں عملاً رسالہ کی ادارت سے الگ ہو کر قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کے کام میں مصروف ہو گیا تھا۔ اگرچہ میرا نام بطور ایڈیٹر لکھا جاتا رہا لیکن درحقیقت میرا کوئی تعلق اس رسالہ کے مضامین سے نہ تھا۔ میری ادارت کے زمانہ میں جو جو مضامین چھپے ہیں نے سال کے اختتام پر ان کا انڈکس بنا کر ساتھ مضمون نگاروں کے اسماء درج کئے۔ میرے علیحدہ ہونے کے بعد جو انڈکس چھپے ہیں۔ ان کے ساتھ مضمون نگاروں کے اسماء نہیں چھپے۔ یہ مضمون انبیائے عالم مولوی شیر علی صاحب کا ہے۔ یہی حال اکثر ان حوالہ جات کا ہے جو میری طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ **میں نے جب ۱۹۱۳ء میں یہ محسوس کیا کہ نبی اور رسول کے الفاظ اس طرح استعمال کئے جا رہے ہیں تو میں نے ایک نوٹ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں دیا تھا** جس میں واضح کیا تھا کہ یہ الفاظ اصطلاح اسلام کے معنوں میں نہیں ہیں" (پیغام صلح ۱۷ مارچ ۱۹۴۲ء)

—— ۳ ——

پیغام صلح نے ذکر نہیں کیا کہ مولوی محمد علی صاحب کے اس جواب سے سائل کی تشفی ہو گئی یا نہیں۔ ہمارے نزدیک مندرجہ ذیل امور اس سلسلہ میں قابل توجہ ہیں:-

اوّل۔ اس بیان سے ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو یہ تو مسلّم ہے کہ ریویو جولائی ۱۹۱۰ء کے مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زمرۂ انبیاء میں شامل کیا گیا ہے لیکن ان کو اس بات سے انکار ہے کہ یہ مضمون انہوں نے لکھا ہو۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ مضمون حضرت مولوی شیر علی صاحب کا تحریر فرمودہ ہے۔

دوم۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ وسط ۱۹۰۹ء سے میں صدر انجمن احمدیہ سے تنخواہ لے کر ترجمہ قرآن میں مصروف تھا۔ اس لئے اگرچہ میرا نام بطور ایڈیٹر چھپتا تھا لیکن درحقیقت میرا کوئی تعلق اس رسالہ کے مضامین سے نہ تھا

سوم۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ۱۹۱۳ء میں میں نے محسوس کیا کہ نبی اور رسول کے الفاظ اس طرح استعمال کئے جا رہے ہیں تو میں نے ایک نوٹ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں دیا تھا کہ یہ الفاظ اصطلاح اسلام کے معنوں میں نہیں۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مضمون "انبیائے عالم" حضرت مولوی شیر علی صاحب کا تحریر فرمودہ ہے لیکن یہ درست نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کا اس یا دیگر مضامین سے کوئی تعلق نہ تھا وہ رسالہ کے ایڈیٹر تھے اور ان کا ہی نام بطور ایڈیٹر چھپتا تھا اور انہوں نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو جو بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر کام کرتے تھے۔ ہدایت دے رکھی تھی کہ "چھپنے سے پہلے رسالہ کے پروف" مجھے دکھا لیا کریں اور عملاً وہ پروف دیکھتے تھے (الفضل ۱۶ ۱۷ جون سنہ ۱۹۱۷ء) اندریں صورت ان کا یہ عذر ہرگز قابلِ پذیرائی نہیں کہ "یہ مضمون مولوی شیر علی صاحب کا ہے" علاوہ ازیں مولوی محمد علی صاحب کا یہ بیان اس لئے بھی غلط اور نادرست ہے کہ خود مولوی محمد علی صاحب "وسط سنہ ۱۹۰۹ء" سے قبل بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں۔ بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیے مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:-

"خدا کو پہچاننا اور یقین سے جان لینا کہ واقعی وہ ہے بھی۔ یہ ایک بالکل الگ امر ہے اور اس کا حصول صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جاویں جس کا اظہار **صرف انبیاء و رسل** کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے اور قدیم سے یہی سنت الٰہی چلی آئی ہے کہ خدائے تعالیٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اپنے **انبیاء** کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارق عادت نشانوں کے کر کے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے جس سے انکی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقع ہوتی ہے **ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے** کیونکہ **گزشتہ انبیاء** کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں اور ان سے دلوں کے اندر وہ زندہ اور قوی ایمان پیدا نہیں ہوتا جو گناہ سوز ایمان کہلا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اخلاقی حالتیں اس درجہ تک گر گئی ہیں اور روحانیت سے لوگ بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا **ایک مُرسل** بھیجا اور وہ وہی **مرسل** ہے جس کا اخیر زمانہ میں آنے کا ابتداء سے وعدہ دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ جس نے وعدہ دیا تھا وہ اس بات کو جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں **ایک مرسل** کی ضرورت ہوگی" (ریویو آف ریلیجنز مئی سنہ ۱۹۰۸ء)

اس اقتباس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب بعد ازاں بھی تصریح کر چکے ہیں کہ یہ ان کا تحریر کردہ ہے (ضمیمہ اخبار پیغام صلح ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء) ظاہر ہے کہ "انبیائے عالم" والے مضمون میں جو بات بیان ہوئی ہے وہی مولوی محمد علی صاحب اپنے قلم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مئی سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع کر چکے ہیں۔ پس مولوی محمد علی صاحب کا یہ عذر ہرگز قابل اعتناء نہیں۔

۴

مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا کہ "میں نے جب سنہ ۱۹۱۳ء میں یہ محسوس کیا کہ نبی اور رسول کے الفاظ اس طرح استعمال کئے جا رہے ہیں تو مَیں نے ایک نوٹ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں دیا تھا الخ" کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ سائل پوچھتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۰ء میں جماعت احمدیہ کے آرگن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زمرۂ انبیاء میں شامل کیا گیا ہے اس کا کیا جواب ہے مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ سنہ ۱۹۱۳ء میں مَیں نے یہ محسوس کر کے ایک نوٹ دیا تھا۔ اجی مولوی صاحب! آپ ۱۹۱۳ء میں نوٹ دیں یا نہ دیں یہ تو آپ کے کلام سے ثابت ہو گیا کہ سنہ ۱۹۱۳ء تک جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول مانتی تھی اور اصطلاح اسلام کے مطابق مانتی تھی۔ کیا کوئی سعادت مند مولوی صاحب کے اس حصۂ جواب پر غور کرے گا؟ مزید طرفہ یہ ہے کہ مولوی صاحب کے بیان کا یہ حصہ کہ میں نے ۱۹۱۳ء میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں ایک نوٹ دیا تھا کہ نبی اور رسول کا لفظ اصطلاح اسلام کے معنوں میں نہیں سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے جملہ ساتھی بتلائیں کہ سنہ ۱۹۱۳ء کے کس رسالہ کے کس صفحہ پر مولوی محمد علی صاحب کا وہ نوٹ شائع ہوا ہے۔ کس قدر رنج کا مقام ہے کہ مولوی صاحب نے اس بیان میں سخت افسوسناک غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ میں ان غیر مبائع احباب سے جو محض حسن ظنی سے مولوی صاحب کا ساتھ دے رہے ہیں درخواست کرتا ہوں کہ وہ دیکھیں کہ مولوی صاحب کس قدر غیر ذمہ دارانہ جواب دے رہے ہیں۔

پھر سوال یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے سنہ ۱۹۱۳ء میں کیوں محسوس کیا کہ "نبی اور رسول کے الفاظ اس طرح استعمال کئے جا رہے ہیں"؟ کیا اس سے یہ ثابت نہیں کہ جماعت احمدیہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ بکثرت استعمال کیا کرتی تھی؟ پیارے بھائیو! خدا کے واسطے مولوی محمد علی صاحب کے ان دونوں فقروں پر ذرا غور کرو:۔

(الف) "مَیں نے سنہ ۱۹۱۳ء میں یہ محسوس کیا کہ نبی اور رسول کے الفاظ اس طرح استعمال کئے جا رہے ہیں" (پیغام ۱۷ر مارچ سنہ ۱۹۴۲ء)	(ب) "حقیقت یہی ہے کہ قادیان میں نبوت سنہ ۱۹۱۴ء میں خلافت کی لونڈی بنکر آئی۔" (اشتہار ۸ر ستمبر سنہ ۱۹۴۱ء)

مزید تعجب یہ ہے کہ ۱۹۱۳ء میں حضرت خلیفہ اوّلؓ زندہ موجود ہیں۔ اس حالت میں مولوی محمد علی صاحب کو ہی "فرضی نوٹ دینے" کا احساس کیوں پیدا ہوتا ہے خلیفۂ وقت اس غلط عقیدہ کی تردید نہیں کرتا ساری کی ساری جماعت خاموش رہتی ہے اور مولوی محمد علی صاحب بھی آج دعویٰ کرتے ہیں کہ میں نے ۱۹۱۳ء میں رسالہ ریویو میں ایسا نوٹ دیا تھا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے انہوں نے ۱۹۱۳ء میں ایسا کوئی نوٹ نہیں دیا یہ صرف مولوی صاحب کے اندرونی تغیر کا آئینہ ہے۔

—— ۵ ——

جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں خود حضور کی صریح تحریرات پر مبنی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں :-

(۱) "میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریمؑ سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا" (تجلیاتِ الٰہیہ صـ۲۴)

(۲) "انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
وارثِ مصطفیٰ شدم بہ یقیں
آں یقینے کہ بود عیسےٰ را
واں یقینِ کلیم بر تورات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں
لیک آئینہ ام ز ربِّ غنی

من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
شدہ رنگیں برنگِ یارِ حسیں
بر کلامے کہ شد برو القاء
واں یقیں ہائے سیّدالسادات
ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں
از پئے صورتِ مہ مدنی"

(نزول المسیح صـ۹۹ و ۱۰۰)

(۳) "میرے دعویٰ کی نسبت اگر شبہ ہو اور حق جوئی بھی ہو تو اس شبہ کا دُور ہونا بہت سہل ہے کیونکہ ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے .... اب اے دوستو!

خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں۔"

(لیکچر سیالکوٹ صہ)

(۴) "کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو پس ایسے شخص جو میرے پر اعتراض کرینگے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں" (تتمہ حقیقۃ الوحی صہ۱۲۵)

اس قسم کے بیسیوں حوالہ جات ہیں۔ ان سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ تھا کہ مَیں زمرۂ انبیاء میں شامل ہوں۔ ویسی ہی یقینی وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے اور انہی معیاروں سے میری سچائی ثابت ہے جن سے نبیوں کی صداقت ثابت ہوتی رہی ہے اور مَیں مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ کا مصداق ہوں۔ اسی بناء پر جماعتِ احمدیہ حضور کو زمرۂ انبیاء میں شامل سمجھتی ہے اور اس عقیدہ کا علی الاعلان ذکر کرتی ہے۔ غیر مبایعین کے اکابر اور ان کے امیر پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زمرۂ انبیاء میں شامل مانتے تھے جیسا کہ انکی تحریروں سے ثابت ہے لیکن ۱۹۱۴ء میں مادی مفاد کے حصول کی خاطر اس عقیدہ سے منکر ہو گئے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضور کو زمرۂ انبیاء میں شامل قرار دیتے رہے ہیں۔ فریق لاہور کے حق جو احباب سے درخواست ہے کہ اب پھر صحیح عقیدہ پر قائم ہو جائیں

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین



غیر مبایعین کے ایک مائۂ ناز اعتراض کا جواب

جناب مولوی محمد علی صاحب کی تلقین کے ماتحت اخبار پیغام صلح نے دو مرتبہ یہ سوال دُہرایا ہے کہ:-

"کیا آج ایک غیر مسلم کلمہ طیبہ پڑھنے سے دائرۂ اسلام میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟" (۱۰ مارچ)

یہ سوال نہایت مبہم ہے کیونکہ محض کلمہ طیبہ پڑھنے سے نہ آج اور نہ آج سے پہلے کبھی کوئی غیر مسلم دائرہ

اسلام میں داخل ہوا ہے بلکہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان کو ماننے کے بعد صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھنے والا غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے محض زبان سے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو قرآن مجید نے منافق قرار دیا ہے اور فرمایا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ کہ منافق جہنم کے بدترین حصہ میں داخل کئے جاوینگے۔ پس غیر مبایعین کو سوال یوں کرنا چاہیئے کہ کیا کوئی غیر مسلم سب ایمانیات کو ماننے کے بعد کلمہ طیبہ پڑھ کر داخل اسلام ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب یقیناً ہاں میں ہوگا۔ لیکن اصولِ اسلام پر ایمان لانے یا نہ لانے کے ذکر کے بغیر یہ سوال بالکل مبہم ہے۔

اس سوال کا اندرونی پہلو جو غیر مبایعین کے مدنظر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب ایک غیر مسلم کلمہ طیبہ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ نبی اللہ مسیح موعودؑ کے منکرین کلمہ پڑھنے کے باوجود مسلمان تسلیم نہیں کئے جاتے؟ اس سوال کا جواب بھی مندرجہ بالا سطور میں آگیا ہے جسکی تشریح یہ ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے یا داخل رہنے کا اصل گر یہ ہے کہ آیت قرآنی وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ (بقرہ ع۲۲) میں مندرجہ پانچ اصولوں پر پورے طور پر ایمان رکھے لیکن اگر وہ ان میں سے کسی کو نہیں مانتا۔ فرشتوں کا منکر ہو۔ یا قیامت کا انکاری ہو یا قرآن مجید کو نہ مانے یا خدا کے نبیوں میں سے کسی ایک نبی کی تکذیب کرے تو وہ منہ سے کلمہ پڑھنے کے باوجود دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا یا داخل نہیں رہ سکتا۔ حقیقتِ اسلام کے ابتدائی تحقق کیلئے یہ ضروری ہے کہ انسان ان ارکانِ خمسہ پر پورا ایمان لائے پس کلمہ طیبہ کے پڑھنے والا دائرہ اسلام میں داخل ہے بشرطیکہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولِ اسلام پر ایمان رکھتا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منکرین کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) بغیر اس تازہ یقین کے جو خدا کے مرسلوں اور نبیوں کے ذریعہ آسمان سے نازل ہوتا ہے انکی نمازیں صرف رسم اور عادت سے ہیں اور ان کے روزے صرف فاقہ کشی ہیں" (لیکچر سیالکوٹ ص۲۵)

(۲) "یہ نہایت مغرورانہ خیال ہے کہ کوئی یہ کہے کہ مجھے خدا کے نبیوں اور رسولوں کی ضرورت نہیں اور نہ کچھ حاجت۔ یہ سلب ایمان کی نشانی ہے اور ایسے خیال والا انسان اپنے تئیں دھوکہ دیتا ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ کیا میں نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا کلمہ گو نہیں ہوں۔ چونکہ وہ سچے ایمان اور سچے ذوق وشوق سے بے خبر ہے اس لئے ایسا کہتا ہے" (لیکچر سیالکوٹ ص۳۲)

ظاہر ہے کہ اندریں حالات غیر مبایعین کا محض کلمہ گو ہونے پر بنیاد رکھ کر سوال کرنا "دھوکہ" دینا ہے۔ وہ دنیا کو ایک "مغرورانہ خیال" میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی اللہ مسیح موعودؑ پر ایمان لا کر زندہ یقین حاصل کرنے کے بغیر منہ سے کلمہ پڑھنا کیا فائدہ دے سکتا ہے خدا کی قطعی ویقینی وحی کا انکار کرنیوالا اگر منہ سے کلمہ پڑھتا ہے تو ایک رسم کو ادا کرتا ہے مسلمان بننے کیلئے تو حقیقتِ اسلام کا پایا جانا ضروری ہے جب وہ موجود نہیں تو چھلکے پر فخر کرنا دانائی نہیں۔ امید ہے کہ غیر مبایعین اب اس طریق سے اجتناب اختیار کریں گے۔

مولوی محمد علی صاحب سے ایک سوال

ایک نکتہ رس بزرگ کے قلم سے

کفر و اسلام کے متعلق جہاں تک ہم معلوم کر سکے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص توحید کا اقرار کرے (یا زیادہ سے زیادہ توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرے) وہ مسلمان ہے اس کے علاوہ اگر وہ کسی چیز کا منکر ہے یا کوئی عملی کمزوری اپنے اندر رکھتا ہے تو وہ رہیگا تو مسلمان ہی گو وہ کمزور مسلمان ہوگا لیکن اس پر یقیناً" کافر کا لفظ نہیں بولا جا سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کو بھی وہ ایسے امور کے انکار میں ہی شامل کرتے ہیں جن سے ایک کلمہ گو پر کافر کا لفظ نہیں بولا جا سکتا یعنی ان کے نزدیک جائز نہیں کہ جو شخص عرف عام میں مسلمان کہلاتا ہو۔ اسکے متعلق کہا جائے کہ وہ کسی وجہ سے حقیقتاً مسلمان نہیں۔ اور اسلام کے صحیح مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر ہے۔

اس ضمن میں ہم مولوی صاحب اور ان کے رفقاء کی توجہ سورۃ توبہ کی چند آیات کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ اُمید ہے کہ وہ انپر سنجیدگی سے غور فرمائیں گے۔ اور یہ آیات ان کی اس امر کے متعلق صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں راہنما ہوں گی۔

سورہ توبہ کا چھٹا رکوع اس آیت سے شروع ہوتا ہے۔ يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ۔

یہاں جس جماعت سے خطاب ہے اُسے یا ایھا الذین اٰمنوا یعنی اے مومنو یا مسلمانو! کر کے پکارا گیا ہے۔ یہاں سے لے کر سورۃ کے آخر تک قریباً ایک ہی مضمون چلتا ہے یعنی ان لوگوں کا ذکر جو جہاد کے معاملہ میں سستی دکھاتے تھے۔ باوجود استطاعت رکھنے کے وقت پر تیاری نہیں کرتے تھے۔ طرح طرح کے عذر اور بہانے تراش کر پیچھے رہ جانے کے لئے اجازت طلب کرتے تھے۔ پیچھے رہ جاتے تھے۔ پھر مسلمانوں کی واپسی پر جھوٹے عذر کر کے مسلمانوں کو راضی کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان لوگوں کی یہ بھی نشانی بیان کی گئی ہے کہ

وہ نمازوں میں سستی کرتے تھے۔ اور دین کے رستہ میں خرچ کرنے میں اپنے دلوںمیں قبض محسوس کرتے تھے۔ اُن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوُا کہ حضورؐ اُن میں سے کسی کا جنازہ نہ پڑھیں۔ اور نہ اُن میں سے کسی کی قبر پر دُعا کریں۔ گویا یہ لوگ اللہ اور اسکے رسُولؐ پر ایمان لانے کے مدعی تھے۔ اور اسلامی احکام کو ظاہری طور پر بجالاتے تھے۔ یعنی مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک مسلمان تھے۔ اور انپر کفر یا کافر کا لفظ بولنا جائز نہیں تھا۔

سورہ توبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل آیات میں ان لوگوں کے متعلق مختلف ارشادات ہیں۔ اور ان آیات میں ایسے ہی لوگوں سے خطاب ہے۔ جن کا ذکر ہم کر رہے ہیں :-

۱- اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔

۲- اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ○

۳- قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ○

۴- وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○

۵- فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○

۶- لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ؕ

۷- یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

۸- وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

۹- یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ○

ان آیات میں سے پانچویں آیت کا مضمون سورۃ توبہ میں دو دفعہ بیان ہوُا ہے۔ گویا یہ کل دس آیات (یا ان کے ٹکڑے) ہیں۔ ان دس آیات میں ایک دفعہ تو ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ اللہ

اور یوم آخر پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ تین بار انہیں فاسق کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور سات بار صریح طور پر کفر اور کافر کا لفظ اُن پر بولا گیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسُول کا کفر کیا ہے۔

اب اگر یہ لوگ کھلے طور پر مرتد ہو گئے تھے۔ اور علی الاعلان اسلام کا انکار انہوں نے کیا تھا۔ تب تو کوئی مشکل پیدا نہیں ہوتی۔ یہ اندر سے بھی کافر تھے اور ظاہر میں بھی کافر ہو گئے۔ لیکن یہ صورت تو تھی نہیں۔ کیونکہ ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ نمازیں پڑھتے تھے۔ گو سُستی سے۔ خرچ کرتے تھے گو قبض سے۔ قسمیں کھاتے تھے کہ ہم بھی تم میں سے ہی ہیں۔ اور آئندہ ضرور جہاد میں تمہارے ساتھ شامل ہونگے۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ منافق تھے اور دل سے اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ یہ بیشک صحیح ہے۔ لیکن یہی امر تو زیر بحث ہے کہ جو شخص مُنہ سے تو کلمہ کا اقرار کرے۔ اور ایمان اور اسلام کا دعویدار ہو۔ لیکن حقیقت ایمان کی اُس میں نہ ہو۔ اُس پر کفر اور کافر کا لفظ بولا جا سکتا ہے یا نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں بولا جا سکتا۔ کیونکہ ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہیں۔ اور ان آیات میں صریح طور پر اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو فاسق، کافر اور اللہ اور اس کے رسول کے منکر کا خطاب دیا ہے۔ اب کیا مولوی صاحب اس معمہ کو حل فرمائیں گے۔ کہ کیا یہ لوگ جن کا ان آیات میں ذکر ہے۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان کا دعویٰ کرتے تھے یا نہیں؟ نمازیں پڑھتے تھے یا نہیں؟ مسلمانوں میں سے ہونے پر قسمیں کھاتے تھے یا نہیں؟ پھر کیا یہ مسلمان تھے؟ اگر تھے تو کیا اُن کو کافر کہنا جائز تھا؟ اگر تھا تو آج ایسا کیوں جائز نہیں؟ اگر جائز نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو صریح طور پر ایسے لوگوں کو کافر کہا ہے۔ پھر یہ لوگ کس قسم کے کافر تھے؟ اگر یہ لوگ کافر نہیں تھے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے جنازے پڑھنے، اور اُن کی قبروں پر دُعائیں کرنے سے کیوں منع فرمایا گیا؟

یہاں یہ سوال نہیں کہ کسی خاص شخص کے ساتھ کیا سلوک ہُوا، یا کیا سلوک نہ ہُوا۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود بعض لوگوں کے دعوئے اسلام (اقرار توحید و رسالت) کے انہیں کافر اور اللہ اور رسولؐ کے منکر فرمایا ہے یا نہیں؟ اگر فرمایا ہے تو مولوی محمد علی صاحب کا نظریہ قطعاً درست نہیں ہو سکتا ⁂

مولوی محمد علی صاحب کے متعلّق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چار واضح نشان

از جناب ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا:-

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ ان کو اطلاع دیجاوے۔ نظیف مٹی کے ہیں۔ وسوسہ نہیں رہیگا۔ مگر مٹی رہیگی۔ سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچّا مولوی تھا۔ سب مولوی ننگے ہوجائیں گے۔ انا اللہ ذو المنن ۔ اِنّی مع الرّسول اقوم۔ ترجمہ مَیں ہوں اللہ تعالیٰ احسانوں والا۔ مَیں اپنے رسُول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔" (تذکرہ ص ۳۷۶)

اس الہام میں چار باتیں غور طلب ہیں۔

(۱) لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ (۲) ان کے اندر وسوسہ نہیں رہے گا۔ (۳) لاہور میں ایک مولوی ہے۔ جو سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچّا ہے۔ (۴) انّی مع الرسول اقوم۔

(۱) پہلے مَیں نمبر سوم کو لیتا ہوں۔ جس کے اندر حضرت مسیح موعودؑ کو ایک شخص کے متعلق بتلایا گیا کہ وہ "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچّا مولوی تھا" اس کی تعیین کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی دیکھنی چاہیئے۔ کہ وہ کونسا مولوی ہے۔ حضورؑ نشان نمبر ۱۰۳ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ طاعون کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہوگیا۔ اور ان کو ظن غالب ہوگیا۔ کہ یہ طاعون ہے۔ اور انہوں نے مرنیوالوں کی طرح وصیّت کردی۔ اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا۔ اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے۔ جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے۔ انّی احافظ کل من فی الدار۔ تب مَیں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ اور ان کو پریشان اور گھبراہٹ میں پاکر مَیں نے ان کو کہا۔ کہ اگر آپکو طاعون

ہوگئی ہے۔ تو پھر میں جھوٹا ہوں۔ اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے۔ یہ کہہ کر میں نے ان کی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی کا دیکھا۔ کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی بدن ایسا سرد پایا۔ کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۳)

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد علی صاحب کو الہام اِنّی احافظ کل من فی الدار کے سمجھنے میں سراسر کچّا پایا۔ جو نہایت واضح الہام ہے۔ یہ واقعہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مبارک ایّام کا ہے۔ خلافت ثانیہ کے زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں جس قدر کچاپن دکھا رہے ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیّبہ، حضورؑ کے اہلبیت، جماعت کی ترقی، اور مرکز سلسلہ کے استحکام سے متعلقہ جملہ الہامات کا سمجھنا مولوی محمد علی صاحب کے لئے مشکل ہو رہا ہے۔ ان حالات میں صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچّا مولوی تھا" سے مراد کون ہے۔ اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک دوسرا رؤیا بھی قابلِ ذکر ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:-

"مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں دیکھا۔ آپ بھی صالح تھے۔ نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔" (البدر جلد ۳ نمبر ۲۹ ۱۹۰۴ء)

یہ رؤیا مولوی محمد علی صاحب کی صلاحیت کو زمانہ ماضی کا ایک واقعہ بتا رہا ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مولوی صاحب پر "صالح" ہونے کا دَور آیا۔ مگر جب مولوی صاحب نے لاہور کی رہائش کو قادیان کی زندگی پر ترجیح دی۔ تو زیر نظر الہام پورا ہو گیا جس کی تصدیق اس رؤیا سے بھی ہوتی ہے۔

(۲) دوسری بات اس جگہ الہاماً یہ بتائی گئی ہے۔ کہ "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچّا مولوی" جب لاہور کے پاک ممبروں کے اندر وسوسہ ڈالنا چاہیگا۔ اور اس کے لئے پوری کوشش کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اس وسوسہ اندازی کو ناکام کر دیگا۔ چنانچہ واقعہ یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماتحت انجمن ہے۔ اس کے اندر مولوی محمد علی صاحب نے کئی ایک وساوس اعتقادی اور عملی رنگ کے ڈالے، ان کی اشاعت احباب لاہور میں خصوصیت سے کی۔ مگر ہر مرتبہ مولوی صاحب اپنے مقصد میں ناکام و نامراد رہے۔ اور گذشتہ اٹھائیس سالہ زمانہ گواہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق جماعت احمدیہ کو ان کے وسوسہ سے محفوظ رکھا۔ اور شہر لاہور میں بھی جماعت کی بہت بڑی اکثریت مرکز سلسلہ قادیان کی تابع ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ مٹھی بھر اشخاص ہیں۔ جن میں سے کئی ایک محض ملازمت کے

باعث ان سے وابستہ ہیں۔

(۳) تیسری بات اس الہام میں یہ ہے۔ کہ انّی مع الرّسول اقوم۔ کہ ایک وقت آنیوالا تھا۔ جس میں جماعت احمدیہ لاہور دو حصّوں میں تقسیم ہونیوالی تھی۔ ایک جماعت جو حضرت مسیح موعودؑ کو رسول ماننے والی ہوگی۔ اور ایک کمزور گروہ جماعت احمدیہ لاہور میں سے حضورؑ کی رسالت کا منکر ہو جائے گا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے رسالہ الوصیت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وصیتوں کو منسوخ کر کے کمزوری ایمان کا ثبوت دیگا۔ اس الہام میں جماعت کو بشارت دی گئی ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے اس حصّہ کے ساتھ کھڑا ہوگا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کو رسول ماننا ہوگا۔ خدا کا یہ وعدہ بھی روز روشن کی طرح جماعت احمدیہ کے حق میں پُورا ہو رہا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب کے ساتھی کچھ فوت ہو چکے ہیں۔ اور کچھ بدظن ہو کر اُن سے علیحدہ ہو رہے ہیں، اور بعض مرکزی جماعت قادیان میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے مرکز احمدیہ بلڈنگس میں سوائے چند ایک تنخواہ دار ملازموں یا اُن کے رشتہ داروں کے کوئی بھی اُن کا ہم خیال نہیں رہا۔

(۴) الہامات بالا میں چوتھی بات یہ بیان ہوئی ہے کہ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں"۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ناپاک ممبر بھی ہوں گے۔ جو اپنے آپکو احمدیت کی طرف منسوب کریں گے۔ مگر وہ ناحق پر ہوں گے۔ اس حصّۂ الہامات کا انطباق جماعت احمدیہ لاہور کے اُن ممبروں پر ہوتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرر کردہ مرکز سے وابستہ ہیں اور اپنی قربانیوں، تبلیغ، صلاحیت و تقویٰ اور اطاعت مرکز میں ایک نمونہ ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کے امیر آجکل جناب شیخ بشیر احمدؐ صاحب ایڈووکیٹ، لاہور ہیں۔ ان کے ماتحت لاہور میں چودہ حلقہ جات میں مختلف پریذیڈنٹ موجود ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ کے فضل سے اس پاک حصّۂ جماعت کی چھ سات اپنی مساجد لاہور میں ہیں۔ ۴۰۰، ۵۰۰ چندہ دہندہ ہیں۔ اور ہر طبقہ کے لوگ بیرسٹر، وکیل، ڈاکٹر، گورنمنٹ کے معزز عہدہ داران، غرباء، تاجر پیشہ وغیرہ شامل ہیں۔ ان ممبران جماعت کی تعداد خداوند تعالیٰ کے فضل سے ہر جمعہ میں اس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ جتنی کہ غیر مبایعین (مولوی محمد علی صاحب کے ہم خیالوں) کی تعداد ان کے جلسہ سالانہ پر ہوتی ہے۔ کیا یہ خدا کی فعلی شہادت نہیں۔ الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا الہامات میں مولوی محمد علی صاحب کے متعلق چار نشان مذکور ہیں۔ اور چاروں آفتاب نصف النہار کی طرح پُورے ہو چکے ہیں۔ اَے خُدا! تُو ان کو اب بھی ہدایت دے۔ آمین

جناب مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور کیلئے

گیارہ ہزار روپیہ کا انعام

ازجناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد دکن

مکرمی جناب مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور۔

السلام علیکم! آپ نے سکندرآباد تشریف لاکر اپنے جن عقائد کا اظہار جلسۂ عام میں کیا۔ وہ عقائد سراسر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اِس لئے مَیں نے حق و باطل میں امتیاز کی خاطر ذیل کا مطالبۂ حلف لکھا ہے۔ کیا آپ اس مضمون میں درج شدہ الفاظ کے مطابق حلف اُٹھانے کی جُرأت کرسکتے ہیں؟

قرآن شریف کی سُورۂ فاتحہ سے ظاہر ہے کہ جب کبھی خداتعالیٰ کی طرف سے کوئی دینی سلسلہ دُنیا میں قائم کیا جاتا ہے۔ تو تین قسم کے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں:۔

۱۔ ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جو خداتعالیٰ کے کلام کو مانتے ہیں۔ اور اپنی جان و مال صرف کرکے اُسے دُوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ انہی کا نام خداتعالیٰ نے انعمت علیھم رکھا ہے۔ اور وہ نبی، صدیق، شہید اور صالح ہوتے ہیں۔

۲۔ دُوسرے وہ لوگ جو صداقت کے منکر و مخالف ہوتے ہیں۔ اُن کا نام خُداتعالےٰ نے مغضوب علیھم رکھا ہے۔ جیسے یہُود کہ انہوں نے اپنے بنی اسرائیلی سلسلہ کے موسوی مسیح موعودؑ کو جھُوٹا سمجھا۔ اور اُس کو صلیب دے کر مار ڈالنے کی کوشش کی۔

۳۔ تیسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو صداقت کو مان لینے کے بعد اس میں اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق تبدیلی کرکے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ ان کا نام خداتعالےٰ نے ضالین رکھا ہے۔ جیسے عیسائی کہ

انہوں نے مسیح علیہ السلام کو مان تو لیا۔ مگر رفتہ رفتہ اس کی تعلیم کے منشاء کو بگاڑ کر گمراہ ہو گئے۔
اس طرح اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک دینی سلسلہ قائم کیا۔ جو دنیا میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ جس طرح اُس زمانہ میں موسوی مسیح موعودؑ کا ظہور ہوا۔ اسی طرح اس زمانہ میں محمدی مسیح موعود کا ظہور ہوا۔ جیساکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم۔ یعنی تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب تم مسلمانوں میں ایک شخص آئیگا۔ جو تمہارا امام ہوگا۔ اور وہ مسیح موعود ہوگا۔ (صحیح بخاری) جس طرح اگلے زمانوں میں جب کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی دینی سلسلہ قائم ہوتا تھا۔ تو تین گروہ پیدا ہو جاتے تھے۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی ہوا۔

۱۔ ایک تو وہ لوگ ہیں۔ جو مسیح موعود کو ماننے والی احمدیہ جماعت ہے۔ جن کا مرکز قادیان ہے۔ اور وُہ ایک واجب الاطاعت امام کے ماتحت اپنی جان و مال سے تبلیغی کام میں مصروف ہیں۔
۲۔ دُوسرے وُہ لوگ ہیں جو اس صداقت کا انکار کرتے ہیں اور اس دینی سلسلہ کے مخالف ہیں۔
۳۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو مسیح موعودؑ کو ماننے کے بعد مرکزِ سلسلہ کو ترک کر کے اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق مختلف ناموں سے مختلف انجمنیں بنا بیٹھے ہیں۔ جن میں سے زیادہ مشہور مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ جو لاہور میں انجمن اشاعت اسلام کے نام سے ایک الگ انجمن قائم کرکے اس کے امیر بنے ہوئے ہیں۔ اور جن کا یہ عقیدہ ہے کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ چودھویں صدی کے ربّانی مجدّد تھے اور محمدی سلسلہ کے مسیح موعود تھے۔ مہدی موعود تھے۔ مگر نبی یا رسول نہ تھے۔ اور آپ کے انکار یا تکذیب سے کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا۔ وُہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہی عقیدہ حضرت مسیح موعودؑ کا تھا۔ حالانکہ یہ بات سراسر غلط بلکہ افتراء ہے کیونکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا ہے کہ مسیح موعود نبی اللہ ہوگا۔ اور علمائے اسلام کا یہ مسلم عقیدہ ہے کہ جو مسیح موعود کا منکر ہے۔ وُہ کافر ہے۔ اور قرآن شریف سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی ایک نبی کا بھی منکر کافر ہے۔ مگر ان کا یہ عجیب عقیدہ ہے۔ کہ وہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مسیح موعود تو مانتے ہیں۔ گو نبی نہیں مانتے۔ کیونکہ نبی ماننے سے مسیح موعود کے منکرین و مکذّبین کو کافر قرار دینا پڑتا ہے۔ اور یہ جُرأت وُہ اس لئے نہیں کر سکتے۔ کہ انہیں منکرین و مکذّبین کو خوش رکھنا اور ان سے چندے وصول کرنا ہے۔ اِس لئے اس قسم کے عقائد بنا لئے ہیں۔ اور اِس طرح حق کی اشاعت میں رُکاوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نہیں۔ بیسیوں جگہ اپنی کتابوں میں نبی اور رسُول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جن میں سے چند یہاں بطور نمونہ پیش کئے جاتے

ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-

۱۔ "مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور مَیں آخری خلیفہ اس نبی کا ہُوں۔ جو خیر الرسلؐ ہے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۱)

۲۔ "خدا تعالیٰ جانتا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے خاتم الانبیاء ٹھہرایا ہے۔ اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پُورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آئے۔ تا اس نبوت عالیہ کی کسرِ شان نہ ہو۔ (نزول المسیح حاشیہ ص۱۲۱)

۳۔ "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمّت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمّت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے مَیں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہو۔ تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پُوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے۔ تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ اور اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پُورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پُوری ہو جائے۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

۴۔ "خدا تعالیٰ اور اس کے پاک رسولؐ نے مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے ...... جس شخص کو خدا تعالیٰ بصیرت عطا کرے گا اور وہ مجھے پہچان لے گا۔ کہ مَیں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرورِ انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔ اور اس کو سلام کہا ہے۔ اور اپنا دوسرا بازو قرار دیا ہے۔" (نزول المسیح ص۴۸، ۴۹)

۵۔ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔" (الحکم ۶ر مارچ ۱۹۰۸ء ص۵)

۶۔ "مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا۔ اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸)

۷۔ "جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے۔ جس نے میرے آنے کی

پیشگوئی کی تھی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۳)

۸۔ "جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسولؐ کو بھی نہیں مانتا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

۹۔ "بہر حال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔" (خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم)

۱۰۔ "ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسولؐ نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹)

۱۱۔ "خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہیگا۔ وہ خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (اشتہار معیار الاخیار صفحہ ۲۵)

ان اعلانات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں سے ایک غلام کو کیوں مسیح موعود بنایا۔ اور پھر کیوں نبی بنایا۔ اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کا انکار کفر ہے۔ پھر بھی مولوی محمد علی صاحب کا سالہا سال سے دنیا میں یہ آشکار کرنا کہ مسیح موعود نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور ان کا انکار کفر نہیں۔ یہ کیسی سخت غلط بیانی ہے۔ افسوس اِس چند روزہ دنیا میں اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے ناواقف لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ کیا ایک دن انہوں نے مرنا نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کو جواب نہیں دینا۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کچھ تو خدا کا خوف کیجئے۔ اب آپ بوڑھے ہوگئے ہیں۔ موت دن بدن قریب آرہی ہے۔ یہ وقت تو خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کا ہے نہ کہ اس کے غضب کو بھڑکانے کا۔ آپ اپنے ایسے فعل سے نہ صرف اپنے اہل وعیال کی آخرت تباہ کر رہے ہیں بلکہ ہزار ہا لوگ جو آپ کے ایسے عقیدہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ ان کی بھی آخرت تباہ ہو رہی ہے۔ اور ان سب کا بوجھ آپ ہی کو اٹھانا پڑیگا۔ اس لئے اپنی جان پر رحم کریں اور حق کی طرف رجوع کریں۔ اگر آپ اسی کو حق سمجھتے ہیں۔ تو آیئے ہم خدا تعالیٰ سے اس کا فیصلہ کرالیں۔ وہ اس طرح کہ آپ ایک جلسۂ عام میں جہاں کہیں بھی ہو حسب ذیل مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں تو خاکسار

آپ کو اسی جلسہ میں اسی وقت ایک ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہے۔ اس کے بعد یہ ساری کارروائی آپ اپنے اخبار پیغام صلح میں شائع کرا دیں۔ پھر اگر ایک سال تک آپ پر اس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی گرفت نہ ہوئی۔ یعنی موت یا عبرتناک عذاب جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو نہ آیا۔ تو آپ حق پر سمجھے جائیں گے۔ اور آپ کو مزید دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جب آپ اپنے آپکو حق پر سمجھتے ہیں۔ تو ایسا حلف بغیر انعام کے بھی اٹھا سکتے ہیں۔ مگر یہاں تو ہم خرما و ہم ثواب اور تمام جہاں میں شہرت پانے کا ایک عظیم الشان موقعہ ہوگا۔ حلف کے الفاظ حسب ذیل ہوں گے۔ جو آپکو ایک جلسۂ عام میں تین بار دُہرانے ہونگے۔ اور ہر دفعہ آپ خود بھی اور حاضرین بھی آمین ثم آمین کہیں گے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مَیں محمد علی ایم۔ اے پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس بات پر حلف اُٹھاتا ہوں کہ مَیں حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو چودھویں صدی کا ربانی مجدد مسیح موعود و مہدی موعود مانتا ہوں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اس لئے آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص جو خواہ اپنے آپکو کوئی نئی شریعت لانیوالا یا مستقل نبی نہ کہتا ہو۔ اور اپنے آپکو رسول اللہؐ کا غلام کہتا ہو۔ شریعت اسلام کا کامل طور سے پابند ہو۔ دن رات جان و مال سے اشاعت اسلام کرنے والا ہو۔ پھر بھی وہ اگر اپنے آپکو خدا کی طرف سے وحی یا الہام پاکر نبی یا رسول کہتا ہو۔ وہ بھی میرے نزدیک یقیناً جھوٹا، کافر اور دجّال ہے۔

دُوسرے میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مسیح موعود کا منکر یا مکذب اگر کلمہ گو ہے۔ تو وہ ہرگز کافر نہیں ہوسکتا۔ یہی عقائد مسیح موعودؑ کے تھے۔ اور مَیں بھی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی حیثیت سے یہی عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی تک اپنے رسالوں میں شائع کرتا رہا۔ اور آپؑ کی وفات کے بعد بھی چھ سال تک حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانہ تک یہی عقیدہ رکھتا تھا۔ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اپنے آپکو قرآن شریف کی آیت استخلاف کے رُو سے خلیفۃ المسیح ثانی قرار دیتے ہیں، اور حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آپؑ کے منکرین و مکذبین کو منکر و کافر قرار دیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ عقائد سراسر غلط اور جھوٹے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے خلاف

ہیں۔ اس لئے وہ ہرگز سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واجب الاطاعت امام نہیں ہو سکتے۔ بلکہ میرے ہی عقاید صحیح ہیں۔ اور اگر میرے مذکورہ بالا عقائد خدا تعالےٰ کے نزدیک جھوٹے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اور میں ان عقائد کی اشاعت کرنے میں صحیح راہ نمائی نہیں کرتا بلکہ گمراہی پھیلاتا ہوں۔ تو میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اے قادر و ذوالجلال خدا جو تمام زمین و آسمان کا واحد مالک ہے۔ اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا تجھے علم ہے۔ تمام قدرتیں تجھ ہی کو حاصل ہیں۔ تو ہی قہار، غالب اور منتقم حقیقی ہے۔ اور تو ہی علیم، خبیر اور سمیع و بصیر ہے۔ اگر تیرے نزدیک میرے مذکورہ بالا عقائد غلط اور مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے عقائد صحیح ہوں۔ تو تو مجھپر ایک سال کے اندر موت وارد کر۔ یا کسی ایسے غضبناک و عبرتناک عذاب میں مبتلا کر۔ کہ جسمیں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ تا لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے۔ کہ میں ناحق پر تھا۔ اور دنیا میں گمراہی پھیلایا کرتا تھا جس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا مجھے ملی۔ آمین ثم آمین +

ایک خوشکن مکتوب

جناب چوہدری فضل احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پسرور ضلع سیالکوٹ مورخہ ۲۱ر مارچ کو تحریر فرماتے ہیں:-

"مکرمی مولوی صاحب سلّمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دیوے آپکو اور مجلس رفقاء احمدؑ کو۔ کہ آپ صاحبان نے رسالہ فرقان جاری فرمایا ہے۔ یہ رسالہ جب چوہدری ..... غیر مبائع ساکن..... ضلع سیالکوٹ کو پہنچا۔ اور انہوں نے اس کو بغور پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بصیرت عطاء فرمائی ہے۔ اور انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بیعت کیلئے عریضہ لکھا ہے۔ جس کی نقل ارسال خدمت ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ صاحبان کی مخلصانہ کوشش اور خدمت کا نتیجہ پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء +

میں جب اپنے اکثر غیر مبایع دوستوں کی موجودہ حالت پر غور کرتا ہوں۔ اور جب مجھے جماعت سے ان کے علیحدہ ہو جانے سے پہلی حالت کا خیال آتا ہے۔ تو میرے دل میں درد اُٹھتا ہے کہ کل کون تھے۔ آج کیا ہو گئے وہ۔ لیکن ہم نا اُمید نہیں ہیں"۔

لِمَ تقولون ما لا تفعلون

مولوی محمد علی صاحب کا قول و عمل

(۱)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے :-

"غیر احمدیوں کے پیچھے میں ایسی جگہ جہاں احمدیوں پر کفر کا فتوےٰ دیا گیا ہے۔ نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتا۔" (پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

اس فتویٰ کے ماتحت مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک کسی ایسے ملک میں کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جہاں جماعت احمدیہ پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہو۔ اس کے مطابق ہندوستان۔ افغانستان۔ حجاز۔ مصر۔ شام اور عراق وغیرہ ممالک میں مولوی محمد علی صاحب کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ ان کے نزدیک اسلامی شریعت کے رُو سے ایسی جگہ غیر احمدی کی اقتداء میں نماز پڑھنا سراسر ناجائز ہے۔

(۲)

مندرجہ بالا صریح فتوےٰ کے باوجود گزشتہ دنوں جب مولوی محمد علی صاحب حیدر آباد دکن گئے تو انہوں نے ایک غیر احمدی مولوی کے پیچھے نماز پڑھ لی۔ الفضل کے نامہ نگار نے لکھا کہ :-

"دوسرے روز بھی مولوی صاحب نے یہی طریق اختیار کیا۔ اور مصلّٰی پر کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں ایک بیرسٹر صاحب نے مولوی صاحب سے کہا۔ کہ آپ پیچھے ہٹ آئیں۔ ان کے مصلّٰی چھوڑنے پر ایک غیر احمدی نے نماز پڑھائی اور مولوی صاحب نے مع اپنے ساتھیوں کے اسکی اقتداء میں نماز ادا کی۔" (الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۴۲ء)

مولوی صاحب کی طرف سے اس واقعہ کا انکار نہیں ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی صاحب کا مندرجہ بالا فتویٰ قائم ہے یا منسوخ ہو چکا ہے؟ اگر قائم ہے تو اس عمل کا کیا نام ہے؟ اور اگر منسوخ ہو چکا ہے تو کب اور کس بنیاد پر؟ کیا مولوی صاحب اس کا جواب دینے کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟

پیغامی تحریک بہائیت کے نقشِ قدم پر

کیا غیر مبایع مبلغ مولوی عمر الدین صاحب بہائی ہو گئے ہیں؟

غیر مبایعین عجیب قسم کے مختلف الخیال افراد کا مجموعہ ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب انکے امیر ہیں اور مولوی عمر الدین صاحب شملوی انکے مبلغ ہیں۔ لیکن دونوں میں بعد المشرقین ہے۔ امیر غیر مبایعین تحریر کرتے ہیں کہ :-

"بیشک ختم نبوت کے منکر کو مَیں بے دین اور دائرہٴ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ . . . بابی اور بہائی ختم نبوت کے منکر ہیں اور مَیں انہیں خارج از اِسلام سمجھتا ہوں۔"
(پیغام صلح ۲۷ جنوری ۱۹۴۲ء)

غیر مبایعین کے مبلغ مولوی عمر الدین صاحب لکھتے ہیں :-

(الف) "حضرت بہاء اللہ صاحب کھلے لفظوں میں فرماتے ہیں کہ نبوت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔"

(ب) "وہ (بہاء اللہ) اسلام اور قرآن اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے مقام کو اسی طرح مانتا ہے، جیسے کہ ایک سچا مسلمان مانتا ہے۔"

ان دو متضاد اور متناقض بیانات کو پیغام صلح نے شائع کیا ہے۔ امیر کے نزدیک بہاء اللہ اور بہائی ختم نبوت کے منکر اور دائرہٴ اسلام سے خارج ہیں۔ لیکن پیغامی مبلغ کے نزدیک "حضرت بہاء اللہ صاحب" ختم نبوت کے قائل بلکہ ٹھیک اسی طرح قائل ہیں جس طرح ایک سچا مسلمان (یعنی پیغامی؟) مانتا ہے۔ کیا کوئی عقلمند اس عقدہ کو حل کر سکتا ہے؟ اگر بہائی ختم نبوت کے منکر نہیں تو ان کو منکر قرار دیکر کافر کہنے والا شخص کس فتویٰ کا مستحق ہے؟ اور اگر وہ فی الواقعہ ختم نبوت کے منکر ہیں تو اُن کو ختم نبوت کا قائل بلکہ "سچے مسلمانوں" کی طرح قائل بتلانیوالا کس تعزیر کا حقدار ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امیر غیر مبایعین نے باطنی طور پر جو بہائیوں کا تتبع

اختیار کر رکھا ہے وہ رنگ لایا ہے۔ کیونکہ درحقیقت ختم نبوت کی جو تشریح اہلِ بہار کرتے ہیں وہی تشریح من وعن غیر مبایعین نے قبول کرلی ہے۔ اور دن رات اسی کا پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ امیر غیر مبایعین نے یہ ناانصافی کی تھی کہ باوجودیکہ وہ ختم نبوت کی تفسیر میں بہائیوں کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ انہوں نے اہلِ بہار کو ختم نبوت کا منکر اور اپنے آپکو قائل قرار دیا۔ حالانکہ بہاء اللہ اور بہائیوں کا عقیدہ اس بارہ میں بالکل غیر مبایعین کا سا عقیدہ ہے۔ مولوی عمرالدین صاحب نے اس کی تلافی کرتے ہوئے۔ اپنے امیر کے بیان کو غلط قرار دے کر لکھ دیا۔ کہ ختم نبوت کا جو مفہوم ایک سچا مسلمان۔ یا بقول مولوی محمدؐ علی صاحب ایک غیر مبائع۔ مانتا ہے۔ بعینہٖ وہی مفہوم بہاء اللہ مانتا ہے۔ پس یا تو غیر مبایعین اور بہائی دونوں ختم نبوت کے منکر ہیں۔ یا پھر دونوں یکساں طور پر قائل۔

اسی پر بس نہیں۔ مولوی عمرالدین صاحب پیغامی مبلغ اپنے امیر کی بات کو جھٹلاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ "چونکہ جناب بہاء اللہ صاحب کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے قائل ہیں۔ اس لئے ان کو شیعہ مذہب کے صوفیوں میں سے ایک حد سے بڑھا ہوا صوفی مان لیا جائے۔ تو کوئی حرج نہیں۔"

(پیغام صلح ۱۰ر مارچ ۱۹۴۲ء)

گویا جس شخص کو مولوی محمد علی صاحب نے "بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج" قرار دیا تھا۔ اسی کو مولوی عمرالدین صاحب کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا قائل اور ایک بڑھ جانیوالا شیعہ صوفی بتلا رہے ہیں۔ اہلِ پیغام کو جلد تر فیصلہ کرلینا چاہیئے کہ وہ بہائیت کے بانی کو مسلمان سمجھتے ہیں یا دائرہ اسلام سے خارج مانتے ہیں۔ یہ بھی عجیب گروہ ہے کہ انکا امیر بہاء اللہ کو اسلام سے خارج کہہ رہا ہے اور انکے مبلغ اسے اسلام کا شیدا و فریفتہ قرار دے رہے ہیں۔ ع اینچہ بوالعجبی است۔ ہمارے خیال میں ان بیانات کی روشنی میں یا تو مولوی محمد علی صاحب کو اپنے علم وعقیدہ کی اصلاح کرلینی چاہیئے اور بہاء اللہ کے متعلق فتویٰ سے رجوع کرنا چاہیئے یا پھر سمجھ لینا چاہیئے کہ مولوی عمرالدین صاحب بھی بہائیت کی رو میں بہ گئے ہیں۔ اور جلد یا بدیر وہ بھی غیر مبائع مبلغ مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کا مثنٰی ثابت ہونگے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے بہائیت کا اتباع اس طور سے کیا ہے جس کے نتیجہ میں ان کے ساتھیوں کا بہائی ہوجانا ضروری ہے۔ اے کاش یہ لوگ اب بھی غور کریں۔

رسالہ "فرقان" اور غیر مبایع صاحبان

ایک نہایت ہی نیک مقصد کے پیش نظر رسالہ فرقان کا اجراء ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیوا، مگر حضورؑ کے اصل مقام و مرتبہ سے تغافل برتنے والے بھائیوں کو پورے طور پر پیغام حق پہنچایا جائے۔ غیر مبایعین کا اخبار پیغام صلح اور ینگ اسلام وغیرہ ہمیشہ جماعت احمدیہ اور خلافت ثانیہ پر زبانِ طعن دراز کرتے رہتے ہیں۔ اندریں صورت فرقان کا اجراء اخلاص کے ماتحت یقیناً برمحل ہے۔ لیکن افسوس غیر مبایع اکابر نے اس موقعہ پر بھی رواداری کا ثبوت نہیں دیا ایڈیٹر صاحب پیغام نے اسے "دوستانہ طریق کے پردہ میں تخریبی آویزش" قرار دیا۔ ایک اور صاحب نے لکھا کہ :-

"اب مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ فرقان نام سے ایک رسالہ خاص طور پر لاہوری جماعت کے خلاف نکالا گیا ہے"۔ (پیغام ۱۰ر مارچ)

تیسرے صاحب مولوی دوست محمدؐ صاحب جلی حروف میں لکھتے ہیں :-

"اس نئے رسالے کا اجراء ہمیں مجبور کرتا ہے۔ کہ اسکے مضامین پر حسب گنجائش تبصرہ ہوتا رہے"۔ (۱۷ر مارچ)

نیک نیتی سے تبصرہ کرنا تو بہت مفید چیز ہے۔ اگر غیر مبایع اصحاب فرقان کے مضامین پر اس طرح سے تبصرہ فرمائیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔

خریداران فرقان کو ضروری اطلاع

فرقان کا سالانہ چندہ صرف ایک روپیہ ہے۔ جو پیشگی ادا ہونا ضروری ہے مگر بعض احباب نے ابھی تک چندہ ادا نہیں کیا۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کا چندہ مئی کے آخر تک بہر حال وصول ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ جون کا رسالہ ان کے نام نہیں بھیجا جائے گا۔

منیجر

چند ضروری سوالات کے جواب!

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

(حضور کے ملاحظہ کے بعد شائع کیا گیا)

۲۹ مارچ ۱۹۴۲ء کو جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب اور جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب قادیان تشریف لائے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے ملاقات کی۔ اس موقعہ پر اخویم مکرم جناب ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور اور خاکسار بھی موجود تھے جناب ماسٹر صاحب اور جناب میاں صاحب موصوف نے اختلافی مسائل کے متعلق چند سوالات کئے جن کے جواب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے مرحمت فرمائے ہیں ذیل میں اپنی یادداشت کے مطابق اپنے الفاظ میں اس سوال و جواب کا ضروری حصہ درج کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

سوال ۱:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں اپنی نبوت و رسالت پر ایمان لانا ضروری قرار نہیں دیا معلوم ہوا کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔

جواب۔ شرائط بیعت میں اس ذکر کے نہ ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہ تھے یا حضور کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ دیکھئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی شرائط بیان کی ہیں (فرماتا ہے یا ایھا النبی اذا جاءک المؤمنٰت یبایعنک علیٰ ان لایشرکن باللہ شیئاً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یأتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن و ارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم ٥ الممتحنہ ع۲) اس جگہ اللہ تعالیٰ نے شرک۔ چوری[۲] زنا۔ قتلِ[۴] اولاد۔ اور بہتان[۵] تراشی سے اجتناب اور طاعت[۶] در معروف کو شرائط بیعت قرار دیا ہے کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہ تھے یا حضور کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا؟ بیعت درحقیقت اقرارِ اطاعت کے لئے ہوتی ہے اور بیعت کرنے وہی آتا ہے جو پہلے دعوے اور مقام کو مان لیتا ہے اس لئے شرائطِ بیعت میں نبوت یا رسالت کے ذکر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

پھر آپ غور فرمائیں کہ کیا شرائطِ بیعت میں "مسیح موعود" ماننے کی شرط درج ہے اگر نہیں تو کیا یہ تسلیم

کرلیا جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ بھی دعویٰ نہ تھا کہ میں مسیح موعود ہوں۔

سوال ۲۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک زمانہ تک اپنے دعویٰ کو نہیں سمجھے؟

جواب۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا ہے کہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور کیا گیا ہوں مجھ پر ایمان لانا ضروری ہے جو مجھ سے الگ رہے گا وہ روحانیت سے محروم ہو جائے گا۔ حضرت اقدس ابتدائے دعویٰ سے آخر تک اس پر قائم رہے اور اس کے سمجھنے میں آپ کو کسی قسم کی غلطی نہیں لگی۔ صرف اتنی بات ہے کہ پہلے جس مقام کا نام مروّجہ تعریف کے مطابق غیر نبوت رکھتے تھے اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے اس کا نام نبوت قرار دیا۔ گویا محض نام کا سوال ہے نفس دعویٰ میں میں کسی تبدیلی کا قائل نہیں ہوں۔

سوال ۳۔ آپ نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں لکھا ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں منسوخ ہیں۔

جواب۔ یہ بات میری طرف غلط طور پر منسوب کی جاتی ہے میں نے حقیقۃ النبوۃ میں یہ بیان کیا ہے کہ نفس دعویٰ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے مروّجہ تعریف کے مطابق اپنے مقام کا نام نبی رکھنے سے انکار فرمایا ہے لیکن بعد ازاں خدا کی وحی کے مطابق نبوت کی جو تعریف فرمائی اس کے ماتحت اپنا نام نبی رکھا ہے اس لئے آج انکار نبوت کے حوالہ جات کو حضور کے غیر نبی ثابت کرنے کے لئے پیش کرنا درست نہیں بلکہ انکار نبوت کے یہ حوالہ جات حضور کی بعد کی تحریرات کے ذریعہ سے منسوخ ہو گئے ہیں یہ مضمون ہے جو میں نے حقیقۃ النبوۃ میں لکھا ہے

{اس موقعہ پر کتاب حقیقۃ النبوۃ طلب کی گئی اور صفحات ۱۲۰۔۱۲۱۔۱۲۲ پر سیاق و سباق دیکھ کر جناب ماسٹر صاحب اور جناب میاں صاحب نے تسلی کر لی کہ وہاں پر یہی مضمون مندرج ہے۔}

سوال ۴۔ یہ تبدیلی تعریف نبوت کے متعلق آپ کے نزدیک کس سن میں واقع ہوئی؟

جواب۔ میری تحقیق کے مطابق اس تبدیلی کا پورا اعلان ۱۹۰۱ء کے شروع اور ۱۹۰۰ء کے آخر میں ہوا ہے۔ اس تبدیلی کی تصریح رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں ہوئی ہے۔

سوال ۵۔ "ایک غلطی کا ازالہ" میں تو فنافی الرسول ہو کر نبی اور رسول ہونے کا ذکر ہے۔

جواب۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی مقام مانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص بھی فنافی الرسول کے بغیر نبوت اور رسالت کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر غیر مبائعین اس مقام کو مان لیں تو جھگڑا اصولی طور پر طے ہو جاتا ہے اسی لئے مَیں نے مولوی محمد علی صاحب کو دعوت دی تھی کہ دونو جماعتیں رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کو اس اقرار کے ساتھ شائع کر دیں کہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہمارا وہی عقیدہ ہے جو اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے مگر انہوں نے اس احسن طریق فیصلہ کو منظور نہیں کیا۔

سوال ۶۔ وہ رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کی تشریح اور طریق پر کرتے ہیں۔ اس سے فائدہ کیا ہو گا؟

جواب۔ اگر وہ اس بات کو مان لیں تو بہت فائدہ ہو سکتا ہے لوگوں کے لئے حق سمجھنا بالکل آسان ہو جائے گا۔ کیا یہ کم فائدہ ہے کہ لوگ کہیں گے کہ دونو فریق اس مسئلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان پر تو متفق ہیں۔ صرف اسکی تشریح کرنے میں اختلاف کرتے ہیں۔ اندریں صورت ہر شخص اس رسالہ کو سامنے رکھ کر دونو تشریحات میں باسانی فیصلہ کر سکے گا کہ کونسی تشریح اصل کے مطابق ہے اور کونسی مطابق نہیں۔ اب تو لوگ کہنے لگ جاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریرات میں سے بعض کو یہ نہیں مانتے اور بعض کو وہ نہیں مانتے۔

سوال ۷۔ اگر تعریفِ نبوت میں تبدیلی مانی جاوے تو کیا اس سے لازم نہ آئے گا کہ بعیت کنندگان کا ایمان بتدریج مکمل ہوا؟

جواب۔ جب بعیت کنندگان یہ مانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مامور فرمایا ہے اور آپ پر یہ کلام نازل کیا ہے تو انکشافِ نام میں تدریج سے کوئی ہرج نہیں۔ ایک شخص خربوزہ کو دیکھتا اور چکھتا ہے اس کے خواص اور ذائقہ سے آگاہ ہے تو اگر اس کا نام اسے کچھ عرصہ بعد بھی معلوم ہو تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ قرآن مجید خدا کا کلام ہے تفہیم آیات ہو منوں

کو تدریجاً ہوئی بلکہ اس کا نزول بھی تدریجاً ہوا ہے اور اب بھی فہم قرآن تدریجاً ہوتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال ۸۔ یہ درست ہے کہ ہمارے لیڈر مولوی محمد علی صاحب اور مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہ پہلے جماعت احمدیہ میں خلافت مانتے رہے پھر انہوں نے خلافت کا انکار کر دیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ایک تو خلیفہ مامور ہوتے ہیں۔ ایک ایسے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ میں آنحضرت صلعم کا خلیفہ ہوں اور ایک جماعت کے انتظام کو قائم کرنے والے خلفاء ہوتے ہیں۔ آپ کو کس خلافت کا دعویٰ ہے؟

جواب۔ خلافتِ ماموریت جیسا کہ حضرت آدمؑ۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت تھی مجھے اس کا دعویٰ نہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کے طریق پر خلیفہ بنایا ہے۔ میں مامور نہیں ہوں یعنی مجھے خدا نے خاص وحی سے اس خلافت پر مقرر نہیں فرمایا۔ ہاں مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے یعنی اس نے اپنے منشاء کو مومنوں کے مُنہ سے کہلوایا اور انہوں نے مجھے خلافت کے لئے منتخب کیا۔ پھر یہ بھی سچ ہے کہ خدا نے مجھے بارہا خبر دی ہے کہ تو خلیفہ ہے پس میری خلافت منشائے الٰہی کے مطابق ہے مَیں مامور نہ ہونے کے باوجود کہہ سکتا ہوں کہ خدا نے ہی مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ خلافت کو میں جماعت کے اتحاد کا واحد ذریعہ جانتا ہوں۔ جس کو خدا خلیفہ بناتا ہے وہ اگرچہ غیر مامور ہو تاہم خدا تعالیٰ اسکی خاص تائید و نصرت فرماتا ہے۔

سوال ۹۔ کیا اس خلافت میں کسب کا دخل ہے؟

جواب۔ ایک حد تک کسب کا دخل تو نبوت میں بھی ہے اللہ تعالیٰ نبوت کے لئے بھی نیک اور ذاتی جوہر والے کا ہی انتخاب کرتا ہے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منتخب فرمایا۔ ابوجہل کو منتخب نہیں کیا۔ اسی حد تک خلافت راشدہ کے انتخاب میں کسب کا دخل ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ خلیفہ ہونے والے شخص کے ذاتی جوہر کو دیکھ لیتا ہے۔ اس میں یہ کسب ہونا چاہیئے کہ خدا اسکے لئے لوگوں میں انصاف کر سکے اور شریعت کے مطابق انصاف قائم کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ ایسے شخص کو

اللہ تعالیٰ مومنوں کی زبانوں سے انتخاب کرانے کے بعد اسکی خاص نصرت کرتا ہے اور اس کے ذریعہ جماعت کے شیرازہ کو قائم کردیتا ہے (ماسٹر فقیر اللہ صاحب کی طرف توجہ فرما کر فرمایا) آپ کو یاد ہوگا کہ میری خلافت کے وقت کہا جاتا تھا کہ ایک بچہ کے ذریعہ جماعت کو تباہ کیا جاتا ہے۔ اس سے انکی مراد یہی تھی کہ جماعت کا نظام برباد ہو جائے گا لیکن واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا نظام اور بھی مضبوط ہوگیا ہے (ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ ہاں نبوّت وغیرہ کی بحثیں تو بعد میں پیدا ہوئیں)

سوال ۱۰: کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجدّد بھی تھے۔ مجدّد ہو کر نبی کیسے ہوسکتے ہیں؟

جواب۔ یہ محض اصطلاح کو نہ سمجھنے کی بات ہے۔ مجدّد اور نبی میں عموم خصوص مطلق ہوتا ہے تجدید سچائی کے قائم کرنے کا نام ہے۔ اس لحاظ سے ہر نبی مجدّد ہوتا ہے مگر ہر مجدد نبی نہیں ہوتا۔ پس حضرت مسیح موعود کا اپنے آپ کو مجدد کہنا اس کے منافی نہیں کہ آپ نبی ہوں۔ نبی مجدد بھی ہوتا ہے۔

سوال ۱۱: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تجلیات الٰہیہ میں اپنا الہام "مسلماں را مسلماں باز کردند" درج فرمایا ہے اس میں آپ کے منکروں کو مسلمان کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

جواب۔ یہ محض نام کے مسلمان قرار دیا ہے ورنہ "مسلماں باز کردند" کا کیا مطلب ہوگا۔ نام کے لحاظ سے تو ہم بھی اس کو مسلمان ہی کہتے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ہم صرف ان میں حقیقتِ اسلام کے نہ پائے جانے کا اقرار کرتے ہیں۔ اور یہی بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ تجلیات الٰہیہ میں تحریر فرمائی ہے۔

سوال ۱۲: کیا حقیقتِ اسلام پورے طور پر ہر احمدی میں پائی جاتی ہے پھر ان میں سے کسی کو کافر کیوں نہیں کہا جاتا۔

جواب۔ بات یہ ہے کہ ہر چیز میں نقص بعض دفعہ ایسے درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کا نام محض مصنوعی رہ جاتا ہے اسکی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے کسی پھل کو کیڑا لگ جائے اور اسے اندر سے بالکل کھوکھلا کردے اگرچہ اس کا نام رہے گا مگر درحقیقت اب وہ پھل کہلانے کے قابل نہیں یا مثلاً پودا ہے کہ بالکل سوکھ

جائے۔ غیر احمدیوں کی مثال اس زمانہ میں ایسی ہی ہے۔ کمزور احمدی کی مثال ایسی ہے جیسے پودے کو نقصان پہنچ گیا۔ پہلی صورت میں اس کی اصلاح موجودہ صورت میں نہیں ہو سکتی۔ دوسری صورت میں موجودہ صورت میں ہی اسکی اصلاح ہو سکتی ہے گویا غیر احمدی کی اصلاح جگہ بدلکر ہی ہو سکتی ہے اور احمدی کی اصلاح اسی جگہ ہو سکتی ہے۔ اس فرق کی وجہ سے غیر احمدی پر لفظ کافر کا اطلاق ہوگا۔ لیکن کمزور احمدی پر نہیں ہوگا۔

سوال ۱۳۔ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے ان کو خلیفہ کی بیعت کی کیا ضرورت ہے؟

جواب۔ بیعت کے معنے اطاعت کے اقرار کے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اب زندہ نہیں ہیں اسلام کی خدمت کے لئے جان و مال کی قربانی کی ضرورت پیش آنے پر خلیفہ اس کے لئے بلائے گا مگر وہ انہیں کو بلائے گا جو اسکی اطاعت کا اقرار کر چکے ہونگے جب تک جماعت اس کے پیچھے چلنے کا اقرار نہ کرے گی وہ ان کو حکم کیسے دے سکے گا۔ خلافت اسلام کی خدمت کے لئے نقطہ مرکزی ہے اور اس کے لئے بیعت ضروری ہے۔

سوال ۱۴۔ کیا کسی عقیدہ میں اختلاف کے باوجود بیعتِ خلافت ہو سکتی ہے اور پھر پوزیشن کیا ہوگی؟

جواب۔ ہو سکتی ہے۔ جب نظامِ خلافت کے نقطۂ مرکزی یعنی خدمتِ اسلام پر اتفاق ہو تو بعض باتوں میں اختلاف خیال کے باوجود بھی خلیفہ کی بیعت ہو سکتی ہے۔ صرف مامور اور نبی کا ہی ایسا مقام ہوتا ہے کہ دینی مسائل میں اس سے اختلاف جائز نہیں ہوتا۔ بعض اجتہادی امور میں ایک حد تک نبی سے بھی اختلاف ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں پوزیشن واضح ہی ہے کہ بیعت کنندہ کہے گا کہ مجھے ابھی اس مسئلہ کی سمجھ نہیں آئی۔

سوال ۱۵۔ کیا کسی مسلمان کو کافر کہنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؟

جواب۔ کافر کہنا دو طرح سے ہے (۱) بطور گالی جیسے لوگ غصے میں کافر یا زندیق کہہ دیتے ہیں۔ (۲) کسی معین عقیدہ یا مسئلہ کی بناء پر کسی مسلمان کو کافر کہنا۔ اس صورت میں اگر وہ عقیدہ منصوص اسلامی ہو تو اس کے معتقد کو کافر کہنے والا در حقیقت اس عقیدہ کا انکار کرنے والا ہے اور اس شدت سے

انکار کرنے والا ہے کہ اس کے ماننے والے کو کافر قرار دیتا ہے لہٰذا اس بنا پر وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ احادیث میں اور کتب فقہ میں مسلمان کو کافر کہنے والے کے کافر ہو جانے کا جو مسئلہ بیان ہوا ہے میں اس کا یہی مطلب سمجھتا ہوں۔ ورنہ محض جوش میں آکر کافر یا زندیق کہہ دینے والا دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں پا سکتا۔

سوال ۱۶ رسالہ مسئلہ جنازہ کی حقیقت میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تکفیر کے متعلق کونین کی گولی دیتے وقت Sugar coated pill کا طریق اختیار کیا اور خلیفۂ ثانی نے وہی کونین کی گولی کھلے طور پر دی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے عقیدہ میں فرق ہے۔

جواب: اصولی جواب تو یہ ہے کہ امام اپنے اتباع کی تحریروں کے متعلق جوابدہ نہیں ہوتا البتہ بیعت کرنے والے خلیفہ کی تحریر کے ایک حد تک ذمہ وار ہوتے ہیں۔ جس عبارت کی طرف آپ اشارہ کرتے ہیں وہ سامنے نہیں اور اس کا یہ مفہوم میرے ذہن میں نہیں لیکن اگر اس طرح بھی عبارت ہو تو عقیدہ کا فرق نہیں بلکہ اتحاد بتایا گیا ہے۔ کیونکہ اصل چیز تو کونین کی گولی ہے جو دونو جگہ ایک ہے۔ تاہم یاد رکھنا چاہئے کہ متبوع تابع کے کسی بیان کا ذمہ وار نہیں ہوتا۔

سوال ۱۷ موجودہ جنگ کے نتیجہ کے طور پر اسلام پر کیا اثر پڑے گا؟

جواب: یہ جنگ جیسا کہ خدا نے مجھے یقینی طور پر بتلایا ہے اسلام کے لئے مفید نتائج پیدا کرے گی۔ لڑنے والے فریقوں میں سے فتح کس کی ہو گی قطعی طور پر ابھی مجھے نہیں بتلایا گیا ہاں جنگ کے بعض اجزاء اور حصوں کے متعلق رؤیا مجھے ہو چکے ہیں۔ جن میں سے بہت سے پورے ہو چکے ہیں اور بعض ابھی باقی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ انگریزی قوم کو بچا لے گا۔ دعاؤں کی تحریک ہونا بھی ان کے اچھے انجام پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان کے حق میں دعا فرمائی ہے بہر حال اس قدر قطعی اور یقینی ہے کہ یہ جنگ اسلام کی ترقی اور

کامیابی کا موجب ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ۔

ایک عجیب رؤیا

گفتگو کے خاتمہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں۔ اس طریق سے بہت سے عُقدے حل ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خود رہنمائی کر دیتا ہے اور توفیقِ قبول اسی کی طرف سے ملتی ہے۔ ماسٹر صاحب میرے استاد بھی ہیں ان کا ہی ایک رؤیا ہے جسے میں بطور لطیفہ بیان کیا کرتا ہوں۔ اس موقعہ پر جناب میاں محمد صادق صاحب نے جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب سے وہ رؤیا دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کے آخری ایام میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلایا کہ آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) خلیفہ ہو گئے ہیں اور لوگ آپکی بیعت کر رہے ہیں۔ میرا یہ رؤیا سچا تھا اور پورا ہو گیا۔ جب جناب ماسٹر صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ نے پھر بیعت کیوں نہ کی تو انہوں نے کہا کہ رؤیا میں مجھے تو نہیں کہا گیا تھا کہ میں بھی بیعت کروں۔ رؤیا میں حضرت میاں صاحب کے خلیفہ دوم بننے کی خبر تھی سو وہ پوری ہو گئی۔ سچ ہے کہ ہدایت خدا کی طرف سے ہی ملتی ہے اور ایمان یا بیعت کی توفیق اس کے فضل پر ہی موقوف ہے۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔

احباب سے ضروری اپیل

مجلس ارشاد احمدیہ معزز معاون حضرات کے عطیہ جات اور خریداروں کے تعاون سے قریباً دو صد غیر مبائع و غیر احمدی اصحاب کو بلا قیمت رسالہ بھیج رہی ہے ابھی تین صد اشخاص ایسے موجود ہیں جن کے نام غیر مبایعین کا اخبار پیغام صلح جاتا ہے۔ ضروری ہے کہ ان تک بھی فرقان پہنچے۔ اس لئے احباب سے درخواست ہے کہ اپنی طرف سے ازراہِ ثواب غیر مبائع اصحاب کے نام رسالہ جاری کروائیں۔ فی نسخہ بدار ایک روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اغراض و قواعد

۱۔ رسالہ فرقان مجلس رفقاء احمد قادیان نے ۳ سالہ پروگرام کے ماتحت جاری کیا ہے۔

۲۔ اس رسالہ کا مقصد غیر مبایعین کو ہمدردانہ طور پر پیغام حق پہنچانا اور ان کے اکابر کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ہے۔

۳۔ یہ رسالہ ہر ماہ کی دسویں تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے۔

۴۔ اگر کسی خریدار کو وقت پر رسالہ نہ پہنچے تو بیس تاریخ سے قبل اطلاع ملنے پر دوبارہ بھیجا جاسکتا ہے۔

۵۔ رسالہ کے معاون حضرات ایک روپیہ ماہوار عطیہ عطا فرماتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

۶۔ عام خریداروں سے سالانہ چندہ ایک روپیہ لیا جاتا ہے جو پیشگی ادا کرنا لازمی ہے۔

۷۔ خریداری کے متعلق جملہ خط و کتابت "مینیجر رسالہ فرقان" کے پتہ پر ہونی چاہیئے۔

مینیجر صاحب کے ضروری اعلان

(۱) خط و کتابت کرتے وقت احباب اپنا خریداری نمبر ضرور درج فرمایا کریں۔

(۲) رسالہ کا نمبر اوّل و دوم بالکل ختم ہو چکے ہیں۔ صرف نمبر سوم کے چند پرچے موجود ہیں۔ نئے خریداروں کو نمبر سوم یعنی خلافت نمبر مل سکتا ہے۔ مزید ڈیڑھ سو خریدار ہو جانے پر نمبر اوّل و دوم چھپوانے کی کوشش کی جائے گی تا احباب اپنے فائل مکمل کر سکیں۔

محمد عبد اللطیف صاحب منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

مجلس رفقاء احمدؑ قادیان کا ماہنامہ

فرقان

ایڈیٹر	بابت ماہ ہجرت سنہ ۱۳۲۱ ہش	قیمت سالانہ
ابوالعطاء جالندھری	مطابق ماہ مئی سنہ ۱۹۴۲ء	ایک روپیہ

فہرست مضامین

رسالہ فرقان (مئی ۱۹۴۲ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم		نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فرقان

جلد اوّل | ماہ ہجرت ۱۳۲۱ ہش مطابق مئی ۱۹۴۲ء | نمبر پنجم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال

اور

جماعت احمدیہ کا آپ کی نبوت پر اجماع

۱

چونتیس برس قبل، ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا وصال ہوا۔ جماعت احمدیہ پر وُہ وقت سخت نازک تھا۔ دل خدا کے آستانہ پر گر گئے اور روح القدس کا نزول ان قدوسیوں پر ہوا۔ تب خدا نے گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رب کو جمع کر دیا۔ ۱۹۱۴ء میں خلافتِ ثانیہ کے موقعہ پر غیر مبایعین (لاہوری پارٹی کے افراد) مرکز سلسلہ سے الگ ہوئے مگر وہ آجتک مانتے ہیں کہ جماعت کے جو عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی زندگی میں یا خلافتِ اولیٰ کے وقت میں تھے وہ درست تھے۔ ان پر اتمامِ حجّت کی خاطر ذیل میں جماعت احمدیہ کا حضور کی نبوت پر وہ اجماع پیش کیا جاتا ہے جو سانحۂ ارتحال کے معًا بعد جماعت احمدیہ نے کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تدفین سے پیشتر کل جماعت نے حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنا پیشرو اور حضورؑ کا جانشین و خلیفہ اوّل تسلیم کر کے آپ کی بیعت کی۔ (اخبار بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء) ۱۹۰۸ء میں ساری جماعت کا سلسلہ احمدیہ میں خلافت کے وجود پر اجماع ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ساری جماعت بانیٔ سلسلہ علیہ السّلام کو نبی یقین کرتی تھی۔ جناب مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"۱۹۱۴ء میں حضرت میرزا صاحب اپنی وفات کے چھ سال بعد کس طرح مدعی نبوت بنگئے؟ صرف اسلئے کہ آپکا صاحبزادہ خلیفہ بن چکا تھا۔ اور **خلیفہ کو ایک نبی کی ضرورت تھی**۔" (اشتہار ۸ ستمبر ۱۹۴۱ء)

اس اقتباس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں کسی کو خلیفہ مانا نہیں جا سکتا جبتک حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کو نبی تسلیم نہ کیا جائے۔ کیونکہ "خلیفہ کو ایک نبی کی ضرورت" ہے۔ اب ہمارا استدلال یوں ہے کہ چونکہ کل جماعت احمدیہ نے ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے دوسرے ہی دن حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو خلیفہ مان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ جماعت احمدیہ نے پہلا اجماع اسی بات پر کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں اور آپکے بعد سلسلہ خلافت جاری ہے

(۲)

اس عملی اجماع کی تائید میں ایک تحریر اور ایک تقریر ایسی پیش کرتا ہوں جن میں سے ہر ایک خود ایک رنگ کے اجماع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور غیر مبایعین کے نزدیک مسلم اور بالکل درست ہے۔ اُوپر ذکر ہو چکا ہے کہ جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین سے پیشتر خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضور علیہ السلام کی نبوت پر مہر کر دی۔ اب دیکھئے کہ دفن سے فارغ ہو کر اسی دن جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے اپنے قلم سے رجسٹر دفتر مقبرہ بہشتی میں کیا اندراج کیا۔ انکے الفاظ مع عکس عبارت حسب ذیل ہیں:

حضور مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ جو مصداق نجیہم سدر جاتہم فی الجنۃ کے تھے اور یہ مقبرہ بہشتی حضرت اقدس کو بموجب حدیث لم یقبض نبی قط حتی یری مقعدہ فی الجنۃ یعنے کسی کوئی نبی قبض روح نہیں کیا گیا یہانتک کہ اوسکی زندگی میں مقعدہ بہشتی اپنا وہ دیکھ لیتا ہی لہذا اور دو تین سال قبل وفات یہ مقبرہ حضور علیہ السلام نے بحالت کشف اور الہام میں دیکھ لیا تھا لہذا اگرچہ وفات انکی لاہور میں ہوئی لیکن بحکم حدیث دو شنبہ سہ پہر کے اسی مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے فقط محررہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۰۸ء

"حضور مسیح موعود اور مہدی معہودؑ جو مصداق مُحَمَّدٌ ثُمَّ یُدْرَجَاتُهُمْ فِي الْجَنَّةِ کے تھے اور یہ مقبرہ بہشتی حضرت اقدس کو بموجب حدیث لَمْ یُقْبَضْ نَبِیٌّ قَطُّ حَتّٰی یُرِی اللّٰہُ مَقْعَدَہٗ فِی الْجَنَّۃِ۔ یعنی کبھی کوئی نبی قبض روح نہیں کیا گیا۔ یہانتک کہ اسکی زندگی میں مقبرہ بہشتی اپنا وہ دیکھ لیتا ہے۔ لہذا اور دو نیم سال قبل وفات یہ مقبرہ حضور علیہ السلام نے حالت کشف اور الہام میں دیکھ لیا تھا۔ لہذا اگرچہ وفات آپکی لاہور میں ہوئی۔ لیکن بحکم حدیث مَوْتُ غُرْبَۃٍ شَہَادَۃٌ کے اسی مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ فقط محررہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء"

ناظرین کرام! غور فرمائیے کس قدر واضح تحریر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ چونکہ نبی تھے اور حدیث لم یقبض نبی الخ کے مطابق ضروری تھا کہ آپ کو آپ کا مقبرہ بہشتی دکھایا جاتا۔ سو وہ دکھایا گیا اور آپ اسی میں مدفون ہوئے۔ اس تحریر کی روشنی میں رہتی دنیا تک بہشتی مقبرہ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو ثابت کرتا رہیگا۔ شاید اسی حکمتِ ایزدی کے تقاضا کے ماتحت حضور کی نبوت کا انکار کرنیوالوں نے اپنی وصایا منسوخ کرا دیں۔ تا وہ یہاں دفن نہ ہوں۔

(۳)

اخیر میں جناب مولوی محمد علی صاحب کی اپنی تقریر کا اقتباس دیا جاتا ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں پہلی تقریر کی۔ آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی تفسیر میں کہا:۔

"**مخالف خواہ کوئی ہی معنے کرے مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے** صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہیئے مانگنے والا۔"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام بایں الفاظ بیان کیا کہ:۔

"ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور **مقدس رسول تھا۔** پاکیزگی کی رُوح اس میں اپنے کمال تک پہونچی ہوئی تھی۔" (اخبار الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

ساری جماعت کے عملی اجماع، مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کی تحریر اور مولوی محمد علی صاحب کی تقریر کے بعد کون کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہ تھے اور حضور کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ یہ تینوں شہادتیں حضرت اقدس کے وصال کے چند گھنٹے یا چند دن بعد پیدا ہوئی ہیں۔ اس لئے کسی احمدی کو ان کے تسلیم کرنے سے انکار نہیں ہو سکتا۔ غیر مبایع بھائیو! یہ درست ہے کہ حضرت اقدس کے دعوئ نبوّت کو سُنکر غیر احمدی خوش نہیں ہوتے۔ مگر کیا آپ لوگ بھی ان کی خاطر اس کا انکار کر دینگے۔ اور جماعت احمدیہ کے اس قدر واضح اجماع کو پسِ پُشت پھینک دینگے؟ اللہ تعالیٰ آپکو حق کی طرف رجوع کی توفیق بخشے۔ آمین

حضرت مسیح موعودؑ کے وصال پر اجماعِ احمدیت کا عہد

(نتیجۂ فکر جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

حضرت نبی کریمؐ کا جب ہو گیا وصال ۔۔۔ اجماع سب صحابہؓ کا اس بات پر ہوا

سب انبیاء فوت ہیں یعنی مسیح بھی ۔۔۔ باقی نہ ان سے کوئی بھی زندہ یہاں رہا

ایسا ہی جب بروزِ محمدؐ رسول پاک ۔۔۔ یعنی مسیح و مہدیٔ اسلام میرزا

اللہ کے حضور بلائے گئے تو ہم ۔۔۔ چھبیس مے (MAY) ۲۶ کو رہ گئے محروم پیشوا

اصحاب جو مہاجر و انصار تھے یہاں ۔۔۔ ان سب کے اجتماع سے ہوتی رہی دعا

یارب نزول قدرتِ ثانی شتاب ہو ۔۔۔ جلوہ تو اپنی رحمتِ خاصہ کا پھر دکھا

آخر باتفاق سنائی گئی یہ بات ۔۔۔ اک ہاتھ پر ہوں جمع یہ مہدی کے پارسا

قائم نظامِ سلسلہ یوں ہو کہ سب کے سب ۔۔۔ بیعت حضورِ نورؓ کی ہو جائیں برملا

جو سب سے اعلم اور ہے اتقیٰ بزرگِ قوم ۔۔۔ وہ جانشیں خلیفۂ برحق ہو آپ کا

ہر حکم اس کا ایسا ہو جیسے مسیحؑ کا ۔۔۔ صدر انجمن کے ممبروں نے صاد کر دیا

اجماع سب سے پہلا اکابر کا ہے یہی ۔۔۔ یہ عہد نعشِ مہدیٔ اقدسؑ پہ ہو گیا

قائم ہیں ہم اسی پہ نہیں کرتے نقضِ عہد ۔۔۔ تا فاسقوں میں نام نہ ہو مومنین کا

قرآں سے حدیث و وصیت سے بھی یہ امر ۔۔۔ ثابت ہے اس لئے یہی ایمان ہے مرا

بالخیر خاتمے کی دعا روز و شب کروں

آمین کہو میرے محبّانِ باصفا

مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے کلمہ گو فرقے

مولوی صاحب کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج جانتے ہیں

(۱)

مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:-

"کافر کون ہے اور مسلمان کون؟

ہم خدا کی توحید کے قائل۔ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کے قائل۔ قرآن کریم کے ایک ایک حرف اور ایک ایک شوشہ پر ہمارا ایمان۔ ہم رسول اللہ صلعم کی ختم نبوت کے قائل۔ اس بات کے قائل کہ آپ کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔ اور جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر و کذاب ہے۔ ہم ان تمام عقائد کے قائل جو اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلّم ہیں۔ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ ہم تمام صحابہ اور تمام بزرگان دین اور تمام ائمہ کا احترام کرتے ہیں۔ خواہ وہ اہل سنت کے امام ہوں یا اہل تشیع کے۔ ان عقائد کے رکھتے ہوئے اور اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہونچانا اپنی زندگیوں کا مقصد قرار دیتے ہوئے تثلیث کے مرکزوں میں مسجدیں بناتے ہوئے۔ قرآن کریم کے ترجمے کر کے ان مقامات میں پہونچاتے ہوئے جہاں آج تک یہ پیغام حق نہیں پہونچا۔ ان عقائد اور اس کام کے ساتھ ہم کافر! اور حضرت عیسےٰ کو دو ہزار سال سے زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر بٹھا کر الآن کما کان کا مصداق بنا کر اور خالق کی صفات میں شریک ٹھہرا کر۔ اور حضرت عیسےٰ ایک نبی اللہ کو ختم نبوت کے بعد لا کر اور ختم نبوت کے عملاً منکر۔ تبلیغ اسلام کے فریضہ سے قطعاً لا پرواہ رہ کر۔ انبیاء علیہم السلام کو طرح طرح کے گناہوں کے مرتکب ٹھہرا کر۔ قرآن کریم کی کئی سو آیات کو منسوخ سمجھتے ہوئے اسلام کے بزور شمشیر پھیلنے کی تائید کرتے ہوئے اور کلمہ گوؤں کی تکفیر کرتے ہوئے بلکہ بعض ان میں سے صحابہ رضی اللہ عنہم

کو مُرتد اور منافق ٹھہراتے ہوئے یہ مسلمان! الیس منکم رجل رشید۔"

(رسالہ "ہمارے عقائد اور ہمارا کام" صفحہ ۱۸-۱۹)

اس عبارت میں مولوی محمد علی صاحب نے اپنی پارٹی کی مدح سرائی کے بعد دوسرے تمام کلمہ گوؤں کے جن غلط عقائد و اعمال کی بناء پر انہیں کافر قرار دیا ہے، ان میں سے تین پر ہم نے خاص طور پر نمبر لگا دیا ہے۔

(۲)

مولوی محمد علی صاحب نے غیر احمدی کلمہ گوؤں کا عقیدہ بیان کیا ہے کہ وہ حضرت عیسےٰؑ کو دو ہزار سال سے زندہ۔ الآن کما کان اور خالق کی صفات میں شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور دوسری طرف مولوی صاحب کا مسلّمہ فتویٰ یہ ہے کہ:-

(الف) "یہ اعتقاد کہ پرندوں کے نوع میں سے کچھ تو خدا تعالےٰ کی مخلوق اور کچھ حضرت عیسیٰ کی مخلوق ہے سراسر فاسد اور مشرکانہ خیال ہے۔ اور **ایسا خیال رکھنے والا بلاشبہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے**" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۵ طبع پنجم)

(ب) "ایسا خیال کرنا کفر اور صریح کفر اور سخت کفر ہے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۱۳ حاشیہ طبع دوم)

(۳)

مولوی محمد علی صاحب نے غیر احمدی کلمہ گوؤں کو حضرت عیسیٰ نبی اللہ کی آمد کے عقیدہ کے باعث ختم نبوت کے مُنکر قرار دیا ہے۔ ان کے اخبار میں لکھا جا چکا ہے کہ:-

"خاتم النبیینؐ کے بعد نبی لانے کے مجرم جیسے کہ ہمارے قادیانی بھائی ہیں ویسے ہی غیر احمدی علماء ہیں۔ ... فرق صرف اتنا ہے کہ غیر احمدی علماء خاتم النبییںؐ کی مسند پر ایک پُرانے نبی کو بٹھلاتے ہیں اور ہمارے قادیانی رفیق ایک نیا نبی اس کی جگہ تجویز کرتے ہیں۔ اس لئے ہم دونوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ ... **کسی نئے یا پُرانے نبی کے اس اُمت میں آنے کے عقیدہ کو مستلزم کفر سمجھتے ہیں**" (پیغام صلح ۲۲ر فروری ۱۹۱۶ء)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایک طرف تو اپنی پارٹی کے سوا جملہ شیعہ سُنّی۔ اہلحدیث وغیرہم کو ختم نبوت کا مُنکر قرار دیا۔ اور دوسری طرف صاف لفظوں میں اپنا یہ فتویٰ شائع کیا کہ:-

"**بے شک ختم نبوت کے مُنکر کو میں بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں**" (پیغام صلح ۲۷ر جنوری ۱۹۴۱ء)

ظاہر ہے کہ اس طرح مولوی محمد علی صاحب نے اپنی پارٹی کے سوا سب کلمہ گوؤں کو بے دین اور دائرۂ اسلام

سے خارج" قرار دے دیا ہے۔

(۴)

مولوی محمد علی صاحب نے تمام کلمہ گو فرقوں کو دوسرے کلمہ گوؤں کی تکفیر کرنے والے قرار دیا ہے اور پھر دوسری جگہ لکھا ہے:۔

عام مسلمانوں کی طرف سے کفر اور ارتداد اور دجّالیّت کے فتووں کے سوائے اور اسے (لاہوری فریق کو) کچھ حاصل نہیں۔" (پیغام صلح ۱۲ راگست ۱۹۴۱ء)

مدیر "پیغام صلح" نے لکھا کہ:۔

"عام مسلمانوں نے تحریک احرار اور ڈاکٹر اقبال مرحوم کے خیالات سے متاثر ہو کر خود اس جماعت (لاہوری پارٹی) کی مخالفت کی۔ حتیٰ کہ اسے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج کرنے تک سے گریز نہیں کیا۔" (پیغام صلح ۳ راگست ۱۹۴۱ء)

بیاناتِ بالا سے ثابت ہے کہ مسلمانوں کے فرقے باہم بھی تکفیر کرتے ہیں اور ان سب نے مولوی محمد علی صاحب کی پارٹی پر (جو بقول ان کے سچے مسلمانوں کی پارٹی ہے) کفر۔ ارتداد اور دجّالیّت کے فتوے دیدیئے ہیں۔ اور ان کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج" قرار دیدیا ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ ایسے فتوے دینے والوں کے متعلق مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا کیا فتویٰ ہے؟ سو اُن کا مسلّمہ اور شائع شدہ فتویٰ یہ ہے کہ:۔

(الف) "تکفیر سب سے بڑا جرم ہے جس کا ایک مسلمان مرتکب ہو سکتا ہے۔ اور مکفّر کے حق میں خاموش رہنا بھی اسلام کے ساتھ غدّاری ہے۔" (رسالہ ردّ تکفیر صٹ)

(ب) "جو مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اس کو اہلِ قبلہ اور کلمہ گو اور عقائد اسلام کا معتقد پا کر پھر بھی کافر کہنے سے باز نہیں آتا، وہ خود دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۵۶)

مندرجہ بالا بیانات سے واضح ہے کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور ان کی پارٹی اپنے سوا سب کلمہ گوؤں کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج مانتی ہے۔ اور محض نام کے مسلمان جانتی ہے۔ ان کی طرف سے صریح اعلان ہو چکا ہے کہ:۔

"ہم ان مردہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر کیا کرینگے جو اس زمانہ کے امام کا انکار کرتے ہیں تکفیر کرتے ہیں اور جہالت کی موت مرنیکو تیار ہوتے ہیں۔" (پیغام صلح ۳ راگست ۱۹۴۱ء)

مولوی محمد علی صاحب آج سے چھتیس(۳۶) سال پیشتر

مسئلہ نبوت کے متعلق مئی سنہ ۱۹۰۶ء کے حوالجات

رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو کا پرچہ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۶ء ہمارے سامنے ہے۔ اس رسالہ میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے قلم سے مندرجہ ذیل عبارتیں لکھکر شائع کی تھیں۔ کیا مولوی صاحب اور ان کے رفقاء ان پر ٹھنڈے دل سے غور کرینگے اور بتائینگے کہ کیا آج بھی ان کا یہی عقیدہ ہے؟ آئندہ بھی فرقان میں ماہ بماہ ایسے اقتباسات درج ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔ (ایڈیٹر)

(۱)

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پُرانا نبی ہو یا نیا۔ **آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدون آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالےٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ گویا اسی وجود مطہر اور مقدس کے عکس ہیں مگر عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو آپؐ سے چھ سو سال پہلے نبی ہو چکے تھے دوبارہ آئینگے جس سے ختم نبوت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے۔" (صہ ۱۸۶)

(۲)

"اگر کسی مذہبی مصلح کی ضرورت ہے تو اسی وقت ہے جبکہ فتن کا سیل ہر طرف سے جوش میں ہے، خدا کے نبی ہمیشہ سخت ضرورت کے وقت آتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کی ضرورت مصلح کو چاہتی ہے۔" (صہ ۱۸۲)

(۳)

"آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کا طریق **شروع سے ہی انبیاء علیہم السلام کا تھا**

اور کوئی امر جس کے لئے آپ خدا کی طرف سے حکم نہ پاتے تھے خود بخود آپ نہ کرتے تھے" (ص۱۶۴)

(۴)

"کیا جائے تعجب نہیں کہ ایک شخص (حضرت مسیح موعودؑ) جو اسلام کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو اور اسلام کی صداقت کو دنیا میں ثابت کر رہا ہو۔ اور تمام عقائد باطلہ کی تردید کر رہا ہو اُس پر تو فتووں کا اس قدر جوش و خروش ہو کہ کھانا پینا اور سونا بھی حرام کر دیا جاوے۔ اور جب ایک دوسرا شخص (چراغدین جمونی) عیسائی مذہب کا حامی ہو کر مدعیٔ رسالت ہو اور بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو تو اس کی مخالفت کے لئے ایک سطر بھی نہ لکھی جاوے"۔ (ص۱۶۶)

(۵)

"اس شخص (چراغدین جمونی) کی حالت مسیلمہ کذّاب سے بہت مشابہ ہے جیسا اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لکھا تھا کہ مَیں بھی آپ کے ساتھ رسول ہوں۔ ایسا ہی اس شخص نے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہی لکھا کہ مَیں بھی آپ کے ساتھ رسول ہوں"۔ (ص۱۶۵)

(۶)

"بانی سلسلہ احمدیہ کے نیست و نابود کرنے کے لئے اسی قسم کی مخالفت کی گئی جیسی ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت ہوتی رہی ہے۔ مگر یہ مخالفت سلسلہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکی"۔ (ص۱۶۵)

(۷)

"کاش لوگ اب بھی غور کریں کہ یہ تباہی کے نظارے بعینہٖ ایسے ہیں جیسے ان وقتوں میں دکھائے گئے تھے جب زمین فسق و فجور سے پُر ہو گئی۔ اور انبیاء کی تکذیب کی گئی"۔ (ص۱۹۴)

(۸)

"اور اس فتویٰ کی تیاری میں صدہا تکالیف اور مصائب کو برداشت کر کے ملک کے ملّاؤں اور مولویوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ اور اس طرح پر اس سنت اللہ کو پورا کیا جو ہمیشہ سے انبیاء کے لئے چلی آئی ہے"۔ (ص۱۶۱)

(۹)

"غور کرنے والی طبیعتوں نے سمجھ لیا کہ اگرچہ بظاہر سلسلہ احمدیہ کے بعض عقائد ان کے دلوں میں راسخ اور جمے ہوئے عقیدوں کے خلاف ہیں مگر سنت انبیاء کے مطابق خدا کا ہاتھ اس کی تائید اور نصرت میں ہے"۔ (ص۱۶۷)

"خدا کو پہچاننا اور یقین سے جان لینا کہ واقعی وہ ہے بھی۔ یہ ایک بالکل الگ امر ہے اور اس کا حصول صرف اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جاویں جن کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے اور قدیم سے یہی سنّت الٰہی چلی آئی ہے کہ خدائے تعالیٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارق عادت نشانوں کے کر کے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے جس سے ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقع ہوتی ہے **ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے** کیونکہ گذشتہ انبیاء کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں۔ اور ان سے دلوں کے اندر وہ زندہ اور قوی ایمان پیدا نہیں ہوتا، جو گناہ سوز ایمان کہلا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اخلاقی حالتیں اس درجہ تک گر گئی ہیں۔ اور روحانیت سے لوگ بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ اس لئے **اس وقت میں خدائے تعالیٰ نے اپنا ایک مرسل بھیجا** اور وہ **وہی مرسل** ہے جس کا اخیر زمانہ میں آنے کا ابتداء سے وعدہ دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ جس نے وعدہ دیا تھا وہ اس بات کو جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں **ایک مرسل** کی ضرورت ہو گی۔ پس اسی وعدہ اور ضرورت کے مطابق ایمان اور مذہب کو زندہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مامور کو مبعوث فرمایا ہے تا کہ اس کی ہستی کا یقین وہ دلوں میں پیدا کرے اور ان کو خدا کی قدرتوں کے وہ نمونے دکھاوے جو ان سے **پہلے انبیاء** کے وقتوں میں لوگوں نے دیکھے۔ کیونکہ جب تک ایسا زندہ ایمان دل میں پیدا نہ ہو گناہ کی غلامی سے انسان نجات نہیں پا سکتا۔ یقین کے بغیر انسان گناہ سے نجات نہیں پا سکتا۔ اور خدائے تعالیٰ کی قدرت اور علم کی تازہ بتازہ تجلیات کے مشاہدہ کے بغیر یقین کا پیدا ہونا ناممکن ہے اور تازہ نشان خدا کی قدرت کے بغیر وساطت مامور من اللہ اور نبی کے ظاہر نہیں ہو سکتے ایسا ہی **ایک مرسل** جس کے ذریعہ سے دلوں میں نور ایمان پیدا ہوتا ہے) بانیٔ سلسلہ احمدیہ ہے۔" (ص ۱۸۲ و ۱۸۳)

غیر مبایع بھائیو! انصاف سے بتاؤ کہ کیا یہ حوالہ جات مولوی محمد علی صاحب نے خود لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جماعت کے آرگن میں شائع نہیں کئے؟ اور پھر بتاؤ کہ کیا ان بیانات میں جس عقیدہ کا ذکر ہے

ابھی تک ان میں سے کسی نے بھی اس کا جواب نہیں دیا؟

یقین اور تذبذب کے دو نظارے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ اور مولوی محمد علی صاحب سے مطالبہ حلف

غیر مبایع بھائیوں کیلئے لمحۂ فکریہ

۱

فرقان کی گذشتہ اشاعت میں جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کا ایک مضمون شائع ہو چکا ہے جس میں انہوں نے مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ حلف اٹھائیں کہ جن عقائد کا وہ آج اظہار کر رہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی ان کے یہی عقائد تھے۔ جس کے جواب میں مولوی صاحب نے لکھا کہ (۱) اس مطالبہ کی سند قرآن و حدیث سے پیش کرو۔ (۲) خلیفہ قادیان اعلان کریں کہ اگر مَیں سال میں موردِ عذاب نہ ہوُا تو وہ اور ان کی ساری جماعت میری بیعت کرلیگی۔ الفضل میں ان دونوں باتوں کے متعلق مبسوط مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ سند اور اسوۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش کیا گیا اور مطالبۂ بیعت پر پوچھا گیا۔ کہ اگر آپ پر عذاب آگیا تو کیا آپ کے ساتھی خلافتِ ثانیہ کی بیعت کرنے کا اقرار کرتے ہیں؟ نیز یہ مطالبہ تو آپ کے سابقہ اصل کے خلاف ہے اس پر مولوی صاحب نے حلف اٹھانے کی بجائے "حلف سے کون گریز کر رہا ہے" کے زیر عنوان ایک مضمون شائع کرنے پر اکتفا فرمائی ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"مؤکد بعذاب حلف اٹھانیکی ضرورت نہیں وہ صرف حلف اٹھائیں اور پھر خدا کے ہاتھ کو دیکھیں کہ کس طرح ان پر گرفت کرتا ہے کاذب اور صادق میں فرق کرنا اس کا کام ہے" (پیغام صلح ۷ رمئی ۱۹۴۲ء)

اس بیان سے ظاہر ہے کہ مطالبۂ حلف کیلئے قرآن و حدیث کی سند موجود ہے اور ایسی حلف کی صورت میں خدا تعالیٰ ضرور گرفت کیا کرتا ہے اور صادق اور کاذب میں فرق کر دیا کرتا ہے۔ اب ان ہی الفاظ کی بناء پر ہم مولوی صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ خدائے قہار و جبار کے نام کی قسم کھا کر بیان کریں کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی نبی یقین نہیں کیا اور ریویو آف ریلیجنز کی ادارت کے زمانہ میں حضور کو کبھی بطور نبی پیش نہیں کیا۔ اور نہ ہی سلسلہ احمدیہ میں خلافت کے قائل ہوئے ہیں اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کی بیعت بطور خلیفۃ المسیح نہیں کی تھی؟ مولوی صاحب ذرا اس قسم کا حلفیہ بیان شائع کریں اور دیکھیں کہ خدا ان پر کس طرح گرفت کرتا ہے اور صادق و کاذب میں فرق کر کے دکھلاتا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ مولوی صاحب اس صحیح طریق فیصلہ کی طرف رُخ نہ کرینگے اور مضمون نگاری میں

وقت ضائع کرتے رہیں گے۔

(۲)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ سے مطالبہ ہوا کہ آپ حلف اٹھائیں کہ آپ کے موجودہ عقائد وہی ہیں جن پر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قائم تھے۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں منبر پر کھڑے ہو کر بایں الفاظ حلف اٹھائی کہ:۔

"میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ خدا جس نے میری جان کو قبض کرنا ہے۔ وہ خدا جو زندہ، قادر اور سزا و جزا دینے والا ہے۔ وہ خدا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کو اس وقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعودؑ زندہ تھے اسی طرح کا نبی مانتا تھا جس طرح کا اب مانتا ہوں۔ میں اس بات کے لئے بھی قسم کھاتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے رؤیا میں مجھے منہ در منہ کھڑے ہو کر کہا ہے کہ مسیح موعود نبی تھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ غیر مبایعین سب کے سب عملی لحاظ سے بُرے ہیں اور ہماری جماعت کے سارے کے سارے لوگ عمل میں اچھے ہیں۔ مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جن عقائد پر ہم ہیں وہ سچے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ اس کی طرف سے حضرت مسیح موعود نبی ہو کر آئے۔ ہم نے اس کی زبان سے اور اپنے کانوں سے سُنا اور اس کی تحریروں کو پڑھا۔ اس سے ہمیں ہرگز ہرگز انکار نہیں۔" (الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء)

پیارے بھائیو! حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ واطال بقاءہٗ کی قسم پُر جلال الفاظ پر غور کرو۔ اس قسم پر آج ستائیس برس گذر چکے ہیں۔ خدا کی تائیدات، جماعت کی ترقی، قربانی اور اخلاص میں اضافہ کے شاندار نظارے آپ کے سامنے ہیں۔ ایک طرف یہ زندہ یقین ہے اور دوسری طرف مولوی محمد علی صاحب ہیں کہ لفظی ایچا پیچیوں میں وقت گذار رہے ہیں۔ اُٹھو اور مولوی صاحب کو مجبور کر دو۔ کہ بحثیں کافی ہو چکی ہیں۔ اب آپ ایسی ہی صاف اور پُر شوکت قسم کھائیں کیا کوئی ہے جو ایسا کرے؟

یاد رکھیئے کہ قرآن شریف کے رُو سے ایسے مطالبہ کے پورا کرنے سے گریز کرنیوالے کا گریز ہی اس کے باطل پر ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ انصاف کرنے والوں کے سامنے دونوں مثالیں موجود ہیں ؟

مولوی محمد علی صاحب کی تازہ ترین "خوش کلامی"

جناب مولوی محمد علی صاحب غیر مبایعین کے امیر ہیں۔ وہ لوگ مولوی صاحب کی طرز کا ہی اتباع کرتے ہیں۔ زیادہ دیر نہیں گذری جب مولوی صاحب نے "قادیانی دجل" ایسے ناشائستہ لفظ استعمال کرنے والوں کی حوصلہ افزائی فرمائی تھی۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لختِ جگر، خدائی الہامات میں محمود نام پانے والے، اور لاکھوں احمدیوں کے جان و دل سے محبوب امام کو "یزید" قرار دے کر معیارِ تہذیب قائم کیا تھا۔ ان باتوں پر زیادہ دیر نہیں ہوئی۔ مگر مولوی صاحب نے خیال فرمایا کہ کہیں میرے ساتھی اس بلند معیار کو نظر انداز نہ کر دیں اور "قادیانیوں" کے زخم مندمل ہونے شروع نہ ہو جائیں۔ اس لئے آپ نے ضرورت سمجھی اور مندرجہ ذیل معیارِ گفتگو قائم فرمایا۔ لکھتے ہیں:۔

"قادیانی عقیدہ ایک لاش ہے۔ جسے وہ اٹھائے پھرتے ہیں جس کا تعفّن اب دنیا میں پھیل رہا ہے۔ اور عنقریب خود ان کے اپنے دماغ اس تعفّن کو برداشت نہ کر سکیں گے"

(پیغام صلح ۵ رمئی ۱۹۴۲ء صفحہ ۶)

ہمارے احمدی بھائیوں کو امید رکھنی چاہیئے کہ اب پیغام صلح کا معیارِ صحافت اس ارشاد کی روشنی میں قائم ہوگا اور انہیں بہت کچھ سننا پڑیگا۔ مگر صبر کرنا چاہیئے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے حکم کے ماتحت اپنی روش نرم ہی رکھنی چاہیئے۔ والی اللہ المشتکی۔

کیا حضرت مسیح موعودؑ کا منوانا "نادانی" ہے؟

مولوی محمد علی صاحب اپنی پارٹی کو کدھر لیجا رہے ہیں؟

جناب مولوی محمد علی صاحب نے کہا ہے کہ:-

"میں پوچھتا ہوں کہ کیا کفرستانوں میں جاکر محمد رسول اللہ کو پیش کرینگے یا مرزا صاحب کو؟ کیا یہ مطلب ہے پہلے مرزا صاحب کو پیش کرینگے اور اس کی طفیل محمد رسول اللہ صلعم کو منوا لینگے تو یہ نادانی ہے۔" (پیغام صلح ۲۱ر اپریل ۱۹۴۲ء)

جن "کفرستانوں" کی طرف مولوی صاحب نے اشارہ کیا ہے وہاں جاکر تبلیغ دین کرنے یا ان کی الحادی کیفیت کو خود دیکھنے کی مولوی صاحب کو توفیق نہیں ملی مگر مذکورہ بالا اقتباس سے ان کی اندرونی کیفیت ظاہر ہے وہ دل میں جلتے ہیں کہ کفرستانوں میں جاکر "مرزا صاحب" کو پیش کیا جائے اور اس طرح لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام بنایا جائے۔ وہ کبھی اس طریق کو "نادانی" قرار دیتے ہیں اور کبھی "قادیانیوں کی بیماری" بتلاتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے غیر مبایع نوجوانوں میں یہ تحریک جاری ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ضرور منوانا چاہیئے۔ اس کے بغیر ہماری تحریک پنپ نہیں سکتی۔ اور نہ استحکام جماعت ہو سکتا ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباسات اس دعوی پر برہان ہیں۔ جناب ایڈیٹر صاحب "ینگ اسلام" لکھتے ہیں:-

۱- "حقیقت حال یہ ہے کہ اس زمانہ کی زہریلی دہریت والحاد کی ہوا متقاضی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے وجود کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں سے بھی تسلیم کرایا جائے۔" (پرچہ ۱۵ر اگست ۱۹۴۱ء صلا)

۲- "اس جماعت کی ساری مضبوطی اور ساری ترقی و توسیع صرف اسی امر میں مضمر ہے کہ اس کے افراد حضرت اقدس کے دعاوی پر محکم یقین و ایمان سے قائم ہیں اور استقامت و ایثار سے ان کے منوانے کیلئے جدوجہد میں مصروف ہیں۔" (پرچہ یکم ستمبر ۱۹۴۱ء صت)

۳- "آج سچی دینی بیداری کون پیدا کر سکتا ہے وہی جو خدا کی طرف سے مبعوث ہوا ہو۔ وہی

جسے خدا تعالیٰ نے نازل فرمایا اور جو خدا تعالیٰ تک لیجانیکا مدعی ہو۔ سوائے مامور الٰہی کے کوئی دوسرا صحیح معنوں میں مذہبی احیاء کا باعث نہیں بن سکتا۔" (پرچہ ۱۵ نومبر ۱۹۴۱ء)

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لکھتے ہیں:۔

۴۔ "آپ کا عین فرض ہے کہ جب تک ہر کلمہ گو کو اس سلسلہ الٰہی میں شامل نہ کرلیں چین نہ کریں۔ ہاں میں تو یہ کہنا چاہتا تھا کہ ان خصوصیات کی ترویج و اشاعت میں **مداہنت** سے کام نہیں لینا چاہیئے۔" (۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء)

۵۔ "ہمارے پیش نظر سب سے بڑا پروگرام یہ ہے کہ احمدیت اور حضرت امام عصر حاضر کو منوائیں اور غیر از جماعت لوگوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل کریں۔" (۸ جنوری ۱۹۴۲ء)

جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لکھتے ہیں:۔

۶۔ "حضرت مسیح موعودؑ کے نام اور دعویٰ کو الگ کرکے کس طرح دین کے غلبہ کی توقع ہو سکتی ہے۔" (پیغام صلح ۔ ۲۰ فروری ۱۹۳۷ء)

۷۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان پیدا کرنا گویا لامذہبیت کی جڑوں کو کاٹنا ہے۔" (رنگ اسلام ۔ یکم مئی ۱۹۴۱ء)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ کچھ عرصہ سے غیر مبایعین میں یہ تحریک جاری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منوانے پر زور دیا جائے اور پرانی "مداہنت" کو خیرباد کہا جائے۔ اس سلسلہ میں غیر مبایعین کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر انکے مبلغ انگلستان جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب نے صاف کہدیا تھا کہ

۸۔ "ہم نے آج تک اسلام کو عقلی طور پر پیش کیا لیکن یورپ میں عقلیت ختم ہو چکی ہے **یورپ ایک زندہ شہادت اور روحانی تجربہ چاہتا ہے** ہمارے پاس **خدا کے مامور کی زندہ شہادت** موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں کلام کیا ہمیں چاہیئے کہ ہم اس شہادت کو پیش کریں اور ان اقوام میں اس روح کو زندہ کردیں جو مردہ ہو چکی ہیں اور **ان لوگوں کو اس ذریعہ سے اسلام میں داخل کریں**۔" (پیغام صلح ۸ جنوری ۱۹۴۲ء)

اندریں حالات مولوی محمد علی صاحب مجبور تھے کہ ان جوشیلے نوجوانوں کا منہ بند کرنے کیلئے کہیں کہ یہ "قادیانیوں کی بیماری" ہے "تا وہ اس ڈر سے ہی اس خیال سے باز آجائیں کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منوانے پر زور دیا۔ تو "حضرت امیر" کے نقطۂ نظر سے ہم بیمار قادیانی بن جائینگے اور اگر وہ اتنے سے نہ رکیں تو مولوی محمد علی صاحب نے "نادانی" کا سرٹیفیکیٹ دے کر ان کے

سوچنے کی راہ بند کردی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے بیان کا مدعا دراصل جناب مولوی آفتاب الدین صاحب ایسے تجربہ کار مبلغ کے بیان کو نادانی قرار دینا ہے" قادیانیوں" کا نام تو محض بہانہ ہے ورنہ کیا مولوی محمد علی صاحب اب اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندہ معجزات اور کارناموں کو پیش کر کے اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت منوانے کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل قرار دیا جاتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے ؎

کرامت گرچہ بے نام ونشان است ٭ بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

خدا کی ہستی کو نبیوں کے ذریعہ منوانے کا کیا یہ مطلب ہوگا کہ نبی کی شان خدا کی شان سے بڑی ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس" کفرستانوں میں پہلے مرزا صاحب کو پیش کرنے" سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہرگز کسرِ شان نہیں جبکہ انہیں حضور کے امتی نبی کی حیثیت میں پیش کیا جاتا ہے۔ خیر یہ تو واضح بات ہے ہمیں اس میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ ہاں ہم سنجیدہ غیر مبایع بھائیوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اب وقت آچکا ہے۔ آپ کو ہم سے کتنا اختلاف سہی۔ لیکن اس امر کا فیصلہ ضرور کرلیں، کہ کیا کفرستانوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کرنا" نادانی" ہے یا تبلیغ اسلام کی کامیاب ترین راہ؟ کیا یہ نادانی ہے یا دہریت والحاد کی زہریلی ہوا کا واحد علاج ہے؟ کیا یہ نادانی ہے یا اس پر جماعت کی مضبوطی اور ترقی وتوسیع کا دارومدار ہے؟ کیا یہ نادانی ہے یا صحیح معنوں میں مذہبی احیاء ہے؟ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کرنا" نادانی" ہے یا پیش نہ کرنا" مداہنت" ہے؟ کیا یہ نادانی ہے یا دین کے غلبہ کی آج صرف یہی راہ ہے؟ کیا یہ نادانی ہے یا زندہ شہادت کو پیش کرنا ہے؟۔

بھائیو! اگر یہ نادانی ہے تو اس کا اظہار نہ کفرستانوں میں کریں اور نہ اسلامستانوں میں۔ اور اگر یہ نادانی نہیں اور بخدا یقیناً نادانی نہیں۔ آپ خود ذرا اپنے دل سے پوچھیں کہ کیا جسے خدا نے دنیا کے لئے نذیر اور مامور بنا کر بھیجا ہو اسے پیش کرنا نادانی ہے تو وہ پکار اُٹھینگے، کہ یہ نادانی نہیں بلکہ عین دانائی ہے۔ اس صورت میں خدارا مولوی محمد علی صاحب کو سمجھائیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منوانے کو نادانی قرار نہ دیں اور اپنے آئندہ ساتھیوں کو احمدیت کے نام سے بھی بیزار نہ بنائیں۔ ہم منتظر ہیں کہ" پیغام صلح" اور" ینگ اسلام" سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کرکے کیا

کیا بیعت کے وقت اقرار رسالت و نبوّت لیا جانا ضروری ہے؟

مولوی محمد علی صاحب کے ایک تازہ مغالطہ کا ازالہ

مولوی صاحب کا اندازِ بیان

جناب مولوی محمد علی صاحب کا ایک مضمون زیر عنوان "محمد رسول صلعم بھی اپنی نبوت کا اقرار نہ لیتے تھے" پیغام صلح ۲۸ اپریل میں طبع ہوا ہے۔ یہ مضمون جناب مولوی صاحب نے فرقان کے گذشتہ نمبر میں شائع شدہ اس مکالمہ کے سلسلہ میں لکھا ہے جو سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کے درمیان ہوا تھا۔ مولوی صاحب کے کبر نفس کا یہ عالم ہے کہ پیغام کے چار صفحے کا مضمون لکھتے ہیں مگر اپنے قارئین کو اتنا بتلانے کی زحمت نہیں کرتے، کہ مَیں جس مکالمہ کے ایک حصہ کا جواب لکھ رہا ہوں وہ کہاں شائع ہوا ہے۔ نفسِ مضمون اور بھی عجیب ہے۔ اندازِ بیان عجیب تر۔ مولوی صاحب کی درشت کلامی کا شکوہ کس سے کریں۔ خدارا معزز قارئین انصاف فرمائیں کہ ایک گروہ کا امیر لاکھوں کی مذہبی جماعت کے امام کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"کہاں یہ رسالت اور کہاں وہ نبوت جو کاغذوں کے چند چیتھڑوں میں قصرِ خلافت میں چھپا کر رکھی ہوئی ہے جو حضرت مرزا صاحب کی طرف جھوٹ منسوب کیجاتی ہے۔" (پیغام ۲۸ اپریل)

اختلاف رائے تو ہوتا ہے مگر کیا یہ اس اختلاف کو حل کرنے کے طریق ہیں۔ مولوی صاحب! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت آج چار دانگ عالم میں مانی جارہی ہے۔ وہ چیتھڑوں میں چھپانے والی چیز نہیں۔ آسمان و زمین کا خدا، اس کا کلام، اس کے معجزات، سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات، اور لاکھوں ایمانداروں کی گواہی اس نبوّت کی شاہد ناطق ہے۔ ہاں مولوی صاحب! خود آپ کے حلفیہ عدالتی و اخباری بیانات اور رسالہ ریویو کے مضامین خود اس نبوت کے گواہ ہیں۔ مَیں جانتا ہوں کہ آپ موقعہ وبے موقعہ چیلنج مناظرہ دینے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ مگر جب اس چیلنج کو منظور کیا جاتا ہے تو بلطائف الحیل اس سے پہلو تہی کر جایا کرتے ہیں۔ جس نبوت کو آپ چند چیتھڑوں میں چھپی ہوئی اور جھوٹے طور پر حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی طرف منسوب کی جانیوالی نبوت بتلاتے ہیں۔ اسی نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ سے فیصلہ کن مناظرہ کے لئے جب آپ کے چیلنج کو منظور کر لیا گیا تو آپ نے کس قدر بودے عذر تراشے تھے کیا اب بھی آپ اس موضوع پر ہم سے مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں؟

اصل سوال و جواب کیا ہے؟

جناب میاں محمد صادق صاحب سابق جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور قادیان تشریف لائے اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ سے ملاقات کے دوران میں چند سوالات کئے جن کے جوابات حضور نے دیئے۔ میں نے اس گفتگو کو فرقان میں شائع کر دیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے ساری گفتگو میں سے صرف ایک سوال اور جواب لیکر غلط اعتراضات شروع کر دیئے ہیں اور غلط مبحث کے دیرینہ ہتھیار کی آڑ میں وہ باتیں دہرانی شروع کر دیں۔ جن کے متعدد مرتبہ جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ اصل سوال و جواب حسب ذیل ہے:-

سوال۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں اپنی نبوت و رسالت پر ایمان لانا ضروری قرار نہیں دیا معلوم ہوا کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔

جواب:- شرائط بیعت میں اس ذکر کے نہ ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہ تھے یا حضور کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ دیکھیئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی شرائط بیان کی ہیں فرماتا ہے یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (الممتحنہ ع ۲) اس جگہ اللہ تعالیٰ نے شرک۔ چوری۔ زنا۔ قتل اولاد۔ اور بہتان تراشی سے اجتناب اور اطاعت در معروف کو شرائط بیعت قرار دیا۔ اب کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی نہ تھے۔ یا حضور کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا؟ بیعت درحقیقت اقرار اطاعت کے لئے ہوتی ہے اور بیعت کرنے وہی آتا ہے جو پہلے دعویٰ اور مقام کو مان لیتا ہے اس لئے شرائط بیعت میں نبوت یا رسالت کے ذکر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پھر آپ غور فرمائیں کہ کیا شرائط بیعت میں "مسیح موعود" ماننے کی شرط

درج ہے اگر نہیں تو کیا یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ بھی دعویٰ نہ تھا کہ میں مسیح موعود ہوں" (فرقان بابت اپریل ۱۹۴۲ء صفحہ ۲۵)

مولوی صاحب کا عجیب چیلنج

ناظرین کرام! مندرجہ بالا سوال کا کس قدر واضح جواب ہے مگر بُغض کا ستیاناس ہو یہ علم و سمجھ پر پردہ ڈال دیتا ہے مولوی محمد علی صاحب اس جواب پر تحریر کرتے ہیں:-

"اگر جناب میاں صاحب کو جرأت ہے تو وہ میدان میں نکلیں اور اس اکیلے موضوع پر ہی بحث کر لیں کہ کیا محمد رسول اللہ صلعم اپنی رسالت کا اقرار لوگوں سے لیتے تھے یا نہیں"

دیکھا آپ نے ہوشیاری اس کا نام ہے۔ اصل جواب پر اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ اپنی طرف سے جواب بنا کر اس پر چیلنج مناظرہ دے رہے ہیں۔ جواب میں درج ہے کہ "بیعت کرنے وہی آتا ہے جو پہلے دعویٰ اور مقام کو مان لیتا ہے اس لئے شرائط بیعت میں نبوت یا رسالت کے ذکر کی ضرورت نہیں ہوتی" اگر مولوی صاحب انصاف سے کام لیتے اور ان کو چیلنج کا شوق ہوتا تو وہ چیلنج یوں دیتے کہ سورۃ ممتحنہ ع۲ میں جو شرائط بیعت درج ہیں ان میں اقرار نبوت بھی بطور شرط مذکور ہے مگر افسوس کہ انہوں نے انصاف کا طریق اختیار نہیں فرمایا۔

مولوی صاحب نے ہمارے دعویٰ کو قبول کر لیا

رہ رہ کر تعجب آتا ہے کہ جب مولوی صاحب کو مسلّم ہے کہ:-

"شرک، زنا، قتل اولاد، چوری، بہتان، یہ اخلاق قبیحہ ان کے اندر راسخ ہو چکے تھے۔ اس لئے ان سے ان باتوں سے بچنے کا خاص طور پر اقرار لیا۔ **اس خاص اقرار میں رسالت کے اقرار کی ضرورت نہ تھی**" (پیغام ۲۸ اپریل ۱۹۴۲ء صفحہ ۶ کالم ۳)

تو وہ چیلنج کس بات پر دے رہے ہیں اور محض اشتعال انگیزی کے لئے اس مضمون کو بصورت اشتہار علیحدہ شائع کر کے قوم کا روپیہ کیوں ضائع کر رہے ہیں؟ کیا کوئی خدا ترس اس طرف توجہ کرے گا؟

مولوی صاحب کی خطرناک علمی غلطی

مولوی محمد علی صاحب نے صریح غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ:-

"**فتح مکہ کے بعد مومن عورتوں سے بیعت لی گئی جس کا ذکر محولہ آیت قرآنی میں ہے**"

اگر مولوی صاحب کو جوشِ تردید میں ان آیات کا شانِ نزول یاد نہ رہا تھا تو کم از کم ان کے الفاظ پر ہی

غور فرما لیتے تو وہ اس غلطی میں مبتلا نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اذا جاءکم المؤمنات مھاجرات الخ کہ جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آویں تو ان کا امتحان کر لیا کرو۔ اور واقعہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد "لا ھجرۃ بعد الفتح" کا اعلان ہو گیا تھا اس لئے آیت زیر نظر کو "فتح مکہ کے بعد بیعت کرنے والی مومن عورتوں" سے مخصوص قرار دینا خطرناک علمی غلطی ہے۔ مولوی صاحب بیان القرآن میں لکھ چکے ہیں:۔

"یہ سورۃ صلح حدیبیہ کے بعد کے زمانہ کی ہے اور جو عورتیں اسلام لا کر مکہ میں تکلیف اٹھاتی تھیں وہ ہجرت کر آتی تھیں۔" (صفحہ ۱۸۴۲)

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:۔

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمتحن من ھاجر الیہ من المومنات بھذہ الآیۃ یقول اللہ تعالیٰ یا ایھا النبیّ اذا جاءک المومنات یبایعنک الی قولہ غفور رحیم۔" (کتاب التفسیر سورۃ الممتحنہ)

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کا امتحان شرائط بیعت والی آیت سے کیا کرتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب کا آج اس آیت کو صرف "فتح مکہ کے بعد بیعت کرنے والی مومن عورتوں" سے مخصوص بتلانا بالبداہت غلط ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کی دوسری فاش غلطی مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"آیت قرآنی میں تو مؤمنات کا لفظ ہے اور وہاں صرف مومن عورتوں کی بیعت کا ذکر ہے یہ اب مومن نہیں ہو رہیں بلکہ پہلے سے مومن ہیں۔"

تعجب ہے کہ جو شخص دن رات "مفسر قرآن" ہونے کے ادعاء سے نہ تھکتا ہو محض تعصب کے باعث ایسی فاش غلطی میں مبتلا ہو رہا ہے۔ حالانکہ بدیہی بات تھی کہ ان کو مومن ان کی رغبت فی الاسلام کے لحاظ سے کہا گیا ہے۔ ابن ہشام نے اس جگہ "جئن رغبۃ فی الاسلام" کے الفاظ لکھے ہیں (سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۲۲) امام نسفی نے اس کی توجیہ میں لکھا ہے:۔

"سماھن مومنات لنطقھن بکلمۃ الشھادۃ اولانھن مشارفات لثبات ایمانھن بالامتحان۔" (مدارک التنزیل)

میں کہتا ہوں کہ اگر مولوی صاحب آیت قرآنی پر تدبر کرتے تو اس قسم کی بات نہ کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں سے ان شرائط پر بیعت لینے کا حکم دیا کہ وہ شرک نہ کریں گی۔ کیا مومن عورتیں مشرک ہوا کرتی ہیں؟

بات صاف ہے کہ جو وجہ وہاں بیعت کے وقت اقرارِ رسالت نہ لینے کی ہے وہی یہاں ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کی اصل بات

جناب مولوی صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ آنحضرت صلعم کو آیت منتخبہ میں مذکورہ شرائط بیعت کے رُو سے "رسالت کے اقرار کی ضرورت نہ تھی۔" نیز یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں اپنے مسیح موعود ہونے پر ایمان کو بھی ذکر نہیں فرمایا۔ ان دونوں باتوں کو تسلیم کرنے کے بعد مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:-

"اصل بات یہاں آ رہتی ہے کہ اگر مجدد اپنی مجددیت کا اقرار لیا کرتے ہیں۔ تو حضرت مرزا صاحب بھی اپنی مجددیت یا مسیح موعود ہونے کا اقرار لیتے مگر جس طرح نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی نبوت کا اقرار لے۔ مجدد کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی مجددیت کے اقرار کو ایمانیات میں داخل نہ کرے۔"

مولوی صاحب کے بیان کے مطابق **اصل بات** یہ قرار پائی کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اُوپر ایمان لانے کا حکم دیا ہے؟ اگر حکم دیا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ نبی تھے اور اگر حکم نہیں دیا تو ثابت ہوگا کہ آپ نبی نہ تھے۔

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اُوپر ایمان لانے کا حکم دیا ہے؟

مولوی صاحب کی مزعومہ "اصل بات" کے رُو سے بھی ان پر اتمام حجت کرنا ضروری ہے اس کے لئے مَیں ذیل میں تین اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

۱۔ "جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی **ایمان فرض** ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ ص۱۵۶)

۲۔ "دنیا میں ماموروں کے انکار کے برابر کوئی شقاوت نہیں۔ اور ان کے قبول کرنے کے برابر کوئی سعادت نہیں۔ اور سب سے **بڑے شقی** دو شخص ہیں۔ جن کی شقاوت کو کوئی نہیں پہونچتا۔ ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا۔ **دوسرا وہ** جس نے خاتم الخلفاء کو نہ مانا۔" (الہدیٰ ص۷)

۳۔ "فانا ذٰلك المظهر الموعود والنور المعهود فآمن ولا تكن من الكافرين۔"

ترجمہ:- مَیں وہی مظہر موعود ہوں اور نورِ معہود ہوں تو (اے ہر مخاطب) مجھ پر ایمان لا

اور کافر مت بن۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۸)

ان حوالجات سے بالبداہت ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اوپر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے۔ اور منکر کو شقی تر اور زمرۂ کافرین سے گردانا ہے۔ کیا اب مولوی محمد علی صاحب اپنی "اصل بات" کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لے آئینگے؟

خلاصۂ مضمون

زیر بحث سوال یہ تھا کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں اپنی نبوت کا اقرار درج نہیں فرمایا۔ لہذا آپ کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا اس کا جواب یہ ہے کہ بیعت کرنے تو وہی آئے گا جو دعویٰ کو پہلے ہی مانتا ہوگا اس لئے بیعت کے وقت اس اقرار کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ سورۂ ممتحنہ میں جو شرائط بیعت ہیں ان میں بھی اقرار نبوت و رسالت مذکور نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان شرائط کے مطابق اقرار لیا کرتے تھے پس شرائط بیعت میں اقرار رسالت نہ ہونا قابلِ اعتراض نہیں جبکہ اس کا اعلان الہامات و وحی، اپنے دعاوی و تصریحات اور ماننے والوں کے اقرار میں موجود ہے۔ کیا غیر مبایعین اب اپنے غلط اعتراض کو واپس لے کر حق پرستی کا ثبوت دینگے؟ ؛

پیغامی پروپیگنڈہ کا ایک تازہ نمونہ

پیغام صلح نے دہلی میں مولوی محمد علی صاحب کی ایک تقریر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"بہت سے مسلمان بھائی کہہ رہے تھے کہ اگر مولانا دعویٰ مجددیت کرتے تو سب مسلمان آپ کو مجدد تسلیم کر لیتے" (۵ رمئی ۱۹۴۲ء)

اوّل تو یہ بیان ہی جعلی ہے محض پیغامی پروپیگنڈہ نے "بہت سے مسلمان بھائیوں" کے منہ میں یہ الفاظ ڈال دیئے ہیں۔ ورنہ یکصد یا کم ازکم پچاس غیر احمدیوں کے دستخطوں سے ایسا بیان شائع کرا کے دکھائیں۔ اور اگر غیر احمدیوں نے فی الواقعہ یہ کہا ہے تو بھی اس کو شائع کرکے "پیغام صلح" نے اپنے اوپر حجت پوری کر لی ہے کیونکہ ظاہر ہوگیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محض مجددیت کا دعویٰ نہیں کیا ورنہ وہ "بہت سے مسلمان بھائی" جو مولوی محمد علی صاحب ایسے شخص کو مجدد ماننے کیلئے تیار ہیں۔ کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی مجدد نہ مانتے؟ اگر کہو کہ اُن "مسلمان بھائیوں" کو ہم نے بتایا ہی نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مجدد مانو؟**

** تو یہ اور بھی زیادہ قابلِ اعتراض بات ہے۔ اور اگر کہو کہ در اصل اُن "بہت سے مسلمان بھائیوں" نے جھوٹ موٹ یہ بات کہہ دی تھی تو پھر اس جھوٹ کی اشاعت اور اس پر فخر کا کیا مطلب یا ضرورت ہے؟!

موجودہ عذاب حضرت مسیح موعودؑ کی رسالت پر گواہ ہے

جماعت احمدیہ "بیماری" میں مبتلا ہے یا مولوی محمد علی صاحب؟

جناب مولوی محمد علی صاحب نے جماعت احمدیہ قادیان کی "ایک بیماری" ان الفاظ میں ذکر کی ہے :-

"جب کہو عذاب آیا ہے کہتے ہیں رسول کہاں ہے؟ یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی ہے کہ ایک عذاب آنیوالا ہے لیکن اس سے تیرہ سو سال پہلے محمد رسول اللہ صلعم نے بھی اسی عذاب کی پیشگوئی کی تھی۔ قرآن نے بھی کھول کھولکر اس کو واضح کیا ہے۔ وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض۔ ان پیشگوئیوں کو نظر انداز کرنا اور یہ کہنا کہ چونکہ حضرت صاحب نے اسی عذاب کی پیشگوئی کی ہے اسلئے اس زمانہ کے نبی وہ ہیں ما قدروا اللہ حق قدرہ کا مصداق ہے۔" (پیغام صلح ۲۱ اپریل ۱۹۴۲ء)

آگے جماعت احمدیہ کے مطالبہ پر غیر احمدی یہ جواب دیا کرتے تھے۔ اب جناب مولوی محمد علی صاحب نے وہی بات کہنا شروع کر دی ہے۔ بلا شبہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے عذابوں کی خبر دی ہے، اور قرآن مجید میں اس کی تصریح موجود ہے۔ مگر کیا اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ ان عذابوں کے وقت پر مبعوث ہونے والا فرستادہ رسول نہیں۔ خبر کے لحاظ سے تو انجیل اور دیگر صحیفوں میں بھی آخری زمانہ کے عذابوں کی خبر موجود ہے۔ بلکہ آدم سے لیکر ہر نبی مسیح موعود اور اس کے زمانہ کی پیشگوئی کرتا آیا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے جماعت احمدیہ کے مطالبہ کا نام "بیماری" رکھکر درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ کیا ہے۔ کیونکہ حضور نے تحریر فرمایا ہے:-

"اصل بات یہ ہے کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا بلکہ عذاب کا مستحق ہو جانا اتمام حجت کیلئے نبی کو لاتا ہے اور اسکے قائم ہونیکے لئے ضرورت پیدا کرتا ہے اور سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونیکے آتا ہی نہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہوگیا ہے جس

کی تم تکذیب کر رہے ہو" (تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۹)

حضرت اقدس قرآنی قانون ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ "سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونیکے آتا ہی نہیں" اور مولوی محمد علی صاحب اسے ما قدروا اللہ حق قدرہ کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔ باایں ہمہ مولوی صاحب کا دعوٰی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کو حکَم و عَدَل مانتے ہیں۔

جناب مولوی صاحب آج آپکو یہ "بیماری" دکھائی دے رہی ہے۔ مگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات سے پیشتر تو آپ اور آپ کے ساتھی بھی اسی بیماری میں مبتلا تھے کیونکہ لکھا کرتے تھے کہ:۔

"کیا ہی اچھا ہو اگر مسلمان ایسے عذابوں کی **اصل وجہ** ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کو سمجھکر اس **رسول** کو تلاش کرکے اس کی پیروی اختیار کریں جس کے **انکار** کے باعث آئے دن یہ عذاب وارد ہو رہے ہیں۔" (پیغام صلح ۲۵ر جنوری ۱۹۱۴ء)

اگر یہ بیماری تھی تو پھر ساری جماعت ابتداء روز سے ہی بیمار چلی آتی ہے۔ لیکن اس سے مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقیدہ ظاہر و باہر ہے۔

مولوی صاحب پر واضح رہنا چاہیئے کہ جب سابق نبی کی امت اپنے کردار میں مستحق عذاب قوموں کے لئے نمونہ نہ رہے تب عذاب نہیں آسکتا جبتک نیا نبی مبعوث نہ ہو جائے کیونکہ عذاب کی غرض قوموں کو رجوع الی الحق کرنا ہوتا ہے اور اگر حق کا کامل نمونہ ہی موجود نہ ہو تو عذاب کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اگر مسلمان کہلانیوالے "سُنّتَ من کان قبلکم" کا اتباع کر رہے ہیں تو نئے رسول کی بعثت کے بغیر قرآن مجید کی رُو سے سخت عذاب نہیں آسکتا۔ ورنہ پہلی ہر امت اپنے اپنے نبی کا نام لے دیگی ہاں اگر نبی امتی ہو تو اس میں اس کے متبوع کی پیروی خود بخود لازمی طور پر آجائے گی۔

مولوی صاحب نے آیت قرآنی وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض کا تذکرہ کیا ہے حالانکہ یہی آیت اس بات کی دلیل ہے کہ موجودہ عذابوں کے وقت آنے والا فرستادہ یعنی مسیح موعود نبی ہے۔ حضرت اقدسؑ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"دوسری آیت میں فرمایا وعرضنا جھنم یومئذ للکافرین عرضا۔ اور اس دن جو لوگ مسیح موعود کی دعوت کو قبول نہیں کرینگے انکے سامنے ہم جہنم کو پیش کرینگے یعنی طرح طرح کے عذاب نازل کرینگے جو جہنم کا نمونہ ہونگے اور پھر فرمایا الذین کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعا یعنی وہ ایسے لوگ ہونگے کہ مسیح موعود کی دعوت اور تبلیغ سے انکی آنکھیں پردہ میں رہینگی اور وہ اسکی باتوں کو سن بھی نہیں سکینگے اور سخت بیزار ہونگے اسلیئے عذاب نازل ہوگا[۴۴]

[۴۴] اسجگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اسکی صور ہوتے ہیں یعنی قرنا جنکے دلوں میں وہ اپنی آواز پھونکتا ہے" (چشمہ معرفت صفحہ ۷۶-۷۷) بھائیو! اب خود منصف بنکر بتاؤ کہ مولوی محمد علی صاحب کا بیان کہاں تک صداقت پر مبنی ہے۔ کیا وہ صریح طور پر خدا کے فرستادہ کی مخالفت نہیں کر رہے؟

پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کے سردار

(از جناب قاضی اکمل صاحب)

محمد مصطفےٰ پر جان و دل قربان ہو میرا
یہی ہو زندگی میری یہی ایمان ہو میرا

محمد مصطفےٰ کی پیروی میں عمر سب گذرے
غمی شادی میں دستور العمل قرآن ہو میرا

محمد مصطفےٰ کے دوستوں سے دوستی رکھوں
اگر دشمن بنے کوئی تو وہ شیطان ہو میرا

محمد مصطفےٰ کی خاکِ پا سُرمہ بناؤں میں
حضورِ پاک کے اقدام میں عرفان ہو میرا

محمد مصطفےٰ کا گوشۂ چشم اس طرف ہو جائے
یہی نروان ہو میرا یہی کلیان ہو میرا

محمد مصطفےٰ کی شان مجھ سے کیا بیاں ہو گی
کہ جسکے خادموں میں مہدیٔ ذیشان ہو میرا

محمد مصطفےٰ کی قوتِ قدسیہ ایسی ہے
کہ اُس کا متبع کامل رسول الآن ہو میرا

یہی تو امتیازی بات ہے ختمِ نبوت کی
کہ ذرہ مہر ہو۔ جو۔ مہرباں رحمٰن ہو میرا

غلامی میں نظر آئیگی شانِ ہادیٔ اکبر
حقیقت ظل کی یہ ہے کمال ایمان ہو میرا

عطایہ ذو العطاء کی کسب سے حاصل نہیں ہوتی
مگر افضالِ ربی سے جو پُر دامان ہو میرا

کھُلی ہے سیرتِ صدیق کی کھڑکی فنا والی
اسی سے تختِ دل پر جلوہ گر سلطان ہو میرا

اگر اس نعمتِ عظمیٰ سے میں انکار کرتا ہوں
تو یہ تو اپنے منعم سے بڑا کفران ہو میرا

محمد مصطفےٰ محبوب ہے مطلوب ہے اکمل
یہ نعمت گر ملے تو ایزدِ سبحان ہو میرا

جماعت احمدیہ اور غیر مبایعین میں اختلاف کی اصل جڑ

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے متضاد بیانات

(از جناب سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل۔ قادیان)

(۱)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے مسئلہ نبوت کو تمام اختلافات کی جڑ قرار دیتے ہوئے جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ:۔

(الف) "میں تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کر لو اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہو جائے دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جڑ سارے اختلاف کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے۔ ۔ ۔ ۔ جس قدر مسائل اختلافی ہم دو فریق میں ہیں۔ وہ اسی اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں۔"
(ٹریکٹ نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق)

(ب) پھر لکھتے ہیں کہ:۔
"ہمارے درمیان جو اختلاف مسائل ہے اس کی اصل جڑ مسئلہ نبوت ہے۔" (ٹریکٹ ۳۱ر مئی ۱۹۱۵ء)

(ج) پھر تحریر کرتے ہیں کہ:۔
"اسی مسئلہ نبوت پر مسئلہ تکفیر اہل قبلہ کی بھی بنیاد ہے۔" (دیباچہ النبوۃ فی الاسلام صا)

(د) جناب مولوی محمد علی صاحب کے علاوہ دیگر غیر مبایعین بھی ایک لمبے عرصہ تک یہی مانتے رہے جیسا کہ اعلان ذیل سے ظاہر ہے کہ:۔
"ہمارا اور اہل قادیان کا بنیادی اختلاف مسئلہ نبوت ہے۔" (پیغام صلح ۱۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء صہ ۳)

(۲)

لیکن جب جماعت احمدیہ کی طرف سے مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ثبوت دیدیا گیا تو ان کے امیر نے اپنے سابقہ جملہ اعلانات اور قسموں کو بالائے طاق رکھکر خطبہ جمعہ میں اعلان کر دیا کہ:۔

(الف) "مسئلہ کفر و اسلام ہی اختلاف کی اصل جڑ ہے" (پیغام صلح ۳ مئی ۱۹۴۰ء ص۳)

(ب) "اصل میں اختلاف کی جڑ یہی کفر و اسلام کا مسئلہ ہے اس کے طے ہو جانے کے بعد نبوت کا مسئلہ ایک منٹ میں حل ہو سکتا ہے" (" ص۵)

(ج) "سب سے اہم اور سب سے بڑا اختلافی مسئلہ یہی ہے اور اس کا طے ہونا بیحد ضروری ہے" (پیغام صلح مذکور ص۵)

(۳)

زیادہ عرصہ نہ گذرا، کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس محاذ کو بھی بدل لیا اور کہہ دیا کہ:-

"اصل چیز جو غور طلب ہے اور جس پر سلسلہ کے تمام اختلافات کے فیصلہ کا دار و مدار ہے وہ جنازہ کا مسئلہ ہے" (پیغام صلح ۱۴ اپریل ۱۹۴۱ء)

(۴)

غیر مبایعین کے اخبار "ینگ اسلام" نے لکھا ہے کہ:-

"سارا تنازع تو یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے لیڈر کی پوزیشن مطلق العنان و مطاع الکل حاکم کی حیثیت ہو یا وہ صحیح اسلامی نظام جمہوریت کا پابند ہو۔ **یہ وہ بنیادی مسئلہ ہے جو جماعت احمدیہ میں تمام اختلافات و تنازعات کیلئے** بطور جڑ کے ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو مطلق العنانی کے اصول کے خلاف ہے وہ درحقیقت جماعت احمدیہ لاہور کے بنیادی اصولوں سے متحد و متفق اور قادیانی نظام کے خلاف ہے۔ ایسا ہی ہر وہ شخص جو مطلق العنانی کو تسلیم کرنا اور ضمیر کی آزادی کا کچلا جانا روا رکھتا ہے وہ حقیقتاً قادیانی نظام کا پیرو کار اور جماعت احمدیہ لاہور کا مخالف ہے۔ **ہماری رائے میں باقی کُل تنازعے اس بنیادی مسئلہ کی فرع ہیں۔ مگر انہیں طول اسلئے دیا جاتا ہے تا اس بنیادی مسئلہ سے توجہ ہٹکر دوسری طرف منتقل ہو جائے**" (ینگ اسلام ۱۵ اپریل ۱۹۴۰ء ص۵-۶)

ان علیحدہ علیحدہ اختلاف کی جڑ قرار دینے کے بارہ میں چاروں قسم کے اعلانات سے یہ امر بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ درحقیقت غیر مبایعین کو عموماً اور جناب مولوی محمد علی صاحب کو خصوصاً اپنے عقائد پر اطمینان حاصل نہیں۔ ورنہ انہیں بار بار سارے اختلافات کی اصل جڑ تبدیل کرنے اور متضاد اعلانات شائع کرنے کی کیوں ضرورت پیش آتی۔ نیز ظاہر ہے کہ وہ اس بارے میں

کھلی چھٹی

بخدمت مولوی محمد علی صاحب مسلم ٹاؤن لاہور

{مندرجہ ذیل کھلی چھٹی جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کی طرف سے شائع ہوئی ہے مولوی محمد علی صاحب کا فرض ہے کہ ان امور کا واضح جواب دیں۔ اس چھٹی کی کچھ مطبوعہ کاپیاں ہمارے پاس موجود ہیں۔ جو دوست تقسیم کرنا چاہیں خرچ ڈاک بھیجکر منگوالیں (ایڈیٹر)}

جناب مولانا۔ سلام مسنون۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب کے نام ۲۸ اپریل ۱۹۴۲ء کا "پیغام صلح" اتفاقیہ میری نظر سے گذرا جس میں آپ کے نام سے دو مضمون شائع ہوئے ہیں جن میں سے ایک خطبہ ہے۔ اسی کے متعلق مجھے کچھ کہنا ہے خلیفہ صاحب قادیان اور آپ کے درمیان عرصہ دراز سے عقائد کے متعلق بحث چلی آتی ہے جو خدا جانے کب ختم ہوگی ان کے اور آپکے درمیان بلحاظ عقائد جو فرق ہے وہ میں پہلے چند سوالات کی شکل میں ظاہر کر چکا ہوں۔ آپ کی طرف سے ابھی تک کوئی جواب میری نظر سے نہیں گذرا۔ میرے نزدیک اچھے عقائد صرف اسی صورت میں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں جب اُنکے ساتھ اعمال بھی ہوں۔ وہ اعمال جو ایک قوم یا جماعت کے بنانے اور برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہیں آپ سے پوشیدہ نہیں۔ مگر آپ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ باوصف عمدہ اور صحیح عقائد کے مدعی ہونیکے آپ کی جماعت روبتنزل ہے۔ وجہ ظاہر ہے۔ جو کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ذات خاص ہے۔

۱۔ حسب وصیت حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول حضرت مسیح موعودؑ کے نئے اور پرانے دوستوں کے لئے محبت۔ درگذر۔ رواداری اور چشم پوشی نہیں بلکہ یہانتک کہ وہ لوگ جو آپ کے قادیان سے چلے آنیکے وقت آپکے ساتھ آئے وہ بھی آپ کی رعونت، تکبر اور نخوت کا شکار ہونے سے نہیں بچے۔ اگر نام یاد نہ ہوں تو ماسٹر فقیر اللہ صاحب مولوی صدر الدین صاحب منشی اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ شیخ محمد نصیب صاحب کے نام یاد کر لیجیے۔ جس کسی سے آپ کسی ذاتی وجہ سے ناراض ہو جاویں اس کی شامت آجاتی ہے۔ تازہ مثالیں مرزا مظفر بیگ ساطع اور سید اختر حسین گیلانی ہیں، کہ آپ نے ان کو محض ذاتی کینہ کی وجہ سے سالانہ ترقی کے چند روپے نہ دیئے۔ مگر جب کسی زبردست ہاتھ نے ان کی مدد کی تو انجمن کو ۲۰-۳۰ روپیہ جملہ مبلغین کو بطور ترقی دینے پڑے۔ یہ آپ کے تدبر اور حسن انتظام کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔

۲- کنبہ پروری: تنگدلی اور تنگ نظری حد سے بڑھی ہوئی ہے جس کی بدولت احمدیہ بلڈنگس میں تحسبھم جمیعًا اور قلوبھم شتّی کا نقشہ نظر آتا ہے۔ اور مسلم ٹاؤن ہیں اگرچہ آپ کی کوٹھی گورنمنٹ ہاؤس کے نام سے موسوم ہے مگر وہاں کی مسجد میں کبھی ایک درجن بھی نمازی نظر نہیں آتے اور حالانکہ مسلم ٹاؤن میں رہتے ہوئے آپکو کئی سال ہو گئے ہیں۔ آپ ایک احمدی بھی اپنے اثر سے نہیں بنا سکے بلکہ جو کسی وجہ سے آ کر اس نئی بستی میں رہے آپسے بیزار ہو کر شہر لاہور یا کسی اور جگہ چلے گئے۔ یہ آپکے اخلاق کا نتیجہ ہے کہ مسلم ٹاؤن کا کوئی معقول آدمی آپسے ملنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اوروں کی نسبت تو مَیں کچھ نہیں کہتا جن وجوہات پر مَیں نے علیحدگی اختیار کی آپ کو اُس کا علم ہے۔ وہ مَیں اپنے استعفا میں اور ازاں بعد اپنے خطوط میں جو وقتًا فوقتًا مَیں نے آپ کو بھیجے مجملًا اور تفصیلًا لکھ چکا ہوں۔ اگر معقولیّت کا کچھ پاس ہوتا تو آپ کو چاہیئے تھا کہ پہلے ان کو شائع کرتے اور پھر ان کی تردید کی کوشش کرتے مگر بجائے اسکے آپ نے وھوکا دہی کا مذموم طریق اختیار کیا جس کے لئے آپ قادیان والوں کو الزام دیا کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے خطبہ مندرجہ "پیغام صلح" مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۴۲ء میں بیان کیا ہے:-

(۱) "ایک اور بات بھی کہنی چاہتا ہوں جماعتوں میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کا قدم حق و صداقت سے پھسل جاتا ہے۔ خود رسول اللہ صلعم کے وقت میں بعض کا قدم پھسلا۔ آپ کا کاتبِ وحی مرتد ہو گیا اور بھی بعض لوگ مرتد ہو جاتے تھے خود حضرت مرزا صاحب کے وقت بعض لوگوں کا قدم پھسلا اور مرتد ہو گئے"۔ (یہی آپکی نسبت قادیان والے کہتے ہیں)

(۲) "انسانوں پر جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریاں بھی آتی ہیں (فضول بحواس کو چھوڑتا ہوں) بلکہ مطلب یہ ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اچھے عمل کرتا کرتا ایک مرتبہ اسکی زندگی میں ایک ایسا پلٹا آتا ہے اور ایسے کام کرنے لگ جاتا ہے جو تمام عمر کی نیکیوں کو زائل کر دیتے ہیں"۔ (ذرا احمدیہ بلڈنگس کی اقامت اور اس سے موجودہ رنگ کا مقابلہ کیجئے)

(۳) "پچھلے دنوں جب صاحبزادہ سیف الرحمٰن نے میاں صاحب کی بیعت کی تو میاں محمد صادق صاحب نے ایک مضمون لکھا تھا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک راہ کو ایک شخص بائیس سال تک صحیح سمجھتا رہا۔ اور پھر ایک ہی دن میں اُسے معلوم ہو جائے کہ یہ راہ غلط ہے"۔

(۴) "میں تو یہ جانتا ہوں کہ بعض وقت دنیا کے ساز و سامان انسان کا قدم پھسلا دیتے ہیں کہا جاتا ہے کہ وہاں کا نظام اچھا ہے اسلئے خلیفہ برحق ہے اگر یہی وجہ ہے اور دنیا کے نظام کی وجہ سے پھسلنا ہے تو ہٹلر کو کیوں خدا کی طرف سے نہیں مان لیتے"۔ (دنیا کا کوئی کام بغیر نظام کے ٹھیک طرح سے نہیں چل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ہاں احمدیہ بلڈنگس اور مسلم ٹاؤن میں بڑی رونق ہے)۔

(۵) ایک الزام اَور ہے کہ بڑے بڑے لوگ چندہ نہیں دیتے۔ یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ تعجب ہے، کہ انکو ایسا صریح جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ خدا کا ڈر نہیں ہوتا وہ کونسا بڑا آدمی ہے جو اس انجمن کا ممبر ہے اور چندہ نہیں دیتا۔" (ذرا اپنے گھر میں اور لائف ممبروں کی فہرست میں نظر ڈالیئے)

معلوم ہوتا ہے آپنے مندرجہ بالا باتیں عالمِ جلال میں کہہ ڈالی ہیں اور اُنکے مآل کو نہیں سوچا۔ ان لوگوں کو حق وصداقت سے پھسلنے والا مرتد اور روحانی مریض کہنا جنہوں نے سلسلہ اور جماعت کی اور آپ کی ذاتِ شریف کی سالہا سال خدمات کی ہوں آپ جیسے شریف اور احسان نواز کا ہی کام ہوسکتا ہے ؎ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔

اس سے بڑھکر چالاکی اور دھوکہ دہی کی اور کیا مثال ہوگی شاید یہ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہوگی کہ اس میں سے بیشتر حصہ وہ ہے جو آپ کی ذات خاص کے اعمال بہت قریب سے دیکھنے کے بعد صرف آپ سے علیحدگی اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں حالانکہ ان کو حضرت مسیح موعودؑ سے اسی طرح عقیدت اور ارادت ہے جیسا کہ ہونی چاہیئے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات ہی اگر حق وصداقت اور روحانی چشمہ کی قائم مقام ہے تو بیشک یہ لوگ پھسلتے ہیں ورنہ آپنے اپنے پرانے مریض دل کا بخار نکالکر یہ ثبوت بہم پہونچایا ہے کہ آپ واقعی ایک کینہ پرور تنگدل اور تنگ نظر ملاں ہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے آپکی حقیقت سے آخر پردہ اُٹھا دیا اور عریاں کرکے ہمارے سامنے لاکھڑا کیا۔ آپ کا اختیار ہے جو خطابات دیں آپسے اور کسی نیکی کی امید بھی کیا ہوسکتی ہے۔ شاید آپ تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے کسی اور رنگ میں دھوکا دینا چاہیں۔ جن وجوہات سے میں نے دامنِ امارت کو چھوڑا۔ آپکی اور دیگر احباب کی آگاہی کیلئے مختصراً نیچے لکھتا ہوں۔ ان کی تفصیل اس خط میں جو میری طرف سے خان بہادر میاں غلام رسول صاحب کو ان کے ارشاد کے مطابق مَیں نے لکھا اور اس میرے استعفا میں جو مَیں نے ممبران انجمن کی آگاہی کیلئے مولوی صدرالدین صاحب کی خدمت میں بھیجا اور ان خطوط میں جو مَیں نے آپکو لکھے موجود ہے اگر آپ اس بات کے مدعی ہیں کہ جو باتیں مَیں نے لکھی ہیں تمام وکمال غلط ہیں۔ ذرا جرأت کرکے ان دستاویزات کو شائع کر دیجئے۔ دنیا خود اندازہ لگالیگی کہ حق وصداقت سے پھسلنے والا اور رُوحانی مریض دراصل کون ہے نمائشی اور اشتہاری اتقا اور تقدس کا کون مدعی ہے۔ مَیں نے آپ سے اس لئے علیحدگی اختیار کی کہ:-

(۱) مَیں نے آپکو نہایت تنگدل۔ کینہ پرور۔ اور تنگ نظر پایا۔ کچھ تفصیل پہلے آچکی ہے اور شہادتیں زندہ موجود ہیں۔ (۲) آپ نے میرے سامنے مجلس معتمدین کو اپنے مہمانداری الاؤنس کو بچانے کے لئے انجمن کی مالی حالت کی نسبت غلط راہ پر لگایا اور دھوکا دیا کہ انجمن کی مالی حالت اچھی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ

آپکے حسن انتظام کی بدولت انجمن مقروض ہے اور کچھ حصہ قرضہ کیلئے سُود یا آپکی شرعی اصطلاح میں منافع
بھی ادا کرتی ہے ہر ماہ چندوں کی نسبت خرچ زیادہ ہے اور کم از کم ۴۰۰ روپیہ کا خسارہ ماہوار اور ۴۸۰۰ روپیہ
سالانہ کا خسارہ ہے اور قرضہ کئی ہزار تک پہنچا ہُوا ہے بایں ہمہ آپکے اور بعض منظورِ نظر افراد کے شاہانہ اخراجات
بدستور جاری ہیں اور دوسری طرف ملازمانِ انجمن کئی کئی ماہ تک تنخواہ کی راہ تکتے رہتے ہیں اشاعت اور طباعت
کا کام بھی روپیہ نہ ہونیکی وجہ سے رُکا رہتا ہے آپ سالانہ جلسہ پر قرضہ کی ادائیگی کیلئے اپیل بھی کر چکے ہیں انجمن
کے صرف دو عدد اخبار ہیں اُنکی اشاعت بھی تخفیف میں لائی گئی ہے مگر خدا کا شکر ہے آپ کے انڈا، مرغی
اور مچھلی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ؛

(۳) آپ کی ماہانہ آمدنی ۳۵۰ روپیہ (معہ رائلٹی) + ۵۰ روپیہ مہمانداری الاؤنس ہے۔ ۴۰۰ روپیہ ماہوار
کی آمدنی کا بجٹ فنڈ میں چندہ موازی ۴۰ ؍ ماہانہ سے کبھی زائد نہیں ہوا۔ حالانکہ لوگوں کو ہمیشہ توجہ دلائی جاتی
رہی ہے کہ باقاعدگی سے ادا کریں آپ کے ہاں باقاعدگی کبھی نہیں رہی۔ مَیں نے رجسٹر خود دیکھے ہیں۔

(۴) آپکی ماہانہ آمدنی ۳۵۰ یا ۴۰۰ روپیہ ماہوار کے مقابل صرف ۳ روپیہ سے ۷ روپیہ ماہوار تک چندہ
ادا ہوتا رہا ہے کیا اس آمدنی کا دسواں حصہ بھی بنتا ہے اگر کہا جائے کہ انجمن نے آپ کو چندہ معاف کر رکھا
ہے تو فرمایئے حضرت مسیح موعودؑ کا کیا حکم ہے کیا انہوں نے بھی آپکو معافی دے رکھی ہے اس طرح تو دوسرے
کارکنانِ انجمن بھی چندہ سے معاف ہو جاتے۔ کیا انجمن کے تمام لائف ممبر چندہ باقاعدہ دیتے ہیں۔ پھر آپکو
چندوں کے متعلق دعوے میں شرم آنی چاہیئے ؛

(۵) اگرچہ آپ کی آمدنی میں کچھ رقم قرضہ بھی شامل ہے یعنی رقم رائلٹی کے علاوہ ساڑھے تین صد روپیہ
ماہوار پورا کرنے کیلئے جو رقم مطلوب ہو وہ انجمن دیتی ہے مگر آپنے انجمن کے قرضہ کی نسبت کوئی تمسک یا
اقرار نامہ لکھکر نہیں دیا اور نہ ہی کوئی جائیداد انجمن کے پاس رہن رکھی حالانکہ اخلاقی طور پر آپ کیلئے یہ
ضروری ہے مگر کیا کیا جائے امید تو یہی ہے کہ انجمن یہ قرضہ کسی دن معاف کر دیگی کیونکہ انجمن آپکی لونڈی
ہے اور جس انجمن میں (خاصکر مجلسِ منتظمہ میں) آپکے دست نگر ملازمین انجمن کی کثرت ہو اس سے یہ امید رکھنا
عین کارِ ثواب ہے۔ آخر اس ترکیب مجموعی کی بھی کوئی غرض ہونی چاہیئے یہ بناوٹ ہی ایسی گئی ہے کہ آپ
کی منشاء کے خلاف کچھ نہ کر سکے۔

(۶) حیلہ شرعی خواہ کچھ کہے مگر بادی النظر میں معلوم یہی ہوتا ہے کہ آپنے پورا چندہ دینے سے بچنے کیلئے
قرضہ کا بہانہ بنا رکھا ہے اور رائیلٹی اور حق تصنیف کو بھی تین حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے ایک حصہ آپ کو
دوسرا آپکی اہلیہ صاحبہ کو اور تیسرا آپکے فرزند ارجمند کو ملتا ہے۔ جہانتک مجھکو یاد پڑتا ہے مُوخر الذکر قرضہ

کیلئے انجمن کی منظوری بھی موجود نہیں آپ اپنے حقہ حق تصنیف کا دسواں حصہ ضرور ادا کرتے ہیں جو کبھی ۳-۷ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں ہؤا۔ مگر آپ کی اہلیہ صاحبہ اور فرزند ارجمند نے سالہا سال سے کبھی ایک کوڑی چندہ نہیں دیا۔ کیا یہ آپ کے عملی نمونہ کا جواز نہیں کہ آپ کی زوجہ صاحبہ اور فرزند بھی پابندی سے چندہ نہیں دیتے۔ آپ انکار نہیں کر سکتے کہ انکی طرف سے چندوں کی ادائیگی میں اس قدر بے التفاتی آپکے علم میں نہیں یہ معاملہ مجھ سے پہلے بھی ایک سیکرٹری نے آپکے نوٹس میں لانیکی جرأت کی تھی اور اسی وقت سے وہ معتوب ہے۔ اور آپ اس کمزوری کو چیدہ چیدہ احباب کے روبرو تسلیم بھی کر چکے ہیں کیا یہ غلط ہے کہ آپ کے نمونہ کو دیکھکر آپ کے ایک ہمزلف بھی سالہا سال سے چندہ نہیں دیتے؟

(۷) کیا یہ غلط ہے کہ آپ کی قیادت اور صدارت میں مسلم ہائی سکول اور زمینوں کے معاملات میں انجمن سے وہ معاملات بھی صادر ہوتے ہیں جو جرم۔ دغا۔ خیانت اور رشوت کی حد تک پہونچتے ہیں۔ تفصیل میں دانستہ اس لئے چھوڑ رہا ہوں کہ کہیں ایک اسلامی انسٹی ٹیوشن اور انجمن کے وقار کو دھکا نہ لگے کیا سکول اسی لئے اسلامی اور احمدی سپرٹ سے عاری نہیں؟

(۸) آپکے خاندان امارت کی بدولت جماعت میں امراء اور غرباء کے دو علیحدہ علیحدہ طبقے پیدا ہو گئے ہیں۔ یہانتک کہ شادی بیاہ اور اموات کی صورت میں بھی یہ تفریق نمایاں نظر آتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی صاحبزادی کی شادی پر انجمن کے دفتر کا ایک فرد بھی مدعو نہیں کیا۔ سوائے ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ و میرزا مسعود بیگ کے۔ کیونکہ ان کی تنخواہیں کم تھیں اور وہ کمتر درجہ کے لوگ تھے اور آپ کے گھر میں غرباء کی گنجائش نہ تھی۔ امراء و نقد کی ضرورت ہے بیچارے عبدالواحد نے بھی کچھ کہا ہے اس کو خام کہا گیا ہے نہیں مولانا وہ آپ سے پختہ ہو کر علیحدہ ہوئے۔

(۹) مسلم ٹاؤن میں آپ کے ہاں جس قدر مہمان آتے رہتے ہیں اس بستی کے رہنے والے خوب جانتے ہیں ڈلہوزی کا علم نہیں۔ مگر آپ ہیں کہ الاؤنس مہمانداری برابر وصول کرتے رہے ہیں اور کوئی اعتراض کرے تو استعفا کی دھمکی دیکر مرعوب کیا جاتا ہے۔ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

(۱۰) آپ نے انجمن سے ایک چپراسی لے رکھا ہے جو آپکے باورچی خانہ میں کام کرتا ہے۔ تنخواہ انجمن دیتی ہے اور چپراسی کا کام آپ کا پرسنل اسسٹنٹ کرتا ہے۔ وہ یہ کام کس دل سے کرتا ہے سب کو معلوم ہے پیٹ سب کچھ کروالیتا ہے اور وہ مجبور ہے۔

(۱۱) اشاعت اسلام و تبلیغ احمدیت برائے نام ہے تاکہ چندے آتے رہیں ۶-۷ سال کے عرصہ میں صرف چار مبلغ مولوی عبدالحق مرزا مظفر بیگ سید اختر حسین گیلانی مولوی احمد یار کیا کوئی کارگذاری ہے

جس کو فخر یہ پیش کیا جائے۔ ہاں مولوی دوست محمد کا نام کیوں بھول گئے اس لئے کہ وہ غریب ہے کچھ کتابیں ضرور تصنیف ہوئی ہیں۔ مگر ان کی قیمت اس قدر زیادہ ہے کہ غرباء کی وہاں تک رسائی نہیں ہوسکتی اور اصل غرض رائلٹی ہے۔ سرمایہ انجمن لگاتی ہے ۳۳ فیصدی آپ لیجاتے ہیں اور ۳۶ فیصدی سول ایجنٹ صاحب جو آپ کے عزیز ہیں سنبھال لیتے ہیں میرے نزدیک یہ دوکانداری ہے اشاعت اسلام نہیں۔

(۱۲) کہیں مسجد کے نام پر بجلی کے بل اور مہمانخانہ کے نام پر گھر کے بل انجمن کے خزانہ سے ادا ہوتے ہیں۔ اور اخباروں کی قیمت بھی انجمن سے ہی وصول کی جاتی ہے۔ اتقا اس کا نام ہے؟

(۱۳) سوائے ان مقامات کے جہاں اچھی آؤ بھگت کی امید ہو یا نام آوری کا خیال ہو بڑے بڑے واعظ اور خطیب کسی اور جگہ جانا موجب ہتک سمجھتے ہیں۔ کیا مجاہدین سلف ایسا ہی کیا کرتے تھے ریکارڈ دفتر میں موجود ہے اس لئے تفصیلات چھوڑتا ہوں کیا اشاعتِ اسلام اس طرح کی جاسکتی ہے؟

(۱۴) آپ نے خلیفہ صاحب قادیان کے خلاف الزامات کی تشہیر میں ہمیشہ اخلاقی اور مالی مدد کی ہے رقم بالتفصیل سے جو مدد حکیم عبدالعزیز کو آپ کی طرف سے اس کام کیلئے دی جاتی رہی۔ اس سے آپ حلفاً کبھی انکار نہیں کرسکتے اس کے مقابل اعلانات میں آپ جھوٹ بولتے ہیں کہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا چنانچہ اسی پیغام صلح (مورخہ ۲۸- اپریل) میں بھی آپ نے پھر وہی جھوٹ بولا ہے کیا کسی متقی اور شریف آدمی کیلئے مناسب ہے؟ باتیں تو اور بہت سی ہیں مگر سردست بخوفِ طوالت خط کو بند کرتا ہوں اور درگاہِ رب العالمین میں ملتجی ہوں کہ اگر اس نے آپ کو علم اور اچھے عقائد عطا کئے ہیں تو ان کے مطابق توفیق عمل بھی عطا فرمائے کیونکہ نمائشی تقدس اور اتقا کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔

(خاکسار (میاں) محمد صادق (خان بہادر) ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی سابق آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

ایک ٹریکٹ کا جواب

منشی فضل الرحمن صاحب سامانوی نے جنہیں نظام سلسلہ کی خلاف ورزی کے باعث جماعت سے خارج کیا گیا، ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ اس کا تفصیلی جواب بوجہ عدم گنجائش اس نمبر میں درج نہیں ہوسکا۔ انشاء اللہ آئندہ درج ہوگا۔ یہ ٹریکٹ اپنی ذات میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ مگر چونکہ یہ عادت ہوگئی ہے کہ مخرجین پر اخراج کے ساتھ ہی منکشف ہوجاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آج سے نبی نہیں اور پیغامی عقائد درست ہیں۔ اور غیر مبایعین مخرجین کے وجود کو بسا غنیمت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ پیغام صلح اس ٹریکٹ کو جلی عنوانوں سے شائع کر رہا ہے۔ اس لئے ہم آئندہ اشاعت میں اس پر تبصرہ شائع کریں گے۔ انشاء اللہ۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

حضرت میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار فاروق کا انتقال

احمدیت کا پرانا جرنیل، مسیح پاک کا غیور صحابی، خلافت کا وفادار خادم، اور دشمنانِ اسلام وسلسلہ کے سامنے ہمیشہ سینہ سپر ہونے والا سپاہی میر قاسم علیؓ ۱۲ راپریل کی شب کو فوت ہوگیا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ جناب میر صاحب مرحوم کی زندگی میں غیرتِ دینی کا ایک بہترین نمونہ موجود تھا۔ جس طرح اپنی ذاتی متاع کی حفاظت میں انسان پوری قوت خرچ کر دیتا ہے اسی طرح حضرت میر صاحب مقدور بھر اسلام و احمدیت کی خدمت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تحریر و تقریر میں خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اور طبیعت بھی نکتہ رس اور بذلہ سنج تھی۔ تقریر کے وقت حاضرین کو مسحور کر لینا اور تحریر کے قارئین کی دلبستگی کو آخیر تک قائم رکھنا ان کا نمایاں وصف تھا۔ بے شک حضرت میر قاسم علی صاحب نے طبعی عمر پائی۔ اور جنت الفردوس کے وارث ہوئے۔ لیکن ان کی وفات ایک جماعتی صدمہ ہے۔ اور ہر مخلص کے لئے رنجدہ حادثہ زمانہ کی گردش ایسے جانباز خادمِ دین کے ذکر کو دلوں میں تازہ کرتی رہے گی۔ اور رہتی دنیا تک احمدیت کی تاریخ میں میر قاسم علیؓ کا نام عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ مجھے ایام طالب علمی سے ہی میر صاحب سے واقفیت ہے۔ میں نے انہیں ہمیشہ سلسلہ کی عزت کے لئے غیور مومن پایا۔ غلطی انسان سے ہو جاتی ہے۔ لیکن دینی غیرت کے ماتحت غلطی انتظامی حصہ کو مستثنیٰ کر کے ایک خوبصورت فعل ہے۔ میر صاحب کے کارنامے ایک طویل کتاب کے محتاج ہیں۔ خدا جسے توفیق دے گا وہ آسمانِ احمدیت کے ان یکے بعد دیگرے نظروں سے اوجھل ہونیوالے مگر ابد تک درخشندہ ستاروں کی تاریخ مرتب کر سکے گا۔ بہر حال میر صاحب مرحوم کی وفات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرنور چہرہ کو دیکھنے والا ایک اور وجود کم ہوگیا۔ اے اللہ! تو جناب میر صاحب کے درجات کو بلند فرما اور ان کے پسماندگان پر رحم فرما۔ اور احمدیت کے جانباز سپاہیوں میں اضافہ فرما۔ تا اسلام کا پرچم جلد تر دنیا کے سب ممالک پر لہرائے۔ اللّٰھم آمین؛

خاکسار ابوالعطاء جالندھری

(ہر ماہ کی دس تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے)

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا

مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہنامہ

فرقان

سالانہ چندہ
صرف ایک روپیہ

جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۶۱ھ
جون سنہ ۱۹۴۲ء

ایڈیٹر
ابو العطاء جالندھری

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فہرست مضامین فرقان جون سنہ ۱۹۴۲ء

مقالات

نظمیں

ضروری نوٹ

متفرقات

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　**فرقان**　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۱ | بابت ماہ احسان ۱۳۲۱ھش مطابق جون ۱۹۴۲ء | نمبر ۶

مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے!

غیر مبایعین کے غلط عقائد پر کاری ضرب

تبدیلی تعریف نبوت کے متعلق ایک قطعی دلیل

۱

جماعت احمدیہ قادیان اور لاہوری پارٹی ہر دو فریق مانتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام مسیح موعود اور نبی اللہ ہیں۔ غیر مبایعین کا اخبار "پیغام اسلام" لکھتا ہے کہ:-

"اصل اختلاف دونوں جماعتوں میں اس امر پر ہے، کہ خود حضرت اقدس اور جماعت احمدیہ نے جو بانی سلسلہ کیلئے نبوت یا رسالت کے الفاظ لکھے وہ کس مفہوم و معنے میں لکھے؟" (۲۶ مئی ۱۹۴۲ء)

اوّل تو اس نبوت و رسالت کا مفہوم خود ان عبارتوں سے ظاہر ہے جہاں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کی ان تحریرات کو یکجا شائع کر دینا کافی ہے بلکہ میرے نزدیک تو جماعت کے آرگن رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے سابق ایڈیٹر جناب مولوی محمد علی صاحب کے اپنے بیانات پر نظر کرنے سے ہی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ دوسرے غور طلب امر یہ ہے کہ اگر نبوت یا رسالت کے الفاظ بول کر محض محدثیت مراد لینی تھی تو حضرت اقدس اور جماعت احمدیہ کو کیا مجبوری تھی، کہ وہ خواہ مخواہ ان الفاظ کو بول کر مخلوق کے ابتلاء کا دروازہ کھولیں۔ اگر یہ کہو کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قطعی اور یقینی وحی میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں، اس لئے حضور اور جماعت احمدیہ مجبور تھے کہ ان کو استعمال کرتے۔ تو میں عرض کروں گا، کہ اصل سوال تو پھر بھی قائم رہا۔ یعنی وحی الٰہی

ؔ یہ مضمون پیغام صلح ۳ جون میں بھی نقل ہوا ہے۔

میں اس طریق کے اختیار کرنے کی کیا مجبوری تھی جبکہ ہر جگہ نبی اور رسول کے لفظ سے مراد صرف اور صرف محدّث تھا؟ اندریں صورت تو صرف لفظِ محدّث وحی اور تحریرات میں آنا چاہیئے تھا۔ یہ دونوں باتیں ایک محقق کے لئے فیصلہ کن ہوسکتی ہیں۔

(۲)

غیر مبایعین کا ادعاء ہے، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام اور حضور کی شان کو ہم بھی اسی طرح مانتے ہیں جس طرح جماعت احمدیہ قادیان مانتی ہے۔ ہم صرف اس مرتبہ کا نام نبوت نہیں رکھتے بلکہ اسے صرف محدثیت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب "پیغام اسلام" لکھتے ہیں :-

"کیا جماعت احمدیہ لاہور صرف اس لئے مورد عتاب و عذاب ہے کہ وہ چیز کو تومن وعن تسلیم کرتی ہے مگر اسے بجائے نبوت کا نام دینے کے محدثیت کہدیتی ہے" (۲۶ رمئی ۴۲ء)

اگر غیر مبائع بھائی "چیز کو تومن وعن" تسلیم کرلیں۔ اور محض لفظی نزاع پر اصرار کریں تو یقیناً اس کا بہت جلد تصفیہ ہوسکتا ہے کیونکہ جب ان کو مسلّم ہے کہ یہ امر ہرگز باعث اختلاف نہیں کہ "حضرت اقدس کے الہامات، آپ کی تحریرات، اور جماعت احمدیہ کے دیگر لٹریچر میں آپ کی نسبت لفظِ نبی مستعمل ہوتا رہا" تو اب اس استعمال کو ترک کرنے اور "نبوت کا نام دینے" کی بجائے محدثیت کہہ دینے میں وہ کیونکر حق بجانب ہوسکتے ہیں؟

"پیغام اسلام" نے لکھا ہے کہ تبدیلیٔ تعریفِ نبوت کے مسئلہ کو حل کرنے سے جماعت احمدیہ اور غیر مبایعین کا اختلاف فوراً حل ہوسکتا ہے ہمیں مخاطب کرکے لکھتا ہے :-

"جب تک آپ صاحبان اس تبدیلی کی بات کو طے نہیں کرلیتے آپ کی ساری بحثیں بے کار و بے سود ہیں۔ . . . . . . یہ ایسا سوال ہے کہ جس سے تمام بحثوں کا حل ہوجاتا ہے"

ہم آج کے مقالہ میں ایک ایسی قطعی دلیل پیش کرتے ہیں جس سے "تبدیلی کی بات" بھی طے ہوجائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے رُو سے غیر مبایعین کے عقائد کا باطل ہونا بالبداہت ثابت ہوجائے۔ اور وہ حضرت مسیح محمدی کی مسیح موسوی پر فضیلت کا مسئلہ ہے۔

(۳)

مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی پر غیر نبی کو صرف جزئی فضیلت حاصل ہوسکتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"وقد اتفق علماء الاسلام انہ قد یوجد فضیلۃ جزئیۃ فی

غیر نبی لا توجد فی نبی" (حمامة البشریٰ ص۹۵ طبع ثانی)

علماء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر نبی میں ایسی جزئی فضیلت پائی جاسکتی ہے جو نبی میں موجود نہ ہو"

لیکن کلی فضیلت یا تمام شان میں بڑھکر ہونا یہ غیر نبی کو نبی پر حاصل نہیں ہوسکتا۔ ہاں انبیاء کو باہم ایک دوسرے پر بھی فضیلت ہوا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ کہ رسولؐ بھی آپس میں ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ غیر نبی کو نبی پر صرف ایک قسم کی جزئی فضیلت ہوسکتی ہے۔ کلی فضیلت غیر نبی کو نبی پر قطعاً حاصل نہیں ہوسکتی۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام نبی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوئے مسیحیت کے ساتھ ہی سمجھ لیا۔ کہ مجھے مسیح ناصریؑ پر جزئی فضیلت حاصل ہے حضور اوائل دعوئے میں تحریر فرماتے ہیں:

"مثیل موسیٰ کی شانِ نبوت ثابت کرنے کے لئے اور خاتم الانبیاء کی عظمت دکھانے کے لئے اگر کوئی نبی آتا تو پھر خاتم الانبیاء کی شانِ عظیم میں رخنہ پڑتا اور یہ تو ثابت ہے کہ اس مسیح کو اسرائیلی مسیح پر ایک جزئی فضیلت حاصل ہے کیونکہ اِس کی دعوت عام ہے اور اُس کی خاص تھی۔ اور اِس کو طفیلی طور پر تمام مخالف فرقوں کے اوہام دور کرنے کے لئے ضروری طور پر وہ حکمت اور معرفت سکھلائی گئی ہے جو مسیح ابنِ مریم کو نہیں سکھلائی گئی تھی" (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۲۶۴ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

اس "جزئی فضیلت" کا دعوئے مختلف کتابوں میں مذکور ہے۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی کتاب تریاق القلوب ہے، جس میں حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:

"اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ مَیں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہوسکتی ہے" (تریاق القلوب ص۱۵۷ مؤلفہ ۱۸۹۹ء)

ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہے کہ ازالۂ اوہام سے لیکر تریاق القلوب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے لئے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام پر صرف اس فضیلت جزئی کا یقین رکھتے تھے جو غیر نبی کو نبی پر ہوتی ہے کیونکہ آپ اس وقت تک اپنے آپکو "غیر نبی" خیال فرماتے تھے۔

ل اس قسم کیلئے دیکھیں حقیقۃ الوحی ص۱۵۲ کشتی نوح ص۵۶ خطبہ الہامیہ ص۳۵ ریویو مئی ۱۹۰۲ء اور حقیقۃ المسیح ص۲۳: منہ

(۴)

اس پر زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے تحریر فرمایا کہ:-

(الف) "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا ہے جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے" (رسالہ دافع البلاء صفحہ ۱۳ مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ء و ریویو جلد ۱ صفحہ ۶)

(ب) "حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائے جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھکر مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھکر اور مثیل ابنِ مریم ابنِ مریم سے بڑھکر" (کشتی نوح صفحہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

(ج) "میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم مَیں مسیح بن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں" (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

ایسے حوالجات پر سوال پیدا ہؤا کہ:-

"ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸)

یعنی پہلے آپ کہتے تھے کہ مجھے مسیح پر صرف جزئی فضیلت حاصل ہے کیونکہ وہ نبی ہے اور مَیں غیر نبی ہوں اور اب آپ فرماتے ہیں، کہ مَیں مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہوں اور جس طرح مثیل موسےٰ سے شان میں ہزارہا درجہ بڑھکر ہے۔ اسی طرح مثیل ابنِ مریم ابنِ مریم سے شان میں ہزارہا درجہ بڑھکر ہے۔ یہ صریح تناقض کیوں ہے؟ پہلے عقیدہ اور موجودہ عقیدہ میں کھلا کھلا تباین کیوں ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سوال کا پہلا جواب بایں الفاظ رقم فرمایا کہ:-

"اس بات کو توجہ کرکے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابنِ مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنیوالا مسیح مَیں ہی ہوں۔ ..... میری کلام میں کچھ تناقض نہیں۔ مَیں تو خدا تعالےٰ کی وحی کا پیروی کرنیوالا ہوں جب تک مجھے اس سے علم نہ ہؤا، مَیں وہی کہتا رہا جو اوائل میں مَیں نے کہا اور جب مجھکو اس کی طرف سے علم ہؤا تو مَیں نے اس کے مخالف کہا۔ مَیں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸-۱۵۰)

معلوم ہؤا، کہ پہلے جو حضور اپنے آپ کو غیر نبی اور حضرت مسیح کو نبی کہکر اپنے لئے محض جزئی فضیلت

کا اثبات فرماتے تھے۔ اب اس کے "مخالف" فرماتے ہیں۔ اور اس کا باعث وہ علم ہے جو خدا نے آپ کو بعد ازاں دیا اس لئے باوجود بجہ ظاہری تناقض مسلّم ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرنا درست نہیں۔ حضور نے کشتی نوحؑ کے مذکورہ بالا اقتباس میں بھی صاف فرما دیا ہے کہ:-

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔"

۵

ہم اوائل کے حوالہ جات میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے لئے جزئی فضیلت اس لئے ثابت کرتے تھے کہ حضور اپنے آپ کو **غیر نبی** اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو نبی مانتے تھے اور غیر نبی کو نبی پر صرف جزئی فضیلت ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن جب آپ نے مسیح سے "تمام شان میں بڑھکر" ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اب "غیر نبی" ہونے کی روک زائل ہو گئی۔ اور حضورؑ کے عقیدہ میں تبدیلی پیدا ہو چکی ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تحریر فرماتے ہیں:-

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھکو **مسیح ابن مریم** سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو **جزئی فضیلت** قرار دیتا تھا۔ مگر **بعد میں** جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس **عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا** اور صریح طور پر **نبی کا خطاب** مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور جیسا کہ میں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹-۱۵۰)

اس عبارت کے دو معنے نہیں ہو سکتے۔ اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ

---

[1] اس کے زمانہ کی تعیین کے لئے حضورؑ کے حسب ذیل الفاظ توجہ سے پڑھیں۔ تحریر فرماتے ہیں:-

"حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱ مطبوعہ نومبر ۱۹۰۱ء)

۱- ایک وقت تک مَیں اپنے آپ کو غیر نبی اور مسیح کو نبی سمجھتا رہا۔

۲- اس وقت تک مَیں فضیلت والی وحی کی تاویل محض جزئی فضیلت تک محدود قرار دیتا تھا۔

۳- خدا تعالیٰ کی بارش کی طرح وحی نے میرے اس عقیدہ کو تبدیل کر دیا۔

۴- اس وحی الٰہی کا یہ اثر نہیں ہوا۔ کہ مَیں نے حضرت مسیح کو غیر نبی قرار دیدیا۔ وہ تو بہر حال نبی ہیں۔

۵- اس وحی کا اثر یہ ہوا۔ کہ مَیں جو پہلے اپنے آپ کو غیر نبی سمجھا کرتا تھا اب نبی سمجھنے لگا۔ اور اس تبدیلی کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ اب مَیں نے وحی کو ظاہر پر حمل کر کے کلّی فضیلت کا دعویٰ کر دیا۔ ورنہ مَیں خدا کی وحی کو ردّ کرنے والا ٹھہرتا۔

مَیں یقین رکھتا ہوں کہ متعصب سے متعصب غیر مبائع بھی مندرجہ بالا پانچ نتائج کا انکار نہیں کر سکتا۔ پس ماننا پڑے گا کہ حضور کی تحریر کے مطابق خدا کی بارش کی طرح وحی نے حضور کے عقیدہ میں تبدیلی پیدا کر دی۔ کون ہے جو احمدی کہلا کر اس تبدیلی کا انکار کر سکے؟ ایڈیٹر صاحب پیغام اسلام نے بالکل غلط لکھا ہے کہ:۔ ”جب پوچھو کہ اس تبدیلی کا ثبوت کہاں ہے تو اس بارہ میں قطعًا خاموشی سے کام لیا جاتا ہے“ ہم نے ہمیشہ ثبوت پیش کیا ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب میں ہمّت ہے۔ تو فقرہ ”مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا“ کو مان کر تبدیلی عقیدہ کا انکار کر کے دکھائیں۔

۶

اس سلسلہ میں منصف مزاج غیر مبائع بھائیوں کے غور کیلئے چار باتیں اور پیش کرتا ہوں۔ اوّل حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

”ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مسیح بن مریم میں دوسروں کی نسبت کیا زیادتی تھی جس سے اُسکی خدائی کا خیال آیا۔ معجزات میں پہلے اکثر نبی اس سے بڑھکر تھے۔ جیسا کہ موسیٰ اور الیسع اور ایلیا نبی۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو مَیں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا“ (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

خدارا غور فرمائیں کہ جس فضیلت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ ذکر فرمایا ہے کیا وُہ وہی نہیں جو ایک نبی کو دوسرے نبی پر ہوتی ہے؟ پھر آپ لوگ حضورؑ کی نبوّت کے کیوں منکر ہیں؟

دوم۔ ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لئے جزئی فضیلت کا اثبات کرتے ہوئے چند امور کا ذکر فرمایا ہے، جو حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہوئے ہیں۔ لیکن ایک نمایاں فرق ہے

اور وہ یہ کہ ازالہ اوہام میں چونکہ اپنی نبوت سے انکار فرمایا تھا اس لئے فضیلت کو محض جزئی قرار دیا جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ مگر حقیقۃ الوحی میں چونکہ اپنی نبوت کا صریح اقرار فرمایا ہے اس لئے وہاں اپنی فضیلت کو "تمام شان میں بہت بڑھکر" قرار دیا ہے۔ جو صرف نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس بحث کو ختم کرتے ہوئے حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں۔ نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حَکَم۔ جو کچھ ہے پہلا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۵)

ظاہر ہے کہ اگر غیر مبایعین مسیح محمدی کو مسیح موسوی سے افضل تسلیم کریں تو وہ مسیح محمدی کے نبی ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ اور اگر اسے تسلیم نہ کریں تو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کاذب قرار دینا پڑے گا (معاذ اللہ)

سوم:۔ ہم پڑھ چکے ہیں کہ ایک زمانہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام عقیدہ رکھتے تھے کہ "مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے۔"

لیکن ایک زمانہ آپ پر آیا جب آپ نے تحریر فرمایا:۔

"اس جگہ اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔" (نزول المسیح ص۸۲)

کیا یہ کلمات "غیر نبی" کہہ سکتا ہے؟ خدارا انصاف کرو۔

چہارم:۔ اس جگہ ایک فیصلہ کن بات یہ ہے کہ حضرت اقدس نے پہلے یہ فرمایا کہ "مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے۔" لیکن بعد ازاں حضور اپنے عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفاتِ کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسینؓ کو اس سے کیا نسبت ہے۔" (نزول المسیح ص۴۸)

کس قدر واضح حوالہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ پر دو زمانے آئے ہیں (۱) جب آپ سمجھتے تھے کہ مجھکو

مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور میں غیر نبی ہوں (۲) جب آپ فرماتے تھے۔ کہ امام حسینؓ کو مجھ سے کیا نسبت ہے میں نبی ہوں اور وہ غیر نبی ہے۔ بھائیو! کیا اب بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام غیر نبی تھے۔ اگر حضور غیر نبی تھے تو بتلاؤ کہ حضرت امام حسینؓ کو آپ سے کیوں کوئی نسبت نہیں؟ یقیناً غیر مبایعین کے چھوٹے اور بڑے اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ مگر وہ بایں ہمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ خلاصہ کلام یہ کہ مسیح محمدی کی مسیح موسوی پر فضیلت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے رو سے روشن حقیقت ہے اور یہ تب ہی ثابت ہو سکتی ہے جب تعریفِ نبوت میں تبدیلی عقیدہ کو تسلیم کیا جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانا جاوے۔ ورنہ حضورؑ کی صداقت کا انکار کرنا پڑے گا؟

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا ایک ضروری حوالہ

امیر غیر مبایعین کہا کرتے ہیں کہ اگر ۱۹۰۱ء میں تعریفِ نبوت میں تبدیلی ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے نبی ہونیکا اعلان کر دیا۔ تو اس کا ثبوت دیا جائے کہ جماعت نے اس تبدیلی کو سمجھا۔ ذیل میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ کی تحریر سے اس تبدیلی کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے کیا جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی اس لطیف بیان اور اسلوبِ تحریر پر غور فرمائینگے؟ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے اپنے خط مرقومہ ۱۴ اپریل ۱۸۹۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "ہمارے مجدد سلمہ اللہ تعالیٰ" تحریر کیا ہے (صلا خلافتِ راشدہ حصہ اول) لیکن جب آپنے اس کتاب کا مقدمہ ۲۰ جون ۱۹۰۲ء کو لکھا تو اس میں یہ تحریر فرمایا:۔

"حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اس دعوٰی برحق سے کہ میں حسینؓ اور عیسٰےؑ سے بڑھکر ہوں مخلوق پرست غالیوں کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ حالانکہ کس قدر صاف بات تھی کہ جو تمام انبیاء کا موعود اور خاتم النبییںؐ کے منہ سے جری اللہ اور نبی اور مرسل اور حَکَم پکارا گیا ہو اس سے حسینؓ کو یا دوسروں کو کیا نسبت۔" (مقدمہ صٓ۲۳)

حضرت مولوی صاحب کے الفاظ نہایت واضح ہیں۔ غالباً اب تو اس اعلانِ فضیلت سے غیر مبایع اصحاب کے تن بدن میں بھی آگ لگ جائیگی۔ خدا کرے کہ وہ اس صحیح مسلک کی طرف عود کر آئیں جس کا اظہار حضرت مولوی صاحب نے اپنے مندرجہ بالا بیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں فرمایا ہے؟

نصرتِ الٰہیہ کس فریق کے ساتھ ہے؟

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

بات یہ صحیح ہے کہ انساں ہے بہت سہل پسند
اسکی کوشش یہی ہوتی ہے کہ پہونچے نہ گزند

مان کر میرزا صاحب کو مسیح و مہدی
کہہ دیا صرف مجدّد دیئے وعظ و پند

کفر عائد نہیں ہوتا جو نہ مانیں ان کو
رستہ نبیوں کا کیا ختمِ نبوّت نے بند

ایسے لوگوں کے جنازے بھی پڑھے جائینگے
اقتدا میں ہے نماز ان کے۔ بہرحال پسند

روٹی بیٹی کا بدستور رہے گا رشتہ
الغرض ٹوٹتا ہرگز نہیں ان سے پیوند

عملی طور پہ آسانی یہ دی جاتی ہے
پھر بھی حیرت ہے کہ رجحانِ خلائق ہے بند

یعنی اک ہفتے میں بیعت جو یہاں ہوتی ہے
سال بھر میں بھی نہیں ہوتے ہیں لاہور میں چند

بات یہ کیا ہے کہ محروم ہیں نصر اللہ سے
فوج در فوج نہیں داخلہ فی الدین پسند

برخلاف اسکے یہاں لوگ ہیں ٹوٹے پڑتے
پیچھے ہٹتے نہیں گو کردیئے جائیں پابند

باپ بیٹے سے جدا بھائی سے بھائی مہجور
اور وطن چھوڑ کے پھر بھی نظر آئیں خورسند

سختیاں[1] سہتے ہیں پھر قادیاں میں رہتے ہیں
آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمائیے! اے حضرتِ خند

فوج در فوج کسی دین میں داخل ہونا
فتح[2] و نصرت اسے فرمایا با آوازِ بلند

یہ صداقت کا اثر از روئے قرآں جانو
اور ان دونوں فریقوں میں یہ فرقاں مانو

---

[1] وہ مشکلات مراد ہیں جو وطن سے دور رہنے میں مالی و جانی پیش آتی ہیں۔

[2] آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کی طرف اشارہ ہے۔

غیر مبایعین کے ایک اہم سوال کا جواب

حضرت مسیح موعودؑ کی کسی تحریر کے منسوخ ہونیکا کیا مطلب ہے؟

مسئلہ ارتقاء اور مسئلہ ناسخ و منسوخ

(از جناب قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ سرحد)

جناب مولوی محمد علی صاحب لاہور۔ اور ان کے رفقاء کو حضرت محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ پر ایک یہ اعتراض بھی ہے کہ وہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منسوخ قرار دیتے ہیں یا کتب مسیح موعودؑ میں ناسخ و منسوخ کا مسئلہ درست تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کہتا ہے وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔ یعنی اگر یہ کلام غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف کثیر یا متضاد باتیں یا مسئلہ ناسخ و منسوخ پایا جاتا مگر قرآن کریم میں ایسا نہیں۔ اس واسطے کتب حضرت احمدؑ میں بھی ایسا ماننا درست نہیں۔

ہمارا جواب:۔ در اصل بیان شدہ اعتراض میں خود ہی جواب موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے، کہ آیت مذکورۃ الصدر بتاتی ہے کہ ایک کلام اللہ ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم یا وحی مسیح موعود ہے اس میں اختلاف یا تضاد نہیں ہے اور نہ ہونا چاہیئے۔ اور ہمارا بھی یہی مذہب ہے۔ دوم کلام البشر یا کلام الرسول یا کلام غیر اللہ ہوتا ہے۔ اس میں مرور زماں اور ازدیاد علم کے سبب سے قدرے اختلاف اور تضاد کا ہونا ضروری ہے۔

خدا تعالیٰ عالم الکل اور عالم الغیب ہے اور لا یضل ولا ینسیٰ کا مصداق ہے یعنی نہ وہ بھٹکتا ہے اور نہ بھول سکتا ہے اس واسطے اس کے کلام میں تضاد اور اختلاف کا ہونا امر محال ہے۔ مگر بشر جو غیر اللہ ہے خواہ وہ ایک عظیم الشان نبی ہی کیوں نہ ہو، طبعًا و فطرۃً نہ عالم الکل ہے نہ عالم الغیب۔ نہ خطا اور نسیان سے مبرّا ہے۔ سیدنا حضرت محمد خیر الخلائق سید وُلد آدم خیر الرسل کو خدا تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ اے خدا مجھے میرے علم میں روز افزوں ترقی دے۔ یہ امر اس بات پر دلیل قوی ہے کہ آپ کا علم تدریج ترقی پذیر ہوا۔ اور

آپ کا مابعد کا علم ماقبل کے علم سے بہر حال بہتر اور ارفع تھا۔ آیت وَلَلْآخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی بھی اسی امر کا ثبوت ہے کہ آپ کا ہر آنیوالا دن از روئے مقام اور علم اور مرتبہ اور عرفان گذشتہ ایام سے بڑھتا رہتا تھا۔

خود قرآن کریم نے فرمایا۔ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔ یعنی ترقی علوم و عرفان اور مراتب و مدارج درجہ بدرجہ حاصل ہونگے۔ اور ظاہر ہے کہ ہر نبی اور خود حضرت محمد رسول اللہؐ کو پہلے ہی دن وہ مراتب اور علوم حاصل نہ تھے جو یوم وفات کے وقت تھے۔ آپؐ کے اور ہر نبی کے علوم اور معارف اور مراتب کے حصول کا ذریعہ وحی الٰہی ہے۔ اور دنیا جانتی ہے کہ قرآن کریم ایک دن میں نازل نہیں ہوا۔ اس کے نزول میں ۲۳ سال لگے۔ اور انگریزی کی مشہور مثل ہے۔ روم کا شہر ایک دن میں تعمیر نہیں ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ نزول المسیح میں فرماتے ہیں کہ میرے علوم اور معارف اور مدارج کا ذریعہ حصول بھی آنحضرتؐ کے نقش قدم پر وحیٔ الٰہی ہے جو رب کی سب ایک دن میں نازل نہیں ہوئی بلکہ ۲۶ سال لگے۔

سیدنا حضرت محمد صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ایک زمانہ میں فرمایا، جو نزول آیت خاتم النبیین سے قبل کا زمانہ تھا۔

لَاتُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی۔ لَاتُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی۔ مَنْ قَالَ اِنِّیْ اَفْضَلُ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ کَذَبَ۔ یعنی مجھے حضرت موسٰی یا حضرت یونسؑ پر فضیلت مت دو۔ اور جو بھی کہے کہ مَیں یونسؑ سے افضل ہوں وہ جھوٹا ہے۔ مگر نزول آیت خاتم النبیین کے بعد فرمایا۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ۔ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ۔ اَنَا سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ النَّبِیِّیْنَ۔ مَیں حضرت آدمؑ کی اولاد کا سردار ہوں۔ مَیں تمام رسولوں کا امام ہوں۔ مَیں جمیع انبیاء ماقبل و مابعد کا سردار ہوں۔

یہ ہر دو احادیث باہم متضاد ہیں۔ پس یقیناً پہلی احادیث منسوخ اور دوسری ناسخ ہیں۔ اور آخری احادیث مبنی بر مزید علم و عرفان ہیں۔ اور پہلی احادیث محض اپنی ذاتی رائے اور اجتہاد پر مبنی ہیں۔ اور صحیح آخری احادیث ہی ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہؐ فرماتے ہیں۔ کَلَامُ اللّٰہِ یَنْسَخُ کَلَامِیْ وَکَلَامِیْ لَایَنْسَخُ کَلَامَ اللّٰہِ۔ اِنَّ اَحَادِیْثَنَا یَنْسَخُ بَعْضُہَا بَعْضًا (مشکوٰۃ) یعنی پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر مَیں نے کوئی بات اپنے علم اور اجتہاد سے کہی ہو اور اس کے خلاف خدا کا کلام یا وحی نازل ہو تو خدا کا

کلام میری کلام یا حدیث کا ناسخ ہوگا اور میری حدیث منسوخ ہوگی۔ مگر میری حدیث کو پکڑ کر خدا کا کلام مت منسوخ کرو۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر میں نے کسی وقت اپنے سابقہ علم و عرفان کی بناء پر کوئی بات کہدی ہو یا اجتہاداً کوئی حدیث فرمائی ہو۔ مگر اس کے بعد مجھے مزید علم و عرفان حاصل ہو جاوے تو میری مابعد کی حدیث یا بات ماقبل کی بات کو منسوخ کرسکتی ہے۔

سیدنا حضرت احمد علیہ السلام کی تحریرات میں ہم یہی دونوں اصول تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ بہرحال حضرت احمدؑ ایک بشر رسول ہیں۔ اور آپ کی بعض باتوں کو جو اجتہادی تھیں یا تقلیدی تھیں، ان کو مابعد کے علم و عرفان نے یا وحیٔ الٰہی نے بدل دیا یا منسوخ کردیا۔ اور یہ امر کوئی خلاف شانِ نبوت و رسالت نہیں ہوسکتا۔

سیّدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں مسلّم ہے کہ آپ نے ۱۳ سال مکّہ میں مسجد حرام یا بیت اللہ کی طرف نماز ادا کی۔ اور مدینہ منوّرہ کو ہجرت کرکے آپ نے ۱۸ ماہ بیت المقدس کو نماز ادا کی۔ اور پھر خدا کا حکم نازل ہوا کہ آپ مسجد حرام مکّہ کی طرف ہی نماز پڑھا کریں۔ پس مکّہ میں بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنا آبائی رواج کی بناء پر تھا یا تقلید تھا۔ مدینہ میں تبدیلیٔ قبلہ محض اجتہادی تھی۔ اور دوبارہ بیت اللہ کیطرف نماز پڑھنا وحی اللہ کی بناء پر تھا۔ کیا اس سے ناسخ و منسوخ ثابت ہوا یا نہ؟

حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ میں لکھا کہ حضرت مسیحؑ ابن مریم نازل ہونگے اور جہاد بالسیف کرینگے اور باوجودیکہ خدا کی وحی میں آپ کو بار بار عیسٰی اور مثیل ابن مریم کہا گیا تھا۔ مگر آپ نے وحی کی تاویل کی۔ اور آبائی عقیدہ کو ترجیح دی۔ مگر ۱۸۹۱ء؁ میں رسائل توضیح مرام۔ فتح اسلام اور ازالہ اوہام لکھے اور شائع کئے اور ان میں لکھا کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں۔ اور آنیوالا مثیل ابن مریم میں ہوں اور ممکن ہے کہ کسی وقت کوئی ابن مریم جہاد بالسیف کرنے بھی آجاوے۔ مگر کتب مابعد میں لکھا کہ آنیوالا مسیح موعود میں ہی ہوں اور میرے بعد کوئی مسیح موعود نہ آویگا۔ اور نہ جہاد بالسیف کرے گا۔ کیا اس سے مسئلہ ارتقاء اور ناسخ و منسوخ ثابت نہیں؟

یہی صورت بعینہٖ نبوت اور رسالت کے بارہ میں پیش آئی۔ آپ کو خدا تعالےٰ کی وحی نے نبی اور رسول قرار دیا تھا۔ براہین احمدیہ کے الہامات اس پر گواہ ہیں۔ مگر آپ نے حیاتِ مسیح کی طرح اسکی بھی آبائی عقیدہ کے ماتحت تاویل کی اور لفظِ نبی کو محدث سے بدل دیا اور محدث کو ناقص اور جزدی

نبی قرار دیا۔

شمس العلماء عبد الحکیم لاہور کو ایک خط میں ۱۸۹۲ء میں لکھدیا کہ میری کتب توضیح مرام فتح اسلام ازالہ اوہام میں لفظ نبی کو کٹا ہوا سمجھا جاوے اور صرف اس کے بجائے لفظ محدث قرار پاوے۔ اور مجھے ناقص اور جزوی نبی نہ کہا جاوے۔ بلکہ انہی دنوں کی ایک تحریر میں لکھا کہ میں عام بول چال میں اپنی نسبت لفظ نبی اور رسول کا استعمال پسند نہیں کرتا۔

مگر اس کے خلاف جب ریاست رام پور میں ایک احمدی سے وہاں کے نواب نے سوال کیا، کہ جس شخص سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس احمدی نے صاف انکار کر دیا۔ جب حضرت احمدؑ کو علم ہوا، تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا، کہ محض انکار تو درست نہیں تھا۔ اور ایک غلطی کا ازالہ لکھکر ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع کیا۔ اس میں لکھا، کہ جس جس جگہ میں نے نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے وہ صرف ان معنوں میں کیا ہے کہ میں شارع رسول نہیں ہوں یعنی شریعت جدیدہ نہیں لایا اور نہ مستقل طور پر نبی اور رسول ہوں یعنی بلا اتباع حضرت محمد رسول اللہ۔ مگر میں نبی اور رسول ہوں اور اس کا مجھے ہرگز انکار نہیں کہ میں تابع شریعت قرآنیہ ہوں یا غیر تشریعی رسول ہوں اور اتباع محمد رسول اللہؐ سے مجھے مقام نبوت حاصل ہوا۔ گویا میں امتی نبی ہوں اور اس طرح کا نبی اور رسول ہونے سے مجھے ہرگز انکار نہیں۔

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا کہ نبی کے واسطے شارع ہونا شرط نہیں اور نہ یہ کہ وہ کسی دوسرے شارع رسول کا متبع نہ ہو۔

ایک غلطی کا ازالہ میں یہ بھی لکھا کہ میں محدث نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبی اور رسول کے اندر اظہار از روئے لغت عربی وعبرانی پایا جاتا ہے اور قرآن کریم میں بھی رسول کے واسطے اظہار علی الغیب شرط ہے۔

اس اعلان کے بعد آپ نے کبھی اپنے آپ کو ناقص وجزوی نبی یا محدث نہ لکھا۔ بلکہ ہمیشہ نبی اور رسول ہی سمجھتے رہے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو براہین احمدیہ سے لیکر تا وفات ۲۶ سال تک نبی اور رسول ہی کہا۔ اور پکارا۔ احادیث نبویہ میں آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ خود حضرت احمدؑ اپنے آپ کو تا دم ثبات نبی اور رسول کہتے اور لکھتے رہے۔ پس شمس العلماء عبد الحکیم کو جو تحریر ۱۸۹۲ء میں دی تھی یا جو یہ لکھا تھا کہ میں عام بول چال میں اپنی نسبت نبی اور رسول کا لفظ استعمال کرنا پسند نہیں کرتا۔ کیوں نظر انداز کر دیا گیا؟ یقیناً اس وجہ سے کہ خدا کا قول اور حضرت احمدؑ کا عمل ان ہر دو تحریرات کا ناسخ ہوا۔ ورنہ

حضرت احمدؑ پر ایک مکذب آیت لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کا فردِ جرم لگاسکتا ہے کہ آپ نے تحریرات کے خلاف کیا اور کثرت سے کیا اور کوئی عذر نہ بتایا۔

صحیح بخاری میں ہے لو کان موسٰی حیًّا لما وسعہ الّا اتباعی اور فقہ اکبر مطبوعہ مصر میں لکھا ہے لو کان عیسٰی حیًّا لما وسعہ الّا اتباعی۔ اگر موسٰی اور عیسٰے زندہ ہوتے، تو باوجود نبی اور رسول ہونے کے وہ میرے امتی ہونے پر فخر کرتے۔ مگر ان کو جو فخر اور عزت حاصل نہ ہوئی وہ عزت اور فخر حضرت احمدؑ جری اللہ کو حاصل ہوا۔ پس امتی نبی یقیناً حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰے کے صرف نبی اور رسول ہونے سے بدرجہا افضل قرار پاتا ہے۔ مگر غیر مبایعین اس سے اُلٹا نتیجہ نکالتے ہیں۔ جو یقیناً حضرت احمدؑ کے مزیلِ شان اور باعث توہین ہے۔

اس قدر بحث سے یہ امر ثابت ہے کہ کلام اللہ میں ناسخ و منسوخ نہیں ہوسکتا۔ اور کلام الرسول میں ناسخ و منسوخ ہونا ممکن ہے۔ اور حضرت محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ کا عقیدہ درست ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کا اعتراض غلط ہے:۔

مولوی محمد علی صاحب اور غیر احمدیوں کے پیچھے نماز

مولوی محمد علی صاحب نے تحریر کیا ہے کہ:۔

"غیر احمدیوں کے پیچھے مَیں ایسی جگہ جہاں احمدیوں پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتا" (پیغام صلح ۲۴ر مارچ ۱۹۱۷ء)

اب سوال یہ ہے کہ اس فتویٰ کے رُو سے ہندوستان۔ حجاز۔ مصر۔ شام۔ عراق اور فلسطین و دیگر ممالک میں تو کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ پچھلے دنوں مولوی محمد علی صاحب حیدر آباد گئے تھے الفضل میں رپورٹ شائع ہوئی ہے، کہ مولوی صاحب نے وہاں غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے دریافت کیا تھا۔ کہ کیا فتویٰ بدل گیا ہے، یا وہ امام غیر احمدی نہ تھا۔ مولوی محمد علی صاحب اور انکے کسی ساتھی نے جواب نہیں دیا۔ کہ کیا مولوی صاحب نے غیر احمدی کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے یا نہیں؟ جب تک مولوی محمد علی صاحب اس کا جواب نہ دیں گے، ہم اس سوال کو دُہراتے رہیں گے۔ آخر اس خاموشی کے کیا معنی ہیں؟

غیر مبایعین مخالفین احمدیت کے نقشِ قدم پر

ہمیں "قادیانی" کہنا محض "نفسانیت" ہے

احمدی نام اور اس کی وجہ جماعت احمدیہ عقیدہ رکھتی ہے، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ ہے۔ جلالی بعثت محمد نام سے ہوئی۔ اور جمالی بعثت کے لئے احمد نام تجویز ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس نام کے باعث جو در اصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ آپ کے ماننے والے احمدی کہلائے۔ چنانچہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر تحریر فرماتے ہیں:-

"اس واسطے ان کی اصلاح کے لئے ایک مسیح بھیجا۔ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ بلکہ اسی نبی کی شریعت کا خادم اور غلام کہلانیوالا ہے۔ اُسے مسلمانوں نے عموماً قبول نہیں کیا۔ پر جنھوں نے اُسے قبول کیا وہ اس کے نام پر احمدی کہلاتے ہیں" (بدر ۶ اپریل ۱۹۱۱ء صہ)

مخالفین کا رویہ اور جماعت احمدیہ کا احتجاج سلسلہ احمدیہ کے مخالفین نے پسند نہ کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کو احمدی نام سے یاد کریں۔ بلکہ جس طرح حضرت عیسٰے علیہ السلام کے مخالفوں نے آپ کے ماننے والوں کا نام "ناصریوں کا بدعتی فرقہ" رکھا [۱] اور انہیں حضرت مسیح ناصری کے شہر ناصرہ کی طرف نسبت دی ہے۔ اسی طرح غیر احمدیوں نے جماعت احمدیہ کو "قادیانیوں کا گروہ" کہنا شروع کر دیا۔ اور احمدی کی بجائے "قادیانی" کو زور شور سے رواج دیا۔ حتیٰ کہ جماعت احمدیہ کو اس استعمال کے خلاف زبردست پروٹسٹ کرنا پڑا۔ اخبار بدر لکھتا ہے:-

"ہمیں قادیانی یا مرزائی کہنا ہماری دلآزاری کرنا ہے۔ کیونکہ ہم نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مرزا ہونے کی حیثیت سے قبول نہیں کیا، کہ ہمیں مرزائی کہا جاوے اور نہ ہم قادیان کے پرستار ہیں کہ ہمیں قادیانی کہا جاتے" [۲]

سلسلہ کے دوسرے اخبار الحکم نے بھی لفظ "قادیانی" کے استعمال کے خلاف آواز بلند کی اور لکھا کہ:-

---

[۱] اعمال ۲۴/۵ [۲] بدر ۲۷ جولائی ۱۹۱۱ء صہ

"ہمارے اصل نام احمدی کے سوا اور کسی نام سے نہ پکارا کریں۔" (الحکم ۷ راگست ۱۹۱۱ء)

مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک بھی "قادیانی" حقارتی نام ہے دشمنانِ سلسلہ احمدیہ نے اس احتجاج کی پرواہ نہ کی اور برابر اس لفظ کو استعمال کرتے رہے۔ یہاں تک کہ خود تھک گئے۔ چنانچہ جناب مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"آخر وہ لوگ بھی جو قادیان کو کادیان لکھتے تھے تھک گئے اور احمدی کو مرزائی یا قادیانی کہنے والوں کو بھی آخر ہوش آگیا۔ کسی کو بُرے یا حقارتی نام سے یاد کرنے سے سوائے اس کے کچھ فائدہ نہیں کہ کہنے والا اور سننے والے یا پڑھنے والے تھوڑی دیر تک کے لئے حظِ نفس اٹھا لیتے ہیں۔ یہ محض ایک نفسانی خواہش کا پورا ہونا ہوتا ہے۔" (پیغام صلح ۵ رجولائی ۱۹۱۴ء صہ۲)

اس عبارت سے ثابت ہے کہ احمدیوں کو مرزائی یا قادیانی کہنا مخالفین سلسلہ احمدیہ کا شیوہ ہے۔ لفظ "قادیانی" مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک بھی "بُرا اور حقارتی نام" ہے۔ اور احمدیوں کو اس نام سے یاد کرنا محض نفسانی خواہش کو پورا کرنا ہے۔ مولوی صاحب کے قول کے مطابق ۱۹۱۴ء میں "احمدی کو مرزائی یا قادیانی کہنے والوں کو بھی آخر ہوش آگیا" تھا۔

مولوی محمد علی صاحب کی رجعت قہقری اسی زمانہ ۱۹۱۴ء میں مولوی محمد علی صاحب اپنے ساتھیوں کو لیکر مرکز سلسلہ سے الگ ہو کر لاہور چلے گئے۔ تب آپ نے ان لوگوں کی جگہ لے لی جنہیں اب ہوش آگیا تھا۔ یعنی خود آپ نے احمدیوں کو "قادیانی" اور "محمودی" کہنا شروع کر دیا۔ اور انہیں احمدی نام سے ذکر کرنے سے انکار کر دیا۔ پیغام صلح نے لکھا ہے کہ:۔

"الفضل کو مطمئن رہنا چاہیئے کہ ہم نے کبھی ایسے لوگوں (جماعت احمدیہ قادیان) کے قائم مقام ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ ہم ان کو احمدی کہکر پکارتے ہیں۔ ان کا نام محمودی ہے احمدی نہیں۔" (۱۲ دسمبر ۱۹۱۴ء صہ۲)

اس کے بعد مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے پورے طور پر غیر احمدیوں کے نقشِ قدم کا اتباع اختیار کر لیا۔ اور احمدی کو ہمیشہ اور ہر آن قادیانی کے لفظ سے یاد کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ان کے چھوٹے اور بڑے، عالم اور جاہل سب "قادیانی" "قادیانی" کہتے پھرتے ہیں۔ تاجس "بُرے اور حقارتی نام" کو غیر احمدی استعمال کیا کرتے تھے وہ قائم رہے اور کہنے والوں کی جانشینی کا سلسلہ باقی رہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے جماعت احمدیہ کے لئے "قادیانی" کی اصطلاح ذکر کر کے لکھا ہے کہ:۔

"میں پسند کرونگا کہ ہمارے دوست ان اصطلاحات پر زور دیں۔ قادیانی جماعت کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔" (پیغام صلح ۱۲ ستمبر ۱۹۴۱ء)

غیر مبایعین سے چار ضروری سوال غیر مبایع بھائی ہمیں "قادیانی" کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے امیر نے ابتداءِ اختلاف سے اس پر زور دیا ہے۔ ہم اگر ان سے یہ کہیں۔ کہ وہ اس طریق سے اجتناب اختیار کرلیں۔ تو وہ ہماری نہ مانیں گے۔ اس لئے ان کے "سرگرم ممبروں" کو مستثنیٰ کر کے میں انصاف پسندوں سے پوچھتا ہوں کہ:-

۱۔ کیا آپ لفظ قادیانی اور مرزائی کہنے میں جماعت احمدیہ کی دلآزاری نہیں سمجھتے؟

۲۔ کیا یہ اب "برا اور حقارتی نام" نہیں؟

۳۔ کیا یہ حرف دشمنانِ سلسلہ احمدیہ کا شیوہ نہ تھا؟

۴۔ کیا اس لفظ کا استعمال "محض ایک نفسانی خواہش کا پورا کرنا" نہیں؟

بھائیو! اگر ان چاروں سوالوں کا جواب اثبات میں ہے۔ اور مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں یقیناً اثبات میں ہے تو آپ ہی فرمائیں کہ آپ کب تک سلسلہ احمدیہ کے مخالفین کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے کیا اتنی بڑی ٹھوکر بھی آپ کے سنبھلنے کا موجب نہ بنے گی؟ اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی دستگیری فرمائے۔ آمین:

بیعتِ خلافت

جناب چوہدری جلال خان صاحب پنشنر محققانہ نظر سے فرقان پڑھتے رہے ہیں انہوں نے اب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور بیعت کا خط تحریر کیا ہے انکی خواہش ہے کہ اسے شائع کردیا جائے تاکہ ان کے وسیع حلقۂ اعزہ و احباب میں اطلاع ہوجائے:: (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

بحضور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:- خاکسار کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی بیعت کی توفیق ملی اور چھ سال تک اس بیعت کے عہد پر قائم رہا پھر وہ خطرناک وقت آیا جبکہ حضور ممدوح کی وفات پر جماعت میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ اور بدقسمتی سے ہمارے اکثر دوستوں کو جو ٹھوکر لگی تو میں بھی اس سے بچ نہ سکا۔

بحمد اللہ کہ اب مجھے انشراح صدر ہوگیا ہے اور خداوند کریم نے اپنے فضل و رحم سے مجھے بصیرت عطا فرمائی ہے کہ حضور واقعی خلیفہ برحق ہیں اور میں درخواست کرتا ہوں کہ حضور مجھے اپنی بیعت کی عزت عطا فرماویں اور میرے لئے دعا فرماویں اور میرے دوستوں کیلئے بھی۔ جو میری طرح راہ راست سے بھٹک گئے تھے دعا فرماویں کہ ان کو اللہ تعالیٰ بصیرت عطا فرماوے۔ اور وہ بھی خلافت کے برکات سے فائدہ اٹھاویں۔ مورخہ ۲۰/۴/۴۲۔ طالب دعا خاکسار جلال خان پنشنر بقلم خود محلہ کشمیری شہر سیالکوٹ

زورِ یقین

(از جناب نسیم سیفی بی۔ اے۔ دہلی)

ہر ایک سرِّ حقیقت کے راز دار ہیں ہم
خدا گواہ کہ اک دُرِّ شاہوار ہیں ہم

تجلّیاتِ ازل ہیں نگاہ میں غلطاں
ہزار طور کے جلووں سے ہمکنار ہیں ہم

جسے مسیح کی سعیٔ عمل نے سینچا تھا
اسی چمن کی دہکتی ہوئی بہار ہیں ہم

حقیقتوں کے لئے ہیں پیامِ عمرِ بقا
ہر ایک خرمنِ باطل پہ شُعلہ بار ہیں ہم

ہر ایک شان میں اسلام جلوہ پیرا ہے
کہیں غرور کہیں عجز و انکسار ہیں ہم

محیط بحر پہ حاوی ہے اضطرابِ حیات
عجیب طرح کی اک موجِ بے قرار ہیں ہم

ہمارے پاؤں پہ ہے سجدہ ریز عمرِ فنا
کہ لوحِ دہر پہ اک نقشِ پائیدار ہیں ہم

نگاہِ غیر میں اک کاہ بھی نہیں لیکن
کسے خبر کہ حقیقت میں کوہسار ہیں ہم

متاعِ عقل و خرد ہے نثارِ جوشِ جنوں
اک ایسی منزلِ مشکل کے راہوار ہیں ہم

ہمارے سامنے لرزاں ہے سطوتِ کسریٰ
رہِ حجاز کا روندا ہوا غبار ہیں ہم

ہمارے اوج سے شانِ سکندری ہے نگوں
گدائے کوئے محمدؐ ہیں جاں نثار ہیں ہم

جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا مسئلہ نبوت کے متعلق فیصلہ

جناب مولوی محمد احسن صاحب مرحوم نے ایک رسالہ "التبیان فی استحلال الصبیان" کے کے عنوان سے "حسب ارشاد و ہدایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" لکھا۔ یہ رسالہ جولائی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کے صفحہ ۳۳ پر متن میں جناب مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اگرچہ علماء متکلمین کرامت کا نام معجزہ نہیں رکھتے معہذا یہ مذہب تو ان کا بالضرور ہے کہ کرامت ولی کی معجزہ نبی متبوع کا ہی ہوتا ہے۔ تو اسی لحاظ سے ہم کرامات مسیح موعودؑ کو معجزہ ہی کہتے ہیں۔ بات تو ایک ہی ہے مگر صرف نزاع لفظی"

اس جوابی عبارت پر حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ جواب بموجب مسلک مخالفین کے ہے ورنہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو وہ نبوت طفیلی حاصل ہے جس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے اور رسول کے مطیعوں کے لئے فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ ومن یطع اللہ والرسول فاُولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ بموجب اس وعدہ صادقہ کے جو اس آیت کے مصداق ہیں۔ جیسا کہ صدیق و شہید و صالحین ہو سکتے ہیں تو وُہ نبی بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے مسیح موعود کے لئے احادیث صحیحہ میں لفظ نبی اللہ کا متعدد جگہ پر آیا ہے۔" (حاشیہ صفحہ ۳۳)

اس بیان میں جناب مولوی صاحب نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محض ولی قرار دینا "بموجب مسلک مخالفین" ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے نزدیک حضور نبی ہیں۔ غیر مبایعین سوچ کر بتائیں کہ کیا ان کا آج کا مسلک مخالفین سلسلہ احمدیہ کا مسلک نہیں؟

مطالبۂ حلف سے مولوی محمد علی صاحب کا گریز

مولوی صاحب کی مطلوبہ سند انکے مسلّمات سے

(از جناب سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل)

۱

ناظرین "فرقان" کو معلوم ہے، کہ گذشتہ دنوں جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے جناب مولوی محمد علی صاحب کے سامنے یہ طریق فیصلہ پیش کیا تھا، کہ اگر مولوی صاحب اپنے عقائد کے متعلق حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں، کہ ان کا رویہ اور ان کے عقائد ۱۹۱۴ء تک وہی تھے جن کا وہ آجکل اظہار کر رہے ہیں تو ایسا کرنے پر سیٹھ صاحب کی طرف سے مولوی صاحب کو کم از کم بائیس ہزار روپیہ دیا جائیگا۔ بشرطیکہ وہ ایک سال کے اندر خدائی عذاب ولعنت کا شکار نہ ہوگئے۔

اس آسان طریق فیصلہ یا بالفاظ دیگر موت کے پیالہ کو ٹالنے کے لئے مولوی صاحب نے یہ جواب دیا کہ:

"سیٹھ صاحب نے جو خدا سے فیصلہ لینے کا طریق ظاہر کیا ہے، کیا اس کی کوئی سند خدا کے کلام میں یا اس کے رسول کی حدیث میں ہے؟" (پیغام صلح ۱۴ اپریل ۱۹۴۲ء)

گویا مولوی صاحب یوں تو حلف اٹھانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں صرف شرعی سند نہ ہونے کے باعث ہچکچاتے ہیں۔ قرآن مجید و اسوہ حضرت مسیح موعودؑ سے تو ان کو سند دکھائی جا چکی ہے۔ لیکن مولوی صاحب حلف اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔

۲

ذیل میں مولوی صاحب کے اس سوال کا جواب ان کے مسلّمات و حوالہ جات سے عرض کیا جاتا ہے:۔

جناب مولوی محمد علی صاحب کے خسر جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے نومبر ۱۹۳۵ء میں مطالبہ کیا تھا کہ:۔

"خود مولوی ثناء اللہ امرتسری مؤکد بعذاب حلف اٹھا کر کہدیں کہ کیا قرآن سے مسیح آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری ثابت ہوتا ہے۔" (رسالہ کشف الظنون عن المراق والجنون صفحہ ۵)

فرمائیے! کیا غیر مبایعین کا یہ مطالبہ شرعی سند کی بناء پر ہے یا بقول مولوی محمد علی صاحب "بچوں کا کھیل" ہے۔

(۳)

پھر خود جناب مولوی محمد علی صاحب نے آج سے ۲۴ برس پیشتر (دسمبر ۱۹۱۸ء میں) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ مطالبہ کیا تھا۔

"آپ کم سے کم دو ایسے شخصوں کی جو مؤکد بعذاب قسم کھائیں شہادت بہم پہونچائیں۔ جو اس بات کی شہادت دیں کہ مرزا فضل احمد کے جنازہ کے نہ پڑھنے کی حضرت صاحب نے یہ وجہ بیان فرمائی تھی کہ وہ احمدی نہیں تھا" (مرأۃ الحقیقۃ ص۸۷)

کیا مولوی صاحب بتلائیں گے کہ ان کا یہ مطالبہ کسی شرعی سند کی بناء پر تھا۔ یا محض "بچوں کا کھیل" تھا؟ جناب مولوی صاحب نے اسی سلسلہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ:۔

"میں آپ کی شہادت بھی مؤکد بہ حلف عذاب ایک شہادت کے طور پر قبول کرونگا اور یہ بھی اعتراض نہ کرونگا کہ آپ اس وقت سنِ بلوغت کو نہ پہونچے تھے۔" (مرأۃ الحقیقۃ ص۸۵)

ان اقتباسات سے واضح ہے کہ جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے جو خدا سے فیصلہ لینے کا طریق جناب مولوی محمد علی صاحب کے سامنے پیش کیا ہے وہ بالکل جائز اور مطابق شریعت ہے۔ کیونکہ نہ صرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اپنے مخالفین کے سامنے یہ طریق فیصلہ پیش کیا۔ بلکہ غیر مبایعین کے "امیر" جناب مولوی محمد علی صاحب اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی اس طریق فیصلہ کو اپنے مخالفوں کے سامنے پیش کرتے رہے ہیں۔ مگر چونکہ مولوی محمد علی صاحب یقین رکھتے ہیں کہ جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے مطالبہ مؤکد بعذاب حلف کی صورت میں جناب مولوی محمد علی صاحب کے لئے الٰہی گرفت میں آنا یقینی ہے۔ اس لئے مولوی صاحب اس پیالہ سے بچنے کے لئے اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔

کیا صرف منہ سے کلمہ طیبہ پڑھنا دائرہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے کافی ہے؟

غیر مبایعین کی فراخی اور تقلید بہائیت

مسئلہ کفر و اسلام اور غیر مبایعین و اہلِ بہاء | بہائیوں نے ہر دلعزیزی حاصل کرنے کیلئے جناب بہاء اللہ کے عقیدہ کے خلاف اعلان کر دیا کہ:-

"پہلے ادیان میں دُنیا کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا (۱) مومن (۲) کافر۔ لیکن آج کوئی فرق نہیں کسی کو ایک دوسرے کو کافر سمجھنے کا حق حاصل نہیں۔" (رسالہ "نئے دن کا طلوع" ص۹)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے "ہر دلعزیزی" کے حصول کی خاطر مرکزِ سلسلہ سے الگ ہونیکے ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ "اسلام کی بڑی اور آخری حد بندی توحید الٰہی ہے۔ پس جو شخص توحید الٰہی کا قائل ہوتا ہے وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔" (اخبار پیغام صلح ۷ ار مارچ ۱۹۱۴ء)

گویا کلمہ طیبہ کی دوسری جزء "محمد رسول اللہ" پر ایمان لانیکے بغیر محض لا الٰہ اِلّا اللہ کہدینے سے ہر شخص اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے ۱۹۱۴ء میں یہ اعلان کیا تھا۔ اس "رواداری" کا اثر غیر مبایعین پر یہاں تک ہوا ہے کہ اب انکے نزدیک مسلمان ہونے کیلئے نہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی ضرورت ہے اور نہ مسلمان ہونیکے اقرار کی حاجت۔ چنانچہ ان کا تازہ مذہب بایں الفاظ شائع ہوا ہے کہ:-

"دیکھئے غور کیجئے اس قوم نے کلمہ بھی نہیں پڑھا۔ نہ یہ کہا کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں۔ اگر ایسا بھی کرتے تو بظاہر حالات قرائن اسی بات کے شاہد ہیں کہ وہ اپنے بچاؤ کیلئے کرتے تھے لیکن محض انکے صبانا کہدینے پر رسول اللہ صلعم نے انہیں دائرہ اسلام کے اندر قرار دیا۔" (پیغام صلح ۱۲ رمئی ۱۹۴۲ء)

یہ علیحدہ بات ہے کہ یہ استدلال صحیح ہے یا غلط۔ مگر یہ تو واضح ہے کہ غیر مبایعین کے نزدیک دائرہ اسلام کے اندر داخل ہونے کیلئے نہ کلمہ پڑھنے کی ضرورت ہے اور نہ مسلمان ہونیکے اقرار کی۔ محض صبانا کہدینے "سے انسان دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے (اور صبانا کے لفظی معنے ہیں ہم صابی یعنی بے دین ہو گئے) بہائیت کی یہ کورانہ تقلید غیر مبایعین کے لئے باعث ندامت ہے۔

پیغام صلح کے مطالبہ پر ہمارا جواب | پیغام صلح لکھتا ہے:- "فرقان ۲، بابت اپریل ۱۹۴۲ء میں

ہمارے اس دو ٹوک مطالبہ کا کہ کیا آج ایک غیر مسلم کلمہ طیبہ پڑھنے سے دائرہ اسلام میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں یہ جواب دیا گیا ہے کہ "یہ سوال نہایت مبہم ہے۔ کیونکہ محض کلمہ طیبہ پڑھنے سے آج۔ نہ آج سے پہلے کبھی کوئی غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوا ہے۔ بلکہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان کو ماننے کے بعد صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھنے والا غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ محض زبان سے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو قرآن مجید نے منافق قرار دیا ہے۔" (پیغام صلح ۱۲ رمئی ۱۹۴۲ء)

ہمیں انتظار تھا، کہ اس واضح، معقول اور قرآن مجید کے عین مطابق جواب پر مولوی دوست محمد صاحب کیا تنقید کرینگے۔ کیا وہ یہ کہیں گے کہ ایمانیات کو ماننے کے بغیر محض منہ سے کلمہ پڑھ لینے سے غیر مسلم مسلمان ہو جاتا ہے تب تو سارے آریہ اور عیسائی مناظر مسلمان ہونگے کیونکہ سب کئی کئی مرتبہ منہ سے کلمہ پڑھ چکے ہیں۔ یا مولوی دوست محمد صاحب پیغامی یہ کہینگے کہ محض زبان سے کلمہ پڑھنے والے کو قرآن مجید نے منافق قرار نہیں دیا۔ ہمارے جواب کے رد کرنے کے یہی دو طریق ہو سکتے تھے۔

دائرۂ اسلام کے اصول خمسہ اور غیر مبایعین کی ناواقفیت

مولوی دوست محمد صاحب ہمارے مندرجہ بالا جواب پر لکھتے ہیں:۔

"وہ کونسی باتیں ہیں جن کا ماننا دائرہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے ضروری ہے۔ سوائے اس اقرار کے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔" (پیغام ۱۲ رمئی)

ناواقفیت کی حد ہو گئی ہے یا اگر ناواقفیت نہیں تو ضد کی انتہا ہے۔ مولوی صاحب! وہ باتیں قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ۔ (بقرہ ـ ۱۷۷) کہ ایمان کیلئے اللہ۔ قیامت۔ فرشتے۔ کتب سماویہ اور جملہ نبیوں کا ماننا ضروری ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتابہ ولقائہ ورسلہ وتومن بالبعث الاٰخر (مسلم جلد ۱ ص۲۳)

کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اس کے فرشتے۔ اسکی کتاب۔ اسکے رسولوں اور قیامت پر ایمان لائے۔ غیر مبایعین پر واضح ہو۔ کہ اس بات پر اجماع امت ہے کہ ان سب باتوں پر ایمان رکھنے کے بغیر کوئی غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ غیر مبایعین خواہ مخواہ قرآن مجید۔ سنت نبوی اور اجماع امت کو چھوڑ کر بہائیوں کی اتباع میں کہہ رہے ہیں کہ محض کلمہ طیبہ منہ سے پڑھ لینے سے غیر مسلم مسلمان ہو جاتا ہے۔

منافق مومن نہیں ہوتے

یاد رہے کہ قرآنی اصطلاح میں وہ شخص منافق کہلاتا ہے جو محض منہ سے

کلمہ پڑھتا ہے آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ کے ماتحت مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے:-

(۱) "یہاں ایک تیسرے گروہ کا ذکر کیا ہے جو مُنہ سے کہتے ہیں مگر دل سے نہیں مانتے"

(۲) "ان لوگوں کو اسلام سے فی الواقع کوئی تعلق نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ ظاہرداری کے طور پر مسلمان ہونیکا اقرار کرتے تھے" (بیان القرآن ص۲۵)

دوسری جگہ لکھا ہے:- (۳) "نشهد انك لرسول الله سے مراد ہے کہ ہم ایمان لاتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مگر منافق ایمان نہ لاتے تھے" (بیان القرآن ص۱۸۵)

ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ منافق اقرار کرتے تھے کہ ہم اللہ پر اور اسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ کہ وہ دائرۂ اسلام میں داخل نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ محض منہ سے کلمہ طیبہ پڑھنا انسان کو دائرۂ اسلام میں داخل نہیں کرتا جب تک وہ قرآن مجید کے مقرر کردہ پانچ اصول اسلام کا دل سے قائل نہ ہو۔

غیر مبایعین موجودہ مسلمانوں کو کافر یا منافق مانتے ہیں۔

غیر مبایعین محض غیر احمدیوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے شور مچاتے ہیں کہ ہم سب کلمہ گوؤں کو مسلمان مانتے ہیں حالانکہ وہ بجز اپنے گروہ کے کسی کو سچے معنوں میں مسلمان نہیں جانتے۔ ان کے نزدیک مسلمان کو کافر کہنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور ان کے بیان کے مطابق سب فرقے باہم تکفیر کرتے ہیں اور پھر سب نے غیر مبایعین کو کافر اور دجال قرار دیا ہے۔ پس اصولاً تو وہ کسی کلمہ گو کو بھی سچا مسلمان نہیں مانتے باقی رہا غیر احمدیوں کو صرف نام کے مسلمان قرار دینا سو اس میں کسی کو نزاع نہیں۔ امر واقع یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک موجودہ نام کے مسلمان منافق ہیں وہ لکھتے ہیں:-

(۱) "اس زمانہ میں بھی مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ ہے جو دشمنانِ اسلام کے ساتھ مل کر اسلام کو نقصان پہونچانے میں دریغ نہیں کرتے گو بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں انکے حالات ان منافقین سے جو آنحضرتؐ کے وقت میں تھے بہت ملتے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ بہت سے مسلمان ایسے ہیں۔ جو مُنہ سے قرآن کریم پر ایمان لانے کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر عمل کے وقت اپنے رسوم اور خواہشات کی پیروی کرتے اور قرآن کو پس پُشت ڈالتے ہیں۔ یہ عملی نفاق ہے" (بیان القرآن ص۲۵)

(۲) "منافق ارتکاب کفر بھی کرتا ہے اور چھپکر اسلام کے ساتھ دشمنی بھی۔ پھر وہ اسلام کی صداقت کے نشان بھی دیکھتا ہے اس لئے سب سے نچلے طبقہ میں ہے ذلیل ترین لوگ دنیا میں بھی وہی

ہیں جو منہ سے کچھ کہتے ہیں اور کرتے کچھ ہیں آج مسلمانوں کے اسلام میں کس قدر اخلاص ہے؟" (بیان القرآن صفحہ ۵۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"انہیں (مکفر علماء) کے فتوے سے یہ بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے تو اب اس بات کا سہل علاج ہے اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں تو ان کو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں کہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لونگا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جاوے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴-۱۶۵)

جب یہ صورت ہے کہ غیر مبایعین مکفر علماء کو کافر اور خاموش لوگوں کو منافق مانتے ہیں تو معلوم ہوا کہ محض کلمہ طیبہ پڑھنے سے ان کے نزدیک بھی کوئی شخص دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ انہوں نے محض مغالطہ دینے کے لئے بات بنا رکھی ہے کہ ہم ہر کلمہ گو کو مسلمان مانتے ہیں۔ کیا وہ علماء جنہوں نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا ہے کلمہ نہیں پڑھتے۔ امید ہے کہ غیر مبایعین اس دورخی کو چھوڑ کر یک رنگ ہو جائیں گے۔

کلمہ گوؤں کے متعلق غیر مبایعین کا رویہ

غیر احمدیوں کے متعلق غیر مبایعین کا دلی عقیدہ اور عمل کیا ہے؟ اس کیلئے انکی حسب ذیل عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) "اس بات میں ذرہ بھر شک وشبہ نہیں کہ تعلیم اسلام کی جو روح اور اسکا جو خلاصہ ہے آج مسلمان قوم کے اعمال و حرکات اجتماعی طور پر اس سے ادنیٰ مناسبت بھی نہیں رکھتے۔" (رنگ اسلام ۱۵ / نومبر ۱۹۴۱ء)

(۲) "تلخ حقیقت یہی ہے کہ تعلیم اسلام کچھ شئے ہے اور آج کی مسلمان قوم کے افعال و حرکات اس سے علیحدہ اور دیگر شئے واقع ہوئے ہیں۔" (")

(۳) "مسلمانوں میں سے جو لوگ اس قدر تنگ دل، متعصب و جاہل ہوں کہ وہ بانی اور اسکے خدائی سلسلہ کے مٹانیکے درپے ہوں۔ ان سے قطع تعلق واجب ہے۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو صاف گوئی اختیار نہ کریں اور نہ مکفروں سے بیزاری کا اعلان کریں قابل اعتبار و قابل اعتماد نہ سمجھے جانے چاہئیں۔ غیرت قومی کا تقاضا یہی ہے۔" (")

جب مکفروں ۔ انسے بیزاری کا اعلان نہ کرنیوالوں اور صاف گوئی اختیار نہ کرنیوالوں سے قطع تعلق واجب ہے تو باقی کونسے

منشی فضل الرحمن صاحب سامانوی کی غلط بیانیوں کا ازالہ

سامانہ ریاست پٹیالہ سے منشی فضل الرحمن صاحب غیر مبایع نے ایک ٹریکٹ بعنوان "پُر اسرار نظام کا ایک مظلوم شکار" شائع کیا ہے۔ یہ ٹریکٹ مختلف قسم کی غلط بیانیوں۔ استہزا، اور ناشائستہ کلمات پر مشتمل ہے۔ منشی صاحب کو اپریل ۱۹۴۱ء میں جماعت سے غداری اور نظام سلسلہ کی خلاف ورزی کے باعث جماعت احمدیہ سے خارج کیا گیا۔ انہوں نے ٹریکٹ مذکور میں اپنے آپ کو "مظلوم شکار" ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ خود یہ ٹریکٹ بھی انہیں سخت ظالم ثابت کر رہا ہے۔ ذیل میں اس ٹریکٹ کا جواب درج کیا جاتا ہے۔

منشی صاحب کا صریح افتراء اور انہیں چیلنج

منشی صاحب نے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی ذات بابرکات پر نہایت ناروا اور غلط اتہامات لگائے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"حضور یہ چاہتے تھے کہ میں حضور کے بعض منظور نظر لوگوں پر کئے ہوئے اعتراضات کو واپس لوں اور وہ میں کر نہیں سکتا تھا۔ اس لئے میرا بائیکاٹ کرنے کے لئے یہ جال بچھایا۔ کہ اگست ۱۹۴۰ء میں سید زین العابدین صاحب ناظر امور عامہ وخارجہ نے مکرم جناب امیر صاحب جماعت پٹیالہ کے مکان پر مجھے بلا کر دو گھنٹہ کی گفتگو کے بعد میرے انکار کرنے کے باوجود حضرت امیر المؤمنین کا حوالہ دیکر مجھے جماعت کے ساتھ مل کر تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ اور جلسوں میں تقریریں، اور درس وغیرہ کرنے کا فرمان جاری کیا۔ اور مجھ سے عہد لیا الخ" (صہ۵)

یہ ان غلط بیانیوں اور دلآزاریوں کا ادنیٰ نمونہ ہے جو منشی صاحب نے کی ہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ اس کے باوجود منشی صاحب نے لکھا ہے:۔

"مجھے حضرت امیر المؤمنین کی ذات گرامی سے کوئی عداوت نہیں۔ بلکہ میں اپنے آقا و ہادی کا فرزند ہونے کے باعث آپ کی عزت کرتا ہوں۔" (صہ۳)

کیا راستبازی سے کوئی شخص یہ دونوں باتیں کہہ سکتا ہے؟

منشی صاحب کا یہ سارا بیان سراسر غلط ہے۔ بات صرف اس قدر ہے کہ منشی صاحب کے ملازمت سے علیحدہ کئے جانے کے بعد جناب ناظر صاحب امور عامہ صدر انجمن احمدیہ کے مقرر کردہ دورہ کے سلسلہ میں جب پٹیالہ گئے تو منشی صاحب سے بھی ان کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنے فرائض کے ماتحت منشی صاحب

کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اور اطاعت نظام کے لئے نصیحت کی ہے منشی صاحب نے بگاڑ کر اور جھوٹ موٹ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی ہے۔
جب منشی صاحب لکھ چکے ہیں کہ "اگر میرے عریضے میں کوئی ایک بھی گندہ اعتراض حضور یا حضور کے خاندان کے متعلق درج ہو تو پھر میں ہر سزا بھگتنے کو تیار ہونگا" (ص۳۱) تو صاف ظاہر ہے کہ اعتراضات کے واپس لینے کی خواہش اور پھر اس کے لئے "جال بچھانے" کا ناپاک الزام سچائی سے کوسوں دور ہے۔
جب میں نے جناب ناظر صاحب امور عامہ کے سامنے یہ عبارت پیش کی۔ تو انہوں نے حسب ذیل تحریر بغرض اشاعت دی:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منشی فضل الرحمن صاحب سامانہ نے اپنے ٹریکٹ میں میری طرف منسوب کیا ہے کہ میں نے جبکہ اگست ۱۹۴۱ء میں میں اثنائے دورہ پٹیالہ میں قیام پذیر تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا حوالہ دیکر انہیں زبانی حکم دیا۔ کہ جلسوں میں تقریریں کریں۔ اور درس دیں۔ اور اس کا ان سے عہد لیا۔ منشی صاحب کا یہ بیان سراسر غلط ہے۔ میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے حوالہ سے ایسا حکم منشی صاحب کو نہ زبانی نہ تحریری دیا ہے۔ اور نہ ہی اپنی طرف سے ایسا حکم دیا تھا۔ میں نے اس بارے میں منشی صاحب کو کوئی خط حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ یا ایماء یا حضور کے علم سے ہرگز نہیں لکھا۔ اگر میری ایسی کوئی تحریر ہے تو میں چیلنج کرتا ہوں کہ منشی صاحب اس کا عکس شائع کریں۔

بات صرف اتنی تھی۔ کہ جب منشی صاحب سے پٹیالہ میں میری ملاقات ہوئی۔ تو میں نے ان کو دو گھنٹہ تک نصیحت کی کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے "سمعًا و طاعۃً" کی مثالیں دیکر ان سے کہا کہ وہ فرمانبرداری سے کام لیں اور مرکزی احکام کی پابندی کریں۔ اگر انہیں تقریروں سے بعض وجوہات کی بناء پر منع کیا گیا ہے۔ تو یہ امر انہیں ہندوؤں اور غیر احمدیوں میں تبلیغ کرنے سے نہیں روکتا۔ اور ان سے یہ بھی کہا گیا کہ وہ جمعہ میں جماعت کے ساتھ شریک ہوا کریں۔ اور جہاں جماعت میں درس کا انتظام ہو۔ اُسے بھی سنا کریں تا نظام سلسلہ کو توڑنے والے نہ بنیں"۔

زین العابدین ناظر امور عامہ ۵/۶/۴۲

دُروغ گویم بر رُوئے تو" کی مثال

منشی صاحب نے اپنی اہمیت جتاتے ہوئے میرے متعلق لکھا ہے:
"۲۵ مارچ ۱۹۳۹ء کو مکرمی جناب مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری نے میرے بیانات

لینے کے بعد مجھے علیحدہ کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب آپ خدا کے لئے خاموش ہوجائیں اور ان باتوں کا کسی سے تذکرہ نہ کریں۔ میں نے مشروط عہد کر لیا۔" (ص۱)

یہ تو درست ہے کہ میں نے منشی صاحب سے بیانات لئے تھے جن سے ان پر الزام ثابت ہو گیا۔ اسی دوران میں انہوں نے لکھوایا کہ میں تو بالکل خاموش ہوں اور خاموش رہونگا جماعت کے بعض لوگ مجھے مجبور کر کے باتیں کرتے ہیں ان کو منع کر دیا جاتے وغیرہ وغیرہ لیکن یہ بالکل جھوٹ ہے کہ میں نے علیحدگی میں ان سے خاموش رہنے کے لئے خدا کا واسطہ دیا۔ اور انہوں نے مشروط عہد کر لیا۔ نہ مجھے اس کی ضرورت تھی نہ میں نے ایسا کیا۔ ان کے اپنے بیانات ان کے جرم کو ثابت کرنے کے لئے کافی تھے۔

درخواست کا قصہ منشی صاحب لکھتے ہیں کہ میری وہ پانچ سال قبل کی ابتدائی درخواست اجازت اور اس پر کارِ خاص کی سفارش دکھاؤ اور اس کا فوٹو شائع کرو۔ گویا آنجناب کی درخواست ایسی اہمیت رکھتی تھی کہ اس کی خاص حفاظت کی جاتی۔ میرے نزدیک یہ بھی آپ کی چالاکی ہے۔ کیونکہ کارِ خاص کے مولوی ظفر محمد اور آپ ایک ہی منصوبہ میں شریک تھے۔ کیا تعجب کہ آپ لوگوں نے ہی وہ کاغذات چھپا لئے ہوں۔ اور اسی بنا پر اب یہ لکھ رہے ہوں۔ علاوہ ازیں کہتا ہوں کہ کیا یہ مطالبہ آج پانچ سال کے بعد ذرا بھی معقولیت رکھتا ہے اور اس کا اہلِ پیغام کے عقائد کی صحت یا عدم صحت سے کیا تعلق ہے؟ اس جگہ منشی صاحب کا یہ فقرہ بھی دلچسپی کا موجب ہے کہ:۔

"یہ سچ ہے کہ میں نے ایک نہیں۔ ایک سے زیادہ درخواستیں پیش کیں۔ مگر کب کیں اور کیوں کیں؟ اس کا حضور کو سب علم ہے۔"

اخراج یا علیحدگی؟ منشی صاحب لکھتے ہیں کہ "اپریل ۱۹۴۱ء میں میرا اخراج اور بائیکاٹ" کیا گیا۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ "بحالات مجبوری خاکسار نے انجمن احمدیہ اشاعت لاہور کے سالانہ جلسے ۱۹۴۱ء پر ایک مختصر تقریر میں اپنی علیحدگی کی چند وجوہ بیان کیں۔" (ص۳) اب سوال یہ ہے کہ جب اپریل ۱۹۴۱ء میں آپ کو جماعت سے خارج کیا گیا تھا۔ آپ خود علیحدہ نہ ہوئے تھے تو دسمبر ۱۹۴۱ء میں علیحدگی کی چند وجوہ "بیان کرنیکا" کیا مطلب؟ اور پھر "بحالات مجبوری" غیر مبایعین کے ہاں ہی ان چند وجوہ کو بیان کرنیکی کیا مناسبت پیدا ہوئی تھی؟ کیا جب آپ کو بطور سزا نظام جماعت سے خارج کیا گیا تو فی الفور آپ پر کھل گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں اور پیغامی عقائد درست ہیں یا آپ اُن سے پہلے ہی ساز باز رکھتے تھے؟

جرم کی اشاعت اور اخفاء منشی صاحب لکھتے ہیں:۔ "حضرت امیر المومنین نے اپنے ایک دیرینہ خادم درکو نہ اس کے جرم سے اطلاع بخشی۔ نہ تحقیقات کی۔ نہ ہی سزا کا حکم سنایا۔" لیکن اسی صفحہ کی آخری

سطر میں لکھا ہے کہ "جن جرائم کو میرے بائیکاٹ کا سبب بتا کر نفرت پھیلائی جا رہی ہے بفضلہ تعالیٰ ان سے میرا دامن پاک ہے ورنہ اپنی بشری کمزوریوں کا مجھے ہر وقت اعتراف ہے۔" (صـ) جب آپکے بیانات لینے کے بعد جرائم کا عام اعلان ہو رہا ہے اور بقول آپکے انکی اشاعت سے آپ کے خلاف نفرت پھیلتی ہے تو آپ کا یہ کہنا کیونکر درست ہے کہ میرے جرم کا اخفاء کیا گیا اور مجھے اس کا علم نہیں؟

"اقراری مجرم" کا اصل جرم

منشی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اب میں احباب کے سامنے اپنا اصل جرم اقراری مجرم بنکر پیش کرتا ہوں۔ غور سے سنیئے میں نے قادیان میں رہ کر یہ دیکھا کہ جو شخص جتنا زیادہ دلیر ہو کر نظام روحانی پر اعتراض کرتا ہے اس کی اتنی ہی امداد اور پرورش ہوتی ہے" (صـ۱۷)

معلوم ہوتا ہے، کہ آپ اسی غلط فہمی کا شکار ہو کر "دلیری" سے اعتراض کرنے لگ گئے تھے۔ تا آپ کی زیادہ امداد اور پرورش ہو۔ مگر افسوس کہ نظام سلسلہ پر غلط اور بے جا اعتراض کرنے کے باوجود آپکی کوئی امداد اور پرورش نہ ہوئی۔ بلکہ آپ کو سزا دی گئی۔ حیرت ہے کہ اس ذاتی تجربہ کے ہوتے ہوئے آپ ابھی تک دوسروں کو غلط فہمی میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ منشی صاحب! آپ کی یہ بات قطعاً درست نہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا کہ آپ" اپنے علم کی بناء پر" ایک شخص کو مجرم سمجھیں مگر عند التحقیق وہ مجرم ثابت نہ ہو بہر حال جو کلیہ آپ نے خیال کیا ہے وہ محض غلط ہے اور غالباً آپ اسی غلط فہمی کے "مظلوم شکار" ہو گئے ہیں۔ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کے ایک خطبہ جمعہ پر اعتراض

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے ۲۸ مارچ ۱۹۴۱ء کو ایک خطبہ جمعہ پڑھا۔ جو الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا ہے اس خطبہ میں مختلف امور کا تذکرہ ہے اس کا صرف ایک آخری حصہ منشی فضل الرحمٰن صاحب کے متعلق ہے۔ مگر انہوں نے اپنے ٹریکٹ میں سارے خطبہ کو ہی اپنے متعلق قرار دے لیا ہے۔ اور دینی امور اور فلسفہ شریعت سے ناواقفی کے باعث شور مچا دیا ہے کہ "اے جماعت احمدیہ! اس خطبہ کو پڑھکر بتا۔ کہ کیا روحانی نظام کا یہی قانون ہونا چاہیئے۔" خطبہ کے اس حصہ میں جو امر ذکر ہوا ہے وہ یہ ہے، کہ حضور نے فرمایا:۔

"خلیفہ کی ضرورت تو یہی ہوتی ہے کہ وہ مصلحت اور حکمت کو دیکھتا ہے اگر وہ دیکھے کہ ایسے جرائم ہیں جن کے لئے حد شرعی مقرر نہیں یا دوسروں کے حقوق تلف نہیں ہوتے تو کسی کو سزا نہ دینے میں سلسلہ کا کوئی نقصان نہیں۔ اور اس کا ایمان بچتا ہے تو اُسے سزا نہ دینا انصافی

نہیں۔" (الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۴۱ء)

اسی سلسلۂ کلام میں حضور نے مثالاً فرمایا:-

"واقعہ افک کے سلسلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حسانؓ کو تو کوڑے لگوائے، مگر عبداللہ بن ابی جس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ وہ سب سے بڑا مجرم تھا اور جس کے متعلق تولی کبرہ فرمایا۔ اسے ایک جوتا بھی نہیں لگوایا" (۷)

اس قانون کی تشریح اللہ تعالیٰ کی سنت۔ آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعودؑ کے عمل سے کرنے کے بعد حضور نے فرمایا:-

"بعض اوقات میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ایسا بے حیا ہے کہ اس پر گرفت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اور اس کے بُرے نمونہ کا دوسروں پر بھی اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ سب پر اس کی حالت عیاں ہوتی ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ وہ بے حیا ہے اسلئے اسے چھوڑ بھی دیتا ہوں"

منشی فضل الرحمن صاحب کا سارا شور اس بات پر ہے کہ بے حیا کو بعض دفعہ کیوں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر ان کے حسب ذیل فقرے دلچسپی سے خالی نہیں۔ لکھتے ہیں:-

"مثل مشہور ہے کہ گنجا نائی سے کیوں ڈرے۔ مجھے سزا تو مل چکی۔ اس سے زیادہ جو عتاب شاہی نازل ہونا ہے وہ بہرصورت ہو کر رہے گا"

"بے حیا" کے متعلق نبیوں کا اجماعی طریق عمل

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ "بے حیا" کو گا ہے بے سزا چھوڑنے کا طریق صرف ان امور میں ہے جن میں شریعت نے خود کوئی حد یا تعزیر فرض نہیں کی۔ بلکہ امام کو اختیار دیا ہے کہ مناسب کارروائی کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولیٰ اذا لم تستحِ فاصنع ما شئت" (بخاری جلد ۴ صفحہ ۹۴)

کہ سارے نبیوں نے یہ تعلیم لوگوں کو دی ہے کہ جب تو بے حیا ہو جائے تو جو چاہے کر۔ ع

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

اس حدیث کے یہی معنے ہیں کہ جب کوئی بے شرمی اختیار کرے تو اس پر سزا کا اثر نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں چند بے حیا کوفی کھڑے ہوئے۔ حضرت معاویہ نے چند دن اپنے پاس رکھکر انہیں چھوڑ دیا اور حضرت عثمانؓ کو لکھدیا:-

"انہ قدم علی اقوام لیست لھم عقول ولا ادیان اثقلھم الاسلام

واضجرهم العدل لا یریدون اللہ بشیء ولا یتکلمون بحجۃ انما ھمھم الفتنۃ واموال اھل الذمۃ" (تاریخ الطبری ص ۲۹۱۳)

یعنی یہ بیوقوف و بے دین لوگ ہیں محض شرارت و فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ کو اور اس کے دین کو نقصان نہ پہونچا سکیں گے۔

پس اس پر سب نبیوں کا اتفاق ہے اور خلفاء کا عمل ہے کہ بے حیا پر ہر موقعہ پر گرفت مفید نہیں ہوتی۔ یہی بات ہے جو خطبہ جمعہ میں بیان ہوئی ہے سو اس پر اعتراض کرنا سب نبیوں کی تعلیم پر اعتراض کرنا ہے۔

ناکام تمنّا اور غلط نقشے بالآخر ہم منشی صاحب کے الفاظ میں اس ناکام تمنّا کا بھی ذکر کر دیتے ہیں جو ان کو اپنے پھیپھسے سے ٹریکٹ پر تھی۔ لکھا ہے :-

"خاکسار کی یہ عرضداشت شائع ہونے کے بعد نام نہاد نظام کی طرف سے جو اشتعال انگیز خفیہ ریشہ دوانیاں اور پراسرار ریزولیوشنز پاس ہونگے وہ سب نقشہ میرے سامنے ہے" (ص ۲۸)

"عرضداشت" شائع ہوگئی۔ پیغامیوں نے بھی مقدور بھر زور لگایا۔ مگر سب جانتے ہیں کہ کسی نے اسے درخور اعتنا بھی نہیں سمجھا۔ چہ جائیکہ اس کے خلاف ریزولیوشنز پاس کئے جاتے۔ یہ نقشہ اس کے شیطان نے اس کے سامنے رکھا تھا۔ جو غلط ثابت ہوگیا۔ ورنہ جو خود اقراری ہو کہ میں جھوٹ بولنے کا عادی ہوں کون سا بے وقوف اس کی بات پر اعتماد کر سکتا ہے۔ البتہ ہم نے مناسب سمجھا کہ منشی صاحب کی تھوڑی سی حسرت پوری کر دیں۔ اس لئے یہ مضمون شائع کر رہے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ابتدائی نمبروں کی ضرورت

دفتر فرقان کو بعض ضرورتوں کے لئے ابتدائی نمبر یعنی اوّل و دوم و سوم درکار ہیں۔ جو دوست واپس دے سکتے ہوں ارسال فرما کر ممنون فرماویں۔ کاغذ کی نایابی کے باعث ان کا دوبارہ چھپوانا ناممکن ہوگیا ہے۔

(مینیجر)

مولوی محمد علی صاحب کا عدالتی بیان اور اپیل

"ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کی تازہ مثال

مولوی کرم الدین آف بھیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کیا جس کا زیادہ تر انحصار لفظ کذاب پر تھا جو حضور نے مولوی کرم دین کے متعلق استعمال فرمایا تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اس مقدمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے وکیل تھے۔ مولوی محمد علی صاحب بطور گواہ استغاثہ بھی پیش ہوئے۔ مولوی صاحب نے اپنے حلفیہ بیان میں حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں حسب ذیل بیان دیئے:۔

(۱) ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء کو خواجہ صاحب مرحوم کے سوالات پر مولوی محمد علی صاحب نے حلفاً کہا کہ:۔

"مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے۔ اسکے مرید اسکو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں۔ درعیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں"

(۲) ۱۶ جون ۱۹۰۴ء کو مولوی کرم دین صاحب کی جرح پر مولوی محمد علی صاحب نے حلفاً کہا کہ:۔

"مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ نبوت کا اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ ایسے مدعی کا مکذب قرآن شریف کی رو سے کذاب ہے"۔

یہ بیانات نہایت واضح ہیں جن میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں تھی اور نہیں ہے لیکن جناب مولوی محمد علی صاحب نے جماعت احمدیہ پر "خیانت" کا الزام دیکر لکھا ہے کہ "اسی بیان کے آخر میں میرے یہ الفاظ موجود ہیں" مرزا صاحب نبی ہونے کا۔ سینٹ یعنی ولی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں"۔ (پیغام صلح ۳ جون ۱۹۴۲ء ص۴)

مولوی صاحب نے لرزتے ہوئے دل اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے یہ دھورا فقرہ لکھکر اپنی مزید پردہ دری کرانی چاہی ہے۔ جس کا کھٹکا ان کے دل میں پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"اس کے جواب میں شاید یہ کہا جائے کہ میرے اس بیان کے اوپر اخبار ٹروتھ سیکر کا ذکر ہے اور ممکن ہے کہ میرا یہ بیان اخبار ٹروتھ سیکر پر مبنی ہو الخ"

اصل مسل مقدمہ ہمارے ہاں محفوظ ہے اس میں مولوی صاحب کا پیش کردہ فقرہ بایں صورت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے مورخہ ۱۶ مئی کو بجواب خواجہ کمال الدین صاحب کہا:۔

"مرزا صاحب کی کیریکٹر پبلک کیریکٹر ہے۔ امریکہ کے اخبار ٹروتھ سیکر مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۴ء اور پھر

۹ راپریل ۱۹۰۴ء میں مرزا صاحب کے متعلق نوٹ لکھے ہوئے ہیں۔ مرزا صاحب نبی کا سنت یعنی ولی ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں۔ انکی جماعت کی تعداد دو لاکھ کے قریب ہے۔" (ورق ۲۸۱)

سرسری نظر سے ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ تو صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "پبلک کیریکٹر" کے ثبوت میں ٹرونچ سیکر کے نوٹوں کا تذکرہ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کا اسے اپنی طرف سے نبوت کی تشریح قرار دینا نہایت مضحکہ خیز امر ہے سوائے اسکے کہ انسان ڈوبتے وقت تنکے کا سہارا لے اس قسم کی حرکت نہیں کرسکتا۔

مولوی صاحب نے الفضل پر الزام لگایا ہے کہ اس نے "فلسکیپ سائز کے سترہ صفحہ" کا سارا بیان کیوں شائع نہیں کیا۔ مگر خود نہ صرف سارا بیان شائع نہیں کرتے، بلکہ اصل بیان کو بھی جو مستغیث یا وکیل ملزم کے سوال پردے چکے ہیں شائع کرنیکی ہمت نہیں پڑتی۔ مولوی صاحب کا زعم ہے کہ میرے بیان کے شروع میں جو لفظ نبوت استعمال ہوا ہے ٹرونچ سیکر والے حوالے کے ذریعہ اسکی تشریح کروائی گئی ہے۔ مگر حیرت ہے کہ ۱۳ر مئی کی اس تشریح کے بعد کہ نبی بمعنی ولی ہے ۱۶ر جون کو پھر مولوی صاحب وہ بیان دیدیتے ہیں جو اوپر درج ہے۔ اس ترتیب سے بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ مولوی صاحب کا تازہ خودساختہ جواب ہرگز درست نہیں ہے۔ بلکہ یہ ڈوبتے کو تنکے کے سہارے کی بدترین مثال ہے۔ سچ یہی ہے کہ مولوی صاحب اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسا مدعیٔ نبوت مانتے تھے جیسا کہ آنحضرت صلعم کو ایسا ہی مدعیٔ نبوت مانتے تھے جیسے کہ اور نبی۔ کیونکہ آپنے کہا ہے۔ کہ جس طرح جملہ نبیوں کا مکذب کذاب ہے اسی طرح از روئے قرآن مجید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکذب کذاب ہے۔ ہم انشاءاللہ اگلے نمبر میں اس موضوع پر مفصل بحث کرینگے۔

فرقان کا عدالتی بیان نمبر

اگلے نمبر (جولائی ۱۹۴۲ء) میں مولوی کرم دین بھیں والے مقدمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، مولوی محمد علی صاحب اور دیگر گواہوں کے بیانات سے حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ایک فیصلہ کن جشو کا مقالہ شائع ہو رہا ہے انشاءاللہ۔ اسمیں علاوہ ازیں اور بعض عدالتی بیانات پر بھی تبصرہ ہوگا اور غیر مبایعین کے اعتراضات کے جواب بھی دیے جائینگے۔ احباب کو چاہیے کہ اس نمبر کو بکثرت شائع کریں۔ خریداروں کے علاوہ عام تقسیم کے لئے ایک روپیہ کی آٹھ کاپیاں دی جائیں گی۔ احباب بہت جلد مینیجر صاحب فرقان کو اس بارے میں اطلاع فرمادیں۔

(ایڈیٹر)

مولوی محمد علی صاحب سے جماعت احمدیہ کا پُر زور مطالبہ

جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب سابق آنریری سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جناب مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام کھلی چٹھی میں لکھا ہے:۔

"آپ نے خلیفہ صاحب قادیان کے خلاف الزامات کی تشہیر میں ہمیشہ اخلاقی اور مالی مدد کی ہے۔ رقم بلا تفصیل سے جو مدد حکیم عبد العزیز کو آپ کی طرف سے اس کام کے لیے دی جاتی رہی۔ اس سے آپ حلفاً کبھی انکار نہیں کر سکتے۔ اس کے مقابل اعلانات میں آپ جھوٹ بولتے ہیں کہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ اسی پیغام صلح مؤرخہ ۲۸ اپریل میں بھی آپ نے پھر وہی جھوٹ بولا ہے۔ کیا کسی متقی اور شریف آدمی کے لئے مناسب ہے؟" (فرقان مئی ۴۲ء صفحہ ۳۳)

ساری جماعت احمدیہ اس بات کی سخت منتظر ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اس شدید الزام کا کیا جواب دیتے ہیں؟ آج تک مولوی صاحب اس بارے میں بالکل خاموش ہیں۔ جماعت احمدیہ کے سب افراد پُر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر یہ بیان درست نہیں تو مولوی محمد علی صاحب حلفاً اس امداد کا انکار کریں اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیں۔ کیا مولوی صاحب ایسا کر سکیں گے؟ دیدہ باید

(حکیم عبد اللطیف صاحب شاہد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا)

(ہر ماہ کی دس تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے)

إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا

مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہنامہ

فرقان

(عدالتی بیان نمبر)

قیمت سالانہ	جمادی الثانیہ ۱۳۶۱ھ	ایڈیٹر
ایک روپیہ	مطابق ماہ جولائی ۱۹۴۲ء	ابو العطاء جالندھری

فرقان (عدالتی بیان نمبر)

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فرقان نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۱ بابت ماہ وفاء ۱۳۲۱ ہجری شمسی مطابق جولائی ۱۹۴۲ء نمبر ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَالنَّاصِرُ

ایک اہم سوال کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عبداللطیف تحفہ گولڑویہ کے متعلق پوچھا گیا تھا

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے قلم سے)

خان بہادر میاں محمد صادق صاحب آف لاہور نے اپنے مکتوب میں ایک استفسار کیا ہے۔ چونکہ یہ سوال اور دوستوں کی طرف سے بھی کیا جاتا ہے اور رسالہ فرقان میں شائع شدہ سوال وجواب کے تسلسل میں ہے اس لئے میں اس کا جواب فرقان کے ذریعہ ہی شائع کرتا ہوں۔ میاں صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں:-

"میری معروضات پر جو جوابات آنجناب نے بیان فرمائے تھے اور جو فرقان میں شائع ہو چکے ہیں ان پر بھی بحث وتجسس جاری ہے۔ اسی سلسلہ میں میں حقیقۃ الوحی کو پڑھ رہا ہوں۔ چند دن ہوئے میری نظر اس کے صفحہ ۲۶۵-۲۶۶ نشان نمبر ۱۱۸ پر پڑی، جو حسب ذیل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری مقدمہ کی وجہ سے (جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا) موجود تھا۔ مجھے الہام ہوا۔ "یسئلونک عن شانک

قل الله ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون"۔ یعنی تیری شان کے بارے میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہہ وہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ پھر ان کو اپنے لھو ولعب میں چھوڑ دے۔ سو مَیں نے یہ الہام الٰہی اس جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی، جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہوں گے، سُنا دیا۔ جس میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ خواجہ کمال الدین بی۔اے پلیڈر بھی تھے۔ پھر بعد اس کے ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے۔ اسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے، تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہوا تھا۔ قریبًا عصر کے وقت پورا ہو گیا اور ہماری تمام جماعت کی زیادتی ایمان کا موجب ہوا"۔

اس حوالہ کو نقل کرنے کے بعد میاں محمد صادق صاحب نے استفسار کیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے، کہ سنہ ۱۹۰۳-۴ء میں (جو مولوی کرم دین جہلمی کے مقدمہ کا زمانہ ہے) بلکہ سنہ ۱۹۰۷ء تک (جو حقیقۃ الوحی کی طباعت کا سن ہے) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی وہی شان سمجھتے تھے جو حضور نے تریاق القلوب میں تحریر فرمائی ہے۔ یعنی حضور نبی ہونے سے منکر تھے اور اپنا مقام محدّثیت تک محدود قرار دیتے تھے۔ لہٰذا تبدیلی عقیدہ کا مسئلہ درست نہیں۔

میاں محمد صادق صاحب کے اس استدلال کا سارا انحصار اس امر پر ہے کہ عدالتی بیان کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کتاب تریاق القلوب کو پیش کرکے سوال کیا گیا تھا۔ اور اس صورت میں بجا طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ عدالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تریاق القلوب کے متعلق سوال نہیں ہوا۔ بلکہ تحفہ گولڑویہ کے بارے میں ایک خاص سوال کیا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ بیان اس مقدمہ میں ہوا جو حکیم فضل الدین صاحب مرحوم نے مولوی کرم الدین ساکن بھیں پر زیر دفعہ ۴۲۰، ۴۷۱ تعزیرات ہند دائر کیا تھا۔ حضور ان دنوں (اگست سنہ ۱۹۰۳ء میں) دوسرے مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور میں تشریف رکھتے تھے مولوی کرم الدین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حکیم فضل الدین صاحب والے مقدمہ میں اپنی طرف سے صفائی کے گواہ کے طور پر بھی طلب کیا تھا۔ جب حضرت اقدسؑ پر جرح ہو رہی تھی تو ایک موقعہ پر مولوی کرم الدین کے خطوط کو یقینی طور پر شناخت کرنے یا نہ کرنے کا سوال تھا۔ اس موقعہ پر

مولوی کرم الدین کی طرف سے حسب ذیل جرح ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"تحفہ گولڑویہ میری تصنیف ہے۔ یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہُوا۔ پیر مہر علی شاہ کے مقابلہ پر لکھی ہے یہ کتاب سیف چشتیائی کے جواب میں نہیں لکھی گئی۔

سوال:۔ جن لوگوں کا ذکر صفحہ ۴۸ لغایت ۵۰ اس کتاب میں لکھا ہے آپ ہی اس کا مصداق ہیں؟

جواب:۔ خدا کے فضل اور رحمت سے مَیں اس کا مصداق ہوں۔

سوال:۔ ان روحانی طاقتوں کو کام میں لا کر جس سے جھوٹے اور سچے ہیرے شناخت کئے گئے آپ نے کرم الدین کے دونوں خطوں کو پرکھا یعنی پی نمبر ۴۔ اور مضمون مندرجہ سراج الاخبار جہلم اور نیز نوٹ ہائے مندرجہ حاشیہ اعجاز المسیح۔

جواب:۔ مَیں نے نہ ان صفحات میں، اور نہ کسی اور جگہ، کبھی دعویٰ نہیں کیا، کہ مَیں عالم الغیب ہوں۔

سوال:۔ صفحہ ۲۹۔ پی نمبر ا سطر ۶ سے جو مضمون چلتا ہے وہ آپ نے اپنی نسبت لکھا ہے؟

جواب:۔ مَیں اس مضمون کو اپنی طرف منسوب کرتا ہوں صفحہ ۸۹ پر بھی جو کچھ لکھا ہے وہ اپنی نسبت لکھا ہے۔

سوال:۔ بلحاظ اندراج صفحات ۲۹۔ ۳۰۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۸۹ تحفہ گولڑویہ آپ نے کرم دین کے خطوں کو اور محمد حسن کی تحریر کو پرکھا؟

جواب:۔ ایسی عام طاقت کا مَیں نے کبھی دعوےٰ نہیں کیا۔

سوال:۔ جو طاقت چند پیسوں کے کھوٹے ہیروں پر برتی گئی تھی اور جس سے وہ ہیرے شناخت کئے گئے تھے وہ عام تھی یا خاص؟

جواب:۔ وہ خاص طاقت تھی۔ کبھی انسان دھوکہ کھا لیتا ہے اور اپنی فراست سے ایک بات کی تہہ تک پہونچ جاتا ہے۔"

عدالت کی مسل میں بھی یہی اندراج ہے اور مطبع سراج الاخبار جہلم میں انہی دنوں جو رسالہ "روئداد مقدمات قادیانی" کے نام سے شائع ہُوا تھا۔ اس میں بھی یہی الفاظ شائع ہوئے ہیں۔ (رسالہ مذکور صفحہ ۴۱-۴۲)

ازروئے واقعات بھی کھرے کھوٹے ہیروں کی شناخت کا واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں ہی درج فرمایا ہے نہ کہ تریاق القلوب میں۔ پس یہ یقینی اور قطعی بات ہے کہ عدالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے تحفہ گولڑویہ کے متعلق ہی معین سوال ہوا تھا۔ اس لئے نبوت سے انکار، اور اپنے مقام کو محدثیت تک محدود قرار دینے کا کوئی موقعہ ہی نہ تھا اور نہ ہی یہ سوال پیدا ہوا تھا۔ لہٰذا میاں محمد صادق صاحب اور دوسرے غیر مبایعین کا مندرجہ بالا استدلال درست نہیں ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

غیر مبایعین پر اتمام حجت کیلئے خدائی سامان

مولوی کرم دین جہلمی کے مقدمہ کی مسل محفوظ ہے اور غیر مبایعین سے اُسے پڑھ چکے ہیں۔

تحریری مباحثہ راولپنڈی کے موقعہ پر جون سنہ ۱۹۳۷ء میں پہلی مرتبہ مولوی کرم دین والے مقدمہ میں مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کے بیان سے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق حوالہ جات غیر مبایعین کے سامنے پیش کئے گئے۔ بعد ازاں اخبارات میں بھی انکا چرچا ہوا۔ مولوی محمد علی صاحب نے ابتداءً تو اس طرف توجہ نہ کی۔ آخر مجبور ہو گئے کہ جواب دیں۔ لیکن اس صاف اور واضح بات کا جواب کیا ہو سکتا تھا سوچ سوچکر یہ تجویز کیا۔ کہ اصل مسل کا معائنہ کیا جائے۔ شائد کوئی بات نظر آجائے۔ تا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہی مل جائے۔ چنانچہ اس تجویز کے مطابق مرزا مسعود بیگ صاحب کو گورداسپور بھیجا گیا اور انہوں نے عدالت ضلع میں مورخہ ۴ مئی سنہ ۱۹۴۲ء کو اصل مسل کا معائنہ کیا۔ خدا تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت مولوی کرم دین آف بھین کے مقدمہ کی مسل ابھی تک دفتر ضلع گورداسپور میں محفوظ ہے۔ مَیں بھی مورخہ ۶ر جولائی سنہ ۱۹۴۲ء کو اس کا حسب ضابطہ معائنہ کر چکا ہوں۔ ہمارے پاس اہم بیانات کی مصدقہ نقول تو پہلے ہی موجود تھیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسل سے مزید حوالہ جات مل گئے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس مسل کو ایک دفعہ پڑھ لے تو وہ ہرگز ہرگز اس میں شبہ نہیں کر سکتا کہ سنہ ۱۹۰۳ء۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں جماعت احمدیہ یقینی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتی تھی۔ فرقان کے اس نمبر میں اس مسل کے اقتباسات درج ہیں۔ جن میں سے ہر اقتباس کی صحت ناقابل انکار ہے۔ اگر آجتک یہ مسل موجود نہ رہتی بلکہ جیسا کہ اور دیرینہ اسلے تلف کر دی جاتی ہیں یہ بھی تلف کر دی جاتی تو غیر مبایعین عذر کر سکتے تھے اور شاید کسی کے نزدیک ان کا عذر معقول ہوتا۔ اور اگر غیر مبایعین نے اس مسل کا معائنہ نہ کیا ہوتا تو بھی کسی کو شک ہو سکتا تھا مگر اب یہ بھی گنجائش نہیں کیونکہ انکے نمائندہ مرزا مسعود بیگ صاحب لاہور سے گورداسپور پہنچکر اس مسل کا معائنہ کر کے ان اقتباسات کے متعلق تسلی کر چکے ہیں اور اگر اب بھی کسی کو شبہ ہو تو وہ گورداسپور جا کر اصل مسل دیکھ لے۔ غیر مبایعین پر اتمام حجت کیلئے خدا نے یہ عجیب سامان محفوظ رکھا ہے۔ احباب کو چاہیے کہ یہ نمبر بکثرت غیر مبایعین تک پہونچائیں۔

(خاکسار ابوالعطاء جالندھری ۷ر جولائی سنہ ۱۹۴۲ء)

ایک فیصلہ کن بحث

نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق عدالت میں حلفیہ بیانات

مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے ساتھیوں کیلئے قابلِ غور حقائق

مسیح ناصری اور مسیح محمدی پر مقدمات

حضرت مسیح ناصریؑ رومی حکومت کے ماتحت تھے اس لئے ان کے دشمنوں نے اس حکومت کے ذریعہ انہیں سزا دلانے کی کوشش کی اور ان پر مقدمات قائم کئے۔ حضرت مسیح محمدی علیہ السلام کی بعثت انگریزی حکومت کے زمانہ میں ہوئی۔ اس لئے آپ کے دشمنوں نے حکومت برطانیہ کی عدالتوں میں آپ پر مقدمات دائر کئے اور سر توڑ کوشش کی، کہ آپ کو سزا ملے۔ پہلے مسیحؑ کے دشمن اپنے مقصد میں ایک حد تک کامیاب ہوگئے۔ کیونکہ رومی حکومت کے کارندے ان دنوں اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو چکے تھے اور عدل و انصاف پورے طور پر موجود نہ تھا لیکن مسیح محمدی کے مخالف اپنے منصوبوں میں سراسر ناکام و نامراد رہے۔ بلکہ یہ مقدمات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق ہونے کے باعث حضور کی صداقت پر برہان قاطع ثابت ہوئے ہیں۔ ان موقعوں پر خدا کے بیسیوں نشانات ظاہر ہوئے اور جماعت کے افراد کے ازدیاد ایمان کا موجب بنے۔ اور ان کے ذریعہ سے بہت سے مسائل حل ہوگئے۔

واقعات مقدمہ مولوی کرم الدین آف بھیں

ان مقدمات میں سے ایک اہم مقدمہ وہ ہے جو موضع بھیں ضلع جہلم کے ایک شخص مولوی کرم الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند دائر کیا تھا۔ بناء دعویٰ یہ تھی، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب مواہب الرحمن میں اپنی پیشگوئیوں کے ذکر کے ضمن میں مولوی کرم الدین کے متعلق بعض الفاظ تحریر فرمائے، جو مبنی برحقیقت تھے۔ لیکن مولوی مذکور نے انہیں اپنی بے عزتی پر محمول کرکے ازالہ حیثیت عرفی کا دعوے کر دیا۔ یہ مقدمہ ۲۶ جنوری ۱۹۰۳ء کو جہلم میں دائر کیا گیا۔ اور چیف کورٹ پنجاب کے حکم سے ۲۹ جون ۱۹۰۳ء

کو گورداسپور میں منتقل ہوا۔ مختلف مراحل طے کرنے کے بعد آخر لالہ آتمارام مجسٹریٹ درجہ اوّل نے ۸ را کتوبر ۱۹۰۴ء کو اس کا فیصلہ سنایا جس میں سراسر غلط طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجرم گردان کر پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ اس فیصلہ کے خلاف اپیل کیا گیا۔ جس پر مسٹر اے۔ ای ہری صاحب بہادر سشن جج امرتسر نے ۷ رجنوری ۱۹۰۵ء کو لالہ آتمارام صاحب کے فیصلہ کو منسوخ فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو باعزت بری کیا اور رقم جرمانہ واپس دلوائی۔ اور کرم الدین کے لئے استعمال شدہ الفاظ کذاب ولئیم کے متعلق لکھا کہ وہ اپنے اعمال کے باعث ان سے بھی زیادہ کا مستحق تھا۔ ماتحت عدالت کی طویل اور تکلیف دہ کارروائی پر سشن جج بہادر نے ریمارکس دیئے کہ:۔

"بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے مقدمہ میں جو کارروائی کے ابتدائی مرحلہ پر ہی خارج کیا جانا چاہیئے تھا اس قدر وقت ضائع کیا گیا ہے۔"

اس مقدمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے بطور وکیل پیش ہوتے رہے۔

اس مقدمہ کے بیانات ہمارے اور غیر مبایعین کے موجودہ نزاع، یعنی آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوٰی نبوت کیا ہے یا نہیں، کا قطعی فیصلہ کرنے والے ہیں۔ اس لئے ہم ذیل میں مقدمہ مذکورہ کی مسل سے مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلقہ جملہ بیانات درج کرتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تحریر فرمودہ عقائد احمدیہ

۱۶ نومبر ۱۹۰۳ء میں مستغیث مولوی کرم دین پر جرح کے وقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عقائد کی ایک فہرست عدالت میں داخل فرمائی جس کی مصدقہ نقل حسب ذیل ہے:۔

"عقائد مرزا غلام احمد قادیانی

(۱) حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

(۲) حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے تھے اور غشی کی حالت میں زندہ ہی اتارے گئے تھے۔

(۳) حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر معہ جسم عنصری نہیں گئے۔

(۴) حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے نہیں اتریں گے اور نہ کسی قوم سے وہ لڑائی کرینگے

(۵) ایسا مہدی کوئی نہیں ہوگا۔ جو دنیا میں آکر عیسائیوں اور دوسرے مذاہب والوں سے جنگ

کریگا۔ اور غیر اسلامی اقوام کو قتل کر کے اسلام کو غلبہ دے گا۔

(۶) اس زمانہ میں جہاد کرنا یعنی اسلام پھیلانے کے لئے لڑائی کرنا بالکل حرام ہے۔

(۷) یہ بالکل غلط ہے کہ مسیح موعود آ کر صلیبوں کو توڑتا اور سؤروں کو مارتا پھریگا۔

(۸) مَیں میرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود اور امام زمان اور مجدّد وقت اور ظلّی طور پر رسول اور نبی اللہ ہوں اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔

(۹) مسیح موعود اس امت کے تمام گذشتہ اولیاء سے افضل ہے۔

(۱۰) مسیح موعود میں خدا نے تمام انبیاء کی صفات اور فضائل جمع کر دیئے ہیں۔

(۱۱) کافر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔

(۱۲) مہدی موعود قریش کے خاندان میں نہیں ہونا چاہیئے۔

(۱۴) امّت محمدیہ کا مسیح اور اسرائیلی مسیح دو الگ الگ شخص ہیں۔ اور مسیح محمدی اسرائیلی مسیح سے افضل ہے۔

(۱۵) حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کوئی حقیقی مُردہ زندہ نہیں کیا۔

(۱۶) آنحضرت صلعم کا معراج جسم عنصری کے ساتھ نہیں ہوا۔

(۱۷) خدا کی وحی آنحضرت صلعم کے ساتھ منقطع نہیں ہوئی:

العبد العبد

مرزا غلام احمد بحروف انگریزی خواجہ کمال الدین "

ان عقائد میں سے جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اور خواجہ کمال الدین صاحب نے بطور وکیل دستخط کئے تھے ۸ و ۱۴ و ۹ و ۱۰ پر یکجائی نظر ڈالنے سے صاف کھل جاتا ہے، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوٰی تھا۔ کہ مَیں نبی ہوں اور مسیح ناصری سے افضل ہوں جملہ انبیاء و مرسلین کے صفات و فضائل مجھ میں جمع ہیں۔ مَیں نے مورخہ ۱۳ / اکتوبر ۱۹۴۱ء کو جناب مولوی محمد علی صاحب کو بذریعہ رجسٹرڈ مکتوب دعوت دی تھی۔ کہ وہ ان عقائد پر دستخط کر کے شائع فرما دیں۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے آج تک اس پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ جس سے ظاہر ہے کہ وہ آج ان عقائد سے منحرف ہو چکے ہیں۔ ان کے ساتھیوں میں سے منصف مزاج اصحاب سے درخواست ہے

(سے۔ نقل مطابق اصل ہے)

کہ وہ ہمارے اس معقول مطالبہ پر غور فرمائیں؛

مولوی کرم دین صاحب کی شہادت

مولوی کرم دین مستغیث کے بیان کے بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے اس پر جرح کر کے ۱۳ر نومبر ۱۹۰۳ء کو اس سے کہلوایا کہ:-

"میرے خیال میں مرزا صاحب صاحب رسالت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں اس رسالت کا قائل نہیں ہوں" (مصدقہ نقل ورق ۶۳)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی گواہی

اس مقدمہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری استغاثہ کے گواہ تھے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بجواب مستغیث مورخہ ۱۱ر مئی ۱۹۰۴ء کو کہا کہ:-

"مرزا صاحب ملزم کا دعویٰ نبوت میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں حضرت محمد صاحب کو خاتم الانبیاء کہا گیا ہے۔ اور حدیث میں لکھا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا"

مولوی ثناء اللہ صاحب نے خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کی جرح کے جواب میں ۲۵ر مئی ۱۹۰۴ء کو باقرار صالح کہا کہ:-

"چونکہ مرزا صاحب نے اپنے خیالات مذہبی پیرایہ میں بیان کئے ہیں۔ ان میں ایک دعویٰ نبوت بھی ہے اور ہمارے پیغمبر صاحب کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے دجال ہونگے۔ اس لئے اگر وہ اپنے دعویٰ نبوت پر اس وقت بھی قائم ہیں تو وہی حدیث کا حکم ان پر صادق آئے گا"

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اس بیان کی تغلیط کے لئے ہمارے دونو اوّل الذکر قابل وکلاء نے مختلف کتابیں پیش کر کے ثابت کیا کہ تشریعی نبوت بند ہے اور غیر تشریعی نبوت جاری ہے چنانچہ یکم جون ۱۹۰۴ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے بجواب جرح کہا:-

"قرآن شریف میں خاتم النبیین والی آیت کے سوائے اس مضمون کی اور کوئی آیت مجھے یاد نہیں ہے۔ خاتم النبیین کے لفظی معنے نبیوں کی مہر یعنی خاتمہ ہیں۔ خاتمہ اسلئے مراد ہے کہ مہر اخیر پر لگتی ہے۔ اگر شروع میں مُہر لگائی جاوے تو اس وقت کا رواج دیکھا جاویگا۔ جب مُہر لگائی گئی ہو (حمائل مولوی نذیر احمد کا صفحہ ۶۷۵ دکھایا گیا) سطر عربی ۹ و ۱۰ پر جو آیت ہے اس کے دو جملے ہیں پہلے میں انکار کیا گیا ہے کہ محمد صاحب

کسی مرد کے باپ ہیں۔ ان پر ابتر یعنی بے اولاد نرینہ ہونے کا طعنہ تھا۔ اس آیت کی تفسیر میں میں نے ایک آیت نقل کی ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں میں نے اس طعنہ کو نقل کیا ہے۔ اس جملہ میں اس طعنہ کو تسلیم کیا ہے لیکن حرف استدراک ہے۔ استدراک تلافی مافات کے لئے آتا ہے۔ تلافی دونوں لفظوں رسول و خاتم النبیین سے ہوتی ہے۔ نبی کے معنے ہیں جو خدا کی طرف سے پیغام رساں ہو۔ لغوی معنی نبی کے خبر دینے والا ہے۔ مگر شریعت میں پہلے معنی ہیں۔ بعض نبی نئی شریعت لے کر آئے ہیں اور بعض پہلی شریعت کے تابع آئے ہیں۔ مرزا غلام احمد کا دعویٰ غلط سا ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں شریعت لے کر آیا ہوں۔ جو شخص خدا کی طرف سے صرف منذر ہونے کا بطریق علماء کے دعوے کرے وہ نبی ورسول نہیں ہے۔ جو شخص الہام پاکر منذر ہونے کا دعویٰ کرے اور نبوت کی لوازمات اپنی ساتھ ساتھ بتلائے۔ تو وہ نبی ہونے کا مدعی ہے ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب ٭ ہاں ملہم ہستم و ز خدا وند منذرم

اس شعر میں نئی شریعت والا رسول ہونے سے انکار کیا ہے اور ملہم و مُنذر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ پیغمبر صاحب کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا جو دعوی کرے وہ اس حدیث و آیت کے مطابق دین سے خارج ہے اور جو ایسا عقیدہ رکھیں کہ ایسے نبی جو نئی شریعت نہ لائیں پیغمبر صاحب کے بعد پیدا ہو سکتے ہیں وہ بھی دین سے خارج ہیں (تحذیر الناس کا صفحہ ۲۸ دکھایا گیا) اس کی سطر، پر لکھا ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی میں کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ اس کتاب کا مصنف محمد قاسم نانوتوی ہے۔ وہ میرے استاذ الاستاذ ہیں بشرطیکہ وہی ہیں (کتاب اقتراب الساعۃ کا صفحہ ۱۶۲ دکھایا گیا) اس کی سطر ۴ و ۵ میں لکھا ہے کہ حدیث لاوحی بعد موتی بے اصل ہے ہاں لانبی بعدی آیا ہے اس کے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ لائیگا۔ (تکملہ مجمع البحار کا صفحہ ۸۵ دکھایا گیا) اس کی سطر ۳ پر حضرت عائشہؓ کا قول لکھا ہے کہ میرے بعد ایسا نبی نہ آئیگا جو میری شریعت کو منسوخ کرے۔ یعنی یوں کہو کہ حضرت خاتم الانبیاء ہیں اور نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ قول حضرت عیسےٰ کے اُترنے کی طرف ہے اور یہ نہیں مخالف ہے حدیث لا نبی بعدی کے۔ کیونکہ اس میں ارادہ ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں آئیگا۔ جو حضرت کی شریعت کو

منسوخ کرے (کتاب قلمی ترجمہ فصوص الحکم کا ورق ۲۳۳ دکھایا گیا) اس کے صفحہ دوم سطر ۷ پر لکھا ہے کہ نبوت و رسالت دو قسم پر ہے۔ ایک احکام شرعیہ سے تعلق رکھتی ہے جو امرو نہی خدا کی طرف سے مخلوق پر انبیاء کے ذریعہ آئے ہیں۔ اور وہ ختم ہو چکی ہے۔ دوسری قسم خبر دینا ہے حقائق و اسرار غیب سے اور اظہار کرنا اسرار عالم ملکوت کا اور کھولنا اسرار ربوبیت کا اور وہ منقطع نہیں ہیں۔ اس کو انباء کہتے ہیں (مناظرہ امرتسر صفحہ ۲۷ سطر اول دکھائی گئی) یہ ایک وحی اس کے رُو سے مانتا ہوں کہ اس امت میں اولیاء کو ظنی طور پر امور غیبی پر اطلاع دی جاتی ہے لیکن ان کا منکر کافر یا خارج از دین نہیں ہوتا۔ ظنی طور سے میری مراد گمان غالب ہے (حمائل صفحہ ۹۱۵ دکھایا گیا) اسکی سطر ۶ اُردو میں لکھا ہے کہ اپنی غیب کی باتیں کسی پر ظاہر نہیں کیا کرتا۔ مگر ہاں اپنے برگزیدہ پیغمبروں پر مصلحتاً کوئی بات ظاہر کرنی چاہتا ہے تو وہ بھی اس احتیاط سے کہ ان کے آگے اور ان کے پیچھے فرشتوں کا پہرہ ان کے ساتھ رہتا ہے (کتاب فتوحات مکیہ صفحہ ۵۵ دکھایا گیا) اس کی سطر ۲ پر لکھا ہے کہ پیغمبر صاحب خاتم النبوت ہیں کوئی نبوت نئی حکم والی ان کے بعد نہیں یعنی نئی شریعت والی۔" (اصل مسل موجودہ گورداسپور صفحہ ۳۳۸ تا ۳۴۰)

اس کے علاوہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۱۷ دسمبر ۱۹۰۳ء کو بجواب جرح کہا تھا کہ:۔

"انبیاء نے اپنے مکذبین کو کذاب کہا ہے۔ انبیاء مدعی نبوت ہوتے ہیں اور مکذبین انبیاء نے انبیاء کو کاذب کہا ہے۔" (مسل مصدقہ ورق ۱۰۰)

پیارے بھائیو! خدارا اس جرح پر غور کرو تو آپ پر کھل جائیگا کہ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب اس وقت یقینی طور پر اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غیر تشریعی نبی مانتے تھے۔ جس طرح جماعت احمدیہ آج بھی مانتی ہے۔ ورنہ فتوحات مکیہ۔ مجمع البحار۔ اقتراب الساعۃ۔ اور تحذیر الناس کو پیش کرکے جواب لینے کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ بہر حال یہ امر روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امیر غیر مبایعین بھی مدعی نبوت مانتے تھے۔

شیخ عزیز الدین صاحب قریشی دینانگر کی شہادت

فردِ جرم لگائے جانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے چند گواہانِ صفائی پیش ہوئے جن میں شیخ عزیز الدین صاحب قریشی دینانگر بھی تھے۔ انہوں نے باوجود غیر احمدی ہونے کے سچی شہادت دی خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے سوال پر شیخ صاحب موصوف نے کہا:۔

"خطوط اور مضمون اخبار کے ملاحظہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ کاتب ان کا (کرم الدین) اپنی کوشش سے اپنے فرقہ کے مسلمانوں کو مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت اور ان کی جماعت کے اعتقاد سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ میرے نزدیک ایسے جھوٹ اور فریب دہی سے اس کو کذاب ولئیم کہدینا ٹھیک ہے۔" (مسل گورداسپور ص۵۱۷)

اس بیان سے بھی ظاہر ہے کہ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کرنے کو اپنے و بیگانے سب مانتے تھے۔ گواہ صفائی کے منہ سے یہ بات تبھی کہلوائی جاسکتی ہے۔ جبکہ جماعت احمدیہ کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت مسلّم ہو۔

مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کی حلفیہ شہادت

مولوی کرم الدین صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو استغاثہ کا گواہ پیش کیا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں یہ کہنے کے بعد کہ "میں مرزا صاحب ملزم کا مرید ہوں اور نیز وکیل" حلفیہ بیان میں ۱۳؍مئی ۱۹۰۴ء کو جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے استفسار پر کہا۔

"مکذّب مدعیٔ نبوت کذّاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں"

پھر مورخہ ۱۶؍مئی ۱۹۰۴ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے پبلک زندگی ہونے کے ثبوت میں اخبار "ٹروتھ سیکر" امریکہ کے دو نمبر پیش کرتے ہوئے کہا:۔

"مرزا صاحب کا کیریکٹر پبلک کیریکٹر ہے۔ امریکہ کی اخبار ٹروتھ سیکر Truth Seeker مورخہ ۱۶؍اپریل ۱۹۰۳ء اور پھر ۹؍اپریل ۱۹۰۴ء میں مرزا صاحب کے متعلق نوٹ لکھے ہوئے ہیں۔ مرزا صاحب نبی ہونے کا۔ سینٹ یعنی ولی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی جماعت کی تعداد دو لاکھ کے قریب ہے۔"

اس کے ایک ماہ بعد مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۰۴ء کو مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں بجواب مستغیث حلفاً بیان کیا کہ:۔

"مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔ یہ دعوےٰ نبوّت اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا ایسے مدعی کا مکذّب قرآن شریف کی رُو سے کذّاب ہے مسیلمہ مدعیٔ

نبوت نتھا ۔ میں اس کی نبوت سے منکر ہوں مسیلمہ مجھے کذاب کہہ سکتا ہے اگر موجود ہو"۔ (ورق ۳۶۲)

مولوی محمد علی صاحب کا یہ بیان در بارہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت واضح ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو "مدعیٔ نبوت" قرار دیکر مولوی کرم الدین کا کذاب ہونا ثابت کیا ہے۔ اور اس کے لئے قرآن مجید کی سند پیش کی ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدعیٔ نبوت ہونے کی مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مدعی نبوت ہونے سے دی۔ اور مخالف فریق نے جرح میں مسیلمہ کے مدعیٔ نبوت ہونے سے تبلائی (معاذاللہ) جس سے ظاہر ہے کہ موافق و مخالف حضور کو مدعیٔ نبوت قرار دیتے تھے۔ مرید سچا مدعیٔ نبوت مانتے تھے اور دشمن جھوٹا کہتے تھے۔

جناب مولوی محمد علی صاحب کا رکیک ترین عذر

میں نے لکھا ہے کہ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۴۲ء کو مولوی محمد علی صاحب نے مرزا مسعود بیگ صاحب کو اصل مسل کے معائنہ کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد پیغام صلح ۳ جون میں آپ نے ایک مضمون "میرا بیان عدالت میں اور جماعت قادیان سے اپیل" شائع کیا جس میں آپ نے اپنی طرف سے ایک عذر پیش فرمایا کہ:۔

"اسی بیان کے آخر میں میرے یہ الفاظ موجود ہیں:۔ مرزا صاحب نبی ہونے کا۔ سینٹ یعنی ولی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں"۔ (پیغام ۳ جون ۴۲ء صفحہ ۶)

اس جواب کو پڑھکر مولوی محمد علی صاحب کی حالت پر رونا آتا ہے کہ وہ اخفاء حق کے لئے کس قدر غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ اوّل تو یہ بالکل غلط ہے کہ یہ الفاظ "بیان کے آخر میں" ہیں۔ ہم مولوی صاحب کے سارے الفاظ کو تاریخ دار اوپر درج کر چکے ہیں۔ دوم یہ بھی درست نہیں کہ یہ الفاظ آپ کے ہیں۔ کیونکہ عدالت میں اس سے قبل اور بعد لفظ نبی استعمال ہوا ہے۔ عدالت کو یا کسی گواہ کو کبھی ضرورت پیش نہیں آئی کہ نبی کے معنے "سینٹ یعنی ولی" کرے۔ اگر یہ آپ کے الفاظ ہوتے تو "یعنی ولی" سے پہلے "سینٹ" لانے کی ضرورت نہ تھی۔ الفاظ صاف تبلا رہے ہیں کہ آپ نے اس جگہ اخبار "ٹروتھ سیکر" کے نوٹوں کا خلاصہ ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس کے ساتھ کا فقرہ "ان کی جماعت کی تعداد دو لاکھ کے قریب ہے" بھی اس پر بوضاحت دلالت کر رہا ہے۔ آپ کا دل بھی مانتا ہے کہ "یہ ٹروتھ سیکر" کے اقتباس کا حاصل مطلب ہے لیکن آپ تحکم سے لکھ رہے ہیں "خواہ وہ ٹروتھ سیکر پر مبنی ہے یا نہیں۔ بہرحال وہ میرا بیان ہے"۔ (پیغام ۳ جون) سوم۔ یہ بھی سراسر باطل ہے۔ کہ ان الفاظ کا مطلب یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبی ہونا محض ولی ہونے کے معنوں میں ہے۔ یہ حوالہ تو محض پبلک کیریکٹر کے ثبوت

کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ اگر یہ نبی ہونے کی تشریح تھی تو پھر مولوی محمد علی صاحب نے ان الفاظ کے پورے ایک ماہ بعد ۱۶ر جون ۱۹۰۴ء کو کیوں کہا کہ:-

"مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ نبوت اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ ایسے مدعی کا مکذّب قرآن شریف کی رُو سے کذّاب[1] ہے۔"

کیا ولی بھی نئی شریعت لایا کرتے ہیں؟ پھر وہ کونسی آیت ہے جس میں لکھا ہے کہ ولی کا مکذب کذاب ہوتا ہے۔ جب قرآن مجید میں مدعیٔ نبوت کے مکذب کو ہی کذاب لکھا ہے نہ کہ مدعیٔ ولایت کے مکذب کو تو صاف معلوم ہو گیا کہ آپ ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعودؑ کو صحیح مدعیٔ نبوت مانتے تھے۔ چہارم۔ مولوی صاحب کے اس عذر کے صریح غلط ہونے پر ایک دلیل یہ ہے کہ اگر آپ ۱۶ر مئی ۱۹۰۴ء کو یہ کہہ چکے تھے، کہ نبی سے مراد صرف ولی ہے تو پھر یکم جون ۱۹۰۴ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے سامنے تحذیر الناس، فتوحات مکیہ، تکملہ مجمع البحار۔ اور اقتراب الساعۃ وغیرہ پیش کرکے یہ ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ صرف شریعت والی نبوت بند ہے۔ غیر تشریعی نبوت جاری ہے۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب ولایت کے جاری ہونے کے منکر تھے؟ آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ "ہر ایک حوالہ حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے پیش ہو کر جیسے آپ پسند کرتے تھے وہی عدالت میں پیش کیا جاتا تھا۔" (پیغام صلح ۱۳ر جون ۱۹۴۲ء)

پس ان حوالہ جات کا پیش کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ان حوالہ جات کو پیش کروانا صاف طور پر دلالت کر رہا ہے۔ کہ حضور مدعی نبوت غیر تشریعی تھے۔ اور اس کی تشریح محض ولایت سے کرنا حقیقت سے دشمنی ہے۔ جناب مولوی صاحب! خدا کا خوف کرکے اس دن کو یاد کریں۔ جب آپ حشر کے روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے دوسری طرف لے جائے جا رہے ہوں گے اور آپ کی مقدمات کے سلسلہ میں خدمات جلیلہ اور نبوت کے متعلق سچی گواہی کے باعث حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمائیں گے:-

"آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔" (تذکرہ صفحہ ۵۴۷)

مولوی صاحب! یہ الہام جون ۱۹۰۴ء کا ہے اور بصورت عدم توبہ آپ کے خطرناک مستقبل پر دلالت

---

[1] اس بیان میں مولوی محمد علی صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ "اس میں لفظ کذاب شرعی اصطلاح میں استعمال ہؤا ہے" اور شرعی اصطلاح میں نبوت اور وحی والہام کا جھوٹا مدعی یا سچے مدعیٔ نبوت کا مکذب کذّاب ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی حل ہو گیا کہ مولوی صاحب نے کرم دین کو کذّاب کن معنوں میں کہا تھا؟

کرتا ہے۔ اے کاش! آپ جس طرح سنہ ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت کہتے اور مانتے تھے اب بھی ماننے اور کہنے لگ جائیں۔ اے خدا! تو ہی دلوں کو بدلنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تحریری بیان میں دعویٰ نبوت

مورخہ ۲۷ فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے بطور وکیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستخطوں سے ایک انگریزی بیان عدالت میں داخل کیا جس میں واقعات کے تذکرہ کے بعد لکھا ہے:-

"There is another view of the matter according to Mohamedan theology. One who belies a person claiming to be a prophet is a Kazzab and this has been admitted by prosecution evidence. Now the complainant knew perfectly well that the first accused claimed that position and not with standing that he belied the accused. Consequently in religious terminology the complainant was a Kazzab."

ترجمہ:- اصول اسلام کے مطابق اس معاملہ کا ایک اور بھی پہلو ہے۔ اور وہ یہ کہ جو شخص کسی مدعیٔ نبوت و رسالت کو جھوٹا سمجھتا ہے کذاب ہے۔ یہ بات شہادتِ استغاثہ میں تسلیم کی گئی ہے۔ اب مستغیث نہایت اچھی طرح جانتا ہے کہ ملزم نمبر ۱ (یعنی حضرت مرزا صاحب) نے اس حیثیت یعنی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور باوجود اس کے مستغیث نے اس کی تکذیب کی ہے۔ پس مذہب اسلام کی اصطلاح کے رُو سے بھی مستغیث کذاب ہے۔" (مسل گورداسپور صفحہ ۱۹۴)

یہ عبارت قطعی طور پر فیصلہ کر دیتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے اور اس بناء پر آپ کا مولوی کرم دین کو جو آپ کا مکذّب تھا کذاب کہنا بموجب اصول اسلام بالکل درست تھا

مولوی کرم الدین کی طرف سے جوابی تحریری بیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

مندرجہ بالا تحریری بیان اور بحث کے جواب میں مولوی کرم الدین نے بھی ایک بیان عدالت میں داخل کیا۔ جس میں لکھا ہے:۔

"ملزم نے بحث میں یہ بھی دکھایا ہے کہ وہ پیغمبر ہے اس لئے اس کو حق تھا کہ مستغیث کو جو اس کی پیغمبری کو نہیں مانتا کذاب کہے اور مولوی ثناء اللہ گواہ استغاثہ کے بیان سے استدلال کیا ہے کہ گواہ نے کہا کہ مدعیانِ نبوت اپنے نہ ماننے والوں کو کذاب کہتے تھے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استحقاق ملزم کو بحیثیت دعویٰ پیغمبری قانون ہرگز نہیں دیتا۔ کہ وہ دعویٰ کر کے لوگوں کو بُرا بھلا کہتا پھرے۔ اور نہ ہی ملزم ثابت کر سکتا ہے کہ وہ دعویٰ پیغمبری میں سچا مان لیا گیا۔ گواہ کی مراد مدعیانِ نبوت سے سچے پیغمبر ہیں۔ کیونکہ اپنے بیان میں گواہ نے جھوٹے پیغمبری کے مدعیان کو کذاب بیان کیا ہے پھر کذاب کو نہ ماننے والا اس کے نزدیک کذاب نہیں ہو سکتا۔" (مسل گورداسپور صـ۲۳۲)

جج کا فیصلہ کہ حضرت اقدسؑ مدعیٔ نبوت ہیں۔

لالہ آتمارام مجسٹریٹ درجہ اول نے ۸ راکتوبر ۱۹۰۴ء کو فیصلہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا:۔

"ملزم نمبر ا (حکیم فضل الدین صاحب بھی بوجہ ناشر کتاب ہونے کے مقدمہ میں ملزم تھے۔ ناقل) ایک نئے فرقہ کا جس کا نام احمدی یا مرزائی کہتے ہیں بانی اور مذہبی پیشوا ہے اور اس کے بہت سے مرید ہیں اس کا دعویٰ ہے کہ میں پیغمبر مسیح موعود ہوں۔ اور خداوند تعالیٰ سے مجھے مکالمہ حاصل ہے اور مجھے الہام یا وحی اس کی طرف سے اترتی ہے اپنے اس دعویٰ کی تائید میں وہ وقتاً فوقتاً پیشگوئیاں کرتا رہتا ہے۔" (روئداد مطبوعہ صـ۸۹)

اس سے ظاہر ہے، کہ مجسٹریٹ بھی شہادتوں اور بیانات سے اسی نتیجہ پر پہونچا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ رسالت پر غیر احمدیوں کا شور

اس مقدمہ کے موقعہ پر غیر احمدیوں نے شور مچایا کہ:۔

"اب دیکھئے اس موقعہ پر دعویٰ رسالت کا بلا کسی قید کے بالصراحت اعتراف کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اسی وجہ سے وہ نبی رسول ہے اپنے جھٹلانے والے کو کذاب کہنے کا حق رکھتا ہے اور ایسا ہی اس کے مخلص حواری اور وکیل مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے پلیڈر نے

اپنی شہادت میں یوں لکھایا ہے "مکذّب مدعیٔ نبوت کذّاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعیٔ نبوت ہیں اُس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچّا اور دشمن اس کو جھوٹا سمجھتے ہیں" پھر آگے چل کر گواہ مذکور اپنے بیان میں یوں لکھاتا ہے "مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں" "اب یہ بات نہایت وضاحت سے ثابت ہوگئی کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت و رسالت ہے۔ اب اگر مرزاجی یا اُن کے مرید جو ہمیشہ ایسا کیا کرتے ہیں کہ جب ان کو کہا جائے کہ مرزا رسالت و نبوت کا مدعی ہے تو وہ صاف کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ اور مرزاجی کا یہ مصرع پیش کر دیا کرتے ہیں ع من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب۔ لیکن اب اس مقدمہ میں یہ بات صاف ظاہر ہوگئی کہ مرزا رسالت۔ نبوت کا کھلے طور سے مدعی ہے۔ جیسا کہ فہرست عقائد تحریری بحث۔ مولوی محمد علی کی شہادت سے ثابت ہوگیا"

(رسالہ مرزا قادیانی کا مقدمہ صا۴۱ و ۴۲)

اس اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ اس مقدمہ کے نتیجہ کے طور پر غیر احمدیوں نے سمجھا کہ "اب یہ بات نہایت وضاحت سے ثابت ہوگئی کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت و رسالت" ہے۔ انہوں نے اس نتیجہ کو بار بار شائع کیا۔ لیکن جماعت احمدیہ نے اس کی تردید میں اس وقت ہرگز یہ نہیں کہا، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدعیٔ نبوت نہیں ہیں۔

جماعت احمدیہ کا اعلان دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

مولوی کرم الدین نے پہلا مقدمہ محمد حسن متوفی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند جہلم میں دائر کیا تھا۔ یہ مقدمہ پہلی پیشی پر ہی ۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء کو خارج ہوگیا۔ اس پر سلسلہ احمدیہ کے آرگن الحکم نے خاص پرچہ شائع کیا۔ جس میں لکھا ہے:-

"اے خدا کے برگزیدہ رسول! الحق خدا تیرے ساتھ کھڑا ہوا اپنے وعدہ کے موافق جب اس نے کہا انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم۔ اور اے مہدی! فی الحقیقت خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آیا۔ جیسا اس نے فرمایا انی مع الافواج آتی۔ اے جری اللہ! خدا تعالےٰ نے جیسا قریباً تین سال پہلے خبر دی تھی اسی طرح وقوع میں آیا کہ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی۔ اے نبی اللہ! تجھے وہ بشارت ملی جس کا وعدہ بشارۃ تلقاھا النبیون میں یوم العید کو دیا گیا" (الحکم ۱۹ر جنوری ۱۹۰۳ء)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں بھی نبوت کے بیسیوں حوالے موجود ہیں۔ مَیں بغرض اختصار ۱۹۰۳ء کے اقتباسات

میں سے صرف دو درج ذیل کرتا ہوں :- (۱) مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے پایونیر اور ٹائمز آف انڈیا کے راقم مضمون کو جواب دیتے ہوئے لکھا:-

"جس طرح اس نے ہندوستان کے متعلق یہ لکھا ہے کہ ہندوستان کو اس وقت کسی اور نبی کی ضرورت نہ تھی اسی طرح یہ بھی کسی اخبار میں شائع کرے کہ اس سے انیس سو سال پہلے ملک شام کو کسی اور نبی کی ضرورت نہ تھی" (مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۸۶)

(۲) ہندوؤں کو مخاطب کر کے لکھا گیا کہ :-

"ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو **ہندوستان کے مقدس نبی میرزا غلام احمد** قادیانی کے وجود میں خدا تعالےٰ نے پورا کر دکھایا ہے" (نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۴۱۲)

ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ جماعت احمدیہ مولوی کرم الدین کے مقدمہ کے ایام میں جہاں عدالت میں حضرت مسیح موعودؑ کو بطور مدعیٔ نبوت پیش کر رہی تھی وہاں اپنے اخبارات و رسائل میں بھی حضور کو سچا نبی اور مقدس رسول مانتی اور لکھتی تھی۔

غیر مبایع بھائیوں سے ایک درخواست

مندرجہ بالا بیانات سے بالبداہت ثابت ہے کہ مقدمہ کرم الدین میں مولوی محمد علی صاحب نے بطور وکیل اور بطور گواہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مدعی نبوت و رسالت ہی مانا ہے۔ حضور کی تحریرات، مخالفین و موافقین کی گواہیاں اور مجسٹریٹ کا استنتاج بھی یہی تھا۔ کہ حضور نے دعوئے نبوت فرمایا۔ سلسلہ کے فاضل وکلاء خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے تو وہ فاع کی یہی لائن تجویز کی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگرچہ شریعت نہیں لائے۔ مگر واقعی نبی و رسول ہیں۔ اسلئے آپ کا مکذب شرعاً کذاب ہے پس کرم الدین کو کذاب لکھنا ہرگز جرم نہیں۔ غرض یہ مقدمہ اندرونی و بیرونی شہادات سے اس بات پر زبردست دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ نبوت فرمایا ہے اور آپ اس دعویٰ میں سچے اور راستباز ہیں۔ مَیں اب غیر مبایع بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ذرا غور فرمائیں کہ ان حقائق کی موجودگی میں انکا موجودہ رویہ۔ انکے موجودہ عقائد اور انکا غیر احمدیوں کی ہاں میں ہاں ملانا کہاں تک احمدیت کی تعلیم و عقائد کے مطابق ہے۔ اب دو ہی راستے ہیں (۱) یا تو سنہ ۱۹۱۴ء کے بعد کی مولوی محمد علی صاحب کی غلطی سے رجوع کر کے پھر حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اور رسول تسلیم کریں۔ (۲) یا پھر صاف اقرار کریں کہ بیشک پہلے ہم لوگ حضرت اقدس کو نبی اور رسول مانتے تھے مگر اب ہمارا عقیدہ بدل گیا ہے اور ہم پہلے عقیدہ پر قائم نہیں رہے۔ ان دو راستوں کے سوا اب غیر...

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کب دعویٰ نبوت کیا؟

غیر مبایعین کے ایک اعتراض کا جواب

(از جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری مولوی فاضل منشی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ)

غیر مبایعین کی طرف سے ایک اعتراض حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ پر یوں پیش کیا جاتا ہے کہ آپ نے ۱۹۳۵ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں عدالت میں بیان کیا کہ:۔

"حضرت مرزا صاحب نے دعوٰی نبوت ۱۸۹۰ء کے آخر یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا"

مگر اس سے بہت پہلے آپ نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں لکھا ہے کہ:۔

"نبوت کا مسئلہ آپ پر (حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ناقل) ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا" (حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱)

خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ ان دونوں اقوال میں تناقض ہے۔ کیونکہ اگر نبوت کا مسئلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا تو پھر یہ بات غلط قرار پائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء میں دعوٰی نبوت کیا۔

اس اعتراض کا جواب کئی دفعہ دیا جا چکا ہے۔ مگر غیر مبایعین اور ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب حسب عادت ہمارے جوابات کی طرف کوئی توجہ نہ دیتے ہوئے اپنے اعتراض کو دہراتے رہتے ہیں۔

واضح رہے کہ حقیقۃ النبوۃ کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے یہ ہر دو قول اپنی اپنی جگہ بالکل درست اور واقعات اور حقائق پر مبنی ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان کوئی تناقض اور تخالف نہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ حقیقۃ النبوۃ ص۵۳ پر فرماتے ہیں:

"آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام ناقل) شروع دعوے سے ہی نبی تھے"

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"نبی کے لئے صرف تین امور ضروری ہیں۔ اوّل یہ کہ امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پائے
دوم یہ کہ اس کی پیشگوئیاں انذاری و تبشیری رنگ رکھتی ہوں اور مہتم بالشان ہوں۔
سوم اسے خدا نبی کہتا ہو۔"

یہ شرائط نبوت لکھنے کے بعد آپ فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود نے ابتدائے دعوئ مسیحیت موعودہ سے برابر اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ آپ پر خدا تعالےٰ کثرت سے امور غیبیہ ظاہر فرماتا ہے اور حضرت صاحب کے الہاموں کو ابتداء سے دیکھ جاؤ وہ کسی خاص ملک کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کیلئے بشارت اور انذار کا پہلو رکھتے ہیں اور سب دنیا کو ان میں انذار و تبشیر کیا گیا ہے۔ پھر ابتدائے دعوئ سے آپ کے الہامات میں آپ کو نبی کے نام سے پکارا گیا۔ اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ نبی کے لئے یہی تین شرائط ہیں۔ جس میں یہ تین شرائط پائی جائیں وہ یقیناً نبی ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص۱۰۱)

اس حوالہ میں بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتدائے دعوئ مسیحیت سے جون ۱۸۹۰ء کے آخر یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا گیا نبی تسلیم کیا ہے۔

اسی امر کی مزید تائید حقیقۃ النبوۃ ص۱۳۱ سے بھی ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"آپ کی کل کتب سے جو دعوئ مسیحیت کے وقت سے لکھی گئیں ثابت ہے کہ آپ اپنے عہدہ کی کیفیت کی جو تفصیل بیان کرتے رہے ہیں وہ آپ کی نبوت کی گواہ اور شاہد ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نبی ہیں۔"

حقیقۃ النبوۃ کے ان اقوال کی موجودگی میں جن سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شروع دعوئ مسیحیت سے نبی مانتے ہیں آپ کو ہر طرح سے یہ حق حاصل ہے کہ آپ عدالت میں یہ بیان دیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ۱۸۹۰ء کے آخر یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں دعوئ نبوت کیا۔ پس آپ کا یہ بیان بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریریں بھی اسی حقیقت پر شاہد ناطق ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" میں فرماتے ہیں:۔

"ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی

ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے مَیں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا۔ سو اب بھی مَیں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔"

اس تحریر سے ظاہر ہے کہ ایک معنے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت سے کبھی انکار نہیں کیا۔ گویا آپ یہ اعلان فرما رہے ہیں کہ آپ شروع دعویٰ سے ہی ایک معنی میں نبی و رسول ہیں۔ پس حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا بیانِ عدالت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر کے عین مطابق ہی اور حقائق اور واقعات پر مبنی ہے۔

رہی یہ بات کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے حقیقۃ النبوۃ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ نبوت کا مسئلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا۔ سو یہ امر بھی اپنی جگہ پر درست اور واقعات پر مبنی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے اقوال و تحریرات بھی اس کی مؤید ہیں۔ یہ تو واضح ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرما دیا ہے کہ ایک معنے سے نبی اور رسول ہونے سے آپ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ مگر باوجود اس کے یہ امر بھی اپنی جگہ پر درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اپنی نبوت کے متعلق انکشاف تدریجاً ہوا ہے۔ یعنی گو شروع دعویٰ میں آپ نے فرما دیا۔ کہ خدا نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر مطلع کیا جاتا ہے جو انذار و تبشیر پر مشتمل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ اپنی نبوت کی یہ تاویل فرماتے رہے کہ اس سے مراد محدثیت یا جزوی نبوت ہے۔ گو معنًا اور حقیقتاً آپ اپنے عہدہ کی تفصیل وہی بیان فرماتے رہے جو درحقیقت نبوت ہے۔ مگر چونکہ اس زمانہ میں آپ نبی کی یہ تعریف خیال کرتے تھے کہ:-

"نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔" (مکتوب مسیح موعود۔ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء مندرجہ الحکم جلد ۳ ۲۹)

اس لئے آپ بوجہ امتی ہونے کے اپنے تئیں اس تعریف کا مصداق نہ پاکر اپنے متعلق الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ کی تاویل فرما لیتے کہ اس سے مراد جزوی نبوت یا بالفاظ دیگر محدثیت ہے۔

مگر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں آپ پر یہ امر منکشف ہوگیا۔ کہ امتی نبی بھی نفسِ نبوت کے لحاظ سے ایسا ہی نبی کہلا سکتا ہے جیسے کہ انبیائے سابقین نبی تھے۔ چنانچہ آپ نے اس امر کا اعلان اشتہار ایک غلطی کے ازالہ میں فرما دیا۔ اور صاف لکھا:-

"یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رُو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔"

دیکھئے پہلی تعریف جو بیان کی گئی اس میں نبوت کی اور اور شرائط بیان کی گئی تھیں مگر اس اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی اس تحریر میں آپ نے انبیائے سابقین کو محض ان نبوتوں اور پیشگوئیوں کی وجہ سے نبی قرار دیا ہے جن کے اس امت میں بھی ملنے کا وعدہ ہے۔

اس کے بعد کی عبارت میں نبیوں والی نبوت کو براہِ راست طریق سے بند قرار دیکر اسی نبوت کو امت میں دوسرے طریق سے جاری مانا ہے۔ پس جب نبوت کی تعریف میں آپ نے انکشاف کے ماتحت یوں تبدیلی فرمائی تو اس کے بعد صاف طور پر حصریہ الفاظ میں نبوت کی یہ تعریف لکھی کہ:۔

"میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی و بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔" (تجلیات الٰہیہ ص۲۵)

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان یہ بیان فرمائی:۔

"ہمارا نبی اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسےٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ امتی ہے۔"

اور اشتہار "ایک غلطی کے ازالہ" میں اس امر کو بھی صاف کر دیا۔ کہ آپ کی نبوت محدثیت سے بالاتر ہے۔ چنانچہ اسی اشتہار میں فرماتے ہیں:۔

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کہ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے۔"

چونکہ آپ اپنا مرتبہ جزوی نبوت یا محدثیت سے بالاتر سمجھنے لگ گئے تھے اسی لئے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:۔

"جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔" حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

پھر صاف طور پر حقیقۃ الوحی ۱۵۰ پر یہ بھی فرما دیا:-

"کہ اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔"

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود معترف ہیں کہ آپ کو اپنی نبوت کے متعلق پورا انکشاف اوائلِ دعویٰ میں ہی نہیں ہو گیا تھا، بلکہ بعد میں خدا کی متواتر وحی سے آپ پر اصل حقیقت کھلی یہی وہ امر ہے، جس کا ذکر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس دوسرے قول میں موجود ہے کہ:۔

"نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا" (حقیقۃ النبوۃ ۱۲۱)

پس حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے عدالت والے بیان اور حقیقۃ النبوۃ کے مندرجہ بالا قول میں کوئی تناقض نہیں۔ عدالت کا بیان اس لحاظ سے درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام معناً و حقیقتاً شروع دعویٰ مسیحیت سے ہی مدعیٔ نبوت ہیں اگو لفظاً آپ اپنی نبوت کی ایک وقت تک تاویل فرماتے رہے کہ اس سے مراد جزوی نبوت یا محدثیت ہے)

اور دوسرا قول اس لحاظ سے درست ہے کہ نفسِ نبوت کے لحاظ سے پہلے انبیاء کی طرح کا نبی آپ نے اپنے تئیں لفظاً انکشاف تام ہونے پر پیش فرمایا۔

پس عدالت والا بیان اور حقیقۃ النبوۃ والا قول دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریرات کے عین مطابق ہیں۔ وھذا ھو المرام

جماعت احمدیہ میں خلافت کا اقرار

مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔ (۱) "ہمارے نزدیک انجمن حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی جانشین ہے اور وہ امیر یا خلیفہ کو مقرر بھی کر سکتی ہے اور اسے معزول بھی کر سکتی ہے۔"

(۲) "انجمن کا اختیار ہے کسی کو ایک سال کیلئے مقرر کر دے یا دس سال کیلئے یا ساری عمر کے لئے۔" (پیغام ۱۷ مئی ۱۹۴۲ء)

نتیجہ صاف ہے کہ غیر مبایعین کے نزدیک انجمن کسی کو ساری عمر کیلئے خلیفہ مقرر کر سکتی ہے معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ میں خلافت جاری ہے۔ اختلاف صرف یہ رہا کہ انتخاب خلیفہ کا حق صرف انجمن کو ہے یا ساری جماعت احمدیہ کو۔ نفسِ

خلافت ثابت ہے اور امام کی ضرورت ہی مسلم ہوئی

حل طلب سوال

کیا امیر غیر مبایعین حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک پر قائم ہیں؟

از جناب خورشید احمدؐ صاحب، لاہور

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کا عقیدہ

۱۔ "اسلام کی بڑی اور آخری حد بندی توحید الہٰی ہے۔ پس جو شخص توحید الہٰی کا قائل ہوتا ہے۔ وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔"

۲۔ "جو شخص توحید الہٰی پر ایمان لاتا ہے . . . . بے شک وہ اسلام کے دائرہ کے اندر داخل ہوگیا۔"

۳۔ "جب ایک شخص اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آتا ہے، تو وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔"

۴۔ "جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر کے کسی اور حصہ کو چھوڑتا ہے وہ دائرہ کے اندر تو ہے مگر اس خاص حصہ کا کافر ہے۔"

(مولوی محمد علی صاحب از پیغام صلح ۱۴ مارچ ۱۹۴۲ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کھلا کھلا فتویٰ

۱۔ "جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ بغیر اس کے کہ کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے صرف توحید کے اقرار سے اسکی نجات ہو جائیگی ایسے لوگ پوشیدہ مرتد ہیں اور درحقیقت وہ اسلام کے دشمن ہیں اور اپنے لئے ارتداد کی ایک راہ نکالتے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صہ ۱۱۹)

۲۔ "ایسا شخص کہ جو یہ خیال کرتا ہے کہ اگر کوئی خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتا ہو وہ نجات پا جائیگا یقیناً سمجھو کہ اس کا دل مجذوم ہے اور وہ اندھا ہے اور اس کو توحید کی کچھ بھی خبر نہیں کہ کیا چیز ہے اور ایسی توحید کے اقرار میں شیطان اس سے بہتر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صہ ۱۱۹)

ان تمام غیر مبایع اصحاب کی خدمت میں جو اپنے دلوں میں احمدیت کا درد اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت رکھتے ہیں ہم انکے مقدس آقا کا واسطہ دیکر یہ عرض کرتے ہیں کہ خدارا غور کیجئے اور اپنے دلوں سے دریافت کیجئے کہ آپ کے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب آج کس راہ پر گامزن ہیں؟ آیا حضرت مسیح موعودؑ کی اطاعت اور فرمانبرداری آپ کا مسلک ہے یا صریحاً حضور کے ارشادات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں؟ اس طرح صریحاً اپنے پیر و مرشد کے احکام کی تحقیر کرنیکے بعد آخر امیر غیر مبایعین کا کیا حق ہے کہ اپنے آپکو اور اپنی پارٹی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کریں۔ مرید اپنے مرشد کی یوں مخالفت نہیں کیا کرتے

چند سوالات کے مختصر جواب

ایک غیر مبائع دوست محمد خان صاحب پٹھان ضلع لائلپور سے چند سوالات بھیجکر انکے جواب کے خواہاں ہیں اور وہ اس سلسلہ کو فرقان میں جاری رکھنے کی خواہش کرتے ہیں اس کیلئے ہم حسب گنجائش ہر نمبر میں ان کے سوالات اور اپنے جوابات درج کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ (ایڈیٹر)

سوال نمبر ۱:۔ "قرآن کریم میں ۲۹ پیغمبروں کے نام آئے ہیں۔ اختصار کیلئے میں چند نام تحریر کرتا ہوں حضرت زکریاؑ۔ یحییٰؑ۔ یوسفؑ۔ ادریسؑ۔ ہارونؑ۔ عیسےٰ علیہم السلام۔ کیا ان تمام نبیوں کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکی نبوت کاملہ تھی؟"

جواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت تامہ کاملہ کی ابتدائی اصطلاح میں صاحب شریعت ہونا یا کم از کم بلا استفادہ کسی اور نبی کے فیضِ نبوت کو پانا ضروری قرار دیا ہے (الحکم ۱۸۹۹ء) چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی ایسا نبی نہیں گذرا جس کی "پیروی کمالات نبوت" بخشتی ہو اور جسکی "توجہ روحانی نبی نواز ش" ہو (حقیقۃ الوحی ص ۹۷) اسلئے متذکرۃ الصدر تعریف کے مطابق شق ثانی کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے ہر نبی کی نبوت تامہ کاملہ ہے۔

سوال نمبر ۲:۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت تامہ کاملہ کا جو مفہوم الوصیت میں لیا ہے کیا قرآن کریم میں جن انبیاء کا ذکر آیا ہے وہ اس اصطلاح کے مطابق نبوت تامہ کاملہ رکھتے تھے؟ نیز کیا یہ مفہوم قرآن کریم کی اصطلاح کے مطابق ہے؟"

جواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوصیت میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رُو سے کمال درجہ تک پہونچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔" (ص ۱۲)

اگر جناب کی مراد اسی مفہوم سے ہے تو یقیناً اس کی رو سے بھی سابقہ نبی نبوت تامہ کاملہ رکھتے تھے نیز یہ مفہوم یقینی طور پر قرآن کریم کی اصطلاح کے مطابق ہے ورنہ اس "پر تمام نبیوں کے اتفاق" کے کیا معنے ہونگے؟ اگر آپ غور فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ نبوت کی یہ تعریف اس زمانہ کی ہے جبکہ حضرت اقدس بعد انکشاف تام تحریر فرما چکے تھے کہ:۔ "نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸)

(باقی بر صفحہ ۴۳)

جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ ای۔اے۔سی کا بیان

کہ

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور اس کے ساتھیوں کے الزامات محض جھوٹ ہیں

ذیل کا بیان جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ ای۔اے۔سی غیر مبائع کا ہے۔ مورخہ ۲۵ جون کی شب کو جماعت احمدیہ دہلی دروازہ لاہور کے جلسہ کے بعد چوہدری صاحب موصوف ہمارے ہمراہ ہی احمدیہ مسجد میں تشریف لے آئے اور دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اثنائے گفتگو میں جناب چوہدری صاحب نے شیخ عبدالرحمٰن مصری۔ حکیم عبدالعزیز اور مستری عبدالکریم وغیرہ کے ناپاک الزامات کی صریح تغلیط کی اور یہ بھی کہا۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب بھی ان الزامات کو ہرگز صحیح نہیں سمجھتے۔ جب میں نے ان کے اس زبانی بیان کو قلمبند کر کے دستخط کروانے چاہے تو انہوں نے ذرا سی تبدیلی کر کے مندرجہ ذیل بیان لفظاً لفظاً لکھوا کر اس پر دستخط کئے۔ جو گواہوں کی گواہی سمیت شائع کیا جاتا ہے۔

اس بیان کی اشاعت سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ (۱) دنیا جان لے اور الزام تراشوں کو بھی جو آجکل غیر مبایعین میں شامل ہیں، واضح طور پر معلوم ہو جائے، کہ اور تو اور خود امیر غیر مبایعین اور اُنکے ساتھی بھی ان الزامات کو غلط اور جھوٹ سمجھتے ہیں۔ جو ان کے ناپاک مقصد کی انتہائی ناکامی ہے۔ (۲) انصاف پسند طبائع غور فرمائیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کا رویہ کس قدر ظالمانہ ہے۔ کہ وہ ان بہتانات کو درست نہیں مانتے۔ ان کے معزز ساتھی ان کو غلط جانتے ہیں۔ مگر وہ ان بہتان لگانے والوں کی ہمیشہ حمایت کرتے ہیں۔ دامے درمے اور سخنے امداد کرتے ہیں۔ گذشتہ دنوں ان کے رازدار خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے لکھا تھا:۔

> "آپ نے خلیفہ صاحب قادیان کے خلاف الزامات کی تشہیر میں ہمیشہ اخلاقی اور مالی مدد کی ہے۔ رقم بلا تفصیل سے جو مدد حکیم عبدالعزیز کو آپ کی طرف سے اس کام کے لئے دی جاتی رہی۔ اس سے آپ حلفاً کبھی انکار نہیں کر سکتے۔ اس کے مقابل اعلانات میں آپ جھوٹ بولتے ہیں، کہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔"

مولوی صاحب نے آج تک اس بیان کی تردید نہیں کی، اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ اندریں حالات مولوی محمد علی صاحب کا رویہ سخت دلآزار ہے۔ وہ الزامات کو جھوٹا جانتے ہیں۔ مگر الزام تراشوں کی ہر طرح امداد کرتے ہیں۔ کیا اب بھی کسی کو شبہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کا سارا کاروبار عداوتِ محمودؓ پر مبنی ہے؟ ہم چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب کی اس سچی شہادت پر ان کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قبولِ حق کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت میاں صاحب (سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) کے متعلق مختلف آدمی (شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری۔ مستری عبد الکریم و حکیم عبد العزیز وغیرہ) الزام لگاتے رہے ہیں۔ ایسے الزامات کے متعلق حضرت مولانا محمد علی صاحب کی زبان سے میں نے کبھی نہیں سُنا۔ کہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ یہ الزامات ضرور سچے ہی ہیں۔ جب کبھی ایسی گفتگو ہوتی ہے، تو وہ ایسے معاملات کو ٹال دیتے ہیں۔ اور حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں، کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ کیا ہے۔ میرے سامنے کبھی یہ نہیں کہا، کہ یہ الزامات ضرور سچے ہیں۔ میں حضرت میاں صاحب کی بہت بڑی عزت کرتا ہوں۔ اور میرے دل میں ان کے لئے بہت بڑی محبت اور احترام ہے۔ یہ الزامات جو ہیں۔ تمام ظاہری حالات کے لحاظ سے یعنی ان کے **مسیح موعودؑ کی اولاد** ہونیکی وجہ سے اور ایسے **مقام** پر رہنے کی وجہ سے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام رہے۔ پھر چار بیویوں کا **خاوند** ہونیکی وجہ سے اور **ایک بڑی جماعت کا خلیفہ** ہونے کی وجہ سے میرے نزدیک **غلط** ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دستخط بحروف انگریزی (محمد اسمٰعیل) ۲۵/۶/۴۲

گواہ شد	گواہ شد
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ احمدیہ بلڈنگس لاہور	غلام محمد اختر۔ لیبر وارڈن ریلوے لاہور ۲۵/۶/۴۲
گواہ شد	گواہ شد
(چوہدری) اسد اللہ خان بقلم خود۔ ۲۵/۶/۴۲	(میاں) عبد الکریم بقلم خود ۲۵/۶/۴۲

ساڑھے چار کروڑ مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے والے غیر مبایعین

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم کے متعلق لکھتے ہیں :-

"اگر بالفرض اس وقت کوئی مامور ہوتا، تو اس کے الہام کے ذریعہ سے جو فیصلہ اللہ تعالےٰ دے سکتا ہے اس سے بڑھکر وقیع وہ شہادت نہیں جو حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب کے قلم اور زبان سے ادا کرادی ہے" (شناخت مامورین صفحہ ۱۴)

اپنی کتاب "شمس بازغہ" میں جناب مولانا محمد احسن صاحب ایک حدیث نبویؐ کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"ویصلی علیہ المسلمون۔ نماز جنازہ تو ہر ایک مسلمان کی پڑھی جاتی ہے۔ مسیح موعودؑ کی نماز جنازہ پڑھنے سے کیا غرض خاص ہے۔ جو اس پیشگوئی میں مخبرِ صادق صلعم نے بیان فرمائی ہے۔ پس واضح ہو کہ مراد اس جملہ سے کہ یصلی علیہ المسلمون بطور مفہوم مخالف کے یہ ہے کہ جو لوگ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں گے، وہ مسلمان نہیں رہیں گے۔ کیونکہ نماز جنازہ تو ہر ایک میّت مسلمان کی پڑھنی فرضِ کفایہ ہے چہ جائیکہ مجدد دینِ اسلام کی نماز جنازہ۔

پس جو لوگ ایسے مجدد دینِ اسلام کی نماز جنازہ پڑھنا درست نہ جانیں۔ تو وہ گویا دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائیں گے"

(رسالہ شمس بازغہ صفحہ ۹۶-۹۷ مطبوعہ اگست ۱۹۰۰ء)

اس اقتباس سے عیاں ہے کہ جملہ غیر مبایعین کے فتویٰ کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے علاوہ سب کلمہ گو "مسلمان نہیں رہے" بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔ غیر مبایعین بڑی تاویلیں کیا کرتے ہیں۔ ذرا مولانا محمد احسن صاحب کے فقرات صریحہ کی تاویل کر کے دکھائیں تو بات ہے۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان

شذرات

(۱)

مولوی محمد علی صاحب کا عجیب جواب

جناب مولوی محمد علی صاحب تازہ خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں :-

"ان لوگوں نے میری تحریروں سے لفظ نبی نقل کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے، کہ مَیں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی سمجھتا تھا۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں" (پیغام صلح یکم جولائی)

ہمارے استدلال کو "صحیح نہیں" کہنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ (۱) گویا ہمیں چاہیئے تھا، کہ مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں سے لفظ نبی نقل کر کے یہ ثابت کرتے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہیں سمجھتے تھے۔ اگر ایسا کیا جاتا، تو یہ بے عقلی کی انتہا ہوتی۔ کیونکہ مولوی صاحب کی تحریروں سے لفظ نبی نقل کر کے تو صرف یہی استدلال کیا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی سمجھتے تھے (۲) ہمارے استدلال کو "صحیح نہیں" کہنے کی دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اگرچہ مولوی محمد علی صاحب اپنی تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے لفظ نبی استعمال کرتے رہے ہیں۔ مگر یہ صحیح نہیں، کہ مولوی صاحب دل میں بھی حضور کو نبی سمجھتے تھے۔ اس صورت میں یہ کھلی منافقت ہوگی۔ مولوی محمد علی صاحب ہی بتلائیں کہ وہ ان دونوں صورتوں میں سے کس کو ماننے کے لئے تیار ہیں؟ اگر کسی کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں تو پھر انہیں "ان لوگوں" کے ساتھ اتفاق کرنا چاہیئے۔ جو ان کی تحریروں سے لفظ نبی نقل کر کے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی سمجھتے تھے :

(۲)

سنہ ۱۹۱۴ء سے پہلے کا لٹریچر اور غیر مبایعین

مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں :-

"ایک بات جو ہم سے آج تک نہ ہوسکی وہ یہ ہے کہ سلسلہ کا سنہ ۱۹۱۴ء سے پہلے کا لٹریچر پورے طور پر نہیں دیکھا گیا"

"بہت ضرورت ہے کہ اس تمام لٹریچر کو پڑھا جائے جو سنہ ۱۹۱۴ء سے پہلے قادیان سے شائع ہوا" (پیغام یکم جولائی)

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی ہمیشہ ۱۹۱۴ء سے پہلے کے لٹریچر کو مطالعہ کرنے سے بھاگتے تھے۔ اور ہمارے پیش کردہ حوالہ جات پر بھی کان نہ دھرتے تھے۔ مندرجہ بالا سطور لکھنے کی وجہ مولوی صاحب نے یوں بیان کی ہے کہ :۔

"اگلے دن شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے مجھے بتایا کہ جب میں ۱۹۱۴ء سے پہلے کا لٹریچر پڑھتا ہوں، تو ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ یہ تو جماعت لاہور کام کر رہی ہے تمام وہی باتیں جو جماعت لاہور کی طرف سے کہی جاتی ہیں قادیان کے ۱۹۱۴ء سے پہلے کے لٹریچر میں موجود ہیں"

شیخ لاہوری صاحب کو تو اب آخری عمر میں یہ معلوم ہونا ہی تھا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کو یہ کیا سوجھی کیا انہیں ریویو آف ریلیجنز میں اپنی شائع کردہ تحریرات بھول گئی ہیں؟ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجدد۔ محدث اور غیر تشریعی نبی مانتی ہے اور مانتی رہی ہے۔ ان دعاوی میں سے ہر دعویٰ کا پہلے بھی اور آج بھی ذکر ہوتا ہے۔ پیغامیت جہاں پر احمدیت سے الگ ہوتی ہے، وہ یہ نقطہ ہے کہ کیا بانیٔ سلسلہ احمدیہ نبی ہیں۔ اور ان کا ماننا ضروری ہے؟ مولوی محمد علی صاحب کو چاہیئے کہ شیخ لاہوری صاحب سے کہیں کہ اس بارے میں ان کی مدد کریں۔ فرقان نمبر اول کا مضمون "نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ۱۹۱۴ء تک جماعت کا مذہب" لاجواب ہے۔ مولوی صاحب اور شیخ صاحب مل کر بھی اس کا جواب نہیں دے سکتے :

(۳)

مسئلہ فضیلت کے متعلق غیر مبایعین کا وعدہ

فرقان بابت جون ۱۹۴۲ء میں مقالہ افتتاحیہ "مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے" میں ہم نے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تبدیلیٔ تعریف نبوت پر ایک قطعی دلیل پیش کی تھی۔ غیر مبایعین کا اخبار "پیغام اسلام" لکھتا ہے :۔

"فرقان نے حضرت اقدس کی کوئی ایسی تحریر پیش نہیں کی جہاں پر آپ نے جزئی فضیلت کی بجائے الفاظ کلی فضیلت استعمال کئے ہوں۔ بہر حال فضیلت کے مسئلہ سے جو استدلال کیا گیا ہے اس کا جواب ہمارے ذمے ہے اور ہم انشاءاللہ اس مسئلہ پر کسی دوسری فرصت میں روشنی ڈالیں گے۔" (۱۵ جون)

ہم اس وعدہ کو یاد دلا کر "مفصل روشنی" کے منتظر ہیں۔ مگر حیرت ہے کہ جو شخص صریح حوالہ جات

کے باوجود کلی فضیلت کے دعوی کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ کیا روشنی ڈالیگا۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا ہے جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے۔" (دافع البلاء ص۱۳)

(۲) "اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے۔ مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھکر۔ مثیل موسیٰ موسےٰ سے بڑھکر اور مثیل ابن مریم۔ ابن مریم سے بڑھکر۔" (کشتی نوح ص۱۳)

پھر حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۴۹-۱۵۰)

کیا اب بھی کوئی شبہ ہے، کہ جزئی فضیلت کا عقیدہ مع اس کی بنیاد کے تبدیل ہوگیا اور اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے مسیحؑ سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہونے کا دعویٰ فرماتے ہیں۔ اور جس طرح مثیلِ موسیٰ موسیٰ پر فضیلت کلی رکھتے ہیں۔ اسی طرح مثیل ابن مریم ابنِ مریم پر فضیلت کلی رکھتے ہیں۔ اس آفتاب نصف النہار کی طرح واضح حقیقت پر غیر مبایعین کیا "مفصل روشنی" ڈالینگے؟

(۴)

غیر مبایعین دشمنانِ احمدیت کے نقشِ قدم پر

پیغام صلح لکھتا ہے:۔

"جون ۱۹۴۲ء کے "فرقان" میں یہ شکایت کیگئی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے میاں محمود احمد صاحب کے مریدین کو "قادیانی" کہکر پکارا جاتا ہے، جو غیر احمدیوں کی طرف سے بطور تحقیر استعمال ہوتا تھا اور سلسلہ کے اخبارات بدر اور الحکم اور خود حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ اس کو "حقارتی نام" اور ایک نفسانی خواہش" قرار دیتے رہے ہیں، ان حالات میں مریدین میاں صاحب کیلئے اس نام کا استعمال محض نفسانیت اور غیر احمدیوں کے نقش قدم پر چلنا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا "غیر مبایعین" کا لفظ جو "فرقان" کے اسی مضمون کے زیب عنوان ہے اور ہر تحریر و تقریر میں اسی نام سے ہمیں پکارا جاتا ہے اسی نفسانیت اور تحقیر پر مبنی نہیں جس کا الزام جماعت احمدیہ لاہور پر دیا گیا ہے۔ کیا "پیغامی" کا لفظ جو ہر قادیانی بچے اور بوڑھے کی زبان پر چڑھا

ہوا ہے اور تحریروں میں بھی کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ اہلِ قادیان کی قابلِ نفرت "نفسانیت" کا نتیجہ نہیں؟ دوسروں پر الزام دینا اور خود اسی جرم کا ارتکاب کرنا کہاں کی شرافت ہے لم تقولون ما لا تفعلون" (۲۴ر جون ۱۹۴۲ء)

جواباً عرض ہے، کہ ہمارے مضمون کا عنوان "غیر مبایعین مخالفین احمدیت کے نقشِ قدم پر" تھا۔ مندرجہ بالا اقتباس میں اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے، کہ ۱۹۱۴ء سے پیشتر جس طرح مخالفین سلسلہ احمدیہ جماعت کے افراد کو "قادیانی" کہتے تھے اسی طرح غیر مبایعین نے ۱۹۱۴ء کے بعد جماعت کے افراد کو "قادیانی" کہنا شروع کر دیا۔ تشابہت قلوبھم۔ پیغام کہتا ہے کہ "دوسروں پر الزام دینا اور خود اسی جرم کا ارتکاب کرنا کہاں کی شرافت ہے۔" میں کہتا ہوں، کہ یہی تو آپ پر الزام ہے۔ مگر آپ پھر غیر شریفانہ فعل کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ "قادیانی" لفظ کہنا ساری جماعت کے اتفاق سے، اخبارات سلسلہ کے بیانات سے، خود مولوی محمد علی صاحب کے اقرار سے "حقارتی نام" ہے۔ اس کا استعمال "نفسانیت" ہے۔ اس لئے غیر مبایعین انتہائی مجرم ہیں۔ اور ان کا مخالفین سلسلہ کے نقشِ قدم پر چلنا ثابت ہو گیا۔ اگر وہ ہمارے امتیاز کیلئے لفظ قادیانی کے علاوہ کوئی اور لفظ استعمال کرتے تو اس کا حقارتی نام ہونا یا نہ ہونا زیر بحث آسکتا تھا۔ مگر اب تو معاملہ طے شدہ ہے۔ یہ بھی غیر مبایعین کے ناحق پر ہونے کی ایک دلیل ہے کہ وہ ہر بات میں غیر احمدیوں کے رنگ میں رنگین ہو رہے ہیں۔

(۵)

لفظ پیغامی اور حضرت علیؓ کا فیصلہ

ہم بے شک لفظ "غیر مبایع" استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ مرکز سلسلہ سے اسی بناء پر علیحدہ ہوئے تھے کہ ہم خلیفۂ وقت کی بیعت ضروری نہیں سمجھتے اور نہیں کرینگے۔ لفظ "غیر مبایع" بالبداہت اور بلا واسطہ اسی مفہوم پر دلالت کرتا ہے کیا یہ گالی ہے کیا یہ حقارتی نام ہے۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں کہ ہمارے یہ بھائی "مبایع" بن جائیں مگر وہ بیعت کو غلامی کہکر سرتابی کر رہے ہیں اور غیر مبایع ہونے پر مُصر ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ان کے اخبار "پیغام صلح" کی بناء پر "پیغامی" بھی کہہ لیتے ہیں کیونکہ درحقیقت یہ بچھڑنے والے دوست ۱۹۱۳ء کے وسط میں ہی "پیغام صلح سوسائٹی" کے ممبر بنکر "پیغامی" ہو چکے تھے۔ یہ بھی ان کے آرگن کی طرف نسبت ہے کوئی گالی نہیں ہم یہ لفظ مجبوراً استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کے اکثر حصّہ سے امتیاز کے لئے کوئی لفظ ضروری ہے۔ اور

خاص شہر لاہور میں بھی ہماری جماعت ان کی تعداد سے ہر رنگ میں زیادہ ہے۔ اس لئے ہم ان کو جماعت احمدیہ لاہور بھی نہیں کہہ سکتے۔ مَیں نے جب اس امر پر غور کیا تو یہ بھی خلفاء راشدین کی سنّت کا اتباع ثابت ہؤا۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے جمہور مسلمانوں سے الگ ہونے والے خوارج کا الگ نام ان کے مکان کے نام پر تجویز فرمایا تھا۔ امام ابو العباس المبرد لکھتے ہیں:۔

"رجع معه (علی) منهم الفان من حروراء وقد کانوا تجمعوا بها فقال لهم علی صلوات الله علیه ما نسمیکم ثم قال انتم الحروریة لاجتماعکم بحروراء"

ترجمہ:۔ حضرت علیؓ کے ساتھ حروراء مقام پر دو ہزار خارجیوں نے رجوع کیا اور وہ سب وہاں اکٹھے تھے۔ حضرت علیؓ نے خوارج سے پوچھا کہ ہم تمہیں کس نام سے موسوم کریں۔ پھر خود ہی فرمایا۔ کہ تم حروراء مقام پر اکٹھے ہونے کے باعث الحروریۃ ہو" (الکامل المبرد جلد ۳ صفحہ ۱۴۲)۔

(۶)

مولوی عمر الدین صاحب کی غیر مبایعین میں شمولیت کی اصل وجہ!

مولوی عمر الدین صاحب لکھتے ہیں:۔ "آخر دو جھوٹے الزام لگا کر میاں صاحب نے مجھے جماعت سے الگ کر دیا۔ مَیں نے احمدی جماعت (غیر مبایعین) کے ساتھ مل کر تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیا" (پیغام صلح یکم جولائی)

سزا یافتہ لوگ جج کے فیصلہ کو "جھوٹے الزام" کہا ہی کرتے ہیں لیکن سوال تو یہ ہے کہ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مولوی عمر الدین صاحب غیر مبایعین میں دل سے یا بلحاظ عقائد شامل نہ ہوئے تھے۔ بلکہ محض اسلئے شامل ہو گئے تھے کہ انہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے ان کے جرم کے باعث جماعت سے خارج کر دیا تھا۔ کیا غیر مبایعین ایسے لوگوں پر فخر کر سکتے ہیں؟

(۷)

کیا مولوی عمر الدین صاحب ابھی تک بہائی نہیں ہوئے؟

فرقان (اپریل) میں ایک مضمون "کیا غیر مبائع مبلغ مولوی عمر الدین صاحب بہائی ہو گئے ہیں" کے عنوان سے شائع ہؤا ہے۔ اسکے جواب میں مولوی عمر الدین صاحب نے اپنے مجوزہ عنوان "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کے مطابق ہمیں ڈانٹنا شروع کر دیا ہے لیکن اسی دوران میں آپ کے قلم سے بہائیوں کے متعلق یہ فقرہ بھی نکل گیا کہ:۔ "یہ تقیہ باز لوگ تھے موقعہ محل کے مطابق اپنا مطلب نکالنے کی کرنے والے تھے۔"

پس مولوی صاحب کی موجودہ ناراضگی اسی اصل کے ماتحت ہے۔ ہمارا استدلال تو بالکل صاف ہے۔ مولوی محمد علی صاحب لکھ چکے ہیں:۔

"بیشک ختم نبوت کے منکر کو میں بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ... بابی اور بہائی ختم نبوت کے منکر ہیں اور میں انہیں خارج از اسلام سمجھتا ہوں" (پیغام صلح ۲۷ر جنوری ۱۹۴۲ء)

لیکن مولوی عمر الدین صاحب لکھتے ہیں:۔ (۱) "حضرت بہاء اللہ صاحب کھلے لفظوں میں فرماتے ہیں کہ نبوت و رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی"

(۲) "وہ (بہاء اللہ) اسلام اور قرآن اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے مقام کو اسی طرح مانتا ہے جیسے کہ ایک سچا مسلمان مانتا ہے"

(۳) "چونکہ جناب بہاء اللہ صاحب کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اسلئے ان کو شیعہ مذہب کے صوفیوں میں سے ایک حد سے بڑھا ہوا صوفی مان لیا جائے تو کوئی حرج نہیں" (پیغام صلح ۱۰ر مارچ ۱۹۴۲ء)

یہ بیانات صاف طور پر متضاد ہیں۔ کیونکہ یا بابی و بہائی ختم نبوت کے منکر ہیں یا نہیں۔ غیر مبایعین کا امیر انہیں ختم نبوت کا منکر قرار دیتا ہے اور غیر مبایعین کا مبلغ انہیں ختم نبوت کا سچے مسلمانوں (غیر مبایعین) کی طرح قائل قرار دیتا ہے۔ امیر غیر مبایعین بہائیوں کو "خارج از اسلام" سمجھتا ہے اور ان کا مبلغ بہاء اللہ کو کلمہ طیبہ کا قائل مانتا اور شیعہ مذہب کا صوفی قرار دینے میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔ اس صریح تناقض کا کوئی جواب غیر مبایعین نہیں دے سکتے تھے۔ لیکن مولوی عمر الدین صاحب جو ہنوز اپنی بہائیت کو عریاں کرنا نہیں چاہتے جواب دینے کی کوشش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اگر عیسائیوں سے مناظرہ میں یہ کہدیا جائے کہ حضرت عیسےٰ کو خدا کیوں بناتے ہو وہ تو حضرت خاتم النبیین کی آمد کی خبر دینے والے ایک رسول تھے۔ اور دوسری طرف لکھا جائے کہ نصاریٰ مشرک ہیں دائرہ اسلام سے خارج ہیں کیونکہ وہ حضرت عیسےٰ کو خدا مانتے ہیں تو مولوی اللہ دتا صاحب کے نزدیک یہ دونوں بیان متناقض ہیں۔ مگر ہر عقلمند مولوی صاحب کے ایسا کہنے پر ہنس پڑیگا۔ کیونکہ عیسےٰ نے بلاشبہ خدائی کا دعویٰ نہیں کیا وہ سچے رسولِ خدا تھے اور یہ بیان نصاریٰ کو مشرک یا کافر کہنے کے کسی طرح متضاد نہیں ہے۔ ٹھیک اسی طرح حضرت امیر کا بہائیوں کے منکر ختم نبوت قرار دینے اور دوسری طرف میرے بہاء اللہ کو ختم نبوت کا قائل قرار دینے میں کوئی تضاد نہیں ہے" (پیغام یکم جولائی)

یہ بیان اور یہ مثال خود مولوی عمر الدین صاحب کی بہائیت کی دلیل ہے۔ وہ بہائیوں کو نصارے

کی طرح غلط کار قرار دیتے ہیں۔ لیکن بہاء اللہ کو حضرت مسیحؑ کی طرح اس غلطی سے مبرّا جانتے ہیں۔ کیا بہائی ابتداء میں یہی چال اختیار نہیں کیا کرتے۔ کیا مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کا پہلے یہی رویہ نہیں رہا؟

مولوی عمرالدین صاحب ہوشیاری سے بہاء اللہ کو ختم نبوت کے منکرین سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ بہاء اللہ ادعاء سے پہلے خود بابی تھا اور جملہ بابیوں کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا فتویٰ ہے کہ وہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ ہمارا سوال یہ بھی ہے کہ بہائیوں کا عقیدہ ان کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

"اہلِ بہاء دورِ نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ امتِ محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے"۔
(کوکب ہند ۱۷ مئی ۱۹۲۸ء)

فرمائیے کیا ختم نبوت کے متعلق یہی عقیدہ لفظاً و معنیً غیر مبایعین کا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً ہے تو یہ کیا بات ہے کہ بہائی ختم نبوت کے منکر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار پائیں اور پیغامی اسی عقیدہ کے باوجود پکے مومن بلکہ دائرہ اسلام کے واحد اجارہ دار مانے جائیں؟ کیا کوئی پیغامی بھائی اس عقدہ کو حل کرے گا؟

بقیہ صفحہ ۲۴ — **سوال نمبر ۳**:۔ "جن انبیاء کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے کیا یہ تمام نبی شریعت والے تھے؟ شریعت والے سے میری مراد پہلے نبی کی شریعت میں ترمیم و تنسیخ کر سکتا ہے خواہ ایک یا دو حکم ہوں۔ جن نبیوں کو یہ اختیار نہ ہو اُن کے نام تحریر فرما دیں"۔

جواب:۔ پہلے نبیوں میں سے بعض شریعت لائے اور بہت سے نبی بغیر شریعت کے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا (المائدہ) دوسری جگہ فرمایا ولقد اٰتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل واٰتینا عیسی ابن مریم البیّنات وایدناہ بروح القدس (بقرہ آیت ۸۷) ان دونوں آیات سے ثابت ہے کہ موسیٰؑ اور مسیحؑ کے درمیانی انبیاء موسیٰؑ کی کتاب تورات کے تابع تھے اور وہ کسی حکم کو منسوخ نہ کرتے تھے اور نہ کر سکتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"بعد تورات کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب انکے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں اور جنکے دلوں میں کچھ شکوک اور دھریت اور بے ایمانی ہو گئی ہو۔ ان کو پھر زندہ ایمان بخشیں"۔ (شہادۃ القرآن صفحہ ۴۲) (باقی آئندہ)

(حکیم) محمد عبداللطیف صاحب پرنٹر منشی فاضل پریس ... ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اللہ دتہ پبلشر دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا۔

(ہر ماہ کی دس تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے)

اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا

مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہوار رسالہ

فرقان

قیمت سالانہ
ایک روپیہ

رجب المرجب ۱۳۶۱ سنہ
مطابق ماہِ اگست ۱۹۴۲ سنہ ء

ایڈیٹر
ابو العطاء جالندھری

فہرست مضامین

رسالہ فرقان بابت اگست ۱۹۴۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فرقان
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۱ | بابت ماہِ ظہور ۱۳۲۱ ہش مطابق ماہِ اگست ۱۹۴۲ء | نمبر ۸

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے متعلق

حضرت مولانا نورالدین رضؓ خلیفۃ المسیح الاوّل کا ناطق فیصلہ

غیر مبایعین کی طرف سے بارہا کہا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ محض خلافتِ ثانیہ کی ایجاد ہے۔ ورنہ ۱۹۱۴ء سے پہلے جماعتِ احمدیہ حضورؑ کو ہرگز نبی نہ مانتی تھی۔ اس کے مختلف مسکت جواب دیئے جا چکے ہیں۔ آج ہم حضرت خلیفۃ المسیح اوّل مولانا نورالدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اقوال سے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ناطق فیصلہ پیش کرتے ہیں۔
حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کا بلند مقام جماعت کے ہر فرد کو معلوم ہے۔ آپؓ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

جماعتِ احمدیہ نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کو بالاتفاق خلیفۂ اوّل تسلیم کیا۔ حضرت مولوی صاحب کے پانچ بیانات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ سے ۱۹۰۵ء میں سوال ہوا کہ "خاتم النبیین رسول اللہ تھے تو پھر نبی ہونے کا دعویٰ کس طرح درست رہتا ہے؟" اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ "خاتم تو مُہر کو کہتے ہیں۔ جب نبی کریم مُہر ہوئے تو اگر ان کی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مُہر کس طرح ہوئے یا مُہر کس پر لگے گی"۔ (اخبار الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۵ء)

۲۔ خلیفہ ہونے کے بعد حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ:۔

"ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں۔ عام ہے خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتلاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔" (الحکم ۲۸/۲۱ فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۳۔ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر لکھتے ہیں کہ "ذکر تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے لکھا ہے کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے۔" اس پر حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:۔

"ہمیں ان کے فتووں کی کیا پرواہ ہے اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیا وہ دیکھے کہ اس کے بعد آج تک اس کی عزت کہاں تک پہونچ گئی ہے اور مرزا صاحب کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے۔" (بدر ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۴۔ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم نے شائع فرمایا کہ:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے کھلے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ میں مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مانتا ہوں کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متعلق ہے اور وہی احمد رسول ہیں۔" (الحکم ۱۴ ستمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود ہیں۔ جب کوئی نبی آیا اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے۔ ایچا پیچی کرنی اور بات ہے ورنہ اللہ تعالےٰ نے کفر۔ ایمان اور شرک کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ پہلے نبی آتے رہے۔ ان کے متعلق دو ہی قومیں تھیں۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ تمہیں پیدا ہوا اور

کوئی سوال اُٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں جواب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں؟ .... حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری کی حدیث نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔" (بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۳ ک ۴)

ان پانچ حوالجات میں مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے منکرین کے کفر کے متعلق حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کا مذہب اور عقیدہ نہایت واضح الفاظ میں مذکور ہوا ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو انبیاء اور حضور کے منکروں کو گذشتہ انبیاء کے منکروں کے زمرہ میں بیان فرمایا ہے

مولوی محمد علی صاحب سے ایک نہایت اہم سوال

مندرجہ بالا اقتباسات کو پڑھنے کے بعد ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب پہلے لکھ چکے ہیں کہ:۔

"مرید کو اپنے تمام خیالات اور تمام عقائد کو مرشد کے تابع کرنا ضروری ہے۔ جس طرح پر حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کے تابع ہم نے اپنے آپ کو کیا۔" (پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

لیکن ۱۹۱۴ء کے بعد مسلسل اٹھائیس برس سے آپ اور آپ کے ساتھی نبوت مسیح موعود علیہ السلام اور کفر منکرین کے متعلق بالکل متضاد روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"ان ہر دو خطرناک عقیدوں کے متعلق ہماری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے سخت تردید کا سلسلہ برابر ۲۸ سال سے جاری ہے۔"

(پیغام صلح ۱۵ جولائی ۱۹۴۲ء)

اب سوال یہ ہے کہ کیا مولوی محمد علی صاحب کے آج بھی وہی عقائد ہیں۔ جو نبوت حضرت مسیح موعود اور کفر منکرین کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا اقتباسات میں بیان ہوئے ہیں؟ اگر وہی عقائد ہیں تو پھر "سخت تردید" کے ذریعہ مخلوقِ خدا کو کیوں مغالطہ دیا جا رہا ہے اور اگر اب وہ عقائد نہیں رہے تو مولوی محمد علی صاحب کو اعلان کر دینا چاہئیے کہ ۱۹۱۴ء سے پہلے میرے جو عقائد تھے وہ اب بدل چکے ہیں۔ ان دو صورتوں کے علاوہ صرف یہی امکان باقی رہ جاتا ہے کہ پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء کا اعلان ہی سرے سے غلط ہو۔ آپ نے نہ پہلے اپنے تمام خیالات اور "تمام عقائد" کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے تابع کیا ہو۔ اور نہ بعد میں۔

کیا "تحفہ گولڑویہ" میں دعوئی نبوت سے انکار ہے؟

میاں محمد صادق صاحب کا مکتوب اور اس کا جواب

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے قلم سے فرقان بابت جولائی ۴۲ء میں غیر مبایعین کے ایک اہم سوال کا جواب شائع ہوا ہے۔ جس میں حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ:۔

"میاں محمد صادق صاحب کے اس استدلال کا سارا انحصار اس امر پر ہے کہ عدالتی بیان کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کتاب تریاق القلوب کو پیش کرکے سوال کیا گیا تھا۔ اور اس صورت میں بجا طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ عدالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تریاق القلوب کے متعلق سوال نہیں ہوا بلکہ تحفہ گولڑویہ کے بارے میں ایک خاص سوال کیا گیا تھا"

آخر میں مصدقہ مسل کے حوالجات درج فرمانے کے بعد حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"پس یہ یقینی اور قطعی بات ہے کہ عدالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے تحفہ گولڑویہ کے متعلق ہی معین سوال ہوا تھا۔ اس لئے نبوت سے انکار، اور اپنے مقام کو محدثیت تک محدود قرار دینے کا کوئی موقعہ ہی نہ تھا اور نہ ہی یہ سوال پیدا ہوا تھا۔ لہٰذا میاں محمد صادق صاحب اور دوسرے غیر مبایعین کا مندرجہ بالا استدلال درست نہیں ہے"

اس جواب پر غیر مبایعین کے دوسرے اکابر اور ان کا اخبار "پیغام صلح" تو بالکل خاموش ہیں البتہ جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے ایک مکتوب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور بھیجا ہے۔ جسے ہم بجنسہٖ درج ذیل کرکے جواب لکھتے ہیں:۔

میاں محمد صادق صاحب کا مکتوب

"مخدوم و مکرم سلمکُ اللہ تعالےٰ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ جناب نے میری معروضات پر بذریعہ فرقان توجہ فرمائی۔ اس کے لئے میں بے حد مشکور ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

جناب نے فرمایا ہے کہ کرم الدین والے مقدمہ میں جس کتاب کی بناء پر سوالات کئے گئے وہ تریاق القلوب نہ تھی، بلکہ تحفہ گولڑویہ تھی۔ اور رسالت و نبوت کے متعلق کوئی سوال ہی نہ تھا۔ حالانکہ اسی رسالہ فرقان میں اسی مقدمہ کی مسل سے بعض حوالہ جات پیش کر کے اثبات نبوت کے لئے پورا زور لگایا گیا ہے۔ مزید تحقیق کے لئے مَیں نے تحفہ گولڑویہ کو پھر بغور پڑھا۔ اس کے صفحات نمبر ۱۶-۱۷-۲۴-۲۵-۵۱-۶۱ قابلِ توجہ ہیں۔ تمام حوالہ جات طوالت کا باعث ہونگے۔ اس لئے صرف دو حوالہ جات پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔

صفحہ ۵۱ کی سطر ۲۳ سے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مخالفین کو جواب دیا ہے " وہ لوگ جو حضرت عیسےٰؑ کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر پینتالیس ۴۵ برس تک ان پر جبرائیلؑ وحی نبوت لیکر نازل ہوتا رہے گا۔ اب بتلاؤ کہ ان کے عقیدہ کے موافق ختم نبوت اور ختم وحی نبوت کہاں باقی رہا۔" اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود نہ صرف ختم نبوت بلکہ ختم وحی نبوت کے مدعی تھے۔ پھر وہ خود نبوت کا دعوی کیونکر کر سکتے تھے۔

پھر صفحہ ۶۱ سطر ۱۹ کے بعد فرماتے ہیں " جس طرح شیعہ لوگ حضرت ابو بکرؓ کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کے مرتبہ اور بزرگی سے منکر ہیں۔ ایسا ہی مسیح موعودؑ کی بھی تکفیر کی جاوے گی۔ اور ان کے مخالف ان کے مرتبہ ولایت سے انکار کرینگے۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے آخر میں یہ آیت ہے ومن کفر بعد ذٰلك فاولٰئك هم الفاسقون اور اس آیت کے معنے جیسا کہ روافض کی عملی حالت سے کھلتے ہیں یہی ہیں کہ بعض گمراہ حضرت ابو بکرؓ کے مقام بلند سے منکر ہو جائیں گے اور ان کی تکفیر کرینگے پس اس آیت سے سمجھا جاتا ہے کہ مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی۔ کیونکہ وہ خلافت کے اس آخری نقطہ پر ہے جو خلافت کے پہلے نقطہ سے ملا ہوا ہے۔" اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت ابو بکرؓ کی طرح خلافت کے اور ولایت کے مدعی تھے نہ کہ نبوت کے۔ اس لحاظ سے نشان ۱۱۸ میں خواہ تریاق القلوب کا ذکر ہو یا تحفہ گولڑویہ کا حضرت صاحب کے دعوی ولایت میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ اور حوالہ کی غلطی کو مانتے ہوئے بھی کہنا پڑے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے ذہن میں نشان ۱۱۸ حقیقۃ الوحی لکھتے وقت جہاں تک ان کے مرتبہ ولایت کا تعلق ہے تریاق القلوب اور تحفہ گولڑویہ میں کوئی فرق نہ تھا۔ پس میرا سوال اب مزید توضیح کا محتاج ہو گیا ہے اور مَیں امید رکھتا ہوں

کہ جناب از راہ کرم مزید توجہ فرما کر مشکور فرمادینگے۔ والسلام محمد صادق"

الجواب

۱- اس مکتوب میں جناب میاں محمد صادق صاحب نے پہلی بات یہ لکھی ہے، کہ:-

"اسی رسالہ فرقان میں اسی مقدمہ کی مسل سے بعض حوالہ جات پیش کر کے اثبات نبوت کے لئے پورا زور لگایا گیا ہے"

جواباً عرض ہے کہ ہم نے فرقان میں جس مقدمہ کی مسل سے حوالہ جات پیش کر کے دعوئ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ثابت کیا ہے وہ مقدمہ وہ ہے جو مولوی کرم الدین صاحب نے زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دائر کیا تھا۔ اور جس مقدمہ کے متعلق تریاق القلوب یا تحفہ گولڑویہ کا جھگڑا ہے وہ دوسرا مقدمہ ہے۔ وہ مقدمہ وہ ہے جو حضرت حکیم فضل الدین صاحب مرحوم نے زیر دفعہ ۴۱۷، ۴۲۰ تعزیرات ہند مولوی کرم الدین ساکن بھیں پر دائر کیا تھا۔ اس مؤخر الذکر مقدمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گواہ صفائی کے طور پر بلا کر سوال کئے گئے تھے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ اپنے سابقہ مضمون میں صاف تحریر فرما چکے ہیں کہ:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ بیان اس مقدمہ میں ہوا جو حکیم فضل الدین صاحب مرحوم نے مولوی کرم الدین ساکن بھیں پر زیر دفعہ ۴۱۷، ۴۲۰ تعزیرات ہند دائر کیا تھا" (فرقان جولائی ۴۲ء ص۲)

پس میاں محمد صادق صاحب کا یہ تمسک بالکل بے جا اور بے محل ہے۔

۲- اب یہ سوال زیر غور ہے کہ جب عدالتی ریکارڈ سے ثابت ہے کہ عدالت میں یقینی طور پر تحفہ گولڑویہ کے متعلق سوال ہوا تھا، تو یہ بات تحقیق طلب ہوگی کہ آیا کتاب تحفہ گولڑویہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوئ نبوت سے انکار فرمایا ہے یا اقرار کیا ہے؟ جناب میاں محمد صادق صاحب نے جو دو عبارتیں اپنے مکتوب میں پیش کی ہیں۔ وہ میرے سامنے موجودہ ایڈیشن سوم کے صفحہ ۸۳ و ۹۸ پر درج ہیں۔ پہلی عبارت میں صرف یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستقل نبی ہیں وہ امت محمدیہ میں نہیں آسکتے۔ ان کا آنا ختم نبوت کے منافی ہے اور یہ بات جماعت احمدیہ کے مسلمات میں داخل ہے۔ کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد ایسے نبی کے آنیکا کوئی امکان نہیں، جو مستقل طور پر براہ راست بدون واسطہ محمدی کے نبوت حاصل کرنے والا یا نئی شریعت لانے والا ہو۔ اس لئے ثابت ہوا کہ پہلی عبارت محل نزاع نہیں ہے۔ دوسری

عبارت میں لفظ "مرتبہ ولایت" ضرور قابلِ غور ہے۔ لیکن مرتبہ ولایت کے ذکر سے نبوت کا انکار کیسے لازم آگیا۔ جبکہ اسی کتاب کے دوسرے مقامات پر صاف طور پر نبوت و رسالت کا دعویٰ موجود ہے؟ کیا نبی ولی نہیں ہوتا؟[1] اس عبارت میں تو صرف حضرت ابوبکرؓ سے اپنی مشابہت کا تذکرہ ہے اپنی نبوت کا اقرار یا انکار مدنظر نہیں ہے۔ کسی نبی کے متعلق یہ کہدینے سے کہ وہ صدیق۔ ولی اور نیک و صالح ہے یہ ثابت نہیں ہوجاتا کہ وہ اب نبی نہیں ہے۔ ورنہ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشعار ؎

قرآں میں جو خضر نے کیا تھا پڑھو ذرا	موسیٰؑ بھی بدگمانی سے شرمندہ ہوگیا
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار	بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار

میں حضرت موسیٰؑ کو "خدا کے بندوں" میں شامل کر کے ان کی نبوت سے انکار کر دیا ہے والعیاذ باللہ۔

۳۔ اب میں ذیل میں رسالہ تحفہ گولڑویہ سے وہ اقتباسات پیش کرتا ہوں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا مرتبہ اور مقام یا بالفاظ دیگر دعوئ نبوت و رسالت بیان فرمایا ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:-

(الف) "یہ بات کوئی غیر معمولی امر نہیں ہے کہ آیت کا مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور پھر مسیح موعود بھی اسی آیت کا مصداق ہو۔ بلکہ قرآن شریف جو ذوالوجوہ ہے اس کا محاورہ اسی طرز پر واقع ہوگیا ہے کہ ایک آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مراد اور مصداق ہوتے ہیں اور اسی آیت کا مصداق مسیح موعود بھی ہوتا ہے جیسا کہ آیت ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ سے ظاہر ہے اور رسول سے مراد اس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور مسیح موعود بھی مراد ہے۔" (تحفہ گولڑویہ صـ۱۲۳ ایڈیشن سوم)

(ب) "یہ آیت (واذا الرسل اقتت) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسولوں کی آخری میزان ظاہر کرنے والا مسیح موعود ہے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ جب ایک سلسلہ کا آخر ظاہر ہوجاتا ہے تو عند العقل اس سلسلہ کی پیمائش ہوجاتی ہے۔" (صـ۱۴۹)

(ج) "جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔" (صـ۱۵۶)

(د) "غرض اسلام میں یہی دو جماعتیں منعم علیہم کی جماعتیں ہیں اور انہی کی طرف اشارہ

[1] اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کو صدیقاً نبیاً اور و من الصالحین فرمایا ہے کیا اس سے ابراہیمؑ کی نبوت کی نفی ہوجاتی ہے؟

ہے آیت صراط الذین انعمت علیھم میں۔ کیونکہ تمام قرآن پڑھکر دیکھو جماعتیں دو ہی ہیں ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت۔ دوسری و اٰخرین منھم کی جماعت جو صحابہ کے رنگ میں ہے اور وہ مسیح موعود کی جماعت ہے ۔" (ص ۱۲۳)

ان اقتباسات سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کا مقام رسول کا مقام ہے۔ مسیح موعودؑ کے ذریعہ رسولوں کی میزان پوری ہوگی۔ مسیح موعود کی آمد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ ہے اور مسیح موعود کی جماعت صحابہ کی جماعت ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب تحفہ گولڑویہ میں اپنی نبوت سے انکار نہیں فرمایا۔ البتہ حضرت عیسےؑ ایسی مستقل نبوت کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا ہے۔

۴۔ تحفہ گولڑویہ کی جس عبارت کے متعلق سوال ہونے پر حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا، کہ ہاں خدا کے فضل سے میرا یہی مرتبہ ہے اس میں درج ہے کہ:-

"مردانِ خدا جو خدا تعالےٰ سے محبّت اور مودّت کا تعلق رکھتے ہیں وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے ان پر حقائق اور معارف کھلتے ہیں اور دقائق و اسرار شریعت اور دلائل لطیفہ حقانیت ملّت ان کو عطا ہوتے ہیں۔ اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق در دقیق علوم قرآنی اور لطائف کتاب ربّانی اتارے جاتے ہیں اور وہ ان فوق العادت اسرار اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں جو بلا واسطہ موہبت کے طور پر محبوبین کو ملتے ہیں اور خاص محبت ان کو عطا کی جاتی ہے اور ابراہیمی صدق و صفا ان کو دیا جاتا ہے اور روح القدس کا سایہ ان کے دلوں پر ہوتا ہے۔ وہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا ان کا ہو جاتا ہے ان کی دعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں ان کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے وہ ہر میدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں ان کے چہروں پر محبتِ الٰہی کا نور چمکتا ہے ان کے در و دیوار پر خدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں خدا ان کے لئے اس شیر مادہ سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے جسکے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے۔ وہ گناہ سے معصوم وہ دشمنوں کے حملوں سے معصوم وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ خدا عجیب طور پر انکی دعائیں سنتا ہے اور عجیب طور پر انکی قبولیت ظاہر کرتا ہے۔ یہانتک کہ وقت کے بادشاہ ان کے دروازوں پر آتے ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۹-۸۰) طبع سوم) کیا اس قدر صراحت کی موجودگی

"تخت گاہِ رسول" قادیان اور غیر مبایعین

(از جناب ملک محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل قادیان)

جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کوشش کرتے رہے ہیں، کہ احمدیت سے تعلق رکھنے والے تمام امور کی مخالفت کی جائے۔ اور جس طرح غیر احمدی اصحاب احمدیت کی اچھی سے اچھی چیز پر بھی نکتہ چینی اور اعتراض کرنا اپنا فرض خیال کرتے ہیں اسی طرح غیر مبایعین بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر احمدیت سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کو موردِ اعتراض بناتے رہتے ہیں اور اس میں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی رنگ میں جماعت احمدیہ پر اعتراض کر کے اغیار کی خوشنودی حاصل کی جائے۔

ہمارے اس دعویٰ کی ایک نہایت واضح مثال غیر مبایعین کی طرف سے قادیان کے خلاف توہین آمیز پروپیگنڈا ہے۔ قادیان جماعت احمدیہ کی مقدس اور محبوب بستی ہے۔ یہ وہ بابرکت مقام ہے جسے اللہ تعالےٰ نے تخت گاہ رسول قرار دیا ہے۔ یہ خدا کے برگزیدہ مسیح کا مولد و مسکن ہے۔ اور الٰہی الہامات میں اس مقام کے متعلق بڑی بڑی بشارات موجود ہیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہو رہی ہیں اور پوری ہوتی جائیں گی۔ اب ظاہر ہے کہ کسی گاؤں یا شہر کی اہانت اور حقارت فی ذاتہٖ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ بلکہ یہ بات کسی انسان کی شخصیت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ غیر مسلم اصحاب مکّہ اور مدینہ کی اگر برائی اور مذمت کریں تو اس کی وجہ مکّہ اور مدینہ کی شہریت نہیں ہوگی۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے ان کا بُغض ہوگا اسی طرح غیر احمدی اصحاب قادیان کی مذمت اور برائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی وجہ سے ہی کرتے ہیں۔ اگر آپ کی بعثت قادیان کے علاوہ کسی اور گاؤں یا قصبہ سے ہوتی تو غیر احمدی اصحاب کبھی قادیان کی بستی کی مخالفت نہ کرتے۔ پس قادیان کی یہ مخالفت محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت اور آپ کے انکار کی وجہ سے ہے۔ اور یہ مخالفت انہی لوگوں کی طرف سے کی جا سکتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت اور دشمنی رکھتے ہیں۔ ورنہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن کے ساتھ وابستہ سمجھتے ہیں اور آپ کی غلامی کا دم بھرتے ہیں۔ وہ تو قادیان کے متعلق کوئی

نازیبا اور ناروا الفاظ سُننا بھی برداشت نہیں کر سکتے، چہ جائیکہ ان کے قلم یا زبان سے ایسے الفاظ نکلیں۔ ہر سچا احمدی قادیان کی عزت و عظمت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور اسکے ہر مقام کو آیۃ اللہ سمجھتا ہے لیکن مرکزِ احمدیت سے کٹ جانے کی وجہ سے غیر مبایعین کی یہ حالت ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مقدس بستی پر بھی بالکل غیر احمدیوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بڑھکر اعتراض کرتے ہیں۔ چنانچہ قادیان کے متعلق غیر مبایعین کا نظریہ و خیال مندرجہ ذیل تحریر سے عیاں ہے لکھا ہے:۔

"حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ فتنہ اس طرف سے یعنی مشرق سے نکلے گا۔ قادیان ملک عرب کے بالکل جانب مشرق میں واقع ہے۔ اسلام میں جس قدر فتنے اس وقت تک اٹھے ہیں یہ ان تمام سے بڑھکر ہے۔" (پیغام صلح ۱۲ رجون ۱۹۴۰ء ص۸)

یہ عبارت کسی توضیح اور تشریح کی محتاج نہیں ہے۔ قادیان۔ خدا کے مقدس اور برگزیدہ مسیح کی بابرکت بستی کے متعلق یہ الفاظ کسی بدترین معاندِ احمدیت نے بھی اس رنگ میں استعمال نہیں کئے ہوں گے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کی غلط تاویل کر کے اسے قادیان پر چسپاں کیا جائے اور اس کے وجود کو تمام فتنوں سے بڑھکر قرار دیا جائے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اس مقدس بستی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

۱۔ "خدا تعالےٰ ..... قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تختگاہ ہے۔" (دافع البلاء ص۱۰)

۲۔ "یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔" (الوصیت)

۳۔ "جیسے روشنی میں سیاہ دل چور نہیں ٹھہر سکتا۔ ایسے ہی اس مقام (قادیان) میں جو تجلیات اور انوار الٰہی کا مرکز ہے کوئی سیاہ دل خائن بہت مدت نہیں ٹھہر سکتا۔" (بدر ۲۵ر اپریل ۱۹۰۷ء)

۴۔ "خدا تعالےٰ نے انہیں اصحاب الصفّہ (قادیان میں آکر رہنے والے) کو تمام جماعت میں سے پسند کیا۔ اور جو شخص سب کو چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا اور کم سے کم

یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا۔ اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے۔" (تریاق القلوب)

غیر مبایعین اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو تسلیم کرنے اور ان پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ حضور کے ان ارشادات کو ملاحظہ فرمائیں اور اس کے بعد پیغام صلح کے مندرجہ بالا اقتباس کو دیکھ کر موازنہ کریں کہ کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع کرنے والے ہیں یا آپ کے مخالفین کی تائید کرنے والے ہیں۔ اور کیا پیغام صلح کا قادیان کے متعلق یہ اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو پورا نہیں کر رہا کہ جو شخص قادیان میں رہائش کی تمنا نہیں رکھتا" اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے۔" واقعی اور حقیقۃً یہ اندیشہ درست ثابت ہوا۔ اور جو لوگ مرکز احمدیت سے الگ ہوئے اور انہوں نے یہاں پر رہائش اختیار کرنے کی تمنا کو دل سے نکال دیا ان کی حالت آج یہ ہے کہ وہ صرف جماعت احمدیہ کے مرکز سے ہی جدا نہیں ہوئے بلکہ عقائد احمدیت سے بھی دُور۔ بہت دور ہو گئے ہیں ‪:‬

ایک لاکھ روپیہ کے انعامات

اس نام سے حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب نے ایک مفید پمفلٹ شائع فرمایا ہے۔ اس میں ان تمام انعامی اعلانات کو اکٹھا کر دیا گیا ہے، جو آپ نے صداقت اسلام کے اثبات کے لئے غیر مسلموں کو اور صداقت احمدیت کے ثابت کرنے کے لئے غیر احمدیوں کے نام شائع کئے ہیں۔ ان تمام انعامات کی مجموعی رقم ایک لاکھ روپیہ ہوتی ہے۔ اس ٹریکٹ میں مولوی محمد علی صاحب کے لئے بائیس ہزار روپیہ کا انعام اس صورت میں مقرر کیا گیا ہے کہ وہ یہ قسم کھا جائیں کہ جن عقائد کا وہ آج اعلان کرتے ہیں ۱۹۱۴ء سے پہلے بھی ان کے یہی عقائد تھے۔ ہم یہ مضمون فرقان کی ایک گذشتہ اشاعت میں شائع کر چکے ہیں۔

بہر حال یہ پمفلٹ نہایت مفید ہے۔ احباب ایک کارڈ کے ذریعہ جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب۔ الہ دین بلڈنگس۔ سکندر آباد کے پتہ سے مفت طلب فرمائیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالے جناب سیٹھ صاحب کو بیش از پیش خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آمین ‪:‬

مجلسُ رفقاءِ احمدؐ وغاياته

ذیل کی عربی نظم جناب مولوی صدرالدین صاحب مولوی فاضل واقف تحریک جدید نے برائے اشاعت بھیجی ہے۔ جس میں غیر مبایعین کی حالت کے تذکرہ کے بعد مجلس رفقاء احمد قادیان کے مقصد کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم مقصد کے پورا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین (ایڈیٹر)

نثنی علی الرحمٰن ذی الآلاء ... برٍّ کریمٍ منبعِ النعماء

فاضت بحور فیوضه بالانعم ... لم یحصها الانسان بالاحصاء

قد نُوّرت ارض بنور محمّدٍ ... کل الظلام فنی الی ارجاء

اذ کوّرت شمس الشریعة ظلمة ... جاء المسیح لکشفها وضیاء

قام الاناس بظلمهم وشرورهم ... وتشمّروا للقتل والایذاء

فالله ایّده وعفّر خصمه ... وامدّه بالفضل والآلاء

اوصی الخلافة بعده بوصیة ... تبًّا لقوم مشمتی الاعداء

قالوا الخلافة هل لنا من سنة ... ثمّ النبوّة انکروا باِباء

قد بایعوا النور الخلیفة اوّلا ... قالوا لنا هو اوّل الخلفاء

املوا مرارًا ان احمدَ مرسل ... وهو النبیّ الحقّ بالایحاء

مثل المعاند فی المسائل خالفوا ... هم کل یوم موقدوا الشحناء

ها قد اردنا ردّهم ودفاعهم ... فالله ناصر کل اهل صفاء

نسعی کفتیان وان ابا العطا ... للقائد العلّام فی الرفقاء

فی کل شهر للجواب مجلّةً ... من نشرنا الفرقان نِعم قضاء

قد جئت بابك یا کریم کسائل ... فامنن عبادك بالهدی وعطاء

انظر الینا رحمةً وعنایةً ... وارحم ولا تبعد صراط رضاء

علّم وفهّم ثم زك صدورنا ... من نخوة وتکبّر وریاء

وانصر عبادك یا عزیز بنصرة
وارحم مجیبُ، دعاءَنا ونداء

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کی تحریرات میں لفظ نبی کا استعمال

مولوی صاحب کی رکیک تاویل کو باطل کرنیوالا ایک اور حوالہ

(از جناب محمد شریف صاحب چغتائی۔ نئی دہلی)

جب سے مولوی محمد علی صاحب نے مرکز احمدیت سے اپنا تعلق قطع کر کے حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کی عداوت اور جماعت مبایعین کی ناجائز مخالفت کو اپنا شعار بنایا ہے۔ اس وقت سے اپنی سابقہ تحریروں کی عجیب و غریب تشریحیں اور تاویلیں کرتے رہتے ہیں۔ تا ثابت کریں کہ جہاں کہیں بھی انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت "نبی" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ صرف انہی یعنی محدث اور مجدد کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ مولوی صاحب کا یہ ادعا کہاں تک صحیح ہے اس کا اندازہ کرنے کے لئے قارئین فرقان کی خدمت میں ریویو آف ریلیجنز وغیرہ سے وقتاً فوقتاً کئی ایک حوالہ جات پیش کئے جا چکے ہیں۔ اسی سلسلہ میں آج ایک اور حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ نمبر ۷ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۴ء میں مضمون "عیسوی مذہب کی اشاعت میں رکاوٹیں" شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کی اشاعت سے کچھ عرصہ قبل ایک عیسائی پرچہ ہاروسٹ فیلڈ" کے مختلف نمبروں میں چند ایک نوٹ" عیسوی مذہب کی اشاعت میں رکاوٹیں" کے عنوان سے مختلف مضمون نگاروں کی طرف سے شائع ہوئے۔ ان مضامین کو مدنظر رکھکر مولوی محمد علی صاحب نے زیر نظر مضمون تحریر کیا۔ اور لکھا:۔

(الف) "بے شک ایک نبی کی ضرورت ہے مگر نہ اس امر کے لئے کہ وہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر ملامت کرے اور خدا کے وعید سے ڈرائے جیسا کہ ہاروسٹ فیلڈ" لکھتا ہے بلکہ جیسا کہ وجوہات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے اس امر کے لئے کہ وہ خدا کی ہستی اور اس کی جزاء و سزا کی نسبت ان کے دلوں میں یقین واثق پیدا کرے" (صفحہ ۲۴۷)

(ب) "اس آوازمیں یہ جادو بھرا اثر کہاں سے آیا۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ لوگ یقیناً اس بات کو جان گئے، کہ شراب پینے میں اس خدا کی ناراضامندی ہے۔ جس کا پیغامبر وہ آنحضرت صلعم کو جانتے تھے اس قسم کے نبی کی واقعی دنیا کو ضرورت ہے۔ نہ اس

پادری نبی کی۔ جسکو سوائے خدا کے برگزیدوں اور پاک مذہبی اصولوں کو بُرا بھلا کہنے کے اور کچھ نہیں آتا۔" (صفحہ ۲۴۸)

(۳) "ایسا ہی ایک نبی اس وقت بھی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے لیکن لوگوں نے اسی طرح اس کا انکار کیا جیسا کہ پہلے نبیوں کا۔ کاش کہ یہ لوگ اس وقت غور کرتے اور سوچتے کہ کیا وہ نشان ان کو نہیں دکھلائے گئے۔ جو کوئی انسان نہیں دکھلا سکتا اور کیا وہ اسی طرح پر گنہ سے نجات نہیں دیتا جس طرح پہلے نبیوں نے دی۔ اور ایک ہمہ علم اور ہمہ طاقت ہستی کے متعلق وہی یقین ان کے دلوں میں نہیں پیدا کرتا۔ جو پہلی امتوں میں پیدا کیا گیا۔ ایسا نبی میرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ اور جنکے پیرو اس وقت دو لاکھ سے اوپر ہیں۔ جو لوگ اپنی روح کے لئے آرام چاہتے ہیں۔ وہ اس کے پاس آویں۔ کیونکہ وہ تھکے ماندوں کو آرام دیتا ہے وُہ عین اس وقت پر آیا ہے۔ جو پیشگوئیوں کے مطابق اُسکی آمد کا وقت تھا۔ اور جبکہ تمام دنیا سخت انتظار میں لگی ہوئی تھی۔ تمام نشان پورے ہو چکے ہیں۔ اور اس کی صداقت آفتاب نصف النہار کی طرح چمکتی ہے لیکن اس کے لئے جو آنکھیں کھولے۔ وہ گنہ کا سچا علاج لایا ہے اور اگر پادری صاحبان کو اپنے گناہوں کا احساس ہے۔ اور اپنی بیماری کو وہ جانتے ہیں، تو انہیں چاہیئے، کہ وہ طبیب کے پاس آویں۔ بجائے اس کے کہ لوگوں کو گمراہ کرتے پھریں۔ تا کہ وہ ان کو شفا دیوے اور اس سے شفا حاصل کرنے کے بعد وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلا سکتے ہیں۔" (ریویو جلد ۳ نمبر ۱۲ صفحہ ۲۴۸)

مندرجہ بالا اقتباس اور اس کے سیاق سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں کسی محدّث یا مجدّد کا ذکر نہیں بلکہ ایسے نبیوں کا ذکر ہے جن کو اصطلاح اسلام میں نبی کہا جاتا ہے۔ اور جیسے نبی پہلے زمانہ میں ہوتے رہے ہیں اور پھر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "ایسا ہی ایک نبی" کے الفاظ کے ساتھ تشبیہ دینا اس بات کو صاف طور پر ثابت کرتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب مضمون محولہ بالا کی تحریر کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نفس نبوت کے لحاظ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہی نبی مانتے تھے نہ کہ محض محدّث اور مجدّد۔

پھر سب سے بڑھکر سوچنے کی بات یہ ہے کہ محولہ بالا مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں شائع ہوا اور یہ بعید از قیاس بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ مضمون حضور کی نظروں سے نہ گذرا ہو خصوصاً جبکہ مضمون کا عنوان ہی ایسا ہو، جو کہ خاص طور پر حضور کے اس اہم ترین مقصد سے متعلق ہو۔ جن کیلئے حضور مبعوث ہوئے تھے۴۴

۴۴ یعنی کسر صلیب اور عیسائیت کا استیصال۔ اور پھر مضمون بھی ایسے سال میں شائع ہوا ہو، جو کہ حضور کی طرف سے صحیح اسلامی مسائل کی کی زندگی میں حضور کے مرتبہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور انبیائے سابقین کی طرح ہی نبی تھے۔ وہاں یہ بھی بدرجہ اتم ثابت کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے آپ کو انبیائے سابقین کی طرح ہی نبی*

* تصور کرتے تھے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو مولوی صاحب کے مضمون میں مندرجہ خیالات کی حضور کی طرف سے فوراً تردید کرا دی جاتی*

مولوی محمد علی صاحب مطالبۂ حلف کو کیوں پورا نہیں کرتے؟

از جناب مرزا منور احمد صاحب مولوی فاضل واقف تحریک جدید

جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب حیدر آباد دکن کی طرف سے بائیس ۲۲ ہزار روپے کا انعامی اعلان شائع ہوا ہے۔ جناب سیٹھ صاحب یہ رقم مولوی محمد علی صاحب کو اس حلف مؤکد بعذاب اٹھانے پر دینگے کہ جو عقائد میرے اس وقت ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یعنی ۱۹۱۴ء تک بھی میرے یہی عقائد تھے۔ اس انعامی چیلنج پر کئی ماہ گذر گئے اور دیگر کئی احباب نے انعامی رقوم پیش کی ہیں۔ مگر مولوی محمد علی صاحب آج تک قسم کھانے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ مَیں پھر ایک مرتبہ مولوی صاحب کی توجہ اس طرف منعطف کرتا ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو ۲ عبارتیں پیش کرتا ہوں۔ حضور نے پادری عبداللہ آتھم سے مؤکد بعذاب حلف کا بارہا مطالبہ کیا۔ اور تحریر فرمایا کہ:۔

۱۔ "اس قسم کا نام قسم آمینی ہے۔ یعنی وہ قسم مؤکد بعذاب موت کھائیں۔ اور ہم آمین کہیں۔ آخری فیصلہ قسم ہے۔" (حاشیہ تبلیغ رسالت جلد ۳ صفحہ ۱۳۹)

مگر ڈپٹی عبداللہ آتھم ادھر اُدھر کی باتیں کر کے اس قسم کو ٹالتا رہا۔ (ٹھیک اسی طرح اب مولوی محمد علی صاحب اس قسم کو ٹال رہے ہیں)

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پادری عبداللہ آتھم کے گریز پر تحریر فرمایا کہ "اگر صدقِ الہام اور صدق اسلام پر مجھے قسم دی جائے، تو میں آپ سے ایک پیسہ نہیں لیتا۔" (تبلیغ رسالت جلد ۳ صفحہ ۱۵۸)

اب مولوی محمد علی صاحب غور فرمائیں، کہ ان کا طریق کتنا غلط ہے۔ ان کو چاہیئے تھا، کہ وہ حق کی خاطر قسم کھاتے۔ اور سیٹھ صاحب اور دیگر احباب کے مطالبات کو پورا کرتے۔ کیونکہ حق کی خاطر قسم کھانا نہ صرف اچھی بات ہے۔ بلکہ ضرورت حقہ کے وقت ضروری ہے۔ احباب نے فرقان کی ایک گذشتہ اشاعت میں پڑھا ہوگا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے کس قدر پُر از یقین الفاظ میں قسم کھائی ہے۔ کیا یہی ایک بات حق بین انسان کی رہنمائی کے لئے کافی نہیں۔ کیا اب بھی مولوی صاحب تیار ہوں گے؟

چند سوالات کے مختصر جوابات

(گذشتہ سے پیوستہ)

سوال ۴: "جن نبیوں کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے ان پر وحی نبوت جبریلؑ لاتے تھے یا کوئی فرشتہ بھی کسی نبی پر وحی لایا ہے"

الجواب: آپکو پہلے "وحی نبوت" کی تعریف بیان کرنی چاہیئے۔ عرف عام میں تو یہی تعریف ہے کہ کسی نبی پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ وحی نبوت ہوتی ہے۔ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں (الف) "جس میں شان نبوت باقی ہے اسکی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔" (ایام الصلح ص۱۴۶) (ب) "دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کیلئے ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوتِ عالیہ کی کسرشان نہ ہو۔" (نزول المسیح ص۳) باقی رہا یہ سوال کہ وحی نبوت جبریل لاتا ہے یا کوئی اور فرشتہ بھی۔ سو یاد رہے کہ کلام الٰہی کا نزول جبریلی توسط سے ہوتا ہے اور جبریلی نور آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈ کوارٹر ہے تمام معمورۂ عالم پر حسب استعداد ان کے اثر ڈال رہا ہے۔" (تفصیل کے لئے دیکھیں توضیح مرام ص۸۳-۸۴)

سوال ۵: "وحی نبوت نبی کیلئے لوگوں کو سُنانا فرض ہوتا ہے یا یہ اختیاری معاملہ ہے۔"

الجواب: نبی مامور ہوتا ہے وہ اپنی وحی کے سنانے یا نہ سنانے میں اللہ کے حکم کے ماتحت ہوتا ہے جیسا حکم ہو کرتا ہے

سوال ۶: "جو شخص کہتا ہے کہ خدا نے میرا نام مجازی نبی رکھا ہے مگر مذکورہ بالا دونوں شرائط سے انکاری ہے، اس کو اصطلاحِ اسلام میں صاحب نبوت تامہ کہہ سکتے ہیں۔"

الجواب: اس شخص کے اصل الفاظ پیش کرنے چاہئیں۔ نبوتِ تامہ کا مفہوم جواب ۱-۲ میں گذر چکا ہے۔ اسے ملاحظہ فرما کر معین سوال فرمائیں۔

سوال ۷: "کیا جناب حضرت عیسےٰؑ کو تشریعی نبی خیال فرماتے ہیں؟"

الجواب: حضرت عیسےٰؑ کو میں غیر تشریعی نبی مانتا ہوں۔

سوال ۸: "قرآن کریم میں مجھے ان نبیوں کے نام نہیں مل رہے جو شریعت میں ترمیم و تنسیخ کا اختیار نہ رکھتے ہوں"

الجواب: قرآن مجید میں لکھا ہے انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدًی و نور یحکم بھا النبیّون الذین اسلموا (المائدہ) کہ موسیٰ کے بعد انبیاء شریعتِ تورات کے تابع تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرما چکے ہیں کہ:۔ "بعد تورات کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب انکے ساتھ نہیں تھی۔" (شہادۃ القرآن ص۴۴) اگر آپ کو ایسے صدہا نبیوں میں سے کسی کا نام بھی نہیں مل رہا تو معذوری ہے۔ میں بطور مثال قرآن مجید سے حضرت زکریا اور یحیٰی علیہما السلام کا نام پیش کرتا ہوں۔

(باقی - باقی)

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ

غیر مبایعین فتنۂ خلافت ثانیہ سے خطاب

(نتیجۂ فکر جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

قادیانی کہتے ہیں جو قادیاں میں رہتے تھے
ہمزبانی اپنے دشمن سے محلِ غور ہے
یہ تغیر کیوں ہوا ہے سوچنے کی بات ہے
یا نبی اللہ سے کرے مخاطب جب خدا
جس نبوت کے ہیں قائل اسکی یہ تعریف ہے
اس نبوت سے فتور آتا ہے کیا اسلام میں
کہئے حضرت کونسی بات اس میں نو ایجاد ہے
عہدِ اوّل میں خلافت کا تمہیں اقرار تھا
پھر کھچے رہتے ہو ہم سے طعنہ زن احباب پر
نام رکھتے ہو۔ تنابز کرتے ہو القاب میں
احمدی ہیں ہم۔ مہاجر فی سبیل اللہ ہیں
صحبتِ مہدی میں رہ کر سیکھا ہی دین الہُدیٰ
قادیاں میں رہتے ہیں۔ پر قادیانی ہم نہیں
ان زمینی لوگوں سے نسبت ہمیں دیتے ہو تم
ہم علیٰ وجہ البصیرت۔ مومنِ اسلام ہیں

ایسا کہنے والوں کو دشمن وہ کہتے تھے
کہنے والا ہے وہی مردِ خدا یا اور ہے
دن کو دن کہتے ہوئے۔ کہنے لگے یہ رات ہے
اور کثرت کیف وکم میں اس پہ شاہد برملا
غور فرمایئے کہ اس میں کیا ہوئی تحریف ہے
جبکہ ہے ظلی رسول اللہ کے اکرام میں
یہ سب کچھ ہے وہی جس پر تمہارا صاد ہے
یہ نظامِ ملتِ احمد بصد اصرار تھا
اس مسیح و مہدیٔ دوراں کے پاک اصحاب پر
یوں نجاست کیوں طلائی جائے آب ناب میں
حق پسند۔ اسلام کے پابند۔ حق آگاہ ہیں
جوش ہے دل میں کہ روح الحق پہ ہو جائیں فدا
احمدی ہیں اور کچھ بھی فکر بیش وکم نہیں
جو صراطِ مستقیم اپنا۔ کٹے بیٹھے ہیں گم
سامنے آنکھوں کے ہر دم احمدی اقدام میں

گامزن ہیں ہم اسی رستے پہ جس پر تھا امام
خاتمہ ایمان پر اکمل ہو اپنا۔ والسلام

آہ! غیر مبایعین کہاں سے کہاں جا پہنچے!

(۱)

جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ۱۵ رجون ۱۹۰۸ء کو حضور کے آخری رسالہ پیغام صلح کا دیباچہ لکھتے ہوئے آخر میں حضور کی نوشتہ متفرق یادداشتوں کو طبع کرانے کی حکمت ان الفاظ میں بیان کی تھی کہ:-

"چونکہ یہ ایک آخری تحریر اس جلیل القدر انسان کی ہے کہ جس کے ایک ایک فقرہ کی کسی آئندہ وقت میں پرستش ہو گی اس لئے میں نے یہ پسند کیا کہ ان تمام یادداشتوں کو بھی چھاپ دیا جاوے۔" (صد)

یہ وہ زمانہ تھا جب خواجہ صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول کہا کرتے تھے۔ اور جانتے تھے، کہ آئندہ زمانہ میں دُنیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر فقرہ کی عزت کرے گی اور ان کو خاص احترام دیگی۔ لیکن ۱۹۱۴ء کے اختلاف کے بعد غیر مبایعین نے آہستہ آہستہ اس جلیل القدر انسان کے مرتبہ کو کم کر کے "ایک مخصوص عالم" تک قرار دیدیا۔

ناظرین! آپ خواجہ کمال الدین صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ میں ایک خاص عقیدت اور محبت کا اظہار پاتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابل پر خواجہ کمال الدین صاحب دسمبر ۱۹۳۰ء میں شائع کرتے ہیں کہ:-

"اگر مجھ پر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو میرا ان سے کیا تعلق ہے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہوں۔"
(رسالہ مجدد کامل صنہ ۱۲)

اگر دیرینہ اخلاص باقی ہوتا تو کیا جناب خواجہ صاحب یوں نہ فرما سکتے تھے۔ کہ اگر مجھ پر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو میں اپنے علم یا اجتہاد کو غلط قرار دونگا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو حق مان کر خاتم النبیین کا وہی مفہوم لونگا۔ جو حضرت اقدس نے بیان فرمایا ہے۔ اے کاش! جناب خواجہ صاحب آخری عمر میں موخر الذکر طرز اختیار کرتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ بہرحال یہ ایک افسوسناک ذہنیت ہے کہ حکم و عدل

ماننے کا دعویٰ کرکے یہ طریق اختیار کیا جاوے:

(۲)

غیر مبایعین کے نئے مبلغین جس طرز کو اختیار کر رہے ہیں اس کا نمونہ مولوی اختر حسین صاحب گیلانی کے حسب ذیل الفاظ ہیں۔ نہایت بے باکی سے لکھتے ہیں:۔

"مسیح موعود علیہ السلام لغتِ عرب کے بڑے عالم سہی۔ لیکن اگر وہ قرآن۔ حدیث لغت و محاورہ عرب کی صریح گواہی کے خلاف کچھ لکھ جائیں تو ہم اس کو ان کی سہو سمجھ لیں گے اور قرآن۔ حدیث اور صدہا مفسرین۔ محدثین اور ائمہ لغت کی گواہی کو ردّ نہیں کریں گے۔ مسیح موعودؑ غلطی کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک معقول آدمی کے نزدیک اس قدر مقابل کی گواہیاں غلط نہیں ہو سکتیں۔"

(احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ٹریکٹ بابت جون ۱۹۳۷ء صفحہ ۲۷)

خدارا غور فرمائیے کہ کس طرح صریح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو گرایا گیا ہے۔ غیر مبایعین ذرا اس عبارت کا تجزیہ تو کریں۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ قرآن کریم کی "صریح گواہی کے خلاف" کچھ لکھیں۔ بخدا اگر آپ لوگوں کے نزدیک یہ ممکن ہے، تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہچانا ہی نہیں۔ وہ مسیح موعود کاہے کا جو قرآن کریم کی صریح گواہی کے خلاف باتیں لکھتا ہے۔ پھر قرآن و حدیث کو ماننے کا تو سب مفسر و محدث دعویٰ کرتے ہیں مگر ان میں ہزاروں اختلاف ہیں۔ آپ لوگ ان "مفسرین۔ محدثین اور ائمہ لغت" کی گواہی کو رد کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گواہی کو غلط قرار دے کر اپنے آپ کو معقول آدمی ثابت کرنا چاہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیو! ابھی آپ میں کئی ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے مقدس نبی مرزا غلام احمد کا چہرہ دیکھا ہے ان کا زمانہ پایا ہے وہ خدا کے لئے سچی سچی گواہی دیں کہ کیا ان دنوں بھی ان کی یہی روش تھی؟ کیا اس مبارک زمانہ میں بھی وہ لوگ یہی کہا کرتے تھے، کہ اگر حضرت مسیح موعود قرآن کی صریح گواہی کے خلاف لکھ دیں تو ہم اسے سہو سمجھیں گے اور اس کو ردّ کر دینگے اور گذشتہ مفسرین و محدثین کی گواہی کو مانیں گے لیکن مسیح موعود حکم و عدل کے فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوں گے؟ اگر جماعت نے کبھی ایسا نہیں کہا۔ ایسا نہیں لکھا۔ بلکہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی مقام سمجھتی رہی ہے۔ کہ آپ کا ہر فیصلہ ناطق اور آپ کا ہر حکم واجب التعمیل ہے

آپ کے متعلق یہ کہنا کہ آپ قرآن کریم کی صریح گواہی کے خلاف لکھ سکتے تھے آپ کی خطرناک توہین ہے۔ جماعت احمدیہ نے کبھی اس امکان کو مسیح موعود کے متعلق نہیں مانا۔ ورنہ مسیح موعود اور ایک معمولی مفسر و عالم میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ بھائیو! ذرا سوچو۔ کیا مندرجہ بالا عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس بات کا فیصلہ غیر مبایعین کے افراد کرینگے کہ کون کونسی بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن وحدیث کی "صریح گواہی کے خلاف" لکھدی ہے اور پھر دنیا کو بتائیں گے کہ یہ باتیں حضور کی غلط ہیں ان کو مت مانو۔ پھر غیر مبایعین میں سے چند حرف عربی کے پڑھ لینے والے یہ فیصلہ کیا کرینگے۔ کہ صدہا مفسرین۔ محدثین اور ائمہ لغت کی گواہی درست ہے یا مسیح موعود حکم وعدل کا فیصلہ؟ میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانیوالا ایسی بات ہرگز منہ پر نہیں لاسکتا۔ ان شرائط کے ساتھ کونسا غیر احمدی ہے جو حضرت مسیح موعود کو ماننے والا قرار نہ پاجائے۔ کیا غیر احمدی یہ کہتے ہیں، کہ ہم مرزا صاحب کی وہ باتیں نہیں مانتے جو قرآن وحدیث۔ لغت ومحاورۂ عرب کے مطابق ہیں یا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کے ان فیصلوں کو تسلیم نہیں کرتے جو قرآن وحدیث۔ صدہا مفسرین۔ محدثین اور ائمہ لغت کی گواہی کے مطابق ہیں؟ ہرگز نہیں۔ وہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی جو باتیں قرآن۔ حدیث۔ لغت ومحاورۂ عرب۔ صدہا مفسرین۔ محدثین اور ائمہ لغت کی گواہی کے مخالف ہیں ہم انہیں نہیں مانتے۔ اور ان کی وجہ سے ان کو غلطی پر جانتے ہیں۔ ورنہ کونسا ایسا غیر معقول غیر احمدی ہے جو کہے کہ اگرچہ حضرت مرزا صاحب کی باتیں قرآن حدیث۔ صدہا مفسرین۔ محدثین اور ائمہ لغت کے مطابق ہیں مگر میں نہیں مانتا؟ ایسا تو کوئی بھی شخص موجود نہیں۔ ہاں غیر احمدی مرزا صاحب کے فیصلوں کو قرآن۔ حدیث اور مفسرین ومحدثین کے مطابق یا غیر مطابق قرار دینے میں اپنی رائے پر انحصار کرتے ہیں اور غیر مبایعین اپنی رائے پر۔ بات تو بالکل ایک ہی ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا، کہ سنجیدہ مزاج غیر مبایعین اس بات پر غور کریں۔ کہ ان کی ماضی اور ان کے حاضر میں یہ نمایاں اختلاف کیوں ہے اور کیوں وہ روز بروز غیر احمدی نقطۂ نگاہ کو اپناتے جارہے ہیں؟

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

(الف) "بعض چالاک مولوی کہتے ہیں، کہ اگر کوئی آسمان سے بھی اُترے اور یہ کہے کہ فلاں فلاں حدیث جو تم مانتے ہو صحیح نہیں ہے تو ہم کبھی قبول نہ کریں گے اور اس کے منہ پر طمانچہ

مار یں گے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ ہاں حضرات! آپ کے وجود پر یہی امید ہے مگر ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حکم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اس کے ذرا معنی تو کریں۔ ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے کہ حکم اسی کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے۔ جو شخص خدا کی طرف سے آئیگا وہ آپ کے طمانچے کھانے کو تو نہیں آئیگا" (اعجاز احمدی ص۲۹)

(ب) "جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے" (اربعین ۴ ص۶ حاشیہ)

اب غیر مبایع بھائی انصاف سے بتلائیں کہ وہ کس فتویٰ کے مستحق ہیں اور سوچیں کہ وہ کہاں سے کہاں جا پہونچے ہیں ؎ دھو دیئے دل سے وہ سارے صحبتِ دیریں کے رنگ

پھول بنکر ایک مدت تک ہوئے آخر کو خار

فرقان کے متعلق مشرقی افریقہ سے ایک خط

جناب بابو محمد عالم صاحب کینیا کالونی سے رقمطراز ہیں:۔

"السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،۔ رسالہ فرقان کے اجراء سے غیر مبایعین کے کیمپ میں یقیناً ہلچل پڑ گئی ہوگی۔ میں ایسٹ افریقہ میں یہ محسوس کر رہا ہوں۔ آپ کو اور آپ کے معاونین کو اس کے اجراء پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی ترقی میں برکت عطا فرمادے۔ آمین۔

ایک دن ایک غیر احمدی کی تسلی کے لئے نبوت کے بارے میں کچھ ضروری ریفرینس کی ضرورت تھی۔ وہ تریاق القلوب سے حضرت صاحب کی تحریر سے یہ ثابت کرنیکی ناکام کوشش کر رہا تھا کہ حضور نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ اس بات کا ذکر عزیزم عبدالسلام صاحب بھٹی سے ہوا۔ تو انہوں نے جنوری کا رسالہ فرقان مجھے دیا جس میں وہ سب ضروری باتیں موجود تھیں اور تریاق القلوب کا بھی ذکر تھا ۔ جو اس غیر احمدی کو بتلایا گیا۔ علاوہ ازیں

مولوی محمد علی صاحب کا بنی اسرائیل کے صدہا نبیوں کی نبوت سے انکار

(از جناب سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل)

غیر مبایعین کے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے خلاف اپنے موجودہ مسلک کی تائید میں ایک یہ دلیل پیش کی ہے کہ چونکہ "نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری ہے" (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۲۶) مگر مسیح موعود علیہ السلام کتاب نہیں لائے۔ اسلئے آپ نبی اور رسول نہیں۔ سو پہلے تو میں حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس بارہ میں فیصلہ پیش کرتا ہوں اور پھر مولوی محمد علی صاحب کے عقیدہ کو پیش کرکے اس کا ایک خطرناک نتیجہ پیش کروں گا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ یہ ہے کہ:۔

۱۔ ۱۸۹۳ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ "بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں آئے کہ کوئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی" (شہادۃ القرآن بار پنجم صفحہ ۴۴)

۲۔ ۱۹۰۱ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ "نبی کیلئے شارع ہونا شرط نہیں ہے" (ایک غلطی کا ازالہ)

۳۔ ۱۹۰۳ء میں ارشاد فرماتے ہیں:۔ "انجیل میں ہرگز کوئی شریعت نہیں ہے بلکہ توریت کی شرح ہے، اور عیسائی لوگ توریت کو الگ نہیں کرتے جیسے مسیحؑ توریت کی شرح بیان کرتے تھے اسی طرح ہم بھی قرآن شریف کی شرح بیان کرتے ہیں" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۹)

۴۔ ۱۹۰۴ء میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔ "انجیل کوئی کتاب نہیں ہے" (الحکم ۳۱ جولائی و ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۰)

۵۔ ۱۹۰۵ء میں ارقام فرماتے ہیں کہ:۔ "شریعت کا لانا اس کیلئے ضروری نہیں" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸)

۶۔ پھر ۱۹۰۸ء میں یعنی اپنے وصال سے چند ماہ پیشتر فرمایا کہ:۔ "بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ نصف درجن حوالجات اس امر کے فیصلہ کیلئے کافی ہیں کہ:

(الف) صدہا نبی ایسے ہوئے ہیں، جو کوئی نئی کتاب نہ لائے تھے۔

(ب) اور ان میں سے ایک حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں جنکی کوئی کتاب نہ تھی فرمایا ہے کہ "انجیل کوئی کتاب نہیں ہے"

مامور الہیٰ حکم و عدل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس واضح اور روز روشن کی طرح

بیّن فیصلہ کے بعد جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ مولوی صاحب ۱۹۱۵ء میں لکھتے ہیں کہ:-

۱۔ "ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری ہے۔"
۲۔ "کتاب نبی کے لئے لازمی ہے۔ اس کے بغیر نبی نبی نہیں۔"
۳۔ "جس نبی کے پاس کتاب نہ ہو۔ وہ نبی نہیں۔"
(النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۸۶)
۴۔ "نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری ہے۔" (؍ ؍ صفحہ ۱۲۶)

ناظرین! سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحفہ گولڑویہ کا وہ حوالہ جو ابتداءً مضمون میں درج کیا گیا ہے دوبارہ پڑھیں اور غور کریں، کہ کیا جناب مولوی محمد علی صاحب کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذرہ بھر بھی عقیدت معلوم ہوتی ہے؟ میں اس جگہ غیر مبایعین کے سامنے عموماً اور ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب کے سامنے خصوصاً ایک اہم ترین سوال دو شقوں میں پیش کرتا ہوں کیا کسی غیر مبایع میں ہمّت ہے کہ اس عقدہ کو حل کر سکے۔ وہ یہ ہے کہ:-

الف:- سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صدہا نبی ایسے گذرے ہیں جو کوئی نئی کتاب نہیں لائے تھے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ "نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری ہے۔" تو اب مولوی محمد علی صاحب ان صدہا انبیاء کی نبوت کے منکر ہوئے یا نہ؟ اور صدہا نبی کا منکر مؤمن کہلائے گا یا کچھ اور؟ بَيِّنُوْا تُؤْجَرُوْا۔

(ب) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ ہے کہ انجیل کوئی کتاب نہیں ہے" مگر مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ "جس کے پاس کتاب نہ ہو وہ نبی نہیں"۔ تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بھی جناب مولوی محمد علی صاحب نبی تسلیم کرتے ہیں یا ان کی نبوت سے بھی منکر ہیں؟ اب مولوی محمد علی صاحب یا تو اپنے ۱۹۱۵ء میں ایجاد کردہ عقیدہ سے رجوع کریں ورنہ وہ صدہا نبیوں کے جن میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی ہیں منکر قرار پاتے ہیں۔

تبدیلی:- مجلس رفقاء احمد کے گذشتہ اجلاس عام میں آئندہ کیلئے ملک صلاح الدین صاحب کی جگہ مرزا منور احمد صاحب مولوی فاضل مینیجر رسالہ فرقان مقرر ہوئے اور شیخ ناصر احمد صاحب بی۔اے نائب مینیجر تجویز ہوئے۔ جملہ خریداران کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ ہر قسم کی خط و کتابت بغیر کسی نام کے صرف مینیجر فرقان کے پتہ پر ہونی چاہیئے:

شذرات

(۱)

جناب ایڈیٹر صاحب نور کے تراجم قرآن کریم

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے عقائد و اعمال کی صحت کیلئے اپنے ترجمہ انگریزی کو ہمیشہ بطور دلیل پیش کیا حالانکہ اول تو تراجم غیر مسلموں، غیر احمدیوں اور بعض احمدیوں نے بھی کئے ہیں۔ یہ بات عقائد کی صحت پر دلیل کیسے بن سکتی ہے۔ دوم مولوی صاحب نے یہ ترجمہ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے ہزار ہا روپے تنخواہ لیکر کیا ہے اور اب اپنے نام سے شائع کرا کے اس میں سے کمیشن کو اپنے اور اپنی اہلیہ صاحبہ کے نام لگا دیا ہے۔ یہ بات تو سخت قابل اعتراض تھی نہ کہ موجب مباہات۔

اب جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے اقرار کیا ہے کہ:۔ "نور کے اس ٹھوس اور خالص تبلیغی کام کا اسلامی اور غیر اسلامی پریس نے کئی دفعہ اعتراف کیا ہے اور محترم مدیر نور نے قرآن مجید کے ہندی اور گورمکھی تراجم کر کے جو تبلیغی کارنامہ کیا ہے وہ کسی تعریف کا منت کش نہیں۔ اس تبلیغی کارنامہ کی اپنوں نے ہی نہیں بلکہ غیروں نے بھی داد دی" (پیغام صلح ۱۷ مارچ ۱۹۴۲ء)

اگر غیر مبایعین جناب ایڈیٹر صاحب نور قادیان کے اس شاندار کام کو جماعت احمدیہ قادیان کے عقائد کی دلیل تسلیم نہیں کرتے بلکہ محض تبلیغی کارنامہ قرار دیتے ہیں تو ان کا کیا حق ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ کو ان کے عقائد کی صحت کی دلیل گردانیں؟

(۲)

"صرف اتنا فرق"؟

غیر مبایعین کے مبلغ مولوی عمر الدین صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۴ جولائی ۱۹۴۲ء میں لکھتے ہیں:۔

"میں تو بہائی ہو جاؤں یا نہ ہو جاؤں۔ مگر میں اسوقت بھی آپ کو بہائیوں سے کم نہیں سمجھتا صرف اتنا فرق ہے کہ بہائی آنحضرت صلعم کے فیضان کے جاری رہنے کے قائل نہیں اور قادیانی جماعت فیضان نبوی کو باقی الی الابد اور دائماً جاری مانتی ہے" بہائیت کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کے انقطاع اور شریعت اسلامیہ کے منسوخ ہونے پر ہے اور احمدیت کی اساس فیضان نبوی کے جاری رہنے اور قرآن مجید کے دائمی شریعت ہونے پر ہے گویا زمین و آسمان کا فرق ہے مگر پیغامی مبلغ اسے "صرف اتنا فرق" کہہ رہا ہے سچ ہے ؎ ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے است ٭ گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

اعلان:۔ آئندہ پرچہ میں زیادہ صفحات درکار ہیں اس لئے یہ نمبر معمول سے آٹھ صفحات کم پر شائع ہو رہا ہے۔ اگلے نمبر میں اتنا یا اس سے بھی زیادہ اضافہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

مینجر

جماعت احمدیہ میں ترجمۂ قرآن کریم و تعلیم دینیات کی نئی آسان سکیم

چودہ سو صفحات کی چھ کتابیں صرف آٹھ آنہ میں۔ یا چار آنے ماہوار کرایہ پر!

کوئی احمدی قرآن کریم کا ترجمہ جاننے سے محروم نہ رہے۔

ہر ایک انجمن یا پانچ احمدی احباب سے مبلغ پانچ روپیہ وصول ہونے پر "مجموعہ تعلیم الدین" کی مندرجہ ذیل چھ کتابوں کا سیٹ بذریعہ ریلوے پارسل بھیجا جائے گا۔ جسے سال بھر تک مطالعہ کرلینے کے بعد کتابیں وصول ہونے پر نصف رقم مبلغ اڑھائی روپیہ واپس کردیجائیگی۔ اگر سال سے پہلے واپس کرنا چاہیں تو مجموعہ کی چھ کتابوں کا کرایہ چار آنہ ماہوار کے حساب لیکر باقی رقم واپس بھیجدی جائیگی۔

۱۔ گلدستہ تعلیم الدین مجلد جس میں قریباً چھ سو صفحات پر انیس مضامین درج ہیں یہ بینظیر مجموعہ علوم دین کا چھوٹا انسائیکلوپیڈیا ہے جسے صدہا احمدی احباب منگوا کر فائدہ اٹھا چکے ہیں قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

۲۔ کلید ترجمہ قرآن مجید مجلد جس میں قرآن مجید کے پانچ سو چالیس رکوعوں کے سبق علیحدہ علیحدہ درج ہیں اس نایاب کتاب کے سبقوں کے ذریعہ قرآن مجید کا ترجمہ بلا مدد استاد چار تا چھ ماہ میں سیکھا جاسکتا ہے اس قسم کی کتاب دنیا کی کسی زبان میں اس سے پہلے شائع نہیں ہوئی قیمت صرف ایک روپیہ۔

۳۔ اسلامی اخلاق یا اسوۂ حسنہ جس میں اسلامی اخلاق کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچسو حدیثوں کا ترجمہ سلیس اردو میں درج ہے۔ مؤلفہ حضرت میر محمد اسحق صاحب قیمت آٹھ آنہ۔

۴۔ فقہ احمدیہ جس میں اسلام کے ارکان کلمہ توحید عقائد۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج کے متعلق تمام مسائل پر پوری تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے یہ کتاب مدرسہ احمدیہ اور نصرت گرلز ہائی سکول کے کورس میں داخل ہے۔ قیمت آٹھ آنہ۔

۵۔ عمدۃ لغات القرآن اُردو جس میں قرآن کریم کی لغات حروف تہجی کے مطابق درج کیگئی ہیں اور قرآن کریم کے دس ہزار سے زائد الفاظ کے ایک ایک دو دو تین تین معنے لکھدیئے گئے ہیں ترجمہ پڑھتے وقت کسی لفظ کا معنی معلوم کرنا ہو۔ تو فوراً مل جاتا ہے۔ قیمت بارہ آنہ۔ (۶) مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے جسمیں صحابہ کرام کی پاک اور مطہر زندگیوں کے کئی سو واقعات درج ہیں بچوں اور نوجوانوں میں اصلاحی روح پیدا کرنے کیلئے بینظیر کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنہ۔

ان چھ کتابوں کے ساتھ "پانچ لاکھ کے طبی نسخے" اور "حب مسکین نواز" مندرجہ گلدستہ تعلیم الدین کے ذریعہ پچاس بیماریوں کا علاج کرنیکی ترکیب مفت بھیجی جائیگی۔ امید ہے کہ احمدی جماعتیں اور شائقین علوم اس طریق سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونیکی کوشش کرینگے۔ مخیر احمدی احباب یہ مجموعہ خرید کر مقامی انجمن کی لائبریری میں رکھوا کر صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔ پتہ میں قریبی ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھیں۔

المشتہر حکیم محمد عبد اللطیف شہید منشی فاضل ادیب فاضل تاجر کتب احمدیہ بازار قادیان پنجاب

احباب سے ایک ضروری اپیل

ایک واجب الاحترام بزرگ کے عطیہ سے تین سو غیر مبایعین کے نام رسالہ فرقان

ہمیں ایک واجب الاحترام بزرگ نے تین ۳۰۰ صد غیر مبایعین کے نام رسالہ فرقان جاری کرنے کے لئے ڈیڑھ سو روپیہ دینے کا وعدہ بایں صورت کیا ہے۔ کہ جماعت کے مخیر اور تبلیغی جوش رکھنے والے احباب بقیہ رقم یعنی ڈیڑھ سو روپیہ پورا کر دیں۔ تجویز یہ ہے کہ اب جو احباب کسی غیر مبایع بھائی کے نام رسالہ فرقان سال بھر کے لئے جاری کروانا چاہیں۔ وہ فی کس صرف آٹھ آنے ارسال فرمائیں۔ اُن کے آٹھ آنے اور بزرگ موصوف کے آٹھ آنے فی کس ملا کر فرقان جاری کر دیا جاوے گا۔

ہمارے پاس ابھی قریباً تین سو ایسے غیر مبایع و غیر احمدی اصحاب کے پتے موجود ہیں۔ جن کو غیر مبایعین کا اخبار جاتا ہے۔ ان تک فرقان کا پہونچنا از حد ضروری ہے۔ جن احباب کو اللہ تعالےٰ نے توفیق بخشی ہے وہ متعدد غیر مبایعین کے نام مذکورۂ بالا طریق پر رسالے جاری کروائیں۔ اور جلد کل رقم پوری کر دیں۔ جملہ رقوم محض مینیجر "فرقان" قادیان کے پتہ پر ہوں۔ کسی شخص کے نام نہ ہوں۔

جو احباب اس مفید تحریک کو کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیں گے۔ یعنی خود اکیلے یا دوسرے دوستوں کے ساتھ مل کر مذکورہ بالا طریق پر دس غیر مبایعین کے نام رسالہ جاری کروائیں گے۔ ان کے اسماء گرامی شکریہ سے درج کئے جائیں گے۔

جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ

صدر مجلس رفقاء احمد۔ قادیان

پرنٹر و پبلشر ... نے ... پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر ... قادیان سے شائع کیا

(ہر ماہ کی بیس۲۰ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے)

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

مجلس رفقاء احمدؐ قادیان کا ماہنامہ

فرقان

قیمت سالانہ	رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ	ایڈیٹر
ایک روپیہ	مطابق ماہ ستمبر ۱۹۴۲ء	ابو العطاء جالندھری

۱۹۰۵ء میں جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق شیخ عبدالرحمن صاحب مصری (لاہوری) کی حلفیہ شہادت

آجکل شیخ عبدالرحمن صاحب مصری لاہوری مسئلۂ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق رکیک در رکیک تاویلات کرنے میں غیر مبایعین کے اُستاد مانے جاتے ہیں۔ (پیغام صلح ۳ ستمبر ۱۹۴۲ء) ہم ذیل میں خود شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی دستخطی حلفیہ گواہی درج کرتے ہیں۔ جو ۲۴ر اگست ۱۹۳۵ء کو شیخ صاحب مذکور نے حضرت ناظر صاحب تالیف و تصنیف کے استفسار کے جواب میں تحریر کی تھی۔ لکھتے ہیں:۔

"میں حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ میں نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں جس طرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو یقین کرتا ہوں نفس نبوت میں میں نہ اُس وقت کوئی فرق کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہوں۔ لفظ استعارہ اور مجاز اس وقت میرے کانوں میں کبھی نہیں پڑے تھے۔ بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں یہ الفاظ جن معنوں میں میں نے استعمال ہوتے ہوئے دیکھے ہیں۔ وہ میرے عقیدہ کے منافی نہیں ان معنوں میں میں اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علی سبیل المجاز ہی نبی سمجھتا ہوں یعنی شریعت جدیدہ کے بغیر نبی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت اور حضورؐ کی اطاعت میں فنا ہو کر حضورؐ کا کامل بُروز ہو کر مقام نبوت کو حاصل کر نیوالا نبی۔ میرے اس عقیدہ کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات اور جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا۔

عبدالرحمان مصری۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ ۲۴ر اگست ۱۹۳۵ء"

شیخ صاحب کی یہ تحریر نظارت تالیف و تصنیف میں محفوظ ہے اور انہیں اس کے انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اس حلفیہ بیان سے ظاہر ہے کہ ۱۹۰۵ء میں جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ یہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ اسی طرح نبی اور رسول ہیں جیسے دیگر نبی اور رسول گزرے ہیں۔ حضورؑ زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب دوسرے پُرانے غیر مبایعین اور خود شیخ مصری صاحب اسوقت یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ اگرچہ اب وہ اس عقیدہ سے ارتداد اختیار کر گئے ہیں۔ ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشاکرین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — فرقان — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۱ | بابت ماہ نبوک ۱۳۲۱ ہجری شمسی مطابق ستمبر ۱۹۴۲ء | نمبر ۹

جناب مولوی محمد علی صاحب کی کھلی چھٹی کا واضح جواب!

(۱)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے "پیغام صلح" (۱۳؍ستمبر) میں "جناب میاں محمود احمد صاحب کے نام کھلی چھٹی" کے عنوان سے ایک مقالہ شائع کیا ہے جس میں مولوی صاحب نے حسبِ عادت اپنے کچھ "کارنامے" ذکر فرمائے ہیں۔ اور پھر اپنے مخصوص انداز میں لکھا ہے کہ:۔

"آپ برا نہ مانیں۔ آپ نے جماعت کو نبوت کی بھول بھلیوں میں ڈال کر ان کی علمی قوتوں کو تازہ کر دیا ہے۔ وہ دن رات نبوت کے متعلق حوالوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔"

چند سطور کے بعد فرقان کی اشاعت کا شکوہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"پہلے اخبارات پر اضافہ کر کے ایک اور رسالہ نکال دیا۔ اور کچھ اور مبلغین کو جو بہتر کام کر سکتے تھے ایک نکمی "بحث" پر لگا دیا۔"

اس ساری ناراضگی اور نکتہ چینی کی بنیاد جناب مولوی محمد علی صاحب کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

"مجھے یہ شکایت ہے۔ کہ آپ ان دونوں (نبوت مسیح موعودؑ اور کفر منکرین مسیح موعودؑ) میں سے کسی مبحث کو صاف ہو کر دونوں جماعتوں کے سامنے نہیں آنے دیتے۔" (پیغام ۱۳؍ستمبر ۴۲ء)

(۲)

اگر مولوی صاحب کا یہ بیان درست ہوتا تو انہیں شکایت کیوں پیدا ہوتی۔ کیونکہ وہ تو آئے دن اپنے "دلائل" کو جماعت کے سامنے رکھتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی کمی ہے۔ تو مولوی محمد علی صاحب کے قول کے مطابق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے ہے۔ اور اس کا نقصان ان کو پہنچے گا۔ مولوی صاحب کیوں شاکی بن رہے ہیں؟ دوسرے گذشتہ [illegible] کتنی مرتبہ آپ کے ساتھیوں پر اتمام حجت کی گئی؟ تحریر و تقریر کا کونسا پہلو باقی ہے جس کے رو سے مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو واضح نہ کیا گیا۔ گذشتہ سال کا ہی واقعہ ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

نے آپکے مضمون کو الفضل میں شایع کرا دیا تھا لیکن آپ کو ہمت نہ ہوسکی کہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ کے جواب کو اپنے اخبار "پیغام صلح" میں شایع کرا کر اسے اپنے ساتھیوں تک پہنچاتے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے فیصلہ کے لئے چار طریق پیش فرمائے۔ جن میں سے ہر ایک معقول اور نا قابلِ انکار تھا۔ مگر آپ نے ان کے جواب میں خاموشی اختیار کر لی۔ اور آج تک خاموش ہیں۔ اندریں حالات آپکی شکایت محض بے جا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ آپ ہماری مؤثر تبلیغ سے گھبرا کر اس قسم کی حرکت کیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ میرے ساتھ مباحثہ کریں تا لوگ دلائل و براہین کی بجائے آپکے اس خالی خولی دعوے کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ ورنہ آپ بھی جانتے ہیں۔ اور آپ کے ساتھیوں کو بھی بخوبی معلوم ہے۔ کہ نہ آپ تحقیق اور فیصلہ کن مباحثہ پر آمادہ ہیں اور نہ اس کے اہل ہیں۔

(۳)

آپ بُرا نہ مانیں مَیں نے ان الفاظ میں صرف ایک حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ اے کاش! آپ اب بھی اپنے عمل سے اسکو غلط ثابت کر سکیں۔ سابقہ تجربہ یہ ہے۔ کہ آپ اختلافی خلیج کو پاٹنے کی بجائے وسیع کرنے کے درپے ہیں۔ اور آپ کا مقصد محض غیر احمدیوں کو اشتعال دلا کر اپنے لئے واہ واہ کرانا ہی۔ اگر مَیں اس خیال میں غلطی پر ہوں تو آپ ہی خدارا بتائیں کہ آپ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے ساتھ اپنے چیلنج اور مسلمہ نظریہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی نبوت کے موضوع پر فیصلہ کن مناظرہ کرنے سے کیوں انکار کرتے رہے ہیں۔ حالانکہ آپ نے پہلے خود لکھا ہے:۔

"مَیں تم کو خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں۔ کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کر لو۔ اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہو جائے دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں ایک حد تک ہم میں اتفاق بھی ہے۔ اور اس اتفاق کے ساتھ کچھ اختلاف بھی ہے۔ جسقدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں۔ وہ اسی اختلافِ مسئلۂ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں"

(ٹریکٹ نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق صا)

لیکن آپکے چیلنج پر جب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے اعلان فرمایا کہ:۔

"مَیں نے مولوی ابو العطاء صاحب سے کہا تھا۔ کہ مَیں مسئلہ نبوت میں مولوی محمد علی صاحب سے خود مباحثہ کرنے کو تیار ہوں۔ آپ ان سے شرطیں طے کریں۔ سو معقول شرائط جن میں کوئی

نعوئیت اور کھیل کا پہلو نہ ہو جب بھی طے ہو جائیں۔ تو مجھے مولوی صاحب سے مباحثہ کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ۔ مباحثہ کی غرض اگر ایک جماعت تک حق کی آواز کا پہنچانا ہو۔ تو اس میں مجھے عذر ہی کیا ہو سکتا ہے۔" (الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء)

تو اس کے بعد آپ نے مختلف حیلوں اور بہانوں سے گریز فرمایا ہے۔

(۴)

آپ کو خوب معلوم ہے۔ کہ جماعت احمدیہ مذہبی عقاید کے تصفیہ کے لئے ثالثوں کی قائل نہیں۔ اس لئے جب کبھی معاملہ طے ہونے لگتا ہے۔ آپ جھٹ لکھ دیتے ہیں کہ چار ثالث غیر مبایعین میں سے ہوں گے۔ چار غیر احمدیوں میں سے اور چار جماعت احمدیہ سے۔ ہم سمجھا بجھا کر جب اس تجویز کی نامعقولیت آپ پر واضح کر دیتے ہیں۔ تو آپ پھر خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور ایک لمبے عرصہ کے بعد جب آپکو پھر جوش آتا ہے۔ تو آپ پھر وہی چیلنج اور وہی ثالثوں والی نامعقول تجویز پیش کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کھلی چٹھی میں بھی آپ نے ایسا ہی کیا ہے۔ بتلایئے اس کا نام ضیاع وقت اور محض شہرت پسندی نہیں تو اور کیا ہے؟ آپ پر واضح رہے کہ اگر اس قسم کے ثالثوں کی نامعقول تجویز کی آڑ میں آپ جماعت احمدیہ کی شکست کا اعلان کرنا چاہتے ہیں تو ہزار بار اعلان کر دیں کسی عقلمند پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ ہم بہرحال مذہبی عقاید کے تصفیہ کے لئے کسی کو ثالث تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

تعجب ہے۔ کہ آپ ایک طرف "نبوت کے حوالوں" کو "نکمی بحث" قرار دے رہے ہیں اور دوسری طرف اس نکمی بحث کے لئے کھلی چٹھی لکھ رہے ہیں۔ آپکے قول اور عمل میں کہاں تک تطابق ہے۔ اس کا فیصلہ خود آپکے ساتھی کریں گے۔

میں کہتا ہوں کہ گذشتہ اٹھائیس برس میں کیا آپنے کوئی کمی کی ہے۔ اور کیا آپکو آج کوئی نئے حوالے ملگئے ہیں۔ آپ اپنے دلائل کو سینکڑوں مرتبہ شایع کر چکے ہیں اور جماعت احمدیہ تک پہنچا چکے ہیں۔ اگر انہیں اثر ہوتا تو جماعت کا بیشتر حصہ آپکے ساتھ ہو جاتا مگر واقعہ یہ ہے کہ جہاں ۱۹۱۴ء میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ہمراہ جماعت کا بمشکل بیسواں حصہ قرار دیتے تھے۔ (پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء) وہاں آج اپنی کھلی چٹھی میں یہ اقرار کر رہے ہیں کہ:-

"آپکے ساتھ جماعت احمدیہ کا بہت بڑا حصہ ہے اور تعداد کے لحاظ سے ہماری جماعت کو آپکی جماعت سے کوئی نسبت نہیں۔" (پیغام صلح ۳ ستمبر ۱۹۴۲ء)

اندریں حالات ناجائز شرائط کی آڑ میں آپکی دعوت مباحثہ محض ایک دل لگی نظر آتی ہے اور مذہب کوئی کھلونا نہیں۔ ہم اب بھی پرزور الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ اگر جناب مولوی محمد علی صاحب تحقیق حق کیلئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

چودھری محمد اسمٰعیل صاحب (غیر مبایع) کا بیان
اور
مولوی محمد علی صاحب کی غلط بیانیوں کا ازالہ

بیان کی اصلیت اور خلاصہ کی صحت کا اعتراف

فرقان کے عدالتی بیان نمبر میں چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ ای۔ اے۔ سی کا ایک بیان شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر مخالفین جیسے مستری عبدالکریم اور شیخ عبدالرحمٰن مصری وغیرہ نے جو ناپاک اتہامات لگائے ہیں۔ ان کو مولوی محمد علی صاحب نے کبھی سچا نہیں سمجھا۔ اور میں (چودھری محمد اسمٰعیل) بھی ان الزامات کو غلط جانتا ہوں۔ بیان کی اشاعت پر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے حلقۂ احباب میں اضطراب پیدا ہوا۔ اور اس کے ازالہ کے لئے مولوی صاحب اور چودھری صاحب ہر دو نے پیغام صلح کے چھ صفحے سیاہ کئے ہیں۔ مولوی صاحب نے تو توازن کو بالکل ہی خیر باد کہدیا۔ جیسا کہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا بیان اصل الفاظ میں شائع ہوا یا نہیں۔ چودھری محمد اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں:۔

(۱) "مَیں نے وہ بیان تحریر کرایا۔ جو فرقان میں درج ہے۔" (پیغام صلح ۱۳ راگست ص۹)

(۲) "اگر معمولی طور پر اس بیان کو چھاپ دیا جاتا تو مجھے اسپر کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔" (پیغام صلح ۱۳ راگست)

اب دُوسرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ بیان صحیح ہے۔ اور کیا اس بیان کا خلاصہ یہی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب ان الزامات کو درست نہیں مانتے؟ چودھری صاحب لکھتے ہیں:۔

(الف) "ہم میں سے شائد ہی کوئی آدمی ہو۔ جو یہ یقین رکھتا ہو کہ یہ الزام درست ہیں۔"

(ب) "جہانتک میرا علم ہے۔ جناب مولانا محمد علی، نے کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ یہ الزام ضرور سچ ہیں۔"

(ج) "حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق جو بیان مَیں نے دیا ہے وہ میرے علم کے مطابق بالکل درست ہے۔" (پیغام صلح ۱۳ راگست)

ان اقتباسات سے عیاں ہے۔ کہ چودھری صاحب کو مسلّم ہے۔ کہ ہم نے ان کا بیان بالکل درست صورت میں شائع کیا۔ اور جو اس کا خلاصہ سمجھا۔ وہ بھی ٹھیک ہے۔ چودھری صاحب کو غلطی لگی ہے۔ کہ اس بیان پر گواہوں کے دستخط اسوقت ان کی موجودگی میں نہ ہوئے تھے۔ وہ بھول گئے ہیں۔ ورنہ واقعہ یہی تھا۔ کہ اسی وقت

ان کی موجودگی میں گواہوں نے دستخط کئے تھے۔ بہرحال جب بیان تسلیم شدہ ہے تو یہ پہلو محل نزاع نہیں۔

مولوی محمد علی اور چودھری محمد اسمٰعیل صاحبان کی تلخ کلامی اور اس کا باعث

مندرجہ بالا حقیقت کے باوجود ان دونوں صاحبوں نے انتہائی درشت کلامی کا استعمال کیا ہے۔ الفاظ "جعلسازی۔ افتراء پردازی۔ بغض۔ کینہ۔ شرافت سے بعید۔ کج فہمی۔ بداندیشی۔ فتنہ پردازی بے تمیز ڈھٹائی" اس کا ایک نمونہ ہیں۔ اس سخت کلامی کا باعث یہ ہے۔ کہ اس بیان کی اشاعت کے ساتھ ہم نے ایک سوال کیا تھا۔ اس سوال کا جواب نہ مولوی صاحب کے پاس ہے اور نہ کسی اور غیر مبائع کے پاس۔ اسلئے آپنے ناراضگی اور گالیوں کے ذریعہ اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

ہمارا سوال اور اسکے جواب کی صورت

ہمارا سوال یہ تھا کہ اکابر غیر مبایعین میں سے دو کے بیانات حسب ذیل ہیں :-

خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کا اعلان

"آپ (مولوی محمد علی صاحب) نے خلیفہ صاحب قادیان کے خلاف الزامات کی تشہیر میں ہمیشہ اخلاقی اور مالی مدد کی ہے۔ رقم بلا تفصیل سے جو مدد حکیم عبدالعزیز کو آپ کی طرف سے اس کام کے لئے دیجاتی رہی۔ اس سے آپ حلفاً کبھی انکار نہیں کر سکتے۔ اس کے مقابل اعلانات میں آپ جھوٹ بولتے ہیں کہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔" (کھلی چٹھی مطبوعہ مئی ۱۹۴۲ء)

چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ ای۔ اے۔ سی کا بیان

"ایسے الزامات کے متعلق حضرت مولانا محمد علی صاحب کی زبان سے میں نے کبھی نہیں سُنا کہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ یہ الزامات ضرور سچے ہیں۔ جب کبھی ایسی گفتگو ہوتی ہے تو وہ ایسے معاملات کو ٹالدیتے ہیں اور حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ کیا ہے۔" (دستخطی بیان مطبوعہ جولائی ۱۹۴۲ء)

ان دونوں کے ملانے سے نتیجہ صاف نکلتا ہے۔ کہ باوجودیکہ مولوی محمد علی صاحب ان ناپاک الزامات کو سچا نہیں سمجھتے۔ مگر ان کی تشہیر کے لئے "رقم بلا تفصیل" سے مالی امداد بھی دیتے رہتے ہیں۔ یقیناً یہ رویہ سراسر ظالمانہ ہے اور کوئی خدا ترس اسے اختیار نہیں کر سکتا۔ مولوی محمد علی صاحب اس گرفت سے ایسے ناراض ہوئے ہیں کہ بالکل بے قابو ہو گئے ہیں۔ حالانکہ جواب کی صرف یہ صورت تھی۔ کہ یا تو وہ کہدیتے۔ کہ میں ان گندے الزامات کو درست سمجھتا ہوں اسلئے ان کی اشاعت میں مدد دیتا ہوں۔ اور یا حلفاً انکار کرتے۔ کہ میں نے "رقم بلا تفصیل" سے حکیم عبدالعزیز وغیرہ کو مدد دی ہو۔ مگر مولوی صاحب نے ان دو راستوں میں سے کوئی راستہ اختیار نہیں کیا نفس الزامات کے متعلق وہ اب بھی لکھتے ہیں۔ کہ "یہ سچ ہے کہ میں ان الزامات کے معاملہ میں بھی کچھ نہیں کہتا

انہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں۔" (پیغام صلح ۶ راگست صلہ) اور مالی امداد کے متعلق حلفاً انکار نہیں کرتے اور نہیں کرسکتے۔ اس لئے ہمارا سوال بہرحال قائم ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کی بیان کردہ "ڈھٹائی"

مولوی محمد علی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں کہتا ہوں۔ کہ اس ڈھٹائی کا بھی کوئی ٹھکانا ہے۔ کہ جس بات کو خود خانبہادر میاں محمدؐ صادق صاحب کسی غلط فہمی کا نتیجہ قرار دے چکے ہیں۔ یہ جان لینے کے بعد بھی کہ وہ ایسا کر چکے ہیں۔ ان کی ایسی تحریر کو پھر بطور دلیل میرے خلاف شائع کیا جاتا ہے۔" (پیغام ۶ راگست)

مولوی صاحب نے ہمیں ڈھٹائی کا الزام دیا ہے۔ حالانکہ وہ خود زیر الزام ہیں۔ میاں محمدؐ صادق صاحب کے الفاظ اوپر درج ہو چکے ہیں۔ انہوں نے مولوی محمدؐ علی صاحب پر صریح طور پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا ہے۔ اور مطالبہ کیا ہے۔ کہ آپ حلفاً رقم بلا تفصیل سے امداد دینے سے انکار نہیں کرسکتے۔ یہ کوئی غلط فہمی کا معاملہ نہیں۔ اور نہ ہی انہوں نے اس الزام کو کبھی غلط فہمی قرار دیا ہے۔ بات صاف ہے کہ یا میاں محمدؐ صادق صاحب کا بیان جھوٹ ہے۔ یا پھر مولوی محمدؐ علی صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر مولوی صاحب حلفیہ انکار کردیں، تب بھی میاں محمدؐ صادق صاحب کی تردید ہو جاتی ہے۔ اور یا اگر میاں محمدؐ صادق صاحب اپنے الزام کو جھوٹ قرار دیدیں، تب بھی مولوی صاحب کی بریت ہو جاتی ہے۔ لیکن جبکہ ان دونوں باتوں میں سے آج تک ایک بھی نہیں ہوئی۔ تو مولوی محمدؐ علی صاحب خدارا سوچیں کہ وہ ڈھٹائی کا الزام دینے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔ اللہ تعالےٰ غیر مبایعین کے امیر صاحب کو ضبطِ نفس کی توفیق بخشے۔

مولوی محمدؐ علی صاحب کی ایک غلط بیانی

مولوی صاحب نے اسی مضمون میں لکھا ہے کہ:۔

"میاں صاحب کے مریدوں نے اب الزامات کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے جنہیں خود میاں صاحب جھوٹا ثابت کرنے کی جرأت نہیں رکھتے یہ طریق اختیار کیا ہے۔ کہ لوگوں کے پاس دوڑے پھرتے ہیں کہ تم ان الزامات کو غلط سمجھتے ہو یا صحیح۔ اور کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ میاں صاحب سے ایسے ناکردنی افعال سرزد ہوئے ہونگے۔ اگر کہیں ہنس میں سے

ایک نے کہہ دیا۔ کہ نہیں تو بس اس کو لے دوڑے کہ دیکھو یہ ثابت ہوگیا۔ کہ میاں صاحب پر یہ الزامات غلط ہیں۔ اور باقی انیس ۱۹ کا نام نہ لیں گے۔" (پیغام ۶ راگست)

جماعت احمدیہ کے سب افراد علیٰ وجہ البصیرت بہتان تراشنے والوں کو آیت قرآنی فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰہِ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ کے مطابق، جھوٹے اور مفتری جانتے ہیں۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حلف اٹھا کر ان الزامات کو بہتان اور کذب قرار دیا ہے۔ حضور نے شیخ مصری صاحب کو لکھا:۔

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ آپ کا خط افتراؤں، بہتانوں اور کذب سے پُر ہے۔" ("الفضل" ۲۰ر نومبر ۱۹۳۷ء)

ہم پورے یقین سے ان الزامات کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اپنے لئے کسی غیر مبایع وغیرہ کی گواہی کی ضرورت نہیں، اور نہ کبھی ہم دوڑے پھرے ہیں۔

چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب خود ہمارے پاس آئے تھے۔ اور بقائمی ہوش و حواس انہوں نے بیان لکھوا کر دستخط کئے۔ اور ہم نے شریف غیر مبایعین کی خاطر اسے شایع کر دیا۔ مولوی محمد علی صاحب یونہی ناراض ہو رہے ہیں۔

ہم تو شرفا کی گواہی کے خواہاں ہیں اور وہ انیس ۱۹ کے مقابلہ میں ایک بھی بھاری ہوتا ہے۔ شریعت کے رو سے الزامات لگانیوالوں کا جھوٹا ہونا اظہر من الشمس ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کی مزعومہ "انتہائی شرافت" یا خطرناک غلط بیانی

عام طور پر غصہ کی حالت میں انسان اپنے گذشتہ اعمال کو بھول جاتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:

"ہم نے تو انتہائی شرافت سے کام لیا۔ کبھی ان گندے الزامات سے بھری ہوئی تحریروں کو شایع نہیں کیا۔ جو میاں صاحب کے مریدوں نے شایع کیں ..... میں پوچھتا ہوں کیا کبھی اخبار پیغام صلح میں، کبھی انجمن کے کسی ٹریکٹ میں ان قابلِ شرم الزامات کو دُہرایا گیا۔ جو میاں صاحب پر ان کے مخلص مریدوں نے لگائے ہیں۔ بلکہ کبھی ایسی شایع شدہ تحریر کو بھی نقل نہیں کیا۔ جسمیں میاں صاحب پر نہایت ناپاک اور گندے الزام تھے۔" (پیغام ۶ راگست)

واقعی اگر ایسا ہی ہوتا تو ہم جناب مولوی صاحب کی انتہائی شرافت کے قائل ہو جاتے لیکن واقعہ بالکل برعکس ہے اور مولوی صاحب کا یہ بیان صریح غلط بیانی پر مبنی ہے۔ غیر مبایعین کے چھوٹے اور بڑے حتیٰ کہ خود مولوی محمد علی صاحب فتنہ پردازوں کے ناپاک الزامات کی تشہیر میں پورا حصہ لیتے رہے ہیں مصری پارٹی کے قریباً ہر اشتہار کو پیغام صلح کے صفحات پر شایع کیا

گیا ہے۔ اور ایڈیٹر اخبار اور غیر مبائع مبلغین نے جی بھر کر ہمارے مقدس امام کو گالیاں دیں۔ بُرے سے بُرے گندے سے گندے الفاظ میں یاد کیا۔ مولوی صاحب خود اپنے "خطوط" مطبوعہ پیغام صلح میں جماعت احمدیہ اور اسکے پاک امام کے خلاف زہر اگلتے رہے ہیں ۱۹۳۷ء کے اخبار پیغام صلح کا فائل ہمارے اس بیان پر گواہ ہے۔ ۳۷ء کے ۲۶ر جولائی، ۸ر ستمبر اور ۱۳ر ستمبر کے پرچے خاص طور پر دل آزار ہیں۔ پیغام صلح ۹ر دسمبر ۳۸ء و ۲۲ر نومبر ۳۸ء کے پرچہ میں انتہائی گندے الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ کوئی گندہ سے گندہ الزام نہیں جسکی اشاعت پیغام صلح نے نہیں کی یا مولوی محمد علیصاحب نے اسے اپنے مضمون ۹ر دسمبر ۳۸ء میں درج نہیں کیا۔ غیر مبایعین کے ترکش میں جتنے تیر تھے وہ چلا چکے ہیں اور وہ اپنا وار کر چکے ہیں۔ یہ محض خدا کی قدرت نمائی ہے جو وہ ہر میدان میں اپنے بندے سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کی نصرت فرماتا اور غیر مبایعین کو ناکام بناتا ہے۔ بہر حال مولوی محمد علیصاحب کا انتہائی شرافت کا دعویٰ سراسر باطل ہے۔ بلکہ یہ ان کی صریح غلط بیانی ہے ؛

آسمانی فیصلہ!

جھوٹے الزام لگانیوالوں کا عبرتناک انجام

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری سے قبل مستری عبدالکریم صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی ذات بابرکات پر ناپاک الزام لگائے تھے۔ دینی اور دنیاوی طور پر انکا کیا انجام ہوا، ملاحظہ فرمایئے :-

(۱) پیغام صلح لاہور لکھتا ہے :- "مباہلہ والے مستری احمدیت کو چھوڑ کر احمدیت کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں" (۱۳ر اگست ۱۹۴۲ء)

(۲) روز نامہ احسان لاہور ۲۲ر اگست ۱۹۴۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

"آل انڈیا مجلس احرار ہند کی ورکنگ کمیٹی نے مولوی عبدالکریم مباہلہ سابق جنرل سیکرٹری مجلس احرار ہند (شعبۂ تبلیغ) کو انکی مخالفانہ سرگرمیوں کی بنا پر جو انہوں نے مجلس کے قادیان مشن کیخلاف اختیار کر رکھی ہیں پانچ سال کیلئے تمام عہدوں اور ابتدائی ممبری سے خارج کر دیا۔"

گویا یہ لوگ دینی اور دنیوی طور پر مورد عذاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ؕ خدا ترس غیر مبایعین کو خدا کی اس فعلی شہادت پر غور کرنا چاہیئے ؛

قسط اول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت

کے متعلق

حضورؑ کے صحابہ کی حلفیہ شہادتیں

جماعت احمدیہ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو **نبی** اور **رسول** مانتی تھی اور مانتی ہے اس لئے مزید کسی لفظی شہادت کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن غیر مبایعین کے **اصرار** کی وجہ سے نظارت تالیف و تصنیف نے مناسب خیال کیا کہ ایسی شہادتیں قلمبند ہو جائیں۔ چنانچہ ۱۹۳۵ء میں جناب ناظر صاحب تالیف و تصنیف نے ایک مطبوعہ فارم کے ذریعہ سے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حلفیہ شہادتیں طلب فرمائیں یہ شہادتیں سینکڑوں کی تعداد میں نظارت کے دفتر میں موجود ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب آجکل بھی اس مطالبہ کا ذکر کر رہے ہیں اس لئے ہم چند اقساط میں یہ سب شہادتیں یا ان کا معتدبہ حصہ شائع کریں گے انشاء اللہ۔ نظارت کے فارم میں بیعت کا زمانہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اس وقت کا عقیدہ اور اس عقیدہ کی بناء دریافت کی گئی تھی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے جوابات ان کے اپنے الفاظ میں درج ذیل ہیں۔ (ایڈیٹر)

(۱)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی شہادت

میں خدا کے فضل سے پیدائشی احمدی ہوں۔ میری تاریخ پیدائش ۲۰ راپریل ۱۸۹۳ء ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنا اور آپ کا کلام سننا مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے زمانہ میں ہی صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں اور آپ کو آنحضرت صلعم سے فیض یافتہ اور قرآنی شریعت کے تابع نبی مانتا تھا اور مانتا ہوں۔ اور مجھ پر خدا کے فضل سے کوئی ایسا زمانہ نہیں آیا کہ اس کے سوا میرا کوئی اور عقیدہ ہوا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام تحریری اور زبانی اور جماعت کا مجموعی طور پر عقیدہ۔ اور قرآن و حدیث اور عقل خداداد۔ اس عقیدہ کی بناء تھی۔

مرزا بشیر احمد خلف حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان ۳۵/۴/۱

(۲)
حضرت مولوی شیر علی صاحب بی اے کی شہادت

بندہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر یقین کرتا ہؤا بیان کرتا ہے کہ بندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہے۔ میں نے بیعت ۵ مارچ ۹۷ء کو کی۔ یعنے اس عید کے دن جس کے دوسرے دن لیکھرام قتل ہؤا۔ مگر طالب علمی کے زمانہ میں ہی بندہ اپنے آپ کو احمدی سمجھتا تھا۔

بندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے خدمت قرآن اور احیاء اسلام کے لئے خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ایسا خیال نہیں کرتا تھا۔

بندہ کے عقیدہ کی بناء حضرت مسیح موعودؑ کے وہ کلمات طیبات تھے جو بندہ نے حضور کی زبان مبارک سے سنے اور حضور کی وہ تحریرات جو بندہ نے حضور کی زندگی میں پڑھیں بندہ مئی ۹۹ء سے مسلسل بفضلہ تعالےٰ قادیان میں رہا۔

خاکسار شیر علی بی اے قادیان دارالامان ۱۱ اپریل ۱۹۳۵ء

(۳)
جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے کی شہادت

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں پیدائشی احمدی ہوں۔ بچپن میں بیعت کی تھی اس لئے سن یاد نہیں لیکھرام کے قتل کا واقعہ مجھے اچھی طرح یاد ہے اس وقت میں اپنے آپ کو احمدی سمجھتا تھا۔ قادیان پہلی دفعہ میاں مبارک احمد کے عقیقہ کی دعوت پر آیا تھا جو جون ۹۹ء میں ہؤا تھا۔

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی زندگی میں نبی مانتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اشتہار ایک غلطی کا ازالہ شائع کیا۔ ان دنوں میں مَیں مستقل طور پر قادیان چلا آیا تھا اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ ایک صاحب محمد شاہ نام ساکن تونسہ غالباً اس زمانہ میں مطبع میں ملازم تھے انہوں نے صبح کی نماز کے بعد مجھ سے اس اشتہار کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ یہ ایسا اعلان ہے کہ اس کو پڑھ کر بعض لوگ مومن اور بعض لوگ کافر ہو جائیں گے۔ اس لئے میں گھبراہٹ میں خود اسی وقت مطبع میں گیا اور ایک کاپی ایک غلطی کا ازالہ لے کر پڑھی۔ اس وقت سے مَیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی یقین کرتا

ہوں۔ فتح محمد سیال۔ قادیان دارالامان۔ یکم اپریل ۱۹۳۵ء

(۴)

جناب بابو اکبر علی صاحب انسپکٹر ورکس ریلوے کی شہادت

میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا احمدی ہوں بیعت میں نے شروع ۱۹۰۷ء میں کی تھی۔
میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صحیح طور پر اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا جنہوں نے آنحضرتؐ کے فیضان سے خدمت قرآن و احیاء اسلام کے لئے خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا۔ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں خیال نہیں کرتا تھا جس دن ۱۹۰۷ء میں پہلی دفعہ بچہ پر قادیان کی مبارک زمین میں داخل ہوا تو مجھ پر اور میری بیوی پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ ہم بے اختیار رو پڑے یہ خیال کر کے کہ تیرہ سو سال بعد نبی آیا اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے اسکی شناخت کی توفیق دی اور آج اس مقدس زمین میں داخل ہو رہے ہیں۔
حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کو پڑھ کر آپ کے معجزات دیکھ کر آپ کے الہامات اور خدا کی طرف سے تازہ وحی سُنکر میرا یہ عقیدہ تھا۔
اکبر علی بقلم خود انسپکٹر آف ورکس ریلوے حال رخصتی قادیان دارالامان ۳۵/۵/۱

(۵)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی شہادت

میں حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک کا احمدی ہوں۔ میں نے اشتہار بیعت کے دوسرے دن بیعت کی تھی۔ میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور اسکی عزت اور جلال کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں آپ کو صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں۔ استعارہ اور مجاز کا رنگ میرے واہمہ میں بھی نہیں آیا۔ مجازی۔ بروزی ظلی مستقل۔ غیر مستقل حضرت صاحبؑ کے اپنے اصطلاحات جہلاء اور سفہاء کے سمجھانے کے لئے تھیں ورنہ آپ در اصل اور حقیقی نبی تھے اور یہ شرف آپ نے رسول اللہ صلعم کی پیروی سے حاصل کیا تھا۔
مسیح موعودؑ کو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ فرمایا ہے۔ حضرت صاحبؑ کی کتب مقدسہ میں نبوت کا دعویٰ ہے میرے سامنے ایک شخص مولوی حمید اللہ میرٹھی سے نبوت پر بحث ہوئی۔ اور آپ نے

فرمایا کہ مجھ پر وحی نبوّت نازل ہوتی ہے وہ رسالہ مطبوعہ دستیاب نہیں ہوا۔ بہر حال میرا ایمان کامل آپ کے حقیقی معنوں میں نبی اور رسول ہونے کا بیعت کرنے سے بھی بہت پہلے کا ہے۔

ظفر احمد کپورتھلوی پنشنر رجسٹرار ہائی کورٹ کپورتھلہ ۲۰ ۶/۳۵

(۶)

جناب سیّد محمود عالم صاحب کی شہادت

مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ جو بیان میں لکھنے لگا ہوں اپنی یادداشت کی بناء پر صحیح صحیح لکھنے لگا ہوں۔ میں ۱۹۰۲ء میں تعلیم کی غرض سے پٹنہ شہر میں آیا۔ ایک شخص نے ذکر کیا کہ پنجاب میں ایک عالم ہے عیسائی اس سے مقابلہ نہیں کرتے مگر کسی نے مقابلہ کیا ہے تو مر گیا ہے غالباً عبد اللہ آتھم کی طرف اشارہ تھا۔ میں بہت خوش ہوا مگر بچپن کا زمانہ تھا زیادہ تحقیقات نہ کر سکا کچھ عرصہ بعد "عالم" کی بجائے مسیح موعود مہدی معہودؑ کی آواز کان میں پڑی۔ قدرے تحقیقات کی بعد میں بیعت کر لی سنہ و تاریخ ٹھیک یاد نہیں۔ احتیاطاً ۱۹۰۵ء بیان کیا کرتا ہوں ۱۹۰۶ء میں ہجرت کر کے قادیان آ گیا۔

بیعت کے وقت صرف مسیح موعود و مہدی معہود مدنظر تھا۔ نبی و رسول کا خیال ذہن میں نہ تھا نہ استعارۃً نہ مجازاً۔ ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی زبان مبارک سے یہ لفظ سن کر کہ مَیں خدا کا نبی و رسول ہوں ایمان لے آیا۔ اور اس طرح کا نبی و رسول مانا جس طرح کا دوسرے انبیاء و رسل کو نبی و رسول مانتا ہوں۔

میرے اس عقیدہ کی بناء خود حضرت مسیح موعودؑ کی زبان مبارک کے مبارک الفاظ ہیں جسے مَینے مسجد مبارک میں حضورؑ کی اپنی زبان مبارک سے بلاواسطہ غیرے سُنا اور یاد رکھا۔ میں اس وقت اتنا قریب بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے متبرک لباس میرے کپڑے سے ٹکرا رہے تھے۔ ذوالفقار علی خاں صاحب رامپوری تشریف لائے تھے باتیں کرتے کرتے کہنے لگے کہ ایک روز نواب صاحب رامپور کے اعتراض پر کہ مرزا صاحب نے تو نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے مَینے "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" سے نبوت و رسالت کے دعوے کا انکار کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس مصرعہ سے تو صرف تشریعی نبوت و رسالت کا انکار ہے اور دیر تک سمجھاتے رہے کہ مَیں خدا کا نبی و رسول ہوں میرا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہے۔ والسّلام

سید محمود عالم عفی عنہ قادیان ضلع گورداسپور ۲۶ اگست ۱۹۳۵ء

(۷)

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی شہادت

مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے احمدی ہوں ۱۹۰۲ء میں حضور کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہم آپ کو ایسا ہی نبی یقین کرتے تھے جیسے انبیاء بنی اسرائیل کو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے اور وہ کسی نئی شریعت یا کتاب کے حامل نہ تھے۔ حضور کے زمانے میں ہی لفظ رسول اور نبی کے درمیان ایک امتیازی فرق سمجھا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کے اعتبار سے انسان نبی کہلاتا ہے اور پیغام الٰہی پہنچانے کے لحاظ سے رسول۔ اور اس فرق کے پیشِ نظر اس وقت ہماری غیروں سے بحثیں ہؤا کرتی تھیں۔ اور "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" کی یہ تشریح کیا کرتے تھے کہ آپ ایسے رسول نہیں جو کتاب اور شریعت لائے ہوں۔ ہمارے ذہن میں لفظ مجازی یا استعارہ یا غیر مستقل کا کوئی ایسا مفہوم نہ تھا جو خالی از حقیقت ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا کلام۔ خلیفہ اوّل رضی اللہ کی تشریحات ہمارے اساتذہ کی تشریحات۔ آنحضرت صلعم کا ارشاد کہ موعود نبی ہوگا۔ یہ سب باتیں ہمارے عقیدے کی بنیاد تھیں۔

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ } حال مقیم احمدیہ ہوسٹل ایمپرس روڈ لاہور ساکن قادیان
ناظر دعوت و تبلیغ } مورخہ ۲۸ راگست ۱۹۳۵ء

(۸)

جناب منشی کرم علی صاحب کاتب ریویو آف ریلیجنز کی شہادت

خدا کے فضل سے مَیں حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں سال بیعت ۱۸۹۷ء ہے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس شخصیت کو جس پر آپ خدا تعالےٰ کی طرف سے کھڑے کئے گئے تھے ٹھیک یقین کرتا تھا اور اب بھی کرتا ہوں یعنی حضور نے اپنے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے درجہ نبوت حقیقی حاصل کیا۔ اور حضور کی زبان مبارک سے بالمواجہ آپ کا دعویٰ نبوت سُنکر یقین کیا۔ نیز حضرت کی کتاب البریہ سے لے کر حقیقۃ الوحی تک اور درمیان کی سب کتب کی خاکسار نے سنگسازی کی ہے

بیسیوں جگہ حضور کے دعویٰ نبوت کو حضور کے قلم مبارک سے لکھا ہوا پایا اور یقین کیا۔ چنانچہ حضورؑ کا الہام "دنیا میں ایک نبی آیا الخ" یہ قطعہ کی صورت اور سفید حروف میں خوبصورت لکھ کر اس وقت میں نے چھاپ کر شائع کیا جبکہ مولوی محمد علی صاحب قادیان میں ریویو کی ایڈیٹری کرتے اور حضورؑ کی نبوۃ کے قائل تھے اور میں استعارہ یا مجاز نہیں جانتا تھا۔

میرا عقیدہ حضورؑ کی نبوت پر اس بناء پر تھا کہ مسیح ناصری علیہ السلام چونکہ نبی تھے اور آنے والے کا عہدہ ہماری سرکار سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں نبی مشخص فرمایا ہے اس لئے میں حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کو نبی حقیقی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں۔

خاکسار کرم علی بقلم خود کاتب ریویو۔ محلہ دار الرحمت قادیان ۲۸ر اگست ۱۹۳۵ء

(۹)

جناب ملک مولا بخش صاحب پنشنر کلرک آف کورٹ کا حلفیہ بیان

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں اور میں نے دسمبر ۱۹۰۱ء میں بیعت کی تھی۔

میں بفضل خدا حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں آپ کو ایسا ہی اللہ کا رسول سمجھتا تھا جس کا انکار کفر ہو میرے اُس وقت کے اس عقیدہ کے گواہ میاں عزیز اللہ صاحب وکیل راولپنڈی و کوہ مری بھی ہیں جو اُن دنوں میں امرتسر میں تھے اور جنہوں نے میرے ساتھ بیعت کی تھی اس وقت وہ دونوں جماعتوں سے کسی سے بھی تعلق نہیں رکھتے۔ اور صرف اسی قدر احمدی ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو کاذب نہیں سمجھتے۔

میرے اس عقیدہ کی بنا محض یہ تھی کہ میں اس سلسلہ کو اسلام میں ایسا ہی سمجھتا تھا جیسا یہودیت میں مسیحی سلسلہ۔ اور میرے نزدیک یہ ضرور تھا کہ ان کے باہم تعلقات بھی ویسے ہی ہونگے۔

مولا بخش پنشنر کلرک آف کورٹ محلہ دار الفضل قادیان ۳۱/۸/۳۵

(۱۰)

جناب میاں محمد شریف صاحب ای اے سی کی شہادت

خاکسار راقم محمد شریف حال ای اے سی میانوالی اصل متوطن لاہور۔ مفصلہ ذیل حلفاً بیان کرتا ہے کہ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر قتل لیکھرام سے ایک دن پہلے بیعت کر لی

تھی جبکہ خاکسار نے ابھی آٹھویں جماعت یعنی مڈل سکول کا امتحان دیا ہؤا تھا۔ بیعت کے بعد خاکسار اکثر قادیان جاتا رہا اور حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت سے مستفیض ہوتا رہا اور کئی ماہ تک وہاں ٹھہرتا رہا۔ خاکسار حضرت صاحب کو صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا۔ خاکسار اس کو محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں خیال نہیں کرتا تھا بلکہ خاکسار حضرت مسیح موعود کو خطوط لکھتے وقت یہ الفاظ لکھا کرتا تھا" یا نبی اللہ علیک صلوٰۃ اللہ وسلامہ" اور حضرت صاحب نے کبھی ان الفاظ کے استعمال سے خاکسار کو نہیں روکا تھا۔

خاکسار کا یہ عقیدہ ابتدائی تھا۔ اس وقت کے علماء سلسلہ احمدیہ کے مضامین و خطبات پر مبنی تھا کہ جو حضرت مسیح موعود کی موجودگی میں لکھے یا دیئے جاتے تھے۔ خاکسار کو اچھی طرح سے اپنی وہ بحثیں بھی یاد ہیں کہ جو خاکسار نے حضرت صاحب کی نبوت کے متعلق اپنے بعض غیر احمدی رشتہ داروں سے کی تھیں اور خاکسار کا یہی عقیدہ حضرت صاحب کے اشتہار بعنوان" ایک غلطی کا ازالہ" سے مستحکم ہو گیا تھا۔ محمد شریف بقلم خود حال ای اے سی مجسٹریٹ میانوالی اصل سکنہ لاہور ۲۰-۱-۳۵

(۱۱)

جناب میر قاسم علی صاحب مرحوم کا حلفیہ بیان

میں نے مارچ ۱۹۰۲ء میں بذریعہ خط بیعت کی جس کا اعلان الحکم مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۱۵ کالم تین کی سطر ۹ پر شائع ہؤا ہے اور جولائی ۱۹۰۲ء میں دارالامان حاضر ہو کر دستی بیعت کی۔ میں حضرت اقدس علیہ السلام کے زمانہ میں ہی آپ کو نبی اور رسول مانتا تھا اور اس وقت مجھے نبوت کی تعریف سوائے اس کے اور کوئی معلوم نہ تھی کہ نبی دو قسم کے ہوتے ہیں کہ ایک صاحب شریعت وامت۔ دوسرے بغیر شریعت و کتاب کے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کو میں بغیر شریعت کا نبی مانتا تھا۔ چنانچہ مسیح موعودؑ کے وصال پر ۱۹۰۸ء کے جلسہ سالانہ پر میں نے ایک نظم پڑھی تھی جو بعد میں "ہدیۂ قاسم" کے نام سے شائع کی جس کا مطلع یہ تھا ؎ "الفراق اے حضرت مرزا غلام احمد نبی" پھر اس کے بعد خلافت اول کے زمانہ میں مسیح موعودؑ کی نبوت کے ثبوت میں غالباً سلسلہ میں سب سے پہلی کتاب اس موضوع پر "النبوۃ فی خیر الامت" میں نے ہی لکھی تھی۔ جس میں قرآن مجید اور احادیث اور آپ کی تحریروں سے آپ کے نبی ہونے کا ثبوت دیا تھا اور یہ ثابت کیا تھا کہ سوائے آپ کے بعد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسیح موعود ہی ایک نبی ہے اور آپ سے پہلے کوئی دوسرا نبی امتِ محمدیہ میں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں گذرا اور یہ کتاب تمام جماعت میں کافی طور سے شائع ہوئی اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو خوب ملاحظہ فرمایا کیونکہ یہ سلسلۂ مضمون پہلے اخبار الحق میں مَیں نے کئی قسطوں میں شائع کیا تھا اور پھر کتابی صورت میں طبع کرایا جس پر ایڈیٹر پیغام صلح لاہور نے بھی بغیر کسی اعتراض کے ریویو کیا تھا اور میرا یہی اعتقاد تھا کہ آنحضرتؐ کی پیروی اور اتباع سے یہ نبوت آپ کو ملی ہے میں آپ کی نبوت کو استعارہ اور مجازی طور کی نبوت نہیں سمجھتا تھا۔

میرے اس عقیدہ کی بنا آپ کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا جس کے لئے مَیں نبوت کو لازمی جانتا تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو "نبی" کہا ہے اور خدا نے آپ کو صریح الفاظ "نبی" اور "رسول" سے مخاطب کیا ہے اور پھر آپ کی کتابوں سے بھی میں یہ معلوم کر چکا تھا کہ آپ غیر تشریعی نبی ہیں خصوصاً اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" اور خط آخری مطبوعہ اخبار عام لاہور مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء بنام ایڈیٹر اخبار عام سے مجھے اپنے عقیدہ کی صحت ہوگئی تھی پس میرے عقیدہ کی بنا مندرجہ بالا بینات پر تھی۔ میں خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا یہی عقیدہ ابتداء سے مسیح موعود کے متعلق تھا۔ الحمد للہ علی احسانہ

خاکسار میر قاسم علی بقلم خود ایڈیٹر اخبار فاروق مہاجر قادیان۔ دار الفضل ۲۶ راگست ۱۹۳۵ء

(۱۲)

جناب صوبیدار سید محمد حسین شاہ صاحب کی شہادت

ہاں اغلباً ۱۹۰۸ء میں مَیں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا اور اب بھی ویسا ہی یقین کرتا ہوں

میرا عقیدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتلائے ہوئے دعوے کے باعث تھا۔

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صوبیدار آئی۔ ایم۔ ڈی

انڈین ملٹری ہاسپٹل ملتان چھاؤنی

۱۰ مئی ۱۹۳۵ء

"پیغام صلح" کے "نقد و تبصرہ" کی حقیقت

فرقان کے عدالتی بیان نمبر پر چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب کے اعتراضات کے جواب

عدالتی بیان نمبر کا اثر۔

فرقان کا عدالتی بیان نمبر ماہ جولائی میں شایع ہوا تھا۔ اس کا اثر غیر مبایعین میں نمایاں طور پر ہوا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب لاہوری۔ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب اور ایڈیٹر صاحب پیغام صلح وغیرہم نے اس کے جواب کی کوشش کی ہے۔ اور ابھی تک ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ پی۔ سی۔ ایس ہیں۔ اور ان کا دعویٰ ہے۔ کہ "اگر میں کوئی معقول بات سُن لوں۔ تو مجھے دوسرے کے دلائل کو مان لینے میں بھی کوئی عذر نہیں ہوتا۔" (پیغام ۲۰ اگست)، اس لئے میں نے اُن کے "نقد و تبصرہ" کو بغور پڑھا۔ میں چوہدری صاحب کے الفاظ "دھوکہ" "فریب" اور "صحافتی بددیانتی" وغیرہ کو ان کے ماحول کا اثر سمجھ کر نظر انداز کرتا ہوں۔ اور ان کے نقد و تبصرہ کے "معقول" حصے کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا لاجواب مقالہ

رسالہ فرقان بابت ماہ جولائی کا مقالہ افتتاحیہ "ایک اہم سوال کا جواب" حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے قلم سے شایع ہوا ہے۔ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب اس کے متعلق لکھتے ہیں:-

"اس رسالہ میں پہلا مضمون جناب میاں صاحب کے قلم سے ہے۔ اور مجھے اس بات کے اظہار میں تامل نہیں ہو سکتا۔ کہ اس مضمون پر یہ ریمارک عاید نہیں ہو سکتا۔ طرز تحریر میں متانت اور معقولیت ہے۔ اور اگر کوئی خاص بات اور نہ ہو۔ تو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اعتراض کا جواب درست طور پر دیا گیا ہے۔"

آگے چل کر چوہدری صاحب نے اعتراض کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:-

"اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے جناب میاں صاحب نے عدالت کے ریکارڈ کی نقل سے ثابت کیا ہے۔ کہ تحفہ گولڑویہ کے متعلق سوال ہوا تھا۔ تریاق القلوب کے متعلق یہ سوال نہیں تھا۔ عدالت کے ریکارڈ کی نقل سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ تحفہ گولڑویہ کے متعلق ہی سوال ہوا تھا

اور اس واسطے اس جواب کے خلاف کچھ نہیں کہا جا سکتا۔" (پیغام ۲۷ اگست ۱۹۰۹ء)

عدالتی بیان نمبر کی ناقابلِ تردید گرفت

جناب میاں محمد صادق صاحب نے لکھا تھا کہ :-

"رسالہ فرقان بابت ماہِ جولائی ۱۹۴۲ء میں مولوی اللہ دتا صاحب نے اسی مسل سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے بارہ میں بعض اقتباسات یہ ثابت کرنے کے لئے پیش کئے ہیں کہ ۱۹۰۳ء میں حضرت مولوی محمد علی صاحب اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مانتے تھے۔ اور انہوں نے اس مقدمہ میں دفاع کی لائن یہی اختیار کی۔ اس کا جواب تو حضرت مولوی محمد علی صاحب ہی دیں گے[1]" (پیغام ۲۰ اگست ۱۹۴۲ء)

یہ گویا عدالتی بیان نمبر کا خلاصہ ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ اس وقت اس مقدمہ میں دفاع کی لائن یہی تجویز ہوئی تھی تو ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدعیٔ نبوت تھے۔ اور اس زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی حضور علیہ السلام کو نبی مانتے تھے۔ یا کم از کم اس ماننے کا اظہار تحریر و تقریر میں کرتے تھے۔ ہمارا یہ استدلال نہایت بدیہی اور اجلی ہے۔ اس جگہ چودھری محمد اسمٰعیل صاحب کا اعتراف قابلِ ملاحظہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ :-

"جناب میاں صاحب کے اس مضمون کے بعد ایڈیٹر صاحب یعنی مولوی اللہ دتا صاحب کا وہ مضمون ہے جس کی طرف اس رسالہ کو منسوب کیا گیا ہے۔ مولوی کرم الدین ساکن بھیں ضلع جہلم نے حضرت اقدسؑ کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیراتِ ہند کیا تھا کیونکہ حضرت اقدسؑ نے اپنی کسی تحریر میں اس شخص کو کذاب اور لئیم کہا تھا۔ اس مقدمہ میں ڈیفنس یہ لیا گیا تھا۔ کہ چونکہ حضرت اقدسؑ نبوت کے مدعی تھے۔ اس واسطے وہ اس شخص کو جو ان کو دعویٰ میں جھوٹا سمجھتا ہو بروئے قرآن کریم کذاب کہہ سکتے تھے۔ اور یہ ڈیفنس بالکل درست بھی تھا حضرت اقدس ظلی نبوت کے مدعی تھے۔ چنانچہ ایسی ہی شہادت پیش کیگئی"

ذرا آگے چل کر چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب تحریر کرتے ہیں کہ :-

"باقی رہا گواہوں کا بیان۔ سو اُن کی شہادت ڈیفنس کی لائن کے مطابق تھی۔ اور درست تھی مجسٹریٹ

---

[1] از روئے انصاف مولوی محمد علی صاحب کو ہی اس کا جواب دینا چاہئے تھا۔ کہ کیا انہوں نے اس مقدمہ میں دفاع کی لائن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مدعیٔ نبوت ہونا قرار دیا تھا یا نہیں؟ لیکن مولوی محمد علی صاحب اس بارہ میں اب تک محض خاموش ہیں۔ (ایڈیٹر)

لاکا تمام تھا۔ اسکو یہ سمجھانیکی ضرورت نہ تھی۔ کہ کس قسم کی نبوت کا دعویٰ ہے۔ کیونکہ نہ اس نے نبوت کے دعوے کے متعلق اعتراض کیا تھا اور نہ اس وقت اس کو تسلیغ کی جا رہی تھی۔ نبوت کا مدعی بروئے شریعت اسلامیہ اپنے جھٹلانیوالے کو کذاب کہہ سکتا ہے۔ یہی بات ثابت کرنی تھی۔ اس کی ضرورت نہ تھی کہ کس قسم کی نبوت کا مدعی ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہی ایسی تشریح مجسٹریٹ یا مستغیث نے کرائی۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب نے صاف الفاظ میں فرما دیا۔ کہ یہ دعوے اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔" (پیغام صلح ۲۷ر اگست)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ مقدمہ کرم الدین میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ڈیفنس لائن یہ تھی۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدعیٔ نبوت ہیں اور مدعیٔ نبوّت کا مکذّب از روئے قرآن مجید کذاب ہوتا ہے۔ اس لئے آپؑ کو یہ حق پہنچتا ہے۔ کہ مولوی کرم الدین کو جو آپؑ کے دعوئے نبوت کا مکذّب ہے کذاب کہیں۔

جب یہ ڈیفنس لائن درست ہے۔ تو کیا اب بھی اس میں شک رہ جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضورؑ کو مدعیٔ نبوت مانتی تھی۔ اور اس امر کا تحریر و تقریر میں، پبلک میں اور عدالت کے کمروں میں، ہر جگہ ذکر کرتی تھی۔

اتنی واضح اور "معقول" بات کے باوجود چودھری محمد اسمٰعیل صاحب اور دوسرے غیر مبایعین کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدعیٔ نبوت نہ تھے۔ اور مولوی محمد علی صاحب تو آئے دن ہر قسم کے مدعیٔ نبوت پر لعنتیں بھیجتے رہتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔

حضرت اقدسؑ کے بیان پر دعویٔ نبوّت کے متعلق غیر احمدیوں کا شور

غیر احمدیوں نے مقدمہ کرم دین میں ڈیفنس لائن بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فقرات:-

ترجمہ:- "اصول اسلام کے مطابق اس معاملہ کا ایک اور بھی پہلو ہے۔ اور وہ یہ کہ جو شخص کسی مدعیٔ نبوت و رسالت کو جھوٹا سمجھتا ہے کذاب ہے۔ یہ بات شہادت استغاثہ میں تسلیم کیگئی ہے۔ اب مستغیث نہایت اچھی طرح جانتا ہے کہ ملزم علیہ (یعنی حضرت مرزا صاحب) نے اس حیثیت یعنی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور باوجود اس کے مستغیث نے اس کی تکذیب کی ہے۔ پس مذہب اسلام کی اصطلاح کے رُو سے بھی مستغیث کذاب ہے۔" (مسل گورداسپور صـ ۱۹۴)

کی بنا پر رسالہ "مرزا قادیانی کا مقدمہ" میں شایع کیا کہ:-

"اس موقعہ پر دعوائے رسالت کا بلا کسی قید کے بالصراحت اعتراف کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ اس وجہ سے کہ وہ نبی رسول ہے اپنے جھٹلانے والے کو کذاب کہنے کا حق رکھتا ہے"

اس حوالہ کو پیش کر کے ہمارے استدلال کے متعلق چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں:۔

"مولوی اللہ دتا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ غیر احمدیوں کے اس بیان کی تردید احمدیوں کی طرف سے نہ ہوئی یعنی جو ڈیفنس لیا گیا تھا اسکو خراب کیوں نہ کیا گیا"

ذرا آگے چل کر چوہدری صاحب نے تحریر کیا ہے۔ کہ:۔

"اس میں شک نہیں کہ غیر احمدیوں نے اسوقت سمجھا کہ اب صاف طور پر نبوت کے دعویٰ کا اظہار ہوا ہے" (پیغام صلح ۲۷ر اگست)

جناب چوہدری صاحب! میں یہ نہیں کہتا۔ کہ "جو ڈیفنس لیا گیا تھا۔ اس کو خراب کیوں نہ کیا گیا" بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو ڈیفنس اسوقت لیا گیا تھا، اس کو آج غیر مبایعین کیوں خراب کر رہے ہیں۔ کیوں کہہ رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی و رسول نہیں ہیں؟ اس وقت یہ سوال نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کب دعویٰ نبوت فرمایا۔ بلکہ صرف یہ سوال ہے۔ کہ مقدمہ مولوی کرم الدین میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جو ڈیفنس لیا گیا اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت کا تھا۔ اور جماعت احمدیہ حضور کو نبی اور رسول مانتی تھی۔ اب غیر مبایعین اس کا انکار کر کے ڈیفنس لائن کو خراب کر رہے ہیں۔

ریویو آف ریلیجنز کے دو حوالے اور فیصلہ کا آسان طریق

عدالتی بیان نمبر میں اس موقعہ پر الحکم کے حوالہ کے علاوہ ریویو آف ریلیجنز اردو ۱۹۰۴ء سے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو اقتباس بھی درج کئے گئے ہیں۔ جن میں مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ:۔

"ہندوستان کے مقدس نبی میرزا غلام احمد قادیانی"

ان حوالہ جات کا ذکر کرتے ہوئے چودھری محمد اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"مولوی اللہ دتا صاحب نے اپنے مضمون میں ریویو آف ریلیجنز کے دو حوالے درج کئے ہیں۔ اور ان سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ (خدا لگتی کہیں کہ کیا ان سے ثابت نہیں ہے؟ ناقل) کہ ۱۹۰۴ء میں گویا حضرت مولانا محمد علی صاحب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو نبی سمجھتے تھے۔ مولانا نے اس کے متعلق کئی دفعہ لکھا ہے۔ اور اپنی اس وقت کی تحریروں سے ثابت کیا ہے۔ کہ وہ اس قسم کا نبی سمجھتے تھے جس قسم کا اب سمجھتے ہیں" (پیغام ۲۷ر اگست)

چوہدری صاحب ہی فرمائیں۔ کہ کیا یہ جواب ہے؟ اب تو مولوی محمد علی صاحب نبی بمعنی غیر نبی لے رہے ہیں کیا اُس وقت کے حوالہ جات پر یہ معنے چسپاں ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب میں یہ جرأت ہی نہیں۔ کہ وہ اپنے سارے حوالہ جات کو سامنے رکھکر ان پر اپنے دستخط کر کے لکھدیں کہ ان میں میری مُراد نبی سے غیر نبی تھی۔ اگر مولوی صاحب ایسا کرنے کیلئے تیار ہوں۔ تو حوالہ جات ہم مرتب کر دینگے۔ مولویصاحب اصل رسالوں کا مقابلہ کر کے کمی بیشی کے بعد دستخط فرما دیں اور ان کے اوپر یا نیچے یہ فقرہ لکھدیں۔ کہ ان عبارتوں میں نبی سے مراد غیر نبی ہے۔ ان تمام حوالہ جات کو معہ مولوی صاحب کے فقرہ اور دستخطوں کے شایع کرنے کے لئے فرقان کے صفحات کھلے ہیں۔ کیا مولوی صاحب میں اس آسان طریق فیصلہ کو قبول کرنیکی جرأت ہے؟ چودھری صاحب ہی مولوی صاحب کو اس پر آمادہ کریں۔

کیا مولوی محمد علی صاحب کے قول سے خلافت جاری ثابت نہیں ہوتی؟

چودھری محمد اسمٰعیل صاحب میری "ہوشیاری اور چالاکی" کی داد دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس مضمون کے بعد ایک نہایت مختصر مضمون مولوی اللہ دتا صاحب کا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں۔ "مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں" ہمارے نزدیک انجمن حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی جانشین ہے۔ اور وہ امیر یا خلیفہ کو مقرر بھی کر سکتی ہے۔ اور اسے معزول بھی کر سکتی ہے۔" اس سے مولوی صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ جب غیر مبایعین کے نزدیک انجمن کسی کو ساری عمر کے لئے خلیفہ مقرر کر سکتی ہے۔ تو معلوم ہوا جماعت احمدیہ میں خلافت جاری ہے۔" (پیغام ۲۷ راگست)

اس عبارت میں چودھری صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کے دوسرے فقرہ کو نقل نہیں فرمایا جو یہ ہے کہ:۔

"انجمن کا اختیار ہے۔ کسی کو ایک سال کے لئے مقرر کر دے یا دس سال کے لئے یا ساری عمر کیلئے"۔

اوپر کے اور اس فقرہ کو ملانے سے نتیجہ صاف ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے قول کے رو سے بھی جماعت احمدیہ میں خلافت کا وجود ہمیشہ کے لئے ثابت ہے۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے یہ الفاظ کس کے جواب میں لکھے تھے۔ ہمارا استدلال نہایت واضح اور نفس الفاظ سے ثابت شدہ ہے۔ کیا چودھری صاحب کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہر دو حوالہ جات سے یہ ثابت نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ میں خلافت ہمیشہ کے لئے جاری ہے؟ اس عبارت کے آگے پیچھے یہ لکھدینے سے کہ "امارت اور خلافت کے الفاظ کی بحث تو الگ رہی" ہمارے استدلال کو قطعاً ضعف نہیں پہنچتا۔ چودھری صاحب یہ الفاظ شامل کر کے ہی کسی منصف مزاج سے دریافت کرلیں تو انہیں ہمارے استدلال کی رزانت کو تسلیم کرنا پڑیگا۔

مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک کے خلاف	عدالتی بیان نمبر میں جناب

ہیں۔ کہ کیا سب احمدیوں نے جنازہ پڑھا تھا۔ جناب چوہدری صاحب! ایسا کونسا احمدی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ پڑھنا جائز نہ جانتا ہو؟ ذرا آگے چلکر تو چوہدری صاحب نے کمال ہی کر دیا، لکھتے ہیں:۔

"ہماری اور جماعت احمدیہ قادیان کی بحث تو اس امر پر ہے۔ کہ حضرت اقدسؑ نبی ہیں یا مجدد۔ اور اس تھوڑی سی عبارت میں دو دفعہ حضرت اقدسؑ کو مجدد کہا گیا ہے پس بحث ہمارے حق میں ختم ہوگئی۔ (پیغام صلح ۱۰ ستمبر)

مَیں حیران ہوں کہ اسے سادگی کہا جائے یا ناواقفیت۔ آپکو کس نے بتایا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتی ہے۔ اور مجدد نہیں مانتی؟ ہم تو حضورؑ کو نبی بھی مانتے ہیں اور مجدد بھی۔ جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نبی بھی تھے اور مجدد بھی۔ حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"حضرت موسیٰؑ کی وفات پر چودھویں صدی گزر رہی تھی اور اسرائیلی شریعت کے زندہ کرنے کے لئے مسیحؑ چودھویں صدی کا مجدد تھا" (رسالہ مسیح ہندوستان میں ص۲۷)

پس رسالہ شمس بازغہ میں لفظ مجدد آجانیسے بحث آپکے حق میں کیسے ختم ہوگئی؟ سوال تو یہ ہے۔ کہ حدیث نبویؐ کے مطابق مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے ان تمام کلمہ گوؤں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں جانتے۔ کیا ایسے کروڑوں لوگوں کو کلمہ پڑھنے کے باوجود دائرہٴ اسلام سے خارج قرار دینا جائز ہے۔ یا کیا اس عقیدہ میں بھی غیر مبایعین نے تبدیلی کر لی ہے؟

چوہدری صاحب اور ان کے ساتھی آج تو لفظ مجدد پر آکر رک جاتے ہیں لیکن ۱۹۱۴ء سے پہلے ان کے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب آیت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پر فرما چکے ہیں کہ:۔

"مخالف خواہ کوئی ہی معنے کرے مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں۔ کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے، صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہیئے مانگنے والا۔" (اخبار الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء ص۶)

آہ! آج خود مولوی صاحب زمرہٴ مخالفین میں شامل ہو کر کہہ رہے ہیں کہ خدا ہرگز نبی پیدا نہیں کر سکتا۔ اور چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔

(نوٹ) چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب نے شذرات پر جو "نقد و تبصرہ" فرمایا ہے اس کا جواب شذرات کے زیر عنوان درج ہے۔ ہاں انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے ۱۹۱۱ء کے جن دو اقتباسات کا جواب طلب کیا ہے۔ ان کا تفصیلی جواب "فرقان" بابت فروری ۱۹۴۲ء ص۲۱ پر شایع ہو چکا ہے۔ چوہدری صاحب ملاحظہ فرما کر مولوی محمد علی صاحب کو اس کے جواب کیلئے آمادہ کریں۔

شذرات

(۱)

"شیخ لاہوری" لطیفہ نہیں بلکہ حقیقت ہے

چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب اپنے مہذبانہ انداز میں لکھتے ہیں :-

"یہاں ایک لطیفہ بھی قابلِ ذکر ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو شیخ لاہوری درج فرمایا ہے معلوم نہیں اس سے کیا مطلب ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے شیخ صاحب موصوف کو مصری قومیت کا حق تو نہیں ملا ہوا جس کے چھیننے کی کوشش ہوتی ہو۔ یہ محض چھچھورا پن ہے جو کم از کم ایک ایسے شخص سے سرزد نہیں ہونا چاہیئے جو عالم دین ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔" (پیغام ۱۰ ستمبر)

شیخ عبدالرحمٰن صاحب کو مصری کہنا بہت دور کا مجاز ہے۔ وہ قریباً دو سال بغرض تعلیم مصر میں مقیم رہے تھے۔ اگر اتنی سی بات پر انکو مصری کہنا ضروری ہے۔ اور وہ فخر سے یہ لفظ اپنے نام کیساتھ لکھتے ہیں تو پھر وہ سب طالب علم جو دوسرے ممالک میں سالہا سال رہتے ہیں ان ممالک کی طرف منسوب ہو جائینگے یہ تسمیہ درست نہ تھا۔ مگر چونکہ عبد اللہ بن سبا کا خلافت کے خلاف فتنہ مصری علاقہ سے تعلق رکھتا تھا اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے بھی اس کے ہمرنگ فتنہ کھڑا کیا ہے۔ اس لئے ایک عرصہ تک لفظ مصری کا ان کے نام کے ساتھ رہنا ضروری تھا۔ مگر اب چونکہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور الہام کی صداقت ظاہر ہو رہی ہے جو لاہور میں رہنے والے ایک حد سے بڑھنے والے شخص کے متعلق ہے۔ اس لئے ضروری ہو گیا۔ کہ اس حقیقت کا بھی اظہار کیا جائے۔ شیخ صاحب نے خدا کے برگزیدہ پر ناپاک اتہام لگائے اور اس کے بعد لاہور میں جا رہے۔ اور یوں وہ پہلے سے ہی لاہوری تھے چنانچہ خود اخبار پیغام صلح نے ان کے متعلق ۱۹۱۳ء میں لکھا تھا کہ :-

"ہمارا دوسرا وفد اواخر جولائی میں روانہ مصر ہو گیا ہے۔ اس میں ایک تو شیخ عبدالرحمٰن صاحب لاہوری نومسلم مولوی فاضل ہیں اور دوسرے شاہ ولی اللہ صاحب۔" (۵ راگست ۱۹۱۳ء صہ ۲)

اس لئے ان کو شیخ لاہوری کہنا لطیفہ نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔ علاوہ ازیں اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کی سچائی بھی نمایاں ہوتی ہے۔

(۲)

غیر مبایعین کی جماعت احمدیہ کو بیشمار گالیاں

چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"کسی پرانی تحریر کا حوالہ دیکر یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قادیانی ایک حقارتی نام ہے۔ بیشک جب ایک احمدی کو قادیانی کہا جائیگا یا احمدیت کو قادیانیت کہا جائے گا، تو یہ لفظ حقارتی ہوگا۔" (پیغام ۱۰ ستمبر)

وہ پرانی تحریر مولوی محمد علی صاحب کی ہے۔ چودھری صاحب کو مسلّم ہے۔ کہ احمدی کو قادیانی کہنا حقارتی نام یا گالی ہے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی بے شمار مرتبہ جماعت احمدیہ کو قادیانی کہتے رہتے ہیں۔ وہ اسی نیت سے کہتے ہیں کہ تا ہمیں "غیر احمدی" ثابت کریں۔ اور ہم جب اللہ کے فضل سے احمدی ہیں۔ تو یقیناً مولوی محمد علی صاحب ہمیں قادیانی کہہ کر گالی دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی ان کی گالیاں لاتعداد و بے شمار ہیں۔

(۳)

حضرت علیؓ کا فیصلہ اور غیر مبایعین

چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں:۔

"اس عنوان (لفظ پیغامی اور حضرت علیؓ کا فیصلہ) کو پڑھ کر تو میں حیران رہ گیا۔ کہ کیونکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لفظ پیغامی کا فیصلہ تیرہ سو سال پہلے کر دیا۔ جب اصل مضمون کو پڑھا تو معلوم ہوا۔ کہ حروراء مقام پر دو ہزار خوارج نے حضرت علیؓ کے ساتھ رجوع کیا۔ تو آپ نے ان کا نام الحروریہ رکھا۔ اور فرمایا کہ چونکہ تم حروراء مقام پر اکٹھے ہوئے ہو اس واسطے تمہارا نام الحروریہ ہو۔ حیرانی ہے۔ کہ یہ فیصلہ صریح طور پر ہمارے حق میں ہے۔ ہم لوگ بھی لاہور کے مقام پر جمع ہوئے اس واسطے ہماری جماعت کا نام بھی جماعت احمدیہ لاہور ہونا چاہئے۔ پیغام کسی مقام کا نام نہیں ہے۔ کہ ہمکو پیغامی کہا جائے۔" (پیغام ۱۰ ستمبر)

"اس عبارت سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ گویا مولوی عمرالدین صاحب بلحاظ عقائد جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ شامل نہیں ہوئے تھے۔"

لیکن چوہدری صاحب نے یہ نہیں بتایا، کہ یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں۔ یہ نتیجہ تو بالکل صاف ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں، کہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی عمرالدین صاحب ہمارے ساتھ بھی دل سے نہ تھے۔ وہ محض مل کر "تبلیغ و اشاعت کا کام کرنا" چاہتے تھے۔ جب ان کو ان کے جرم میں اخراج از جماعت کی سزا ملی تو وہ جھٹ پیغامیوں میں مل گئے۔ مگر اسوقت ان کے غیر مبایعین والے عقائد نہ تھے۔ یہ بات مولوی عمرالدین صاحب نے زبانی بھی مجھ سے بیان کی ہے۔ اب چوہدری صاحب کا جواب ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں:-

"مولوی اللہ دتا صاحب کو خوب معلوم ہے۔ کہ مولوی عمرالدین صاحب کلی طور پر جماعت احمدیہ لاہور کیساتھ عقائد میں متفق ہیں۔"

اوّل تو اس وقت کا سوال نہیں آہستہ آہستہ انسان کے دل پر زنگ لگ ہی جاتا ہے۔ دوم وہ اب بھی متفق نہیں۔ اگر "جماعت احمدیہ لاہور" سے مراد مولوی محمد علی صاحب ہیں، تو مولوی عمرالدین صاحب ان کے ساتھ متعدد عقائد میں اختلاف شدید رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر ولادت مسیحؑ۔ قتل انبیاءؑ۔ خلافت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آنحضرت صلعم جملہ نبیوں سے افضل ہونے کے عقائد پیش کرتا ہوں۔ آپ لوگوں کے ہاں تو افراد کا عقائد میں اتنا اختلاف ہے۔ کہ پورے طور پر آیت قرآنی تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ کا مصداق ہیں۔ اور اس پر طرہ یہ ہے۔ کہ آپ لوگ اپنا اصول یہی بتلاتے ہیں۔ کہ اختلاف عقائد کے باوجود بیعت نہیں ہو سکتی۔ قول اور عمل میں بے اصول ایسے ہی ہوتے ہیں۔

(۵)

بہائی اور غیر مبایعین ختم نبوت کے منکر ہیں یا نہیں؟

مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے:-

"بے شک ختم نبوت کے منکر کو میں بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ...... بابی اور بہائی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اور میں انہیں خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔" (پیغام صلح ۲۷ جنوری ۱۹۴۱ء)

مولوی عمرالدین صاحب پیغامی مبلغ لکھتے ہیں:-

"(۱) "حضرت بہاء اللہ صاحب کھلے لفظوں میں فرماتے ہیں۔ کہ نبوت و رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی"۔

(۲) "وہ (بہاء اللہ) اسلام اور قرآن اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے مقام کو اسی طرح مانتا ہے۔ جیسے کہ ایک سچا مسلمان مانتا ہے۔" (پیغام صلح ۱۰ر مارچ ۱۹۴۲ء)

فرمائیے! کہ ان دونوں قولوں میں سے کونسا جھوٹ ہے۔ کیا بہاء اللہ اور بابی و بہائی ختم نبوت کے قائل ہیں یا منکر ہیں؟ یاد رہے کہ بہاء اللہ اپنے ادعاء سے پیشتر بابی تھا۔

بہائیوں نے لکھا ہے کہ:۔

"اہلِ بہاء دَورِ نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ امّتِ محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے"۔

(رسالہ کوکب ہند ۷ر مئی ۱۹۲۸ء)

فرمائیے! کیا اہلِ پیغام کا بھی لفظاً یہی عقیدہ نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے۔ تو انصافاً بتلائیے۔ کہ یہ کیا اندھیر ہے۔ کہ اسی عقیدہ کے باعث بہائی بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھے جائیں۔ اور پیغامی اس عقیدہ کے باوجود دیندار اور دائرۂ اسلام کے اجارہ دار قرار دیئے جائیں؟ کیا اس کا کوئی حل ہے؟

چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب اپنے انداز میں جواب میں لکھتے ہیں کہ:۔

"مولانا! جیسا منشاء عالی ہو کریں۔ چاہیں تو دائرۂ اسلام میں رہنے دیں اور چاہیں تو نکال دیں"۔

جناب چوہدری صاحب! یہ منشاء عالی تو جناب مولوی محمد علی صاحب سے دریافت فرمائیے!۔ انہوں نے ہی بہائیوں کو نکالا ہے۔ اور وہی آپ کو نکال سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے انکار نبوت کی تشریح فرما دی ہے۔ کہ اس سے ہر جگہ تشریعی نبوت کا انکار مراد ہے۔ پس اس جگہ سیدھا جواب دینے کی بجائے خلطِ مبحث کی ضرورت نہیں۔ ہمیں کسی کے بہائی ہو جانے سے خوشی نہیں لیکن اگر مولوی عمر الدین صاحب "حضرت بہاء اللہ کو سچا مسلمان" قرار دینا شروع کر دیں۔ تو یقین جانئے، کہ یہ بہائیت کی زد میں آگئے۔ باقی ابتداء میں بہائی تقیّہ ہی کرتے ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری کا تجربہ کافی نہیں؟



نبوتِ حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا حلفیہ بیان

اسکی تشریح کے متعلق آسان ترین طریقِ فیصلہ

جناب مولوی محمد علی صاحب مقدمہ مولوی کرم دین بھیں میں استغاثہ کے گواہ تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں عدالت میں ۱۳ رمئی ۱۹۰۴ء اور ۱۶ رجون ۱۹۰۴ء کو حلفاً بیان کیا ہے کہ :-

(۱) "مکذب مدعیٔ نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعیٔ نبوت ہے۔ اس کے مرید اسکو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پیغمبرِ اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں۔"

(۲) "مرزا صاحب دعویٔ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔ یہ دعویٔ نبوت اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ ایسے مدعی کا مکذب قرآن شریف کی رو سے کذاب ہے۔ مسیلمہ مدعیٔ نبوت تھا۔ میں اسکی نبوت سے منکر ہوں۔ مسیلمہ مجھے کذاب کہہ سکتا ہے۔ اگر موجود ہو۔"

مولوی محمد علی صاحب کو مسلّم ہے۔ کہ انہوں نے یہ بیان دیا۔ ہمارے پاس اس بیان کی مصدقہ عدالت نقل موجود ہے۔ ان واضح الفاظ کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مدعیٔ نبوت قرار دیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ایک سچے مدعیٔ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جھوٹے مدعی مسیلمہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ اور اقرار کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب ایسے سچے مدعیٔ نبوت کا مکذب از روئے قرآن مجید کذاب کہلاتا ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کا حق تھا کہ مولوی کرم الدین کو جو آپکے دعویٰ کا مکذب ہے کذاب لکھتے۔ پھر یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو ان کے مرید دعویٔ نبوت میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں کونسا عقلمند باور کرسکتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مدعیٔ نبوت نہ سمجھتے تھے۔

فرقان کے عدالتی بیان نمبر میں یہ حلفیہ بیان اور دیگر زبردست دلائل شایع ہوئے انصاف کا تقاضا تھا کہ اس واضح بیان کی اگر کوئی غلط سلط تاویل کرنی تھی تو خود گواہ یعنی مولوی محمد علیصاحب کرتے مگر وہ تو خاموش

ہیں۔ البتہ شیخ عبدالرحمن صاحب لاہوری (مصری) نے جو نئے نئے غیر مبایع بنے ہیں۔ اور وہاں پورے طور پر قدم جمانے چاہتے ہیں اس صاف بیان کو بگاڑنے اور اسکی سرتاپا غلط تاویل کرنیکا ذمہ لیا ہے۔ چنانچہ ۲۰؍ اگست کے پیغام صلح تک شیخ صاحب نے تین طولانی قسطیں شایع کرائی ہیں۔ اور ۳؍ ستمبر کے پیغام میں اعلان ہوا ہے۔ کہ "شیخ عبدالرحمن صاحب مصری بعارضہ بخار بیمار ہیں اسلئے انکے مسلسل مضمون کے باقی حصہ کے شایع ہونیمیں تعویق ہوگئی ہے"۔ ہمارا ارادہ ہے کہ شیخ صاحب کی اقساط ختم ہونے پر ہم انکی تاویل پر تبصرہ کریں گے۔ انشاء اللہ

اب تو شیخ صاحب کو خود اپنے حلفیہ بیان کی دوراز کار تاویل کیلئے بھی بہت سے صفحات درکار ہونگے ہم انکا یہ حلفیہ بیان اسی رسالہ میں کسی دوسری جگہ درج کر رہے ہیں۔ شیخ صاحب کی بقیہ اقساط اور انپر ہمارا تبصرہ تو بعد کی باتیں ہیں۔ دراصل مولوی محمد علیصاحب کے حلفیہ عدالتی بیان کا براہ راست مولوی صاحب سے تعلق ہے اسلئے آج ہم مولوی محمد علیصاحب سے حلف مؤکد بعذاب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ خدائے جبار و قہار کا نام لیکر قسم کھائیں کہ:۔

عدالتِ گورداسپور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں جب میں نے مندرجہ بالا بیان دیا تھا۔ اور حضورؑ کو مدعی نبوت قرار دیا حضور کے دعویٔ نبوت کے مکذب کو از روئے قرآن مجید کذاب قرار دیا۔ اسوقت نبوت سے میری مراد محض اور محض ولائت تھی، صحیح معنوں میں نبوت نہ تھی۔ میں دل میں اسوقت حضور علیہ السلام کو سچ مچ نبی یقین نہیں کرتا تھا۔ اگر میں اس بیان میں جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں تو اے قہار خدا تو مجھ پر عبرتناک عذاب نازل کر۔

اگر جناب مولوی محمد علی صاحب اس قسم کا حلف اٹھالیں اور الٰہی گرفت سے محفوظ رہیں تو ہم تسلیم کرلینگے کہ اگرچہ الفاظ بالکل واضح ہیں لیکن مولوی صاحب کے دل میں یہ بات نہ تھی لیکن اگر مولوی محمد علی صاحب اس طریق سے فیصلہ نہ کرنا چاہیں اور اس بارے میں قسم نہ کھائیں تو ظاہر ہے۔ کہ مولوی صاحب ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو واقعی نبی اور رسول مانتے تھے۔ آج محض مخلوق سے طمع یا ڈر کے باعث خدا کے فرستادہ کے صحیح مقام کو چھپاتے ہیں۔

ہمارے نزدیک شیخ مصری صاحب کی "مدعی سست اور گواہ چست" والی تاویلات محض لفظی ایچ پیچ ہے۔ یہ طریق فیصلہ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے سہل اور آسان ہے۔ اس سے مولوی صاحب کی گواہی کی تشریح ہو جائے گی۔ اگرچہ دوسرے صدہا دلائل اپنی جگہ پر چٹان کی طرح مضبوطی سے قائم ہیں۔ اگر ہمارا یہ مطالبہ معقول ہے۔ تو جناب مولوی محمد علی صاحب اسے منظور فرمائیں۔ اور اگر ان کے خیال میں غیر معقول ہے۔ تو اس کی وجوہ ذکر فرمائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

غیر مبائع بھائیوں سے ایک اپیل

(نوشتہ خان بہادر جناب نواب چودھری محمد الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر)

یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیّدہ ہیں
یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ (درثمین)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے متعلق جو دعائیں اور بشارتیں فرمائی ہیں انہی میں سے یہ شعر ہیں جو عنوان میں درج ہیں۔ اسی ضمن میں آپ نے فرمایا:

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں نے بھی خلافت سے الگ ہونے کے باوجود ۱۹۱۴ء میں (پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء) حسب ذیل شہادت دی تھی

(الف) "اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت میرزا شریف احمد صاحب خدا کے مامور اور برگزیدہ کے فرزند صاحب علم صاحب عفت صالح اور نیک اطوار اور ائمۃ المہدی ہونے کے ہر طرح قابل ہیں۔ اور یہ سب فرزند بلاشبہ روحانی اور جسمانی دونوں معنوں کے رو سے حضرت مسیح موعود کی آل ہیں اور اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ کے پورے مصداق ہیں"

(ب) "پیارے ناظرین ہم آپ کو یقین کلی دلاتے ہیں کہ ہم حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنا بزرگ اور امیر اور ملجاء و ماوی سمجھتے ہیں اور انکی پاکیزگی روح اور بلندی فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کو مانتے اور دل سے اُن سے محبت کرتے ہیں۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ شَہِیْدٌ صرف اعتقاد میں فرق ہونے کی وجہ سے ہم ان سے بیعت نہیں کر سکتے ہیں۔"

لیکن بڑی حیرت ہوتی ہے کہ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ وہی صاحبان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مامور من اللہ مسیح موعود اور مہدی اور اپنا امام اور مستجاب الدعوات تسلیم کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی اولاد اور اہل بیت کو گالیاں دینا اور ان کے خلاف فتنہ پردازوں کی حوصلہ افزائی کرنا اپنا شعار بنا لیا ہے

ع کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم

اس موقعہ پر میں سیدنا محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک

دُعا کی طرف اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں۔

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت یہ ثابت کر رہی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ دُعا مقبول ہو چکی ہوئی ہے۔

یہ دُعا یاد دلا کر میں اپنے بچھڑے ہوئے دوستوں کو حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ میں پُکارتا ہوں۔

حد سے کیوں بڑھتے ہو یارو کچھ کرو خوفِ خدا
کیا نہیں تم دیکھتے نصرت خدا کی بار بار
پھر لگا یا انھوں تک زور بن کے اک گواہ
پر نہ آیا کوئی بھی منصوبہ ان کو سازگار
سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے
راہِ حرماں چھوڑ دو رحمت کے ہو امیدوار
ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
نُوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار
دل میں جو ارماں تھے وہ دل میں ہمارے رہ گئے
دشمنِ جاں بن گئے جن پر نظر تھی بار بار
ایسے کچھ بگڑے کہ اب بنتا نظر آتا نہیں
دشمنوں کو خوش کیا اور ہو گیا آزردہ یار
قدرتِ حق ہے کہ تم بھی میرے دشمن ہو گئے
یا محبت کے وہ دن تھے یا ہُوا ایسا نقار
دھو دیئے دل سے وہ سارے صحبتِ دیریں کے رنگ
پھول بنکر ایک مدت تک ہوئے آخر کو خار
دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تُو نے اے مرے حاجت برار
اے میرے یارِ یگانہ اے مری جاں کی پناہ
بس ہے تُو میرے لئے مجھ کو نہیں تجھ بن بکار

گالیاں اور بہتان خدا تعالیٰ کے مامور اور برگزیدہ کی اولاد کا آج تک کچھ بگاڑ نہیں سکیں۔ نہ آیندہ انشاء اللہ بگاڑ سکینگی۔ مناسب ہے کہ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی ٹھنڈے دل سے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات متعلق اولاد پر ضد اور تعصب کو چھوڑ کر غور فرماویں کہ وہ کہاں سے کہاں جا رہے ہیں۔

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہی دار الجزار ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد چھ سال تک ہمارے دوستوں نے خلافتِ اولیٰ کو تسلیم کیا۔ لیکن حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات کے بعد باوجود آپ کی وصیت دربارہ خلافت کے ان پر ابتلاء آ گیا۔ ہماری دُعا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و رحم سے بصیرت عطاء فرماوے اور پھر اس سعادت سے بہرہ اندوز ہونے کی ان کو توفیق دے۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ٥

ضروری اطلاع } آیندہ کے لئے رسالہ فرقان ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ کو شائع ہُوا کرے گا۔

ضروری درخواست

احباب ثواب میں جلد شریک ہوں!

ایک بزرگ نے رسالہ فرقان کو غیر مبایعین کے نام بھجوانے کے لئے ہماری اعانت فرمائی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ تین سو غیر مبایعین کے نام رسالہ جاری کر دیا جاوے۔ میں اس میں ڈیڑھ سو روپیہ ادا کرونگا۔ اور باقی رقم دوسرے احباب سے حاصل کرلیں۔ میں نے فرقان ماہ اگست میں اس کے لئے اپیل کی تھی۔ اللہ کے فضل سے احباب نے خاطر خواہ جواب دیا ہے، مگر ابھی کچھ گنجائش باقی ہے۔ آپ بھی جلد اس ثواب میں شرکت فرمائیں۔ آٹھ آنے بھیجکر ایک غیر مبایع کے نام سال بھر کے لئے رسالہ جاری کروائیں۔ دس رسالوں کے جاری کرنے والے دوستوں کے نام آئندہ رسالہ میں ذکر کئے جاوینگے۔ انشاء اللہ۔ تین سو غیر مبایعین کے پتے ہمارے پاس موجود ہیں آپ اس اپیل کا جواب بہت جلد عنایت فرماویں۔

نوٹ:۔ جملہ رقوم مینیجر رسالہ فرقان کے نام ارسال فرمائیں۔

صدر مجلس رفقاء احمدؑ قادیان

فہرست مضامین

حکیم محمد عبداللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا۔

(ہر ماہ کی بیس تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے)

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

(القرآن)

مجلس رفقائے احمد قادیان کا ماہنامہ

فرقان

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری



ماہ شوال سنہ ۱۳۶۱ھ — مطابق ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۲ء

قیمت سالانہ ایک روپیہ

احمدی کا ترانہ

(نتیجۂ فکر جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔)

طلبگارِ فضلِ الٰہی ہوں میں
فداکارِ ملت سپاہی ہوں میں

حقائق کا عرفان حاصل ہوا
ثنا سنائے اشیا کماہی ہوں میں

مسافر ہوں دنیا میں دو روز کا
کہ عقبیٰ کی منزل کا راہی ہوں میں

محمدؐ ہی پاکوں کے سردار ہیں
تہ دل سے مُسلم الٰہی ہوں میں

گلستانِ احمدؐ کا بُلبل بنا
مُناجات گوئے پگاہی ہوں میں۔

امام الاُمم مہدیِٔ حق مسیح
غلامی پہ انکی مُباہی ہوں میں

خلافت ہی برحق، مُبایع ہوا
بغیر اس کے تو بے پناہی ہوں میں

خدا نے جو تحریک کی ہے جدید
مطیعِ ہدایاتِ شاہی ہوں میں

پئے خدمتِ دیں کمر باندھ کر
نثارِ رہِ قبلہ گاہی ہوں میں۔

کہ خدّام و انصار و اطفال سے
کسی ایک کا فردِ جاہی ہوں میں

ترے فضل کا ہردم اُمیدوار
خطا کار اکملؔ الٰہی ہوں میں

خلافتِ ثانیہ نمبر

انشاء اللہ العزیز ماہ دسمبر کا رسالہ فرقان خلافتِ ثانیہ نمبر ہوگا جسمیں اس بابرکت پُرسعادت عہد کے کارناموں کا تذکرہ ہوگا۔ تبلیغی مشنوں کے حالات اور جماعت احمدیہ کی ترقی کا بیان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نمبر غیر مبایع بھائیوں کیلئے ایک قیمتی ہدیہ ہوگا۔ کالجوں کے اس احمدی طالب علم کو ادارۂ فرقان کیطرف سے پانچ روپیہ انعام دیا جائیگا جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی انشا پردازی کے موضوع پر بہترین مضمون پیش کریگا۔ یہ مضمون فرقان کے آٹھ صفحات سے زیادہ نہو اور ۱۰ دسمبر تک ایڈیٹر فرقان کو پہنچ جانا چاہیئے۔ انعام کے متعلق ادارہ کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ یہ مضمون فرقان کے

رکھتی ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ بعض دفعہ حضرت خلیفہ اول کی علالت کے باعث حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب بھی درس دیا کرتے تھے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فرقان
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۱	بابت ماہ اخاء ۱۳۲۱ھ ش مطابق اکتوبر ۱۹۴۲ عیسوی	نمبر ۱

"قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات"

نبوت کے جاری ہونے پر ایک محکم ترین دلیل!

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا صریح ارشاد

قرآن مجید کی بہت سی آیات نبوتِ غیر تشریعی کے جاری ہونے پر دلالت کرتی ہیں مجموعی طور پر قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات کا بیان اس بات پر ایک محکم ترین دلیل ہے۔ کہ سلسلۂ نبوت آئندہ بھی جاری ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا "تیس سالہ پہلے کا ایک مضمون" زیر عنوان "قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات" شایع ہوا ہے۔ جس میں مولوی صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں کہ :-

"اس بات کے سمجھنے کے لئے کہ قرآن مجید گذشتہ امتوں اور نبیوں کے حالات کو کیوں آیات قرار دیتا ہے کسی بڑے فکر اور تدبر کی بات نہیں کیونکہ قرآن مجید سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان حالات کو بطور پیشگوئیوں کے بیان کرتا ہے۔ اور اس لئے ان کا نام آیات رکھتا ہے۔"

(پیغام صلح ۸ راکتوبر ۱۹۴۲ء صد ۳)

مولوی محمد علی صاحب نے قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات کو "پیشگوئیاں" قرار دیا ہے یعنی آئندہ ہونے والے واقعات۔ اور اسی بناء پر ان حالات کا آیات قرار دیا جانا درست گردانا ہے۔ اس جگہ ہم اپنے غیر مبایع بھائیوں کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ایک صریح ارشاد پیش کرتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ سورۃ القمر ع کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی نے نہ آنا ہوتا تو پھر انبیاء

اور ان کے مخالفین کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟ کوئی بھی سورۃ خالی جاتی ہے جس میں انبیاءؑ اور ان کے مخالفین کی ہلاکت کا بیان نہ ہو؟ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ نبی اکرمؐ کے بعد یہ سلسلہ جاری ہے۔ صرف فرق یہ ہے۔ کہ اب نبی آپؐ کی مُہر سے بطور آپؐ کے ظل کے آئے گا۔"

(درس القرآن حضرت خلیفہ اول رضؓ صفحہ ۵۷۲)

کس قدر واضح اور صاف بات ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ یہ محض گذشتہ زمانہ کا افسانہ نہیں۔ اور نہ ہی واقعاتِ ماضیہ کا اعادہ ہے۔ بلکہ آئندہ کے لئے ان بیانات میں پیشگوئیاں مذکور ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر آئندہ کسی نبی نے نہ آنا ہوتا۔ تو ان حالات کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ان حالات کا اس طرح بیان کرنا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ سلسلۂ نبوت جاری ہے اور انبیاء علیہم السلام وقتاً بعد وقتٍ آنیوالے ہیں۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے۔ کہ اب کوئی نبی براہِ راست یا مستقل طور پر نہیں آسکتا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت سے اور شریعت محمدیہ کی پیروی میں اس فیضان کو پاسکتا ہے۔

اس فرق کے علاوہ باقی ہر پہلو سے سلسلۂ انبیاء علیہم السلام جاری ہے۔ اور ان کا ماننا ویسا ہی فرض ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اور ان انبیاءؑ کے مکذبین کا وہی انجام ہوگا۔ جو قرآن پاک میں مذکورہ انبیاءؑ کے مکذبین کا ہوا۔

غیر مبایعین میں جو کوئی خدا ترس ہے۔ مَیں خدا کے نام پر اس سے التجاء کرتا ہوں۔ کہ وہ سوچے۔ کہ کتنا صریح اور واضح معاملہ ہے۔ ہم لوگ قرآن مجید کو ایک زندہ کتاب مانتے ہیں اور حضرت خلیفۂ اول مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو حقیقی معنوں میں عارفِ قرآن یقین کرتے ہیں، کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں امکانِ نبوت کی کوئی دلیل نہیں۔ اور یہ کہ نبیوں کا سلسلہ آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے۔

بھائیو! آپ لوگ خود یوم الحشر کو یاد کرکے اس بات پر غور فرمائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ۔

جماعت احمدیہ کا صحیح مسلک

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کے درس القرآن کے حوالہ جات

۱۹۱۴ء میں خلیفہ دوم کے انتخاب کے موقعہ پر غیر مبایعین نے اختلاف کیا۔ اور بعض عقائد و اعمال میں جماعت کے متفقہ مسلک سے انحراف اختیار کیا۔ ناواقف اور نئے غیر مبایعین کے ذہن میں یہ خیال پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ غیر مبایعین کا موجودہ رویہ وہی ہے۔ جو ۱۹۱۴ء سے قبل جماعت احمدیہ کا رویہ تھا۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کا قول ایک فیصلہ کن ہے۔ ہم ذیل میں حضرت مولوی صاحبؓ کے درس القرآن مطبوعہ سے چند حوالہ جات درج کرتے ہیں۔ جن سے بالبداہت ثابت ہے۔ کہ پیغامی لوگ درحقیقت احمدیت کے مسلک سے کوسوں دور جا چکے ہیں۔

(۱)

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

(الف) "جن لوگوں نے مسیح موعودؑ کو دیکھا ہے۔ اور اس کی مجلس میں بیٹھے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ نبی میں ایک خاص کشش ہوتی ہے۔ اور اس وقت کھل کر بیٹھنا بہت مشکل ہوتا۔ اگر صریح حکم نہ آتا۔" (درس القرآن ص۵۵)

(ب) "ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا میں کفر کی ظلمت کو مٹانے والی چیز نبی کا وجود، قرآن شریف اور وحی الٰہی کو قرار دیا ہے۔ جو بطور شمس کے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

مے درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب
کور چشم آناں کہ در انکارہا افتادہ اند"

(درس القرآن ص۶۶۵)

(ج) "یہ لوگ (قریش) نبوّت کی باتوں سے ناواقف ہو چلے تھے۔ بلکہ منکر بن گئے تھے۔ (اس وقت کے مسلمان بھی منہاج نبوت سے بالکل کورے ہیں۔ جبھی تو مسیح موعودؑ کا انکار کیا ہے۔) خداوند کریم ان کو آسان طریقے سے مسئلہ نبوت سمجھاتا ہے۔" (درس القرآن صفحہ ۵۳۲)

(د) "سب سے بڑی نعمت تو نبوت ہے مسلمانوں میں جب نبی آیا۔ تو ان کے اولیاء و فضلاء کے علم و تقویٰ و طہارت کے حالات کھل گئے۔" (ایضاً صفحہ ۵۳۵)

(ہ) "مثلاً یہ تو پوچھیں گے کہ مسیح موعودؑ کی صداقت کا کیا ثبوت ہے۔ مگر خود یہ بھی نہ بتا سکیں گے۔ کہ نبی کریمؐ یا دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا کیا ثبوت تمہارے پاس ہے۔ جس کی بناء پر تم نے ثبوت مانگا۔ تاکہ انہی دلائل سے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت کی جاوے۔"

(درس القرآن صفحہ ۵۶۶)

(۲)
پیشگوئی اِسْمُہٗ اَحْمَدُ کا مصداق

"مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دو قسم کے صفات تھے۔ ایک جلالی۔ جس کے لحاظ سے نام محمدؐ تھا۔ اور دوم جمالی۔ جس کے اعتبار سے نام احمدؐ تھا۔ اس دوسری شان کا ظہور آخیر زمانہ میں حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے ذریعے ہوا۔ جس کا نام احمدؐ ہے۔ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ۔ مفسرین نے بالاتفاق لکھا ہے۔ کہ اس رسول سے مراد مسیح موعودؑ ہے۔ یہ بھی قرینہ ہے اس بات پر کہ اوپر کی پیشگوئی مسیح موعود کے بارے میں ہے۔"

(درس القرآن صفحہ ۵۹)

(۳)
خاتم النبیّین کے معنے

(الف) "وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ نبیوں کی مُہر۔ آپؐ کی مُہر بغیر اب کوئی حکم شرعی نافذ نہیں سمجھنا چاہیئے۔"

(درس القرآن صفحہ ۴۶۳)

(ب) "میرا اعتقاد ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم انسانیت ہیں۔ نہ ایسا کوئی عظیم الشان ہوا اور نہ ہوگا۔" (درس القرآن صفحہ ۴۲)

(۴)

انجمن یا ایک واجب الاطاعت خلیفہ

"اُبشرًا منّا واحِدًا نتّبِعهٗ۔ امام ایک ہی ہونا چاہئے۔ تاکہ وحدت قائم رہے۔ اس زمانے میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو ایک کی اطاعت کو گمراہی اور مصیبت کا موجب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ ایسے خیالات کے لوگوں کے لئے یہ آیت غور طلب ہے۔ خدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ اسے اپنی جناب سے مؤید و منصور کرتا ہے۔ خدا اسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا جس سے قوم تباہ ہو۔ شوریٰ اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ بالضرور اسکی اتباع کرے۔ بلکہ وزراء کی رائیں اس کی بمنزلہ آئینہ کے ہوتی ہیں۔ کہ ان میں اپنی رائے کا حسن و قبح دیکھ لے۔" (درس القرآن ۵۷۲)

(۵)

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز۔؟

"فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی۔ تصدیقِ رسول کو نماز پر بھی مقدم رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

نماز مے کنی و قبلہ را نمے دانی ——— ندانمت چہ غرض زیں نمازہا باشد

جماعت میں جن احباب کو غیر احمدیوں کی امامت کے مسئلہ میں تحقیق منظور ہو۔ وہ اس آیت میں صلوٰۃ پر تصدیق کے مقدم ہونے پر غور کریں۔ بعد تصدیق رسول یا امام زمان کے پہلی بات جس کا یوم القیامت حساب ہو گا وہ نماز ہے۔" (درس القرآن ۶۵)

(۶)

غیر احمدیوں سے مداہنت کی ممانعت۔

"صحابہؓ کی شان میں اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ آیا ہے۔ وہ کبھی بھی ایسی چاپلوسیوں سے نرم پڑ جانیوالے نہ تھے۔ کہ اظہارِ حق میں مداہنت کریں۔ اس وقت ہم احمدی بھی ان کے جانشین ہیں۔ ہمیں بھی یہی طریق اختیار رکھنا چاہئے۔ عیسائیوں میں بعض حواری

ان خیالات کے تھے۔ کہ دوسری قوموں میں مل جانا چاہیئے۔ جس کا بُرا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یونانی خیالات کے زیر اثر آ گئے۔ اور بجائے واحد خدا کے تین خدا ماننے لگے۔ یاد رکھو کہ جیسے چھوٹا نالہ بڑے نالہ میں مل جائے تو اسی میں جذب ہو جاوے گا۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی قوم بڑی قوم میں ملے گی تو فنا ہو جاوے گی۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو۔ تو اپنا امتیاز قائم رکھو۔"

(درس القرآن صفحہ ۵۴)

(۷)

غیر احمدیوں سے احمدی لڑکی کا نکاح ممنوع ہے

"وَلَا تُنکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ یعنی اپنی لڑکیوں کی شادیاں مشرکوں کو مت کرو۔ اسی بناء پر ہمارے امام نے حکم دیا۔ کہ غیر احمدیوں کو اپنی لڑکیاں نہ دو۔ کیونکہ ان میں بھی شرک ہے۔ اور اسطرح میل جول سے شرک بڑھ جائے گا۔ شرک میں نے بلا تحقیق نہیں کہا۔ مسیح کے مسئلہ ہی میں جو خوفناک گمراہی ان میں ہے وہ کم نہیں۔ وہ کونسی اللہ کی صفت ہے۔ جو اسکی طرف منسوب نہیں کرتے۔ خالق کخلق اللہ اسے مانتے ہیں۔ احیاء موتی اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ عالم الغیب اسے جانتے ہیں۔ حرام و حلال کا اختیار اسے دے رکھا ہے پھر ختم نبوت کے بھی وہ قائل نہیں۔ پس ایسے مشرک لوگوں سے ہمیں تعلق ازدواج قائم کرنے میں سراسر نقصان ہے۔ اس لئے امام نے منع فرمایا۔ جن احمدیوں نے حضرت امام کی اس نصیحت پر عمل نہیں کیا۔ سکھ انہوں نے بھی نہیں پایا۔"

(درس القرآن صفحہ ۹۲)

غیر مبایع بھائیوں سے صرف اتنی درخواست ہے۔ کہ وہ خلوت میں ان اقتباسات کو پڑھ کر غور فرمائیں۔ کہ کیا آج ان کا عقائد و اعمال کے لحاظ سے یہی رویہ ہے؟ اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے۔ تو انہیں سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ احمدیت کے صحیح مسلک سے کیوں دور چلے گئے۔ جبکہ سنہ ۱۹۱۴ء میں ساری جماعت احمدیہ قائم تھی۔ اور اب سنہ ۱۹۱۴ء کے بعد جماعت احمدیہ قادیان تو اس پر قائم ہے مگر لاہوری پارٹی اس جادۂ استقامت سے پھسل گئی ہے۔

اگر ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی خلوت میں غور کریں گے تو وہ بہت جلد حق کو پالینگے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بخشے۔ آمین ؛

فیصلہ کی آسان راہ!

چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب (غیر مبائع) کے نام کھلی چٹھی!

"تحفہ گولڑویہ" میں دعوئے نبوت کے متعلق انعامی چیلنج منظور

پیارے ناظرین! فرقان ماہ اگست ۱۹۴۲ء میں ایک مختصر مضمون میاں محمد صادق صاحب کے مکتوب کے جواب میں زیر عنوان "کیا تحفہ گولڑویہ میں دعویٰ نبوت سے انکار ہے؟" شایع ہوا ہے اس مضمون کے جواب میں غیر مبایعین کے ایک معزز رکن جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ پی سی۔ ایس نے "پیغام صلح" کی تین اشاعتوں میں طویل نو۹ صفحات پر کئے ہیں۔ جناب چوہدری صاحب کے مضمون کا عنوان "مولوی اللہ دتا صاحب اینڈ کو کی کارگذاری ماہ اگست ۱۹۴۲ء پر ایک نظر" ہے۔ اسی سے قیاس ہو سکتا ہے۔ کہ جناب چوہدری صاحب نے کس متانت سنجیدگی اور تہذیب سے جواب لکھا ہوگا۔ ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ چوہدری صاحب کا جو بیان "عدالتی بیان نمبر" میں شایع ہوا ہے۔ اس پر ان کے حلقۂ احباب میں "بے چینی" سی تھی۔ اسی کے "کفارہ" کے لئے چوہدری صاحب تمام دیرینہ وقار کو چھوڑ کر "پیغام صلح" کے صفحات پر اس طرح نمودار ہوئے ہیں۔ اگر مجھے گالیاں دے لینے سے چوہدری صاحب کا "بھلا" ہوتا ہے۔ تو وہ دل جمعی سے اس شوق کو پورا کرلیں۔ ہمیں تو چوہدری صاحب اور دیگر غیر مبایع بھائیوں کا پہلے ہی احترام مدنظر ہے۔ اور اب تو چوہدری صاحب نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ:-

"میرے والد صاحب قبلہ اور میرے بھائی اور دیگر بہت سے رشتہ دار قادیانی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔" (پیغام صلح ۱۵ ر اکتوبر)

بہر حال چوہدری صاحب کی دلآزاری اور درشتی کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ ذرا ٹھنڈے ہو کر یہ لوگ خود ندامت محسوس کرینگے۔ انشاء اللہ۔ باقی رہا اصل سوال سو وہ صرف اسقدر تھا۔ کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں نبوت کے دعویٰ سے انکار کیا ہے؟ اسکے متعلق چوہدری صاحب نے میرے جواب پر جو تنقید کی ہے وہ غیر متعلق ہونیکے علاوہ بہت لمبی تھی۔ فرقان کے محدود صفحات کے پیش نظر مجھے وقت محسوس ہو رہی تھی مگر اللہ تعالےٰ کا

ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے خود ہی آسان صورت پیدا کر دی۔ چنانچہ جناب چوہدری صاحب نے "پیغام صلح" میں اعلان کر دیا ہے کہ

"اگر مولوی صاحب اس بات پر اڑے رہے کہ تریاق القلوب اور تحفہ گولڑویہ میں نبوت کا دعویٰ ہے۔ تو میں ان کیساتھ ثالثوں کے ذریعہ ہی فیصلہ کرنے کو تیار ہوں تین ثالث ہونگے اگر انمیں سے دو یہ کہدیں کہ ان کتابوں میں نبوت کا دعویٰ موجود ہے۔ تو میں مولوی صاحب کی خدمت میں سو روپے بطور انعام پیش کرونگا لیکن اگر وہ میرے حق میں فیصلہ کر دیں تو میں مولوی صاحب سے کسی قسم کے انعام کا طلبگار نہ ہونگا۔ میرے لئے یہ خوشی کافی ہوگی۔ کہ میں نے صداقت کی تائید کی اس معاملہ میں یہانتک جانیکو تیار ہوں کہ مولوی اللہ دتا صاحب کے ہم خیال اصحاب میں سے ہی تین کو ثالث تسلیم کرونگا۔ اس شرط پر کہ وہ اپنا فیصلہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کر دیں۔" (پیغام صلح ۸ اکتوبر صہ ۵)

اگر چوہدری صاحب نے سنجیدگی اور صدقدلی سے یہ طریق فیصلہ تحریر کیا ہے تو بہت جلد فیصلہ ہو سکتا ہے۔ ناظرین حیران ہونگے کہ چوہدری صاحب نے تحفہ گولڑویہ کی بحث میں تریاق القلوب کو کیوں داخل کر دیا ہے۔ حالانکہ فرقان میں تریاق القلوب میں دعویٰ نبوت ہونیکا نہ ذکر ہے اور نہ تحدّی۔ پس صرف تحفہ گولڑویہ کی بحث میں تریاق القلوب کا شامل کر لینا یا تو چوہدری صاحب کی انتہائی سادگی ہے کہ وہ ابھی تک موضوع زیر بحث کو ہی نہیں سمجھے اور یا پھر انکی انتہائی چالاکی ہے۔ کہ وہ تریاق القلوب کی آڑ میں چیلنج سے بچنا چاہتے ہیں۔ بہرحال اسجگہ صرف یہ سوال ہے۔ کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں دعویٰ نبوت کا انکار کیا ہے یا اقرار کیا ہے؟ اگر چوہدری صاحب اس بارے میں اپنے چیلنج پر قائم ہوں۔ تو میری طرف سے کھلا اعلان ہے۔ کہ مجھے ان کا یہ چیلنج منظور ہے۔ وہ ثالثوں کے اسماء متعین کر دیں تا میں اپنا پہلا ثبوتی پرچہ لکھکر چوہدری صاحب اور ثالثوں کو بھیجدوں۔ اس بحث میں نقطۂ مرکزی کتاب تحفہ گولڑویہ ہوگی۔ ہاں اصطلاحات کی تعیین کیلئے دوسری جگہ سے تعریف لی جائیگی۔ میرا فرض ہوگا کہ ثابت کروں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحفہ گولڑویہ میں دعویٰ نبوت فرمایا ہے اور چوہدری صاحب اسکی تردید کریں گے۔ اور فیصلہ چوہدری صاحب کے نامزد کردہ وہ ثالث کریں گے جن کا محولہ بالا چیلنج میں چوہدری صاحب نے ذکر کیا ہے۔

ناظرین کرام! اگر چوہدری صاحب اس بات کا فیصلہ کرانے پر رضامند نہ ہوئے۔ کہ آیا کتاب تحفہ گولڑویہ میں دعویٰ نبوت کا اقرار ہے یا انکار؟ اور اپنے مذکورہ بالا چیلنج پر قائم نہ رہے۔ یا انہوں نے خواہ مخواہ تحفہ گولڑویہ کے ساتھ تریاق القلوب یا اور کسی کتاب کو شامل کرنا چاہا یا شرائط میں اپنے "احباب" کے مشورہ سے ایسی تبدیلی کر دی۔ کہ یہ تحریری مناظرہ واقع نہ ہو سکے اور تصفیہ نہ ہو سکے۔ تو آپ یاد رکھیں۔ کہ چوہدری صاحب پر ہم نے اتمام حجت کر دی ہے۔

نوٹ:۔ رسالہ ایکماہ کے بعد شائع ہوتا ہے۔ اس طرح دیر ہو جائیگی۔ چوہدری صاحب اپنی منظوری سے بذریعہ خط مطلع فرماویں۔

قسط دوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوّت

کے متعلق

حضور کے صحابہ رضؓ کی حلفیہ شہادتیں

فرقان کی گذشتہ اشاعت میں بارہ ۱۲ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حلفیہ شہادتیں درج ہوئی ہیں۔ اس سے قبل فرقان بابت ماہ مئی ۱۹۴۲ء میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی حلفیہ شہادت مندرجہ الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء بھی درج ہو چکی ہے۔ اس لحاظ سے اب چودھویں نمبر سے یہ شہادتیں آگے درج کیجاتی ہیں۔ یہ شہادات سینکڑوں کی تعداد میں نظارت تالیف و تصنیف کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ امید ہے کہ غیر مبائع بھائی خدا کے فرستادہ کا چہرہ دیکھنے والے ان بزرگوں کے بیانات سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ایڈیٹر

۱۴

جناب بھائی عبدالرحیم صاحب نو مسلم (سابق سوار جگت سنگھ صاحب) کی حلفیہ گواہی

میرا ذیل کا حلفی بیان ہے :-

بفضلہ تعالیٰ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اور ۱۸۹۴ء میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

جب اللہ تعالیٰ کسی کو نبوت اور رسالت کا مقام عطا کرتا ہے تو وہ اصل اور حقیقی صورت میں ہی عطا کرتا ہے۔ بناوٹی اور جعلی عطیہ دینا اُس ذوالمجد کی شان کے شایان نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان اور کامل شریعت کی اتباع میں جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مفہوم کو حقیقی معنوں میں حاصل کیا ہے۔ نیز میرا یہی عقیدہ ہے اور ابتداء سے ہے کہ بجز نبوت کے کامل نمونہ نہ ہی کوئی معلم بن سکتا ہے اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے لئے بدیہی شہادت پیش کر سکتا ہے۔ استعارہ اور مجاز کے الفاظ نئی شریعت کے نہ لانے کے

(۲) مَیں دل و جان سے تصدیق کرتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول اور خدا کا پیارا نبی مانتا ہوں۔ مَیں نے تذکرۃ الشہادتین کے ایک نوٹ میں اور اپنے قصیدہ میں صاف صاف نبی تسلیم کیا ہے۔ میں حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی جانتا ہوں۔ اور حضور کی زندگی میں بھی حقیقی نبی یقین کرتا رہا ہوں۔ بارہا حضور کی زبان مبارک سے نبی کا لفظ سنا جو اپنی ذاتِ مقدسہ کے لئے آپ نے فرمایا۔ اسمیں استعارہ یا مجاز کو کوئی دخل نہیں تھا۔ میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں جس طرح اور جس شان کا نبی حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو جانتا ہوں اسی شان کا حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مانتا ہوں۔

(۳) میرا اعتقاد بیعت سے پہلے بوجہ ایک یہودی کے مناظرے کے جو اس نے ایک شیعہ مولوی سے کیا تھا یہ تھا کہ جب حضرت موسیٰؑ کے پیرو بعض نبی ہوئے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیوں نہیں؟ تورات کے پیرو نبی ہوں اور قرآن کا پیرو ایک نبی بھی نہ ہو۔ اگر نبوت پہلے ممکن تھی تو اب بھی ممکن ہے اگر نبوت کی پہلے ضرورت تھی تو اب زیادہ ضرورت ہے۔ میں نے اسی عقیدہ پر کتاب حق الیقین حضرت مسیح موعودؑ کے عہد میں شروع کی اور خلافتِ ثانیؓ کے عہد میں طبع ہوئی جو اس کتاب میں ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ العزیز بنصرہ نے قبولیت کی نگاہ سے دیکھا اور پسند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میں اسی عقیدہ پر قبر میں جاؤں۔ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حقیقی نبی حقیقی رسول مانتا ہوں۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ شَہِیْدٌ۔

خاکسار عبید اللہ بسمل بن مظہر جمال مہاجر دار الامان قادیان محلہ دار الفضل بقلم خود

مکرر آنکہ جبکہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت عیسیٰؑ سے بدرجہا افضل مانتا ہوں تو مجاز اور استعارہ کو گنجائش کہاں ہے؟ بسمل احمدی

ہر کہ روئے نبی ندید چہ دید۔ وانکہ نشنید ز و سخن چہ شنید۔ میرا ورد زبان ہے۔

خدا کا شکر اور احسان ہے کہ مَیں نے خدا کے ایک برگزیدہ نبی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس فخر کو مَیں تمام عبادات سے افضل جانتا ہوں۔ میں خدا کی توحید کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ویسے ہی شہادت دیتا ہوں جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ اسمیں کنایہ نہ استعارہ۔ نہ مجاز ہے۔ یہ حقیقت محققہ ہے۔ یہی میرا ایمان ہے۔ یہی میرا اعتقاد ہے۔ فقط بسمل احمدی غفر اللہ لہٗ۔ اَشْہَدُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

یہ میری شہادت ہے میرے قلم سے۔ میرے دل سے میرے ایمان سے۔ فقط بسمل احمدی

بود بہتر ز انبیائے یہود ؛ از مسیحا و یوشع و داؤد۔ علیہم السلام میرا ایمان ہے جس کا میں بحلف اقرار کرتا ہوں کہ بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم روحنا فداہ کے تخت کے سوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تخت تمام انبیائے بنی اسرائیل سے اونچا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ۔ بسمل احمدی۔

۱۷

جناب بابو غلام محمد صاحب ریٹائرڈ فورمین لاہور کی حلفیہ شہادت

میں حلفی بیان دیتا ہوں کہ خدا ایک اور محمد رسول اللہؐ اس کے سچے نبی خاتم النبیین ہیں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب اسی طرح نبی اللہ ہیں جس طرح دوسرے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اللہ تھے۔ ذرہ فرق نہیں۔ فقط۔

الحمد للہ! میں نے تقریباً ۱۸۹۵ یا ۱۸۹۶ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ چودہری شہاب الدین صاحب کی اور میری بیعت ایک ہی دن ہوئی تھی۔ گو میں کم علم تھا۔ چوہدری صاحب نے جب اپنی رائے کا اظہار کیا کہ میرا یہ Blind faith ہے کہ یہ نبی اللہ ہیں کوئی مجھے جھٹلا دے تو میں کہوں گا پھر جادوگر ہیں۔ میں نبی اللہ جانکر بیعت کرتا ہوں چنانچہ میں نے نبی اللہ کہتے ہوئے بیعت کی۔ نہ کسی قسم کی مجازی نہ استعارہ کے رنگ میں نبوت کو مانا نہ ہی ہمارے ساتھیوں کے دل میں نہ زبان پر کسی بناوٹ کا وہم و گمان تھا۔ صحیح معنوں میں اللہ کا رسول یقین کیا تھا اور اب بھی اسی طرح یقین رکھتا ہوں۔

آنحضرت صلعم کے فیضان سے خدمت قرآن اور احیاء اسلام کے لئے خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل ہوا تھا۔

صورت دیکھتے ہی میرے منہ سے یہ لفظ نکلا کہ یہ منہ جھوٹوں کا نہیں۔ جو کچھ خدا نے زمانہ کے لئے ضروری سمجھا ہے وہ اس نبی اللہ کی زبانی محمد رسول اللہؐ کے دین کی سچی پیروی ہمیں کرنے کا موقعہ دیگا۔ اور ہم آخرین کی جماعت بنجائیں گے۔ کوئی بی۔ اے۔ ایم۔ اے ہو کر اگر خدمت دین سے اسکی پیروی کر سکیگا تو میں گھاس چھیل کر محمد رسول اللہؐ کے صحابہؓ میں جا ملوں گا۔

العبد:۔ بقلم خود غلام محمد ولد محمد بخش۔ ریٹائرڈ فورمین ریلوے لوہاری منڈی۔ لاہور۔
۱۳/۳/۳۵

۱۸

حضرت مفتی محمد صادق صاحب سابق ایڈیٹر "بدر" کا حلفیہ بیان

بیان محمد صادق عفا اللہ عنہ ابن مفتی عنایت اللہ قریشی عثمانی مرحوم۔

مَیں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنا یہ بیان دیتا ہوں کہ :-

(۱) مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سنہ ۹۱-۱۸۹۰ء کی سردیوں میں کی تھی۔ اب یہ یاد نہیں رہا کہ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء تھا یا جنوری فروری سنہ ۱۸۹۱ء تھا۔ اُسوقت مَیں جموں ہائی سکول میں ٹیچر تھا۔ اور کسی تیوہار پر مدرسہ تین چار روز کے واسطے بند ہوتے پر مَیں قادیان آیا۔ اور بیعت کی۔ اس کے بعد وسط سنہ ۱۸۹۵ء تک مَیں جموں میں ملازم رہا۔ اور سال میں ایک دو دفعہ قادیان آتا۔ موسمی رخصتوں کا بہت سا حصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت بابرکت میں گزارتا۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں عاجز لاہور میں ملازم ہوگیا۔ اور سنہ ۱۹۰۰ء کے آخر تک وہیں رہا۔ اور سال میں کئی دفعہ قادیان آتا۔ اور لمبی رخصتیں لیکر بھی قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں گذارا کرتا۔ ابتدائے سنہ ۱۹۰۱ء میں عاجز لاہور کی ملازمت سے مستعفی ہو کر ہجرت کر کے مستقل طور پر قادیان میں رہنے لگا۔ اور مختلف خدمات سرانجام دیتا رہا۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ڈاک کا کام بھی میرے سپرد فرمایا۔

(۲) مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انکی زندگی میں ہی ایسا نبی اور رسول مانتا تھا جیسا کہ پہلے انبیاء مذکور در توریت۔ انجیل و قرآن شریف ہیں۔ صرف اتنے فرق کے ساتھ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لازماً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان سے مقام نبوت کو حاصل کرنے والے تھے۔ مَیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تدریجاً کب مَیں نے اس عقیدہ کو حاصل کیا لیکن بعض واقعات ایسے مجھے یاد ہیں جن سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی میرا یہ عقیدہ ہوگیا تھا۔ مثلاً ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح کی سیر سے واپس آکر احمدیہ چوک میں کھڑے ہوگئے۔ بہت سے احباب آپ کے اردگرد حلقہ کئے ہوئے تھے۔ میں اور چند دوست حلقہ کے باہر کھڑے تھے۔ ہم نے دیکھا ایک دہقانی آدمی بڑے شوق سے حلقہ کے آدمیوں کو

چیرتا ہوا اندر گھستا چلا جاتا تھا۔ تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہو جائے۔ کسی دوست نے اس کی اس حرکت کو ناپسندیدگی سے دیکھ کر کہا۔ دیکھو کسطرح لوگوں کو ہٹا کر گھستا جاتا ہے۔ اسوقت بے اختیار میرے منہ سے اس طرح کے الفاظ نکلے۔ کہ لوگ بھی کیا کریں تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک نبی بھیجا ہے۔ اس نظارے اور اسی گفتگو کو میں نے انہی ایام میں اخبار بدر میں چھاپ دیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی عاجز راقم آپکو صرف مجدد نہ مانتا تھا بلکہ نبی۔ کیونکہ مجدد تو ہر صدی پہ آتے رہے۔

بلکہ اخبار بدر میں ان باتوں کا چھپ جانا اور اسوقت کسی دوست کا میری اس تحریر پر کوئی مخالفانہ نوٹس نہ لینا۔ اس امر کی بھی دلیل ہے کہ اسوقت سب احمدی برادران کا یہ عقیدہ تھا جو میرا تھا۔ میرے زمانہ ایڈیٹری بدر میں جب کبھی اخبار میں کوئی ایسی بات شائع ہو جاتی جس سے دوسرے احباب کو اختلاف ہوتا۔ تو وہ فوراً نوٹس لیتے اور اخبار میں اسکا ذکر کیا جاتا تھا۔ لیکن میرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تیرہ سو سال کے عرصہ میں بعد حضرت سید الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی نبی بیان کرنے کے قول پر کسی نے کوئی نکتہ چینی نہ کی۔ نہ زبانی نہ تحریراً۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اخبار بدر کو پڑھتے تھے اور جہاں ضرورت سمجھتے اصلاح کرتے تھے۔ مگر اس فقرہ پر حضور نے کوئی اصلاح نہ کی۔ اور اخبار میں یہ بات اس طرح شائع ہو گئی جیسا کہ جماعت اور قوم کے سب بڑے اور چھوٹے اصحاب کی مانی ہوئی اور تسلیم شدہ بات ہوتی ہے۔

(۳) میرے اس عقیدہ کی بنا زیادہ تر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریریں اور تقریریں تھیں۔ اور آپ کے اخلاق۔ عادات و اطوار میں نبیوں کا نمونہ۔ جو کہ ہم مشاہدہ کرتے رہتے تھے۔

اسجگہ ایک غلط فہمی کو رفع کرنے کیواسطے یہ ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ اول کے زمانہ خلافت میں ایکدفعہ عاجز راقم اور مولوی صدر الدین صاحب اور حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب علاقہ یو۔ پی میں لیکچروں کے واسطے گئے تھے۔ لکھنؤ میں بھی ایک دو روز قیام ہوا۔ وہاں ہم مولانا شبلی صاحب سے ملنے گئے۔ شبلی صاحب نے فرمایا۔ کیا آپ لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں؟ میرے دو رفقائے سفر کا مجھے اشارہ ہوا کہ میں جواب دوں۔ میں نے سوچا کہ لمبی تقریر کا موقعہ نہیں کوئی ایسی مختصر بات کیجائے جس سے شبلی صاحب کچھ تو قائل ہو جائیں۔ میں نے کہا۔ جناب ایک شخص جو خدا تعالیٰ سے خبریں پاکر کثرت سے پیشگوئیاں کرے اور وہ سب پوری ہو جائیں۔ تو ہم اسے کہیں گے

پیشگوئیاں کرنیوالا۔ آپ اسے عربی میں کیا کہیں گے؟ شبلی صاحب نے فرمایا۔ ہاں لغوی معنوں میں نبی ہوا۔ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے فرمایا کہ حدیث میں بھی آنیوالے مسیح کو نبی کہا گیا ہے۔ مگر شبلی صاحب نے مولانا صاحب کی بات کی طرف توجہ نہ کی اور نہ مجھ سے اس بارہ میں کچھ اور سننا چاہا۔ بلکہ کوئی اور بات شروع کردی۔ اور یہ بات یہیں تک رہ گئی۔ ہم اُن سے چند منٹوں کیواسطے ملنے گئے تھے۔ ایسا موقعہ نہ تھا کہ ہر مسئلہ پر مفصل بحث اور گفتگو کی جائے۔ میں نے یہی غنیمت سمجھا۔ کہ کسی نہ کسی رنگ میں ایک مخالف کے موتھہ سے یہ تو نکلا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی کہہ سکتے ہیں۔ اور دراصل لغت میں بھی نبی اسی کو کہتے ہیں جو شریعت میں نبی ہوتا ہے۔ ورنہ لغوی نبی کوئی الگ نہیں ہوتا۔ اب اس سے یہ استدلال کرنا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی نہ مانتا تھا۔ اخبار پیغام صلح کے لکھنے والوں کی محض خوش فہمی ہے۔ اول تو مباحثہ کے وقت کی گفتگو انسان کے تمام عقائد کی پوری تفصیل پر مبنی نہیں ہوتی۔ بلکہ حسب موقعہ و محل دشمن کو کچھ منوانے کی کوشش وہاں مدنظر ہوتی ہے۔ دوم میرے عقاید اس تذکرہ سے بہت قبل اور بعد اخبار بدر میں چھپتے رہے ہیں۔ سوم۔ لغت میں بھی نبی اسی کو کہتے ہیں جو شریعت اور مذہب میں نبی ہوتا ہے۔ نہ کہ کوئی اور۔ والسلام۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ قادیان۔ ۱۶ر مارچ ۱۹۳۵ء

۱۹

حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی کا حلفیہ بیان

اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر میں افتخار احمد ولد احمد جان اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مفصلہ ذیل تین حلفیہ شہادتیں دیتا ہوں۔ کہ

(۱) الحمدللہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ ابتدائی جلسہ بیعت کے کچھ مہینے بعد جبکہ ازالہ اوہام شائع نہیں ہوئی تھی، میں نے حضورؑ کی بیعت کی۔ سنہ یاد نہیں۔

(۲) بحمداللہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حضور کو صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا۔ یہ کہ حضورؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل متبع بھی ہیں اور رسول اور نبی بھی ہیں نہ کہ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں۔ بلکہ قرآن کریم کی آیت شریف مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ

کے مطابق منعم علیہم کے چار گروہوں میں سے حضورؑ کو گروہ اول یعنی اَلنَّبِیّٖن میں یقین کرتا تھا اور بحمد اللہ اب بھی میرا یہی یقین ہے۔

(۳) میرے اِس عقیدہ کی بناء یہ تھی کہ حضورؑ مامور من اللہ ہیں صادق ہیں حضورؑ کا دعوےٰ برحق ہے۔ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ افتخار احمد۔ قادیان۔ یکم اپریل ۱۹۳۵ء دوشنبہ

۲۰

جناب بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی کی شہادت

مجھے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر اظہار اسلام کی سعادت نصیب ہوئی ۱۸۹۵ء میں بیعت کا شرف ملا۔ فالحمد للہ۔

مَیں حضور پُرنورؑ کو صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا۔ نہ کہ محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے بارہا براہ راست اپنے کانوں سُنا۔ حضورؑ کی موجودگی میں حضورؑ کو نبی اللہ اور خدا کا رسول کے نام سے ذکر کیا گیا۔ ذکر کرنیوالوں میں سے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب خصوصیت سے پیش پیش تھے۔ اور بعض احباب کے استفسار پر حضورؑ نے مُہر تصدیق بھی ثبت فرمائی۔

بارہ تیرہ سال حضورؑ کی صحبتِ اقدس کی عزت ملی جس کے تأثرات (جنکی تفصیل نہیں عرض کرسکتا۔ انکا قلبی کیفیت سے تعلق ہے) سورج اور چاند کے وجود کی مانند میرے دل پر منقوش ہیں۔ عبد الرحمٰن قادیانی بقلم خود قادیان دار الامان۔ ۳۱ مارچ ۱۹۳۵ء

۲۱

جناب چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ کی حلفیہ گواہی

۱۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں دسمبر ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی۔

ہم اسوقت یہ یقین کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع میں آپکو یہ درجہ حاصل ہوا ہے مگر وہ صحیح معنوں میں نبی اور رسول ہیں استعارہ کے رنگ میں نہیں۔ میرے اس عقیدہ کی بناء حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات او سلسلہ کے رسائل مثلاً ریویو آف ریلیجنز اور الحکم اخبار تھے جنمیں حضورؑ کو نبی اللہ اور مرسل اکثر لکھا جاتا تھا۔ غلام محمد ہیڈ ماسٹر

حضرت کرنل ...

ٹریکٹ "فضیلت کی حقیقت" پر ایک نظر
اور
ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے چند مطالبات

از جناب قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ

جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعلان سے کہ "خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے" حضور کی اپنی تشریح کے مطابق یہ یقین رکھتی ہے۔ کہ اس سے آپ کی پہلے مسیح پر ایسی فضیلت رکھنا مراد ہے۔ جو صرف ایک نبی کو ہی دوسرے نبی پر حاصل ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ عقیدہ رکھنے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی ماننا پڑتا ہے اور غیر مبایعین آپ کو نبی ماننا نہیں چاہتے۔ اسلئے وہ حیلوں اور بہانوں سے اس مقام فضیلت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایسی ہی جزئی فضیلت کا اقرار قرار دیتے ہیں جو ایک غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے چنانچہ حال ہی میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک ٹریکٹ بنام "فضیلت کی حقیقت حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹، ۱۵۵ پر محققانہ نظر" میری نظر سے گذرا ہے جس کے آخری صفحہ پر بطور نتیجہ بحث ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

"پس حق یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ مسیحیت کے بعد کوئی دعویٰ تبدیل نہیں کیا۔ نہ نبوت کا نہ فضیلت کا۔ جو جزئی فضیلت ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اسی فضیلت کے مقام پر اپنے آپکو رکھا۔"

(فضیلت کی حقیقت صفحہ ۱۶)

مگر جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ مسیحیت کے بعد ایک وقت تک حضرت مسیح ناصری علیہ السلام پر اپنی ایسی جزئی فضیلت کے قائل رہے ہیں جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے لیکن پھر ایک وقت آپ پر ایسا آیا۔ کہ جب آپ نے یہ اعلان فرما دیا کہ آپ پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہیں۔ اور اس طرح امر فضیلت کے متعلق اپنے پہلے عقیدہ کو ترک کر کے اسکے متناقض اور مخالف عقیدہ کے اختیار کرنیکا اعلان فرمایا۔ چونکہ ان ہر دو عقیدوں میں تناقض اور تخالف تسلیم کرنیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ صاف ہو جاتا تھا۔ اسلئے ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس ٹریکٹ میں یہ ناکام کوشش کی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہونیکے عقیدہ کو بھی آپ کی ایسی جزئی فضیلت کا عقیدہ قرار دیں جو ایک غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔

اس امر کیلئے ڈاکٹر صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں کہ حق کو ملتبس کر دیں مگر حق یہ ہے کہ انکا یہ ٹریکٹ

مسئلہ فضیلت کے بارہ میں انکی دلائل سے تہیدستی اور کم مائگی کا ایک مرقع ثابت ہو رہا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحقیق کیلئے حقیقۃ الوحی کے ص۱۴۹ اور ص۱۵۵ کو تو بحث کیلئے انتخاب کر لیا ہے مگر ص۱۴۸ کو جہاں سے فضیلت کے مسئلہ پر بحث شروع ہوتی ہے دانستہ نظر انداز کر دیا ہے۔ پھر ص۱۴۹ کے بھی ایک ادھورے حوالہ سے اپنا مطلب سیدھا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا اسی کا نام محققانہ نظر ہے؟

میں اسجگہ اصل حقیقت کو واضح کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب حقیقۃ الوحی کا ص۱۴۸ سب سے پہلے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حضورؑ اس صفحہ پر ایک سائل کا سوال یوں نقل فرماتے ہیں:-

"تریاق القلوب کے ص۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے۔ اسجگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے۔ کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیحؑ پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ پھر ریویو جلد اول نمبر ۶ ص۲۵۷ میں مذکور ہے۔ خدا نے اس امّت میں مسیح موعود کو بھیجا جو اس پہلے مسیحؑ سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے۔ پھر ریویو ص۴۷۵ میں لکھا ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔ خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۴۸)

مسیح موعودؑ کے جواب کی نوعیّت

اس سوال کا جواب اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں دیتے۔ کہ تریاق القلوب کی اس تحریر اور ریویو کی تحریر میں کوئی تناقض نہیں۔ بلکہ میری یہ دونوں تحریریں ایک ہی مفہوم کو ظاہر کر رہی ہیں۔ تو پھر ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اپنے ٹریکٹ میں جو یہ امر لکھا ہے کہ:-

"جو جزئی فضیلت ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اسی فضیلت کے مقام پر اپنے آپکو قائم رکھا" (فضیلت کی حقیقت ص۱۶)

یہ درست ہوتا اور ڈاکٹر صاحب اپنے اس عقیدہ میں حق بجانب ہوتے لیکن عجیب بات تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ جواب نہیں دیتے۔ بلکہ آپ سائل کے پیش کردہ حوالوں میں تناقض تسلیم فرما لیتے ہیں اور پھر صاف لفظوں میں یہ اعلان فرما دیتے ہیں۔ کہ آپ جزئی فضیلت والے عقیدہ پر خدا کی بارش کی طرح وحی کے ماتحت قائم نہیں رہے۔ چنانچہ حضورؑ کے جواب کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

"رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا۔ اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو۔ کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے جیسے براہین احمدیہ میں مَیں نے لکھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح مَیں ہی ہوں۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۴۸ و ص۱۴۹)

پھر اس جواب کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا:۔

" اسیطرح اوائل میں میرا یہ عقیدہ تھا۔ کہ مجھکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُسے جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کیطرح میرے پر نازل ہوئی تو اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰)

اس جواب سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام پر ایسی جزئی فضیلت رکھنے کے عقیدہ کو جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے ترک فرما دیا۔ اور اس کے متناقض یہ عقیدہ اختیار کر لیا کہ آپ اپنی تمام شان میں پہلے مسیح سے بہت بڑھکر ہیں۔ اور یہ متناقض عقیدہ آپ نے اسوقت اختیار فرمایا جبکہ خدا کی بارش کی طرح وحی سے آپ کو یہ علم ہو گیا۔ کہ آپ کو صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے مگر ڈاکٹر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تمام باتوں سے آنکھیں بند کر کے یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے:۔

" جو جزئی فضیلت ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اسی فضیلت کے مقام پر اپنے آپکو رکھا" (فضیلت کی حقیقت صفحہ ۱۶)

اور پھر اسی صفحہ پر تمام شان میں بڑھکر ہونیکے عقیدہ کے متعلق لکھ رہے ہیں کہ:۔

" ایک جزئی فضیلت ہی ٹھہری "

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے سائل آپ کی دو عبارتوں میں تناقض پیش کرتا ہے۔ سوال کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی اسے تناقض قرار دیتے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب برخلاف اسکے تمام شان میں بڑھکر ہونیکے عقیدہ میں اور ایسی جزئی فضیلت کے عقیدہ میں جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے مساوات قرار دے رہے ہیں کیونکہ اگر وہ تناقض مان لیں تو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی ماننا پڑتا ہے۔ کیونکہ ایسی جزئی فضیلت کا عقیدہ جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے تمام شان میں پہلے مسیح سے بڑھکر ہونیکے عقیدہ کے متناقض اسیوقت قرار پا سکتا ہے۔ جبکہ تمام شان میں بڑھکر ہونیکا عقیدہ ایسی فضیلت ہو جو صرف ایک نبی کو ہی نبی پر حاصل ہو سکتی ہے۔ ورنہ اگر تمام شان میں پہلے مسیح سے بڑھکر ہونیکا عقیدہ بھی ایسی جزئی فضیلت کا عقیدہ ہو جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے تو پھر دونو عقیدوں میں کوئی تناقض نہ رہا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان ہر دو عقیدوں میں ایسا تناقض تسلیم کر چکے ہیں جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونیکے عقیدہ اور آپ کے اپنے مسیح موعود ہونیکے عقیدہ میں تناقض ہے چنانچہ اس تناقض کو خود آپ نے بطور مثال پیش فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو مسیح موعود علیہ السلام کا محولہ بالا جواب)

پہلا امر طالبہ اب میرا ڈاکٹر صاحب سے پہلا مطالبہ یہ ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عقیدہ فضیلت بر مسیح میں کوئی تبدیلی نہیں کی تو پھر آپ نے سائل کی پیش کردہ عبارتوں میں تناقض کیوں تسلیم کیا۔ اگر ان دونو عبارتوں کا ایک

ہی مفہوم تھا۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب ظاہر کر رہے ہیں۔ تو کیوں نہ آپ نے سائل کو یہ جواب دیا کہ میری ہر دو تحریروں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ تم میرے کلام کو سمجھے نہیں۔

دوسرا مطالبہ دوسرا مطالبہ میرا یہ ہے۔ کہ جب ایسی جزئی فضیلت بر مسیح کے عقیدہ میں غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے اور تمام شان میں بڑھکر ہونیکے عقیدہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تناقض تسلیم کریں تو کیوں یہ سمجھا جائے کہ دوسرے عقیدہ کا ماحصل یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اب ایسی فضیلت رکھنے کا عقیدہ رکھتے ہیں جو صرف ایک نبی کو نبی پر حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اگر اسے ایسی فضیلت کا عقیدہ نہ سمجھا جائے۔ تو پھر دونوں عقیدوں میں بجائے تناقض کے مساوات ماننی پڑیگی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جواب کے خلاف ہے۔

تیسرا مطالبہ میرا تیسرا مطالبہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سائل کے جواب میں خود بتا دیا ہے۔ کہ آپ جزئی فضیلت والے عقیدہ پر بارش کیطرح وحی الٰہی کے ماتحت قائم نہ رہے۔ تو پھر ڈاکٹر صاحب کو اپنے ٹریکٹ "فضیلت کی حقیقت" میں یہ لکھنے کا حق کیسے پہنچ سکتا ہے کہ تمام شان میں بڑھکر ہونیکا عقیدہ بھی

"ایک جزئی فضیلت ہی ٹھہری۔" اور "جو جزئی فضیلت ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اسی فضیلت کے مقام پر اپنے آپکو رکھا۔" (فضیلت کی حقیقت صفحہ ۱۶)

ڈاکٹر صاحب نے تحقیق کے میدان میں اترنے کے ادعاء کیساتھ دراصل فضیلت کی حقیقت پر پردہ ڈالنے کا مقصد سامنے رکھا ہے۔ اسی لئے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ کا سوال اور جواب تو آپنے پیش ہی نہیں کیا۔ اور نہ اسپر کوئی بحث کی ہے۔ صرف حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ سے ذیل کے فقرہ کو بحث کا تختۂ مشق بنالیا ہے:-

"کہ اوائل میں میرا یہ عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے"

اس فقرہ کو لیکر آپ جماعت احمدیہ کو کوستے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کنندہ قرار دیتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں:-

"باقی رہا حضرت مسیح موعود کا فرمانا کہ اوائل کے زمانہ میں میرا یہ عقیدہ تھا کہ مجھکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے" یہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ آپکے دعوئ مسیحیت سے بہت پہلے کا زمانہ ہے بلکہ براہین احمدیہ والے اس کشف سے بھی پہلے کا زمانہ ہے جب آپ کو دکھایا گیا تھا کہ آپ کو حضرت عیسےٰ سے ایسی شدید نسبت ہے۔ کہ گویا دونو صاحب ایک پھل کے دو ٹکڑے ہیں" (فضیلت کی حقیقت صفحہ ۱۳-۱۴)

ڈاکٹر صاحب نے اس فقرہ کے پیش کرنے میں بھی سخت ظلم کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس حوالہ کو مکمل پیش نہیں کیا۔ ورنہ اگر وہ ایسا کرتے تو ناظرین پر صاف کھل جاتا۔ کہ اسجگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مراد "کیا نسبت ہے"

سے یہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں آپ نبوت میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے اپنی کوئی نسبت نہیں سمجھتے تھے کیونکہ اسوقت اپنے تئیں آپ غیر نبی سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ اس فقرہ کیساتھ ہی فرماتے ہیں :۔

"وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسے جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کیطرح میرے پر نازل ہوئی تو اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا۔"

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر جزئی فضیلت کا عقیدہ رکھنے کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبوت میں حضرت عیسےٰؑ سے کوئی نسبت نہیں سمجھتے تھے مگر بعد میں خدا کی بارش کی طرح وحی کے ماتحت آپنے اس جزئی فضیلت کے عقیدہ کو جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہوسکتی ہے ترک فرمادیا کیونکہ اسوقت صریح طور پر آپ کو نبی کا خطاب ملنے کا علم دیا گیا۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب نسبت مطلقہ کی نفی کا اقرار دکھانا چاہتے تھے۔ تا کہ جو عقیدہ تبدیل ہوا اُسے دعویٰ مسیحیت سے پہلے کا ثابت کریں۔ اسلئے انہوں نے پہلا فقرہ تو پیش کر دیا جس میں مسیح سے نسبت نہ سمجھنے کا ذکر ہے۔ اور "وہ نبی ہے" کے الفاظ کو عمداً حذف کر دیا۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہو جاتا تھا۔ اسجگہ وہ زمانہ مراد ہی جب آپ نبوت میں حضرت عیسےٰؑ سے اپنی کوئی نسبت نہ سمجھتے تھے۔ اور ایسا زمانہ کچھ عرصہ تک دعویٰ مسیحیت کے بعد کا بھی جاری رہا ہے لیکن چونکہ ڈاکٹر صاحب یہ دکھانا چاہتے تھے۔ آپ کا کوئی ایسا عقیدہ تبدیل ہوا ہے جو دعویٰ مسیحیت سے پہلے کا ہے۔ اس لئے آپ نے عمداً یہ تحریف کی کہ پوری عبارت پیش نہ کی۔

چوتھا مطالبہ لہٰذا اب میرا چوتھا مطالبہ یہ ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب بتائیں۔ کہ دعویٰ مسیحیت سے پہلے کا وہ کونسا عقیدہ تھا۔ جو دعویٰ مسیحیت پر تبدیل ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اس حوالہ میں فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا عقیدہ جزئی فضیلت کا تھا۔ جس پر آپ قائم نہ رہے۔

اور یقیناً وہ ایسی ہی جزئی فضیلت کا عقیدہ ہو سکتا تھا۔ جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ دعوئے مسیحیت سے پہلے بھی ڈاکٹر صاحب کے نزدیک آپ نبی نہ تھے۔ اب اگر دعویٰ مسیحیت پر ایسی جزئی فضیلت کا عقیدہ آپ نے تبدیل فرمالیا جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہوسکتی ہے۔

پانچواں مطالبہ تو میرا پانچواں مطالبہ یہ ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب بتائیں۔ پھر اس جزئی فضیلت کے عقیدہ کو بدل کر حضرت صاحبؑ نے کونسا عقیدہ اختیار کیا؟

چھٹا مطالبہ پھر میرا چھٹا مطالبہ یہ ہے۔ کہ اگر ایسی جزئی فضیلت کا عقیدہ جو غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے۔ آپ نے دعویٰ مسیحیت پر تبدیل کیا، نہ کہ دعویٰ مسیحیت کے بعد۔ تو پھر تریاق القلوب ص۱۵۷ کی عبارت میں جو سائل نے سوال میں بھی پیش کی ہے۔ آپنے کیوں اپنے تئیں اسی عقیدہ کا قائل قرار دیا۔ کہ آپکو پہلے مسیح پر ایسی جزئی فضیلت

حاصل ہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ اگر دعویٰ مسیحیت کیساتھ یہ عقیدہ تبدیل کیا تو پھر یہی عقیدہ اسکے بعد کی کتاب کیوں لکھا گیا کیونکہ تریاق القلوب تو دعوئے مسیحیت سے بعد کی کتاب ہے۔ اب ڈاکٹر صاحب عجیب مخمصہ میں پھنسے ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ دعویٰ مسیحیت کے ساتھ ہی آپ نے جزئی فضیلت کا عقیدہ تبدیل کر لیا۔ کیونکہ وہ یہ لکھ چکے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "جو جزئی فضیلت ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ اسی فضیلت کے مقام پر اپنے آپ کو قائم رکھا۔" (فضیلت کی حقیقت صفحہ ۱۶) اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ جزئی فضیلت کا عقیدہ تبدیل نہیں ہوا۔

انکی حالت تو اب یہ ہے۔ کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ اس لئے میرے چوتھے، پانچویں اور چھٹے مطالبہ کا بھی ان کے پاس کوئی معقول جواب نہیں ہوگا۔ ہاں اگر ڈاکٹر صاحب۔ ان مطالبات کا انٹ سنٹ جواب دینا چاہیں تو پھر وہ میرے ایک ساتویں مطالبہ کا بھی جواب ضرور دیں۔ جو یہ ہے کہ۔

ساتواں مطالبہ اگر اوائل سے دعوئے مسیحیت سے پہلے کا زمانہ مراد ہے۔ اور دعوئے مسیحیت کرنے پر جزئی فضیلت کا عقیدہ تبدیل ہوا تو پھر وہ بتائیں اس صورت میں سائل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زیر بحث عبارت میں کیا جواب دیا؟ سائل کا سوال تریاق القلوب اور ریویو کی بعض عبارتوں کے متعلق ہے۔ اور یہ دونو تحریریں دعویٰ مسیحیت کے بعد کی ہیں۔ اگر مسیح موعود علیہ السلام کے جواب میں اوائل والے عقیدہ کے زمانہ سے تریاق القلوب تک کا زمانہ مراد نہ لیا جائے بلکہ دعویٰ مسیحیت سے پہلے کا زمانہ مراد لیا جائے تو جواب کی حیثیت یہ بنجاتی ہے کہ "سوال از آسمان جواب از ریسماں" کہ سائل تو تریاق القلوب اور ریویو کی تحریروں کے متعلق سوال کرتا ہے جو دعویٰ مسیحیت کے بعد کی تحریریں ہیں مگر مسیح موعود علیہ السلام جواب میں گویا بزعم ڈاکٹر صاحب دعویٰ مسیحیت سے پہلے کے کسی عقیدہ کے ترک کرنیکا ذکر لے بیٹھے ہیں۔ جسکے متعلق سائل کا کوئی سوال ہی نہیں۔ کیا یہ مسیح موعود علیہ السلام کے جواب کی جو سلطان القلم تھے سخت توہین نہیں؟

ڈاکٹر صاحب کا ایک حیلہ ڈاکٹر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسیح ناصری علیہ السلام سے اپنی تمام شان میں بڑھکر ہونیکے عقیدہ کو ایسی جزئی فضیلت کا عقیدہ ثابت کرنے کیلئے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی لکھتے ہیں:۔ "حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں اپنے آپکو پہلے مسیح سے تمام شان میں افضل فرمایا۔ وہاں ساتھ ہی کارناموں کی وجہ سے افضل ہونا بتلا کر اس کلیت کو ایک دائرے کے اندر محدود کر دیا۔" (فضیلت کی حقیقت صفحہ ۱۳)

یہ توجیہہ پیش کر کے پھر اپنے ٹریکٹ کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں:۔

"یہ فضیلت جو کارناموں کے لحاظ سے ہر پہلو اور ہر شان میں آپ میں موجود ہے ایک جزئی فضیلت ہی ٹھہری۔ کیونکہ جو فضیلت کسی خاص دائرہ سے مختص ہے وہ فضیلت جزئی ہے نہ کہ کلی"

ڈاکٹر صاحب کی مراد اسجگہ جزئی فضیلت سے ایسی جزئی فضیلت ہی ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے جسکے مخالف اور متناقض

عقیدہ اختیار کرنیکا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا اعلان دکھا چکا ہوں۔ ہاں اگر ڈاکٹر صاحب اسجگہ تمام شان میں بڑھکر ہونیکو ایسی جزئی فضیلت قرار دیتے۔ جو صرف ایک نبی کو ہی نبی پر ہو سکتی ہے تو پھر مجھے ان کے اس اصطلاح کے استعمال کرنے پر کوئی اعتراض نہ ہوتا کیونکہ ایسی فضیلت کا نام خواہ کلی فضیلت رکھا جائے یا اسے ایسی جزئی فضیلت جو صرف نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے ایک ہی مفہوم کو ظاہر کرنے کیلئے متعدد اصطلاحات ہونگی۔ ولا مناقشۃ فی الاصطلاح مگر ڈاکٹر صاحب تو باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھکر ہونیکے عقیدہ کو ایسی جزئی فضیلت بر مسیح کے عقیدہ کے متناقض قرار دے چکے ہیں جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ پھر بھی اس بات پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں کہ وہ تمام شان میں ایک نبی سے بڑھکر ہونیکے عقیدہ کا مفہوم ایسی جزئی فضیلت قرار دیں جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ یا للعجب۔

حیلہ کا رد ڈاکٹر صاحب سنیئے! بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی ص۱۵۵ پر تحریر فرمایا ہے:۔

"پھر جبکہ خدا نے اور اسکے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اسکے کارناموں کیوجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو"

بیشک اس حوالہ میں حضور نے کارناموں کو وجہ فضیلت قرار دیا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام محض یہ کارنامے ہی دکھاتے اور نبی نہ ہوتے تو یقیناً ان کارناموں کیوجہ سے وہ مسیح پر ایسی ہی جزئی فضیلت کا عقیدہ رکھ سکتے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے مگر جب ان کارناموں کیساتھ نبوت جمع ہوگئی تو نبوت (جمع کارناموں میں بڑھکر ہونیکا مفہوم یہ ہوا۔ کہ آپ اپنی مجموعی شان میں مسیح اسرائیلی سے بہت بڑھکر ہیں یعنی نفس نبوت میں مساوی اور کارناموں کیوجہ سے افضل پس کارنامے بیشک وجہ فضیلت ہیں مگر آپکے تمام شان میں پہلے مسیح سے بڑھکر ہونیکی بنا اپنی نبوت کا عقیدہ ہے۔ اگر نبوت اسجگہ بنائے فضیلت نہ ہوتی تو تمام شان میں بڑھکر ہونیکے عقیدہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی بھی ایسی جزئی فضیلت کے عقیدہ کے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے متناقض قرار دیکر ایسی جزئی فضیلت کے عقیدہ کے ترک کر دینے کا اعلان نہ فرماتے پس دو عقیدوں کو متناقض قرار دینا نبوت کے بنائے فضیلت ہونیکا پہلا ثبوت ہے۔

دوسرا ثبوت پھر اگر نبوت بنائے فضیلت نہ ہوتی تو آپ محولہ بالا فقرات کے آگے یہ کیوں فرماتے:۔

"عزیزو! جبکہ میں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آنیوالا مسیح میں ہوں۔ تو جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اسکو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ آنیوالا مسیح کچھ چیز ہی نہیں۔ نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم۔ جو کچھ ہے پہلا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۵)

اسجگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اسکو میرے متعلق یہ ثابت کرنا ہوگا کہ میں نبی نہیں کہلا سکتا۔ لہٰذا مندرجہ بالا حوالہ کے پیش نظر

آٹھواں مطالبہ اب میرا آٹھواں مطالبہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونیسے مراد اگر ایسی جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ تو پھر پہلے مسیح کو افضل سمجھنے والے کیلئے آنیوالے مسیح موعود کے نبی کہلا سکنے

کا ثبوت دینا اس حوالہ میں کیوں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ایسی جزئی فضیلت جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ اسکے تو ثابت کرنے کے لئے ایسی فضیلت رکھنے والے کو غیر نبی ثابت کرنا چاہئے نہ کہ اسکی نفی کیلئے۔ کیا ایسی جزئی فضیلت کیلئے جو غیر نبی کو نبی پر ہو نبی ہونا شرط ہے؟ اگر نہیں تو پھر مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ایسی جزئی فضیلت سے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے انکار کرنے والے کیلئے اب کیوں ضروری قرار دیا گیا کہ وہ ثابت کرے کہ آنیوالا مسیح موعود نبی نہیں کہلا سکتا۔

اس سے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کی افضلیت بر مسیح کی بناء نبوت ہے۔ اس کے گرنے سے آپؑ کی مسیح پر افضلیت کا عقیدہ گر سکتا ہے۔ حالانکہ جزئی فضیلت جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے رکھنے والے کے لئے نبی نہ کہلا سکنے سے یہ فضیلت اس کی زائل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایسی فضیلت کے لئے نبی کہلانیکا حقدار ہونا شرط ہی نہیں۔

پس ایسی جزئی فضیلت تو غیر نبی ہونیکی صورت میں ہی قائم ہو سکے گی۔ اور نبی ہونے کی صورت میں گر جائے گی۔ مگر مسیح موعودؑ کو ایسی فضیلت کا دعویٰ ہے۔ جو آپ کو نبی نہ کہلا سکنے کا حقدار ثابت کرنے سے گرتی ہے۔ اور نبی کہلا سکنے کا حقدار ثابت کرنے سے قائم ہوتی ہے جس سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ مسیح موعود کو اس جگہ حضرت عیسٰے علیہ السلام پر ایسی جزئی فضیلت کا دعویٰ نہیں جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ بلکہ ایسی فضیلت کا دعویٰ ہے۔ جو صرف نبی کو ہی نبی پر ہو سکتی ہے۔ وھذا ھو المرام۔ ڈاکٹر صاحب ذرا گہری نظر سے میری اس دلیل کا وزن کریں۔

امتی نبی کا مفہوم ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس حوالہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تئیں ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی لکھا ہے۔ یہ درست ہے۔ مگر اوپر کے مطالبہ سے جو مسیح موعودؑ نے پہلے مسیح کو آپ سے افضل قرار دینے والوں سے کیا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اگر امتی نبی سے مراد آپؑ کی اس جگہ غیر نبی ہو تو پھر مسیح موعود علیہ السلام نے تو گویا خود مان لیا۔ کہ آپ کا یہ مطالبہ بالکل لغو اور فضول تھا کہ جو پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے وہ ثابت کرے۔ کہ آنیوالا مسیح نبی نہیں کہلا سکتا۔ جب آپؑ نے خود مان لیا۔ کہ آپ امتی نبی یعنی بقول ڈاکٹر صاحب غیر نبی ہیں۔ تو گویا آپؑ نے اپنی افضلیت بر مسیح کو خود ہی رد کر دیا۔ لہٰذا ایسے عقیدہ کے مخالف سے اب قرآن اور حدیث سے اس بات کے متعلق کہ مسیح موعود نبی نہیں کہلا سکتا دلائل طلب کرنیکے کیا معنی؟

ڈاکٹر صاحب سُنیئے! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پہلو سے امتی کے معنے خود آگے یہ تحریر فرمائے ہیں:-

"تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور کمالِ فیضان ثابت ہو۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵)

پس نبی کے ساتھ امتی کا لفظ آپؑ کی نبوت کی نفی کے لئے نہیں بلکہ ذریعہ حصولِ نبوت کے اظہار کے لئے ہے کہ آپؑ نے مقام نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمالِ فیضان کے ذریعہ حاصل کیا ہے۔ فتدبّر ولا تکن من الغافلین ؏

اخبار "پیغام صلح" کا ناجائز پروپیگنڈا اور میرا حلفیہ بیان

از مولوی تاج الدین صاحب لائل پوری مولوی فاضل

اخبار "پیغام صلح" میں (جس کا اصلی نام بموجب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح اول "پیغام جنگ" ہے) ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں یہ ثابت کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ کہ گویا میں نعوذ باللہ من ذالک سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد سے کبھی منحرف ہوگیا تھا۔ اور یہ کہ پیغامیت کو حق پر سمجھنے لگ گیا تھا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

اس کے جواب میں اولاً تو میں لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ کہتا ہوں۔ ثانیاً میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں۔ کہ یہ بات افتراء محض اور بہتان صریح ہے۔ ایسا لکھنے اور شائع کرنیوالوں کو خدا تعالےٰ کے وعید لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظَّالِمِیْنَ سے ڈرنا چاہیئے تھا۔

جبسے میں نے احمدیت کو سمجھا ہے۔ اس وقت سے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو واقعی اور سچا خدا کا نبی اور رسول سمجھتا رہا ہوں۔ اور انہی تشریحات کے ساتھ جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریرات میں موجود ہیں۔ اسیطرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے منکرین کو دائرہ اسلام سے خارج مانتا رہا ہوں۔ انہی تصریحات کے ساتھ کہ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریرات میں پائی جاتی ہیں حضور علیہ السلام کے منکر یعنی غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا حضرت اقدسؑ کے ارشادات کے خلاف سمجھتا رہا ہوں۔ اسی طرح کسی غیر احمدی کے نکاح میں کسی احمدی لڑکی کا دینا حضور کے ارشادات کے خلاف مانتا رہا ہوں مسئلہ خلافتِ احمدیہ کے متعلق وہی مسلک صحیح اور درست سمجھتا رہا ہوں جس پر جماعت احمدیہ قادیان قائم ہے۔ اور بفضل خدا اب بھی میں انہی عقائد حقہ پر مضبوطی سے اور علیٰ وجہ البصیرت قائم ہوں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ انہی ایمان و یقین کے ساتھ میں اس دنیا سے سفر آخرت اختیار کروں۔ آمین ثم آمین۔

مجھے علمیت کا دعویٰ نہیں۔ نہ معصوم اور بے خطاء ہونیکا دعویٰ ہے۔ اسلئے اگر کسی عبارت اور کلام کے سمجھنے میں خطا ہو جائے۔ تو مجھے اس سے انکار نہیں۔ پس یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان پیشگوئیوں کی تائید میں کسی صاحب کی کسی دلیل کے کسی حصے یا اسکے طرزِ استدلال کو بوجہ قصور فہم میں نہ سمجھ سکوں لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مجھے اصل زیر بحث مسئلہ

سے انکار ہے ظلم صریح ہے۔ اسیطرح بعض دفعہ دوستانہ گفتگو میں مخالفانہ پہلو اختیار کرلیا جاتا ہے۔ چنانچہ مجھ سے تو مسئلہ وفات مسیح ناصریؑ میں بھی ایسا کیا ہے مگر اسکے یہ معنے ہرگز نہیں ہیں۔ کہ میں اسوقت حیات مسیح ناصریؑ کا عقیدہ قائل تھا۔ العیاذ باللہ۔

مضمون میں یہ بھی بہتان تراشا گیا ہے کہ گویا میں نے ایکدفعہ نہیں بلکہ بیسیوں دفعہ مضمون نگار سے یہ کہا تھا۔ کہ جس طرح یزید خلیفہ یا امیرالمومنین تھا ایسیطرح حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو خلیفہ یا امیرالمومنین سمجھتا ہوں۔ اسکے جواب میں میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ یزید پلید تو ایک ظالم طبع بادشاہ تھا جس کا انتخاب بھی صحیح طریق اسلامی پر نہ ہوا تھا۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز یا دیگر خلفائے راشدین سے اسکو نسبت ہی کیا ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ میرے نزدیک حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہونیکی وجہ سے خلافت راشدہ ہے۔ اور حضور ایدہ اللہ ویسے ہی مسیح موعود علیہ السلام کے برحق خلیفہ ثانی ہیں جیسا کہ حضرت مولٰنا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت اقدسؑ کے خلیفہ اول تھے۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا اَقُوْلُ شَہِیْدٌ۔

حضور کے کیرکٹر اور اخلاق فاضلہ کے متعلق میں وثوق کیساتھ اس خیال پر قائم رہا ہوں اور قائم ہوں۔ کہ قرآن مجید اور شریعت اسلامیہ کی رُو سے حضرت ان تمام الزامات سے مبرا اور پاک ہیں جو معترضین نے حضور کی ذات والا صفات کیطرف منسوب کئے ہیں۔ اس اپنے یقین پر بھی میں اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتا ہوں۔

غرضیکہ مضمون مندرجہ پیغام میں کئی ایک ایسی باتیں میری طرف منسوب کی گئی ہیں۔ جو یا تو افتراء اور بہتان ہیں یا ان کا مفہوم بگاڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ اور بعض باتیں ایسی ہیں جن سے پیغامیت کی تائید نکالنا سراسر حماقت ہے۔

مضمون نگار نے اپنا اور شیخ مصری حال لاہوری کا اخراج وغیرہ میری "ناپاک کارروائیوں" کا نتیجہ بتایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہی جذبۂ انتقامی نے انکو میرے خلاف ناپاک پروپیگنڈا کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ یہ یاد رہے کسی احمدی کی کمزوری سے سلسلہ احمدیہ کی عزت اس کا وقار اور اس کی صداقت مشتبہ نہیں ہوسکتی۔ اور نہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خداداد عزت کو کوئی چھین سکتا ہے۔ خواہ ابلیس کسی لباس میں بھی ملبوس ہو کر ظاہر ہو۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ وہ ہر حالت میں ذلیل و خوار ہوگا۔ جیسا کہ قبل ازیں بارہا دنیا اسکا مشاہدہ کرچکی ہے۔

مجھے اس سے انکار نہیں کہ میں ایک کمزور انسان ہوں اور خطا وار۔ اس لئے مجھ سے جو کوئی بے احتیاطی یا کمزوری۔ علمی یا عملی لغزش سرزد ہوئی ہے میں اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتا ہوں خاکسار تاج الدین لائلپوری از قادیان)

شذرات

فرقان اور غیر مبایعین

"پیغام صلح" میں اب لکھا گیا ہے۔ کہ "اس رسالہ (فرقان) کی طرف ہماری جماعت نے توجہ نہ کی۔ اور اسکو فضول سمجھ کر ناقابلِ التفات سمجھا۔"* حالانکہ قبل ازیں "پیغام صلح" اقرار کر چکا ہے۔ کہ:-

"اِس نئے رسالے کا اجراء ہمیں مجبور کرتا ہے۔ کہ اس کے مضامین پر حسبِ گنجائش تبصرہ ہوتا رہے۔" (۱۷ر مارچ)

اس سے بھی زیادہ عجیب بیان یہ ہوگا۔ کہ فرقان کے مضامین کے بعد غیر مبایعین کہیں کہ:-

"ہم لوگ اب یہ خیال کر رہے ہیں۔ کہ مولوی صاحب اور ان کے رفقاء کے پاس کوئی معقول دلیل اپنے عقائد کے حق میں نہیں۔" (۲۴ر ستمبر)

اِن باتوں سے ظاہر ہے۔ کہ فرقان اپنا فرض بجا لانے میں بفضلہ تعالےٰ کامیاب ہے۔ اگر سچ مچ غیر مبایع بھائیوں پر یہی اثر ہو رہا ہے۔ جو اوپر کی سطور میں مذکور ہے۔ تو انہیں فرقان کی اشاعت پر خوش ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس کا حلقۂ اشاعت وسیع کرنا چاہیئے تھا۔ اور "پیغام صلح" میں آئے دن دشنام سے لبریز مقالات شائع کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر واقعات برعکس ہیں۔

عالمگیر عذاب اور بعثت رسول

جناب مولوی محمد علی صاحب تحریر کرتے ہیں:-

"اس وقت دنیا پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔ جو ابتدائے آفرینش سے آج تک نازل نہیں ہوئی۔ مشرق سے لیکر مغرب تک تمام دنیا مبتلائے مصیبت ہے۔ آباد شہر ایک دو نہیں دس بیس نہیں۔ شہروں کے شہر کھنڈر بن گئے۔ لہلہاتے کھیت بنجر بن گئے۔ ایک دو نہیں ہزاروں میلوں میں وہ زمینیں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی تھیں۔ آج ان میں خاکستر کے سوائے کچھ نظر نہیں آتا۔ . . . جہنم دنیا پر آ گیا۔ اور اس کی آگ صرف زمین کی خشکی پر نہیں۔ بلکہ سمندروں کے پانیوں میں بھی شعلے مارتی ہے۔ ہوا کی بلندیوں میں بھی اس کا دھواں پھیل گیا ہے۔"

* یکم اکتوبر

مولوی صاحب نے کیسا دردناک نقشہ پیش کیا ہے لیکن افسوس! کہ وہ بایں ہمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت و رسالت سے منکر ہیں۔ حالانکہ حضور علیہ السلام نے آیاتِ قرآنیہ کے رو سے صاف الفاظ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ:-

"وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا۔ اور اس دن جو لوگ مسیح موعود کی دعوت کو قبول نہیں کریں گے۔ ان کے سامنے ہم جہنم پیش کریں گے یعنی طرح طرح کے عذاب نازل کریں گے۔ جو جہنم کا نمونہ ہوں گے۔ اور پھر فرمایا اَلَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا۔ یعنی وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ مسیح موعود کی دعوت اور تبلیغ سے ان کی آنکھیں پردہ میں رہیں گی۔ اور وہ اس کی باتوں کو سُن بھی نہ سکیں گے۔ اور سخت بیزار ہوں گے۔ اس لئے عذاب نازل ہوگا۔ اسجگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں۔ یعنی قرنا۔" (چشمۂ معرفت ص۷۶، ص۷۷)

غیر مبائع بھائی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو راستباز مانتے ہیں۔ تو وہ حضورؑ کی نبوت کا انکار کیونکر کر سکتے ہیں۔ هَلْ فِيكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ؟

شیخ مصری لاہوری کے ناتمام مضامین اور ہمارا پُرزور مطالبہ

"پیغام صلح" نے لکھا تھا:-

"کارپردازانِ فرقان نے عدالتی نمبر بڑے فخر سے شائع کیا تھا۔ اور اس پندار باطل کی تشہیر معاصر "الفضل" نے بھی کی تھی۔ عدالتی بیان کے متعلق بھی جناب شیخ صاحب کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ مگر ان کے جواب میں فرقان اور "الفضل" خاموش ہیں۔" (۳۰ ستمبر)

ہم نے ستمبر کے فرقان میں لکھا تھا۔ کہ شیخ صاحب کے مضمون کی بقیہ اقساط شائع ہو جانے پر ہم ان کی تاویل پر تبصرہ کریں گے۔ انشاء اللہ۔ آج ہم ناظرین کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آج ۱۹ اکتوبر تک پیغام صلح نے باقی قسطیں شائع نہیں کیں۔ اس لئے ابھی "خاموشی" کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پیغام صلح ہمارے بیسیوں مطالبات کے نیچے ہے۔ مگر ذرا سی بات پر اس نے اوپر کی سطور لکھ ماری ہیں۔ عدالتی بیان پر اصل حق تو مولوی محمد علی صاحب کا بولنے کا تھا۔ جن کا وہ حلفیہ بیان تھا۔ وہ کیوں خاموش ہیں۔ اور کیوں حلفاً نہیں بتاتے۔ کہ ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو

کیوں مدعیٔ نبوت قرار دیا تھا؟

باقی رہے شیخ لاہوری۔ تو انہیں تو اپنی نبیڑنی چاہئے۔ ان کا اپنا حلفیہ بیان گذشتہ نمبر میں چھپ چکا ہے۔ اور اس پرچہ میں پھر دوسری جگہ شایع ہو رہا ہے۔ کیا شیخ صاحب لاہوری اس بیان کا تجزیہ اور تاویل پیش کریں گے؟

منشی فضل الرحمٰن سامانوی کی کھلی چٹھیات

فضل الرحمٰن صاحب سامانوی کو نظام سلسلہ کی مخالفت کے باعث جماعت احمدیہ سے اخراج کی سزا دی گئی ہے۔ اب انہوں نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہے۔ کہ مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری کے نام کھلی چٹھیات شایع کرنا شروع کر دی ہیں۔ جو بہت سی غلط بیانیوں پر مشتمل ہیں۔ تا اس طرح افرادِ جماعت میں تب اغض پیدا کر سکیں۔ (خیّبہ اللہ)۔ ہمارے پاس مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری کی طرف سے فی الحال اصولی تردید پہنچی ہے۔ جو اس رسالہ میں شایع ہو رہی ہے۔ احباب سامانہ کا اصرار ہے۔ کہ وہ خود ہی فضل الرحمٰن صاحب کے اباطیل کا جواب شایع کرتے رہیں گے۔ چنانچہ ان کا ایک زبردست ٹریکٹ جو فضل الرحمٰن صاحب کے ذاتی حالات اور قومی سرمایہ میں ناجائز تصرف کے بیان پر مشتمل ہے۔ ہماری نظر سے گذرا بھی ہے۔

فضل الرحمٰن صاحب اور ان کے ساتھیوں پر واضح رہے۔ کہ اگر زید یا بکر نے کوئی غلطی کی ہو۔ تو اس کی ذمہ واری جماعت پر نہیں آسکتی۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ مولوی تاج الدین صاحب جنہیں فضل الرحمٰن صاحب نے اپنا راز دار ظاہر کیا ہے۔ بتائیں گے۔ کہ یہ شخص جماعت احمدیہ میں منسلک ہونے کا اظہار کرنے کے باوجود کس طرح منافقت اور سلسلہ سے غداری کا ارتکاب کرتا رہا ہے۔

تبدیلیٔ تعریف نبوت کے متعلق غیر مبایعین سے انعامی مناظرہ

قریباً دو سال کا عرصہ ہؤا۔ کہ مولوی عمر الدین صاحب شملوی غیر مبایع مبلغ نے مجھے تبدیلیٔ تعریفِ نبوت کے موضوع پر انعامی مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ شرائط طے ہو گئیں۔ مگر انعامی رقم کے استحقاق و عدم استحقاق کے لئے مولوی عمر الدین صاحب نے ثالثوں کے نام تجویز کرنے تھے۔ اسی لے دے میں دو برس بیت گئے۔ اب مولوی عمر الدین صاحب نے اپنی طرف سے جناب چوہدری نعمت اللہ خان صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج۔ جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے اور جناب مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کو انعام کے تصفیہ کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں نے بھی اس غرض کے لئے ہر

ثالث صاحبان کو تسلیم کر لیا ہے۔

مولوی عمر الدین صاحب نے اس عرصہ کی خط و کتابت میں عجیب و غریب رنگ بدلے ہیں۔ الحمد للہ! کہ اب وہ تحریری طور پر مذکورہ بالا تجویز کو تسلیم کر چکے ہیں۔ مَیں نے ان کو اطلاع دیدی ہے۔ کہ اب انشاء اللہ حسب شرائط مَیں عنقریب پہلا پرچہ لکھ کر مولوی صاحب کو جواب کے لئے بھیج دوں گا۔ مگر مولوی صاحب اپنی عادت سے مجبور ہو کر جا و بے جا طور پر "پیغام صلح" میں لکھ دیتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریری مناظرہ ہونیوالا ہے۔ جو بعد ازاں شایع ہو جائے گا۔ احباب سے درخواستِ دعا ہے۔

غیر مبایعین نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ:-

"اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تعریفِ نبوت میں تبدیلی کی تھی تو قادیانی حق پر ہوں گے۔" (پیغام صلح ۲۴ ستمبر ۴۲ء)

اس لئے یہ مناظرہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ و باللہ التوفیق۔

ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کا "افتراء"

چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب کے "بیان" پر جناب مولوی محمد علی صاحب نے جو غلط بیانیاں کی تھیں۔ ان کا ازالہ کرتے ہوئے ہم نے ایک جگہ لکھا تھا کہ:-

"جماعت احمدیہ کے سب افراد علیٰ وجہ البصیرت بہتان تراشنے والوں کو آیت قرآنی فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ کے مطابق جھوٹے اور مفتری جانتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حلف اٹھا کر ان الزامات کو بہتان اور کذب قرار دیا ہے۔ حضور نے شیخ مصری صاحب کو لکھا۔ "مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ آپ کا خط افتراؤں بہتانوں اور کذب سے پُر ہے۔" (الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء) ہم پورے یقین سے ان الزامات کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اپنے لئے کسی غیر مبایع وغیرہ کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ اور نہ کبھی ہم دوڑے پھرے ہیں۔" (فرقان ستمبر ۴۲ء مٹ)

اس اقتباس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے جو حلفیہ کلمات پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے لئے "الفضل" ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء کا صریح حوالہ دیا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس میں "کہا" کی بجائے "لکھا" درج ہو گیا ہے۔ اس لئے شیخ صاحب لاہوری نے پیغام صلح میں بیان

شائع کیا۔ کہ یہ افترا ہے۔ دھوکہ ہے۔ کیونکہ میاں صاحب نے مجھے کوئی ایسا خط نہیں لکھا جس کا یہ اقتباس ہو۔" (۸ راکتوبر ۴۲ء)

ایڈیٹر صاحب پیغام کہتے ہیں۔ کہ "شیخ صاحب موصوف بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ آپ نے بیماری کی حالت میں یہ بیان دیا ہے۔"

بیماری کی حالت میں بھی جس شخص کی قساوتِ قلبی کا یہ حال ہو۔ اس کی تندرستی کی حالت کا خود قیاس کر لیں۔ شیخ صاحب کو بیشک خط نہیں لکھا گیا۔ مگر یہ حلفیہ الفاظ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ۔ نے ہزارہا مومنوں کے سامنے کہے۔ اور لاکھوں میں شائع ہونے والے روزنامہ الفضل "۲۰ رنومبر ۱۹۳۷ء" میں طبع ہوئے۔ کیا ان کو نقل کرنے کا نام افترا رکھنا ذرہ بھی دیانتداری پر محمول کیا جا سکتا ہے؟ اگر فرقان (ستمبر) میں الفضل کا حوالہ نہ دیا گیا ہوتا۔ تب بھی کسی شخص کیلئے اعتراض کا موقعہ تھا۔ مگر اب تو اس صریح اقتباس کے ہوتے ہوئے اسے "افتراء" قرار دینا اپنی افترا پردازی پر مہر کرنا ہے۔

خاتم النبیین کے معنوں پر پیغامی مبلغ کے چیلنج کی حقیقت

مولوی اختر حسین صاحب گیلانی غیر مبائع مبلغ نے کہا ہے۔ کہ:-

"میں اپنی ذمہ داری پر یہ چیلنج کرتا ہوں۔ اور پانچسو روپیہ انعام رکھتا ہوں اس شخص کیلئے جو آج سے پہلے اسلامی لٹریچر کی کسی کتاب میں سے یہ پیش کرے کہ خاتم النبیین کے معنے ہیں نبیوں کی زینت یا نبیوں میں افضل۔" (پیغام ۸ رجنوری ۴۲ء)

اس کے جواب میں خاکسار نے لکھا:-

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اس چیلنج کو منظور کرتا ہوں۔ اور آج سے پہلے کے اسلامی لٹریچر سے یہ پیش کروں گا کہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی زینت یا نبیوں میں افضل ہیں۔" (الفضل ۱۱ رجنوری ۴۲ء)

اس پر مولوی اختر حسین صاحب نے رُخ بدل کر لکھا۔ کہ: "میرا یہ چیلنج ہے۔ کہ وہ صرف ایک حدیث نبوی ایسی پیش کر دیں۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو۔ کہ میں خاتم النبیین ہوں یعنی میں نبیوں کی مہر یا انگوٹھی یا زینت ہوں۔ یا تصدیق کرنیوالا ہوں۔ یا میں خاتم النبیین ہوں یعنی افضل النبیین ہوں۔" (پیغام ۱۷ رجنوری ۴۲ء)

جواباً لکھا گیا۔ کہ:- "اب جو چیلنج انہوں نے دیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے بھی منظور کرتا ہوں۔ اور اس بات کے لئے پورے طور پر آمادہ ہوں۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان

جو معنے خاتم النبیین کے کرتی ہے۔ وہ معنے احادیث نبویہ سے بوضاحت ثابت کروں۔"

(الفضل ۲۸ جنوری ۱۹۴۲ء)

اس کے جواب میں مولوی اختر حسین صاحب نے میرے متعلق لکھا کہ:" مولوی صاحب نے قارئین کے سامنے صرف اتنی بات رکھی ہے۔ کہ ہم اپنے معنوں کا ثبوت احادیث نبویہ سے دینے کیلئے ہر وقت تیار ہیں" حالانکہ مَیں نے یہ چیلنج نہیں دیا۔ کہ آپ اپنے معنوں کا ثبوت احادیث سے دیں۔"

(پیغام ۱۷ فروری ۱۹۴۲ء)

پھر ایک عرصہ کے بعد مولوی عمر الدین صاحب نے مولوی اختر حسین صاحب کے چیلنج کا تذکرہ کیا (پیغام صلح ۲۸ اپریل ۱۹۴۲ء) جس پر مَیں نے پھر لکھا کہ:۔

"مَیں اس موقعہ پر پھر اعلان کرتا ہوں۔ کہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی زینت اور افضل کے ہیں۔ اگر غیر مبایعین کو اس سے انکار ہے تو وہ اپنے انعامی چیلنج پر قائم رہ کر ہم سے ثبوت لیں۔ اور واضح فیصلہ ہو جانے دیں۔" (الفضل یکم جولائی ۱۹۴۲ء)

اس کے جواب میں مولوی اختر حسین صاحب نے پھر ایک مضمون لکھا۔ جس میں تحریر کیا کہ:۔

"اگر فی الواقع محمد رسول اللہ کی ایک بھی حدیث نہیں۔ جو خاتم النبیین کے معنے بجائے لا نبی بعدی کے کچھ اور کرتی ہو۔ تو پھر آپ حضرات کی پوزیشن سخت عبرتناک ہے۔" (پیغام ۲۲ جولائی ۱۹۴۲ء)

آہ اس تعلی کے باوجود مولوی اختر حسین صاحب کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ ہم سے ازروئے احادیث خاتم النبیین کے معنوں پر بحث کرلیں۔ وہ بار بار اس مطالبہ کو یہ کہکر ٹھکرا رہے ہیں۔ کہ "اس بحث کا تعلق میرے چیلنج سے نہیں۔" (پیغام ۲۲ جولائی) مولوی اختر حسین صاحب نے اپنے قارئین کو غلط طور پر بتانا چاہا ہے۔ کہ وہ چیلنج دے رہے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ منظور نہیں کرتی۔ حالانکہ خاتم النبیین کے معنوں کے متعلق اسلامی لٹریچر والا چیلنج مَیں نے منظور کیا۔ احادیث سے خاتم النبیین کے معنوں کے متعلق چیلنج مَیں نے منظور کیا۔ بالآخر مَیں نے تو یہ بھی لکھ دیا تھا۔ کہ:" مولوی اختر حسین صاحب شاید حدیث (لا نبی بعدی کے الفاظ کے مغالطہ میں ہیں۔ اگر انہیں ہمت ہے تو اس حدیث نبوی کے معنوں کی تعیین کے متعلق ہی فیصلہ کرلیں۔ کہ کیا یہ حدیث جماعت احمدیہ کے مسلمہ معنوں کی تائید کرتی ہے یا غیر مبایعین کے غلط رویہ کی۔" (الفضل یکم جولائی) مگر افسوس کہ مولوی اختر حسین صاحب یا کسی اور غیر مبایع نے اس کا آجتک کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ہیں اسکا ثبوت آیات قرآنیہ سے بھی ملتا ہے احادیث نبویہ سے بھی ملتا ہے۔ اسلامی لٹریچر سے بھی ملتا ہے۔ بلکہ خود حدیث (لا نبی بعدی) سے بھی ملتا ہے۔ کیا کوئی غیر مبایع اس بارہ میں تحقیقی مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتا ہے؟؟

اشتہارات

کلید ترجمۂ قرآن مجید

کے ذریعہ

چار۔ چھ یا آٹھ مہینے میں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھئے

اس کتاب کے ذریعہ ہر اردو پڑھا لکھا آدمی استاد کی مدد کے بغیر صرف چند ماہ میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اپنے بال بچوں کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے سے محروم نہ رکھئے۔ دنیا کی کسی زبان میں اس قسم کی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ خاکسار نے سالہا سال کی محنت اور صدہا روپیہ کی لاگت اور سلسلہ کے ایک عالم کی نظر ثانی اور صحت اور جناب ناظر صاحب تصنیف و تالیف کی اجازت کے بعد شائع کیا ہے۔ کاغذ کی انتہائی گرانی کے باوجود قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ مجلد کپڑا دو روپیہ۔ ناپسند آئے تو دس روز تک واپسی کی شرط ہے۔ **گلدستہ تعلیم الدین**۔ یہ انیس دینی مضامین کا بینظیر مجموعہ ہے حجم چھ سو صفحات قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ مجلد کپڑا۔ **فقہ احمدیہ** جو عرصہ سے نایاب تھی۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔

المشتہر: حکیم عبد اللطیف شہید منشی فاضل ادیب فاضل تاجر کتب احمدیہ بازار قادیان

تمام جہان کو ایک چیلنج

مع

ایک لاکھ روپیہ کے انعامات

اس کے متعلق ایک رسالہ اردو یا انگریزی زبان میں صرف ایک کارڈ لکھنے سے مفت مل سکتا ہے

خاکسار

عبد اللہ الہ دین، الہ دین بلڈنگس سکندرآباد (دکن)

نبوّتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ

شیخ عبدالرحمن صاحب مصری (لاہوری) کی حلفیہ شہادت

ہم ذیل میں خود شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی دستخطی حلفیہ گواہی درج کرتے ہیں جو ۲۴ اگست ۱۹۳۵ء کو شیخ صاحب مذکور نے حضرت ناظر صاحب تالیف و تصنیف کے استفسار کے جواب میں تحریر کی تھی۔ لکھتے ہیں:-

"میں حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ میں نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں جس طرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو یقین کرتا ہوں نفسِ نبوت میں میں نہ اُسوقت کوئی فرق کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہوں لفظ استعارہ اور مجاز اُسوقت میرے کانوں میں کبھی نہیں پڑے تھے بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں یہ الفاظ جن معنوں میں میں نے استعمال ہوتے ہوئے دیکھے ہیں وہ میرے عقیدہ کے منافی نہیں۔ ان معنوں میں میں اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علیٰ سبیل المجاز ہی نبی سمجھتا ہوں یعنی شریعت جدیدہ کے بغیر نبی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت اور حضور کی اطاعت میں فنا ہو کر حضور کا کامل بروز ہو کر مقام نبوت کو حاصل کر نیوالا نبی۔ میرے اس عقیدہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات اور جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا۔

عبدالرحمن مصری۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ۔ ۲۴ اگست ۱۹۳۵ء"

شیخ صاحب کی یہ تحریر نظارت تالیف و تصنیف میں محفوظ ہے اور انہیں اسکے انکار کی جرأت نہیں ہوسکتی۔ اس حلفیہ بیان سے ظاہر ہے کہ ۱۹۰۵ء میں جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود اسی طرح نبی اور رسول ہیں جیسے دیگر نبی اور رسول گذرے ہیں جضور زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب، دوسرے غیر مبائعین اور خود شیخ مصری صاحب یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ اگرچہ اب وہ اس عقیدہ سے ارتداد اختیار کر گئے۔ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔

حکیم عبداللطیف شہید فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا

عندیہ کو ثابت کرنے کے لئے ہیں نہ کہ نبوت اور رسالت میں نقص ثابت کرنے کے لئے۔

قرآن شریف اور احادیث کا آنیوالے نبی کے متعلق ہدایت کرنا، نیز خود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ اور پھر اس دعویٰ کی تائید سماوی اور آپکی مبرہن تحریریں اس عقیدہ کی واضح بناء ہیں جو آپ کی زندگی میں شائع ہو چکی تھیں۔ نیز آپکی وہ تقاریر ہیں جو آپ احباب کی مجلسوں میں اکثر فرمایا کرتے تھے۔

شیخ (بھائی) عبدالرحیم بقلم خود ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ ۳۱ر مارچ ۱۹۳۵ء

۱۵

جناب حافظ محمدؐ ابراہیم صاحب کا حلفیہ بیان

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہوں اور میں نے ۱۸۹۹ء میں بیعت کی تھی۔

میں ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کا نبی اور رسول یقین کیا کرتا تھا جن معنوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام اپنی پیشگوئی میں نبی اللہ رکھا ہے۔ اور میں اس دعویٰ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یقین رکھتا ہوں میرے سامنے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور مولوی محمدؐ احسن صاحب آپس میں بحث کر رہے تھے۔ تو دوران مباحثہ میں آوازیں بلند ہوگئیں۔ اور اونچا اونچا بولنا شروع ہوگیا۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحبؓ تو بالکل خاموش ہو گئے اور مولوی محمدؐ احسن صاحب کچھ آہستہ آہستہ بولتے رہے۔

حافظ محمدؐ ابراہیم احمدی امام مسجد محلہ دارالفضل قادیان۔ ۳۱ر مارچ ۱۹۳۵ء

۱۶

حضرت مولوی عبیداللہ صاحب بسملؔ مرحوم کی شہادت

(۱) خاکسار نے ۱۹۰۱ء میں بیعت کی حضرت اقدسؑ کے حضور میں اکثر حاضر رہا اور حضور کی کتاب تحفۃ الشہادتین کا بحکم حضور ترجمہ کیا جسکو حکیم فضل دین صاحب نے چھاپا۔

(ہر ماہ کی بیس تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے)

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

مجلس وقف احمدیت قادیان کا ماہنامہ

فرقان

ایڈیٹر

ابو العطاء جالندھری

ذوالقعدہ ۱۳۶۱ھ
مطابق ماہ نومبر ۱۹۴۲ء



ماہ نبوت
۱۳۲۱ ہش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فہرست مضامین

مضمون نگاروں اور شعراء سلسلۂ احمدیہ سے درخواست

فرقان کا آئندہ نمبر خلافتِ ثانیہ نمبر ہوگا۔ اس کیلئے آپ جلد بہترین مضمون اور تازہ نظم ارسال فرما کر ممنون فرماویں +

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم **فرقان** نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۱ | بابت ماہ نبوت ۱۳۲۱ھ مطابق نومبر ۱۹۴۲ء | نمبر ۱۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کا مسلک

غیر مبائع بھائیوں سے درخواست

ایک اور فیصلہ کن حوالہ

• جماعت احمدیہ قادیان کا دعویٰ ہے۔ کہ عقائد و اعمال میں ہمارا موجودہ مسلک وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھا۔ ہم نے اس مسلک میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس کے برخلاف جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ موجودہ جماعت احمدیہ قادیان پرانے مسلک سے منحرف ہو چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جماعت احمدیہ حضورؑ کو نبی نہ مانتی تھی۔ اور اب قادیان والے حضورؑ کو نبی مانتے ہیں پہلے جماعت احمدیہ منکرینِ حضرت مسیح موعودؑ کو کافر نہ جانتی تھی۔ اور اب قادیان والے حضور علیہ السلام کے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔ زمانہ مسیح موعود علیہ السلام میں جماعت احمدیہ غیر احمدیوں کی اقتداء میں نمازیں پڑھا کرتی تھی۔ اور اب قادیان والے اسکو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ غرض غیر مبایعین کے زعم میں جماعت احمدیہ کا موجودہ مسلک ان کے عقائد و اعمال کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے مسلک سے مخالف و مباین ہے۔ غیر مبایعین کے موجودہ عقائد یہ ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں۔ اور نہ آپؑ کے منکر کافر ہیں۔ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ غیر مبایعین کا یہ رویہ ان کے اُس مسلک سے بالکل مختلف ہے جس پر وہ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں کاربند تھے۔ اگر غیر مبایعین یہ کہتے۔ کہ پہلے ہم حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی مانا کرتے تھے مگر اب ہمیں تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ نبی نہیں ہیں۔ تو ہرگز ضرورت نہ ہوتی۔ کہ ان کے گزشتہ مسلک کو پیش کر کے انپر تبدیل ہو جانیکا

الزام ثابت کیا جاتا۔ لیکن چونکہ وہ کھُلی تبدیلی کے باوجود یہی ادعاء کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے مسلک پر قائم ہیں۔ اس لئے ان پر اتمام حجت کے لئے اس موضوع کی ضرورت ہے چنانچہ اس بارے میں ہماری طرف سے بہت سے حوالے پیش ہو چکے ہیں۔ اسی سلسلہ میں آج ہم ایک اور قطعی حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جس سے روزِ روشن کیطرح ثابت ہے۔ کہ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں جماعت احمدیہ کے وہی عقائد اور وہی اعمال تھے جنکی معتقد اور پابند آج جماعت احمدیہ قادیان ہے۔ لاہوری پارٹی ان عقائد حقہ سے انحراف کر چکی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں ایک غیر احمدی نے استفسار کیا:۔

"کیا آپکے فرقہ کو سوائے مخالفوں کے دوسرے مسلمانوں سے ملکر نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے"؟

اس کا جواب حضور علیہ السلام کے ایک ممتاز صحابی حضرت حکیم فضل الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے قلم سے سلسلہ کے اخبار بدر میں حسب ذیل الفاظ میں شایع ہوا کہ:۔

"دوسرے مسلمان مخالف ہوں یا غیر مخالف ان کے ساتھ ملکر نماز پڑھنا اس طرح جائز ہے۔ کہ ایک جگہ میں اپنی نماز ہر یک پڑھ لے۔ یا ہمارے فرقہ کا آدمی امام ہو۔ اور دوسرے پیچھے پڑھ لیں۔ اور اگر سوائے اپنے فرقہ کے کوئی اور امام ہو۔ تو ہمارے فرقہ والے کی نماز اسکے پیچھے جائز نہیں۔ اسلئے کہ مرزا صاحبؑ کے نہ ماننے والے ہمارے نزدیک بلکہ کل اہلِ اسلام کے نزدیک کافر ہیں اور کافر کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اوّل تو وہ حضرت کو نعوذ باللہ کافر سمجھتے ہیں۔ مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ دوم حضرت مرزا صاحبؑ نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے۔ بالاتفاق۔ سوم۔ ہمارے مخالفین اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰؑ آئیں گے۔ اور اُن کا منکر کافر ہے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کا مدلّل اور سچا دعویٰ ہے۔ کہ میں وہی نبی اللہ عیسیٰ ہوں۔ جس کے آنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی۔ پس ان کا منکر بھی بالاتفاق کافر

ہے۔ لہٰذا ہماری نماز ان کے پیچھے جائز نہیں۔ چہارم۔ ہمارے مخالف امام مانتے ہیں بلکہ ہمارے انکار سے بہت ناراض بھی ہیں۔ کہ جب مہدی ہاں ان کا خونی مہدی آویگا۔ تو جو انکار کریگا۔ اس کو بلا فہم و تفہیم قتل کرتا جاویگا۔ کیا ان کے منکر کافر ہوں گے اسلئے قتل کریگا۔ یا وہ ظالم ہوگا۔ کہ بے گناہ قتل کرتا جاویگا۔ پس مرزا صاحبؑ وہی مہدی منتظر ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے۔ کہ یہ صلح کے لئے آئے ہیں۔ نہ ڈاکو بنکر۔ پس ان کا منکر بھی کافر ہے۔" (اخبار بدر ۲۴ رمئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

غیر مبائع بھائی خدارا اخبار بدر کا مندرجہ بالا حوالہ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اور اپنے موجودہ عقائد کے نادرست ہونیکا صاف اقرار کریں۔ ان میں سے ہر ایک جناب مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کرے۔ کہ آپ تو کہتے تھے۔ کہ نبوت مسیح موعودؑ کا عقیدہ جناب میاں صاحب نے ۱۹۱۴ء میں ایجاد کیا ہے لیکن یہ کیا ماجرا ہے۔ کہ ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں، حضورؑ کے سامنے سلسلہ کے اخبار میں حضورؑ کے ممتاز صحابی بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو نبی اور حضورؑ کے منکروں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ان کے پیچھے خواہ وہ مخالف ہوں یا مخالف نہ ہوں۔ نماز کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کا ایک فرد بھی اس کے خلاف آواز بلند نہیں کرتا۔ مولوی محمد علی صاحب بھی خاموش رہتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تردید نہیں کرتے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ غیر مبایعین کا موجودہ مسلک بالکل غلط اور جماعت احمدیہ کے مسلک کے سراسر خلاف ہے۔

خلافتِ ثانیہ نمبر!

فرقان کا اگلا پرچہ خلافت ثانیہ نمبر ہوگا جس میں اس مبارک عہد کی خدمات اسلام و احمدیت کا تفصیلی تذکرہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔ یہ نمبر خصوصیت سے غیر مبایع احباب کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کریں۔

جزاکم اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ایک عظیم الشّان نشان

مصلح موعود کی بیس ۲۰ علامات

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ذریّتِ طیبہ کے متعلق جو بیانات شایع فرمائے ہیں۔ اُن میں سے حسب ذیل دس حوالے خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں :-

(۱) "قد اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ المسیح الموعود یتزوّج ویُولد لہٗ ففی ھٰذا اشارۃ الی انّ اللہ یعطیہ ولداً صالحاً یشابہ اباہ ولا یاباہ ویکون من عباد اللہ المکرمین والسرّ في ذٰلك انّ اللہ لا یبشّر الانبیاء والاولیاء بذریّۃ الّا اذا قدر تولید الصالحین وھٰذہ ھي البشارۃ التي قد بشّرت بھا من سنین و من قبل ھٰذہ الدعوٰی لیعرفني اللہ بھٰذا العلم في اعین الّذین یستشرفون وکانوا للمسیح کالمجلوذین۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷۸، ۵۷۹)

ترجمہ :- "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ آنیوالا مسیح موعود شادی کریگا اور اسکے ہاں اولاد ہوگی۔ اس پیشگوئی میں اس طرف اشارہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو خاص طور پر ایک ایسا صالح فرزند عطا کریگا۔ جو حسن و احسان میں اس کا نظیر ہوگا۔ اور ہر بات میں اس کا مطیع و فرمانبردار۔ وہ اللہ کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔ اس میں بھید یہ ہے۔ کہ اللہ کی سنّت یہی ہے۔ کہ وہ نبیوں اور ولیوں کو تبھی اولاد کی بشارت دیا کرتا ہے۔ جب اسنے انکی اولاد کو صالح بنانا مقدر فرمایا ہو۔ خود مجھے بھی کئی سال پیشتر بلکہ اس دعویٰ سے بھی قبل یہی بشارت مل چکی ہے۔ تا اس علامت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو

میری شناخت کرائے۔ جو مسیح کے منتظر اور اس بارے میں جلدی کرنیوالے تھے۔"

(۲) "اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔ یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے۔ کہ خدا اسکی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا۔ جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کریگا۔ جیساکہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صلا۳)

(۳) "خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالیگا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کریگا۔ جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جنکی میرے ہاتھ سے تخمریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا۔ اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی۔ اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کیطرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کیلئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔" (تریاق القلوب ص۶۴-۶۵)

(۴) الہام اشکر نعمتی رأیت خدیجتی پر تحریر فرمایا:-

"یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس نکاح کی طرف تھی جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا جس سے بفضلہ تعالیٰ چار لڑکے پیدا ہوئے۔ اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا۔ کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے۔ جیساکہ اسجگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا۔ کہ وہ بیوی سادات کی قوم میں سے ہوگی۔" (نزول المسیح ص۱۴۶)

(۵) "جیساکہ خدا کے فعل بطور نشان میرے واسطہ سے ظہور میں آرہے ہیں۔ اور اولاد بھی نشان ہوگی۔ جیساکہ خدا نے نیک اور بابرکت اولاد کا وعدہ دیا۔ اور پورا کیا۔" (اسلاح میرا ص۵)

(۶) "الہام یہ بتلاتا تھا۔ کہ چار لڑکے ہوں گے۔ اور ایک کو ان میں سے ایک مرد خدا

مسیح صفت الہام نے بیان کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے چار لڑکے پیدا ہو گئے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۴۱)

(۷) "تمام پیشگوئیوں کے مجموعی الفاظ یہ ہیں۔ کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائیگا" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۰۵)

(۸) "خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائیگا جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلاء ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۱)

(۹) "ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا تیری ہی نسل سے ہوگا فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۵)

(۱۰) شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی کے تذکرہ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"دور او چوں شود تمام بکام ❊ پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کیساتھ گذر جائے گا۔ تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائیگا یعنی مقدر یوں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دیگا جو اس کے نمونہ پر ہوگا اور اس کے رنگ سے رنگین ہو جائیگا۔ اور وہ اس کے بعد اس کی یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے۔"

(نشانِ آسمانی صفحہ ۱۳)

(۲)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ کہ خدائی وعدہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کیمطابق حضورؑ کی موجودہ کل اولاد "مبارک نسل"، "آسمانی نوروں کو پھیلانیوالی"، "نیک اور بابرکت اولاد" ہے۔ اور ان میں سے ایک فرزند خصوصیت سے "حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کا نظیر"، "مرد خدا بہ مسیح صفت"، "ہدایت میں کمال پانیوالا"، "روح القدس کی برکات پانیوالا" اور "مسیح موعودؑ کا جانشین و یادگار بننے والا" تھا۔ ان صفات خاصہ سے متصف فرزند کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی

اشتہارات میں "مصلح موعود" قرار دیا ہے۔ اور اسکی پیدائش کیلئے نو سال کی میعاد مقرر فرمائی اور اسے بشیر اوّل کی وفات کے بعد بلا توقف پیدا ہونیوالا قرار دیا چنانچہ حضورؑ کی مندرجہ ذیل عبارات اس پر شاہد ہیں:۔

(۱) "ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائیگا" (اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

(۲) اس مدت کو لمبی قرار دینے والے معترضین سے فرمایا کہ:۔

"جن صفات خاصہ کیساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی۔ اسکی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔" (اشتہار ۸ اپریل ۸۶ء)

(۳) "تعصب اور کینہ کے سخت جنون نے کیسی ان کی عقل ماردی ہے نہیں دیکھتے کہ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں صاف صاف تولد فرزند موصوف کیلئے نو برس کی میعاد لکھی گئی ہے۔" (اشتہار محک اخیار و اشرار)

(۴) "نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں۔ اور نہ یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ نخواہ پیدا ہوگی۔ چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے۔" (اشتہار محک اخیار و اشرار)

(۵) "دوسرا لڑکا جسکی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ نادان اسکے الہامات پر ہنستا ہے۔ اور احمق اسکی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا لگاتا ہے کیونکہ آخری دن اسکی نظر سے پوشیدہ ہے۔ اور انجام کار اسکی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔" (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

(۶) "بشیر اوّل جو فوت ہوگیا ہے۔ بشیر ثانی کیلئے بطور ارہاص تھا۔ اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔" (اشتہار یکم دسمبر ۸۸ء)

(۷) "ظلمت اور روشنی دونوں اس لڑکے (بشیر اوّل) کے قدموں کے نیچے ہیں یعنی اسکے قدم اٹھانیکے بعد جو موت سے مراد ہے۔ ان کا آنا ضروری ہے۔ سو اے لوگو! جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا۔ حیرانی میں مت پڑو۔ بلکہ خوش ہو۔ اور خوشی سے اچھلو۔ کہ اس کے بعد اب روشنی آئیگی۔" (سبز اشتہار مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

(۸) "ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے۔ تو پاک دل کیساتھ سوچو۔" (رسالہ سراج منیر صفحہ ۳۱ حاشیہ)

(۳)

ان عبارتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسر موعود کے لئے نو سال کی میعاد مقرر فرمائی اور بشیر اوّل کے بعد بلا توقف اس کا پیدا ہونا ضروری قرار دیا۔ اور پھر اس پیشگوئی کے مطابق سیدنا حضرت محمودؓ کی ولادت کو خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان قرار دیا۔ پس بالبداہت ثابت ہوا۔ کہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی مصلح موعود ہیں۔ مصلح موعود کی بیس ۲۰ علامتیں واضح طور پر آپ پر چسپاں ہوتی ہیں۔ جیساکہ اگلے نمبر میں بالتفصیل ذکر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔ ہاں اسجگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے۔ کہ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماموریت کا الہام مارچ ۱۸۸۲ء میں ہو چکا تھا۔ (تذکرہ صفحہ ۴۲) اور یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو بیعت لینے کی اجازت کا بھی اعلان کر دیا گیا تھا۔ (سبز اشتہار) لیکن عملاً سلسلہ احمدیہ کی بنیاد ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو رکھی گئی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار "تکمیل تبلیغ" میں دس شرائط بیعت شائع فرمائے۔ اور یہی وہ دن ہے جس دن سیدنا امیر المومنین حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پیدا ہوئے۔ (اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء) گویا سلسلہ احمدیہ کی تاسیس اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی موعودہ ولادت کا ایک ہی دن ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَدَبَّرُوْنَ ٭

(باقی۔ باقی)

اہلِ "پیغام" کے نام ہمدردانہ پیغام

(از جناب محمد ابراہیم صاحب شاد ضلع شیخوپورہ)

اے "پیغام" کے سب اہالی موالی
ہے تم نے الگ اک جماعت بنالی
خدائے تعالیٰ کے اس سلسلے میں
کدورت کی بنیاد تم نے ہی ڈالی
جسے تم سمجھتے تھے "بچہ" ہے اس نے
خدا کے کرم سے خلافت سنبھالی
خلافت کا مٹنا تو تھا زعمِ باطل
تمہارے تھے دعوے صداقت سے خالی
خدا نے ہے خود اس کی بنیاد رکھی
ہیں باتیں تمہاری قیاسی خیالی
خلافت کی طاعت میں لاریب واللہ
ہر اک نیک فطرت نے گردن جھکالی
مگر جو ازل سے ہی باغی ہوئے ہیں
انہوں نے تو خاک اپنی خود ہی اڑالی
خلافت کی نعمت کا انکار کر کے
علیحدہ "امارت" کی بنسی بجالی
ہوئی ساری ناکام کوشش تمہاری
گئے تیر سب ہی نشانے سے خالی
خلافت کی تو ہم نے پچیس سالہ
بڑی شان و شوکت سے جُبلی منالی
ملے خاک میں سب ارادے تمہارے
ہر اک بات میں تم نے ذلت اٹھالی
خلافت سراسر ہے رحمت خدا کی
ہر اک بات میں ہم نے خود آزمالی
خلافت کا پودا خدا نے لگایا
ثمرور ہے آج اس کی ایک ایک ڈالی
نبوت. خلافت تو دو قدرتیں ہیں
بتدریج عالم پہ چھا جانے والی

ہے لفظِ "خلافت" کے معنی سے ظاہر
کہ ہے یہ نبوت کے بعد آنے والی
خلیفہ کے منکر تو ہوتے ہیں "فاسق"
اسی "فسق" میں تم نے عظمت گنوالی
نکل کر مسیحا کے "دارالاماں" سے
جُدا چند اینٹوں کی کُٹیا بنالی
بگڑ کر مسیحا کے لختِ جگر سے
زباں بدزبانی میں تم نے بڑھالی
"منافق" کہلوایا اُن سے بھی آخر
کہ جن کے بھروسے پہ دیتے ہو گالی
خدا کے نبی کے عقائد کو چھوڑا
ہے اک اور ہی "اُلٹی گنگا" بہالی
مسیحا کے درجے میں تفریط کر کے
غلط کہہ رہے ہیں ہمیں آپ "غالی"
ہیں غدار ملت کے پہلے بھی گزرے
مگر تم نے پائی ہے فطرت نرالی
ہے "محمود" سے تو کچھ ایسی عداوت
کہ جس نے دماغوں سے دانش نکالی
خلافت کی طاعت کرو صدقِ دل سے
اگر ہے تمنائے درجاتِ عالی
امامِ زمانہ کے "مسلک" کو دیکھو!
یہ ہے بات جھگڑے مٹا دینے والی
منور ہوئے نورِ ایمان سے وہ
جنہوں نے کہ محمود سے لو لگالی
خزاں کس طرح آئے دیں کے چمن میں
کہ جب اس کے محمودِ احمد ہیں مالی
غلامی میں محمود کی شاد تو نے
خدا کے کرم سے ایازی ہے پالی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے ایک اعتراض کا مفصل جواب

ذیل کا زبردست مضمون جناب سید احمد علی صاحب مولوی فاضل نے تحریر کیا ہے جس میں غیر مبایعین کے اس اعتراض کا نہایت معقول جواب دیا ہے۔ کہ "خلافت کی خلافت کیسی"؟ غیر مبایع بھائی خدارا غور و انصاف فرمائیں۔ کہ اسقدر واضح حوالہ جات کے باوجود انکا سلسلۂ احمدیہ میں خلافت سے انکار کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت فرمائے۔ آمین (ایڈیٹر)

(۱)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے انکار کی وجہ زیر عنوان "ہم کسی غیر مامور مطاع الکل خلافت در خلافت کے قائل نہیں" یوں لکھی ہے:-

"ہم نے صاف کہدیا تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہ تھے۔ بلکہ نبی صلعم کے خلیفہ تھے۔ اور خلافت نبوت کی ہوتی ہے۔ خلافت کی خلافت ایک بے معنی بات ہے۔" (رسالہ مرأۃ الاختلاف صفحہ ۲ مطبوعہ ۱۹۳۸ء)

ایک اور موقعہ پر تحریر کرتے ہیں کہ:- "آپ کی وفات سے چھ برس بعد جب ان ہوؤں نے شور مچایا۔ کہ خلافت کی خلافت کیسی؟ خلافت تو نبوت کی ہوا کرتی ہے۔ اور مسیح موعود کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ (پیغام صلح ۹ فروری ۱۹۴۰ء صفحہ ۶)

ذیل میں اس اعتراض کا غیر مبایعین کے اپنے مسلمات کی رو سے جواب عرض کیا جاتا ہے۔

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر کل جماعت بالخصوص اکابر غیر مبایعین نے یہ اعلان کیا تھا کہ:-

"آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقربا حضرت مسیح موعود باجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی۔ والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔" (اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

اور منجملہ دیگر اکابر غیر مبایعین کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بھی اس درخواست پر جو حضرت مولوی نور الدین رضی

کی خدمت میں پیش کی گئی تھی، اپنے دستخط ثبت کرتے ہوئے یہ اقرار کیا تھا کہ :-

"حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کا تھا۔" (بدر ۲؍ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

علاوہ ازیں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت سے قبل یہ اقرار جماعت سے لیا کہ "ممکن ہے کہ بعض باتیں جو میں منواتا ہوں وہ کسی کی مرضی کے برخلاف ہوں۔ پس اگر تم طیار ہو کہ میرا کہنا ہر امر میں مانو تو میں اسے منظور کرتا ہوں تم پھر سوچ لو۔" (بدر ۲؍ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جواب دیں کہ تمام جماعت کی طرف سے حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "خلیفہ" اور مطاع الکل خلیفہ ماننے کے عہد و پیمان کے وقت آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیا نبی اور رسول نہیں مانتے تھے؟ اگر نبی نہیں مانتے تھے۔ تو پھر اسوقت "خلافت کی خلافت" اور مطاع الکل خلافت" کیسے قبول کر لی گئی؟

(۳)

غیر مبائعین حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کا جو مرتبہ مانتے رہے ہیں وہ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے عیاں ہے :-

(الف) "حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں کی۔ اور اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح کے جملہ احکام کو خواہ وہ مسائل کے بارہ میں ہوں یا کسی اور بارہ میں ان سب لوگوں کیلئے ماننا ضروری قرار دیا گیا جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔" (ایک نہایت ضروری اعلان از مولوی محمد علی صاحب)

(ب) "یہ بیعت ..... آپ کے علم و فضل کے آگے سر نیچا کرنے کیلئے تھی۔ اور اس کیلئے ضروری تھا کہ مرید اپنے آپکو مرشد کیساتھ بیجان کیطرح ڈالدے۔ اور اپنی جملہ خواہشات کو اسکے سپرد کر دے۔ نہ یہ کہ مرشد کہتا ہے کہ فلاں بات درست ہے تو مرید کہتا ہے کہ مرشد نے سمجھا ہی نہیں ..... یہ بیعت کر لینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کی گستاخی ہے۔ اور بیعت کے مفہوم کیساتھ ہنسی۔" (" " " صفحہ ۱۰-۱۱)

(ج) "ہم ... حضرت نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کو حضرت اقدس کے بعد اپنا ایک واجب الاطاعت امیر اور دینی پیشوا یعنی امام مانتے ہیں۔" (رسالہ المہدی دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۵۶)

ان ہرسہ حوالجات میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی جس رنگ میں کلی اطاعت کرنیکا اقرار کیا گیا ہے وہ ظاہ

ہو اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کے آگے سر نیچا کرنے کے لئے تیار ہیں؟ یا یہ کہتے ہیں کہ "مرشد نے سمجھا ہی نہیں"۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب کا عقیدہ تو یہ ہے کہ "خلافت کی خلافت ایک بے معنی بات ہے"۔ مگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ فرمایا:۔

(الف) "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے"۔ (اخبار بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۶)

(ب) "جس طرح ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوئے۔ رضی اللہ عنہما اسی طرح پر خدا نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا"۔ (بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۴)

(ج) "جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں جنہوں نے حضرت صاحب سے گفتگو نہیں کی۔ انہیں بولنے کا نہیں خود کوئی حق نہیں جب تک ہمارے دربار سے انکو اجازت نہ ملے۔ پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا ان پر رائے زنی نہ کرو"۔ (" " صفحہ ۵)

کیا اس صراحت کے بعد بھی غیر مبایعین اصرار کرینگے۔ کہ خلافت کی خلافت کیسی؟ اگر وہ ایسا کرینگے تو بقول جناب مولوی محمد علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنیوالے اور مفہوم بیعت سے ہنسی کرنیوالے قرار پائینگے۔

(۴)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کیطرف سے "خلافت کی خلافت کیسی"؟ کا سوال حق و صداقت کو قبول نہ کرنیکے لئے محض ناکارہ عذر ہے۔ ورنہ مارچ ۱۹۱۴ء تک خود ڈاکٹر صاحب دیگر اکابر غیر مبایعین کیطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کے جاری رہنے کے قائل تھے جیسا کہ ڈاکٹر صاحب کی اس وصیت سے ظاہر ہے جو جنوری ۱۹۰۹ء میں انہوں نے لکھکر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی۔ ڈاکٹر صاحب اپنی "وصیت" میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"نیز اگر میرے مرنیکے بعد میری اولاد کو روا مانت نابالغ رہجائیں تو انکی تعلیم و تربیت و تزویج وغیرہ کا انتظام بطور کار و دین کے خلیفۂ وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سرپرستی میں کیا جائے۔ المرقوم ۲۹ر جنوری ۱۹۰۹ء"

جناب ڈاکٹر صاحب! خدارا ضد و تعصب کو چھوڑ کر اپنی وصیت کی تحریر پر دوبارہ غور کریں کہ کیا ۱۹۰۹ء کے بعد آپ سلسلہ احمدیہ کیلئے کسی نہ کسی "خلیفۂ وقت" کے قائل تھے یا نہیں؟ اگر تھے تو کیا یہ صاف ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اسوقت آپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتے تھے۔ اور اسی لئے آپنے اپنی "وصیت" میں اپنی اولاد خلیفۂ وقت کے سپرد کرنیکا ذکر کیا ہے اس عبارت سے ثابت ہے۔ کہ ۱۹۱۴ء سے قبل اکابر غیر مبایعین بھی جماعت احمدیہ میں خلافت کو جاری مانتے تھے۔ کاش کہ وہ اب بھی اس عقیدہ صحیحہ اور عمل صالح کیطرف رجوع کریں۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

کیا ترجمہ قرآن کو صحتِ عقائد و اعمال کی دلیل قرار نہیں دیا گیا؟

غیر مبایعین کا چیلنج منظور۔ اور مولوی محمد علی صاحب سے مطالبہ تصدیق

فرقان بابت ماہِ اگست کے بہرۂ شذرات میں جناب ایڈیٹر صاحب نور کے تراجم قرآن کریم کے عنوان سے لکھا گیا تھا۔ کہ :۔ "مولوی محمد علیصاحب نے اپنے عقائد و اعمال کی صحت کیلئے اپنے ترجمہ انگریزی کو ہمیشہ بطور دلیل پیش کیا ہے۔ حالانکہ اوّل تو تراجم غیر مسلموں، غیر احمدیوں اور بعض احمدیوں نے بھی کئے ہیں۔ یہ بات عقائد کی صحت پر دلیل کیسے بن سکتی ہے" الخ اس پر پیغام صلح میں چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب نے لاجواب ہونیکے باعث گالیاں دیکر لکھا ہے کہ:۔

"مَیں انکو زور سے چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ دکھائیں کہ کہاں حضرت مولانا مولوی محمد علیصاحب امیر جماعت احمدیہ نے اپنے عقائد کی صحت کیلئے اپنے ترجمہ انگریزی کو بطور دلیل پیش کیا۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ہمیشہ مولانا اس ترجمہ کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ مولوی اللہ دتا صاحب حضرت مولانا کی کسی ایک تحریر یا تقریر میں یہ دکھا دیں کہ حضرت ممدوح نے لکھا یا کہا ہو کہ میرے عقائد اسواسطے صحیح ہیں۔ کہ مَینے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ مولویصاحب ہر گز نہیں دکھا سکیں گے۔ وہ یہ بھی نہیں دکھا سکینگے۔ کہ اس جماعت کے کسی مبلغ یا مصنف نے کہیں ایسا کہا ہو یا لکھا ہو" (۲۴ر اکتوبر ۴۲ء)

مَیں اس زور سے دیئے گئے چیلنج کو منظور کرتا ہوں۔ اس معاملہ کے فیصلہ سے ایک بڑے جھگڑے کا تصفیہ ہو جائیگا۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ تحریر یا تقریر کا حوالہ پیش کرنیسے قبل جناب مولوی محمد علیصاحب کیطرف سے تصریح ہو جائے۔ کہ مَیں اس چیلنج کی تصدیق کرتا ہوں۔ میرا یہ مطالبہ کسی طرح ناواجب نہیں کیونکہ اوّل تو یہ امر براہِ راست آپکی ذات سے تعلق رکھتا ہے جسکو آپ سے زیادہ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب یا دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ دوسرے تا بعد ازاں چوہدری صاحب یہ نہ کہدیں۔ کہ مَیں کوئی عالم یا مبلغ نہ تھا تیسرے معاملہ نہایت اہم ہے کیونکہ اگر آج آپ تسلیم کرلیں کہ آپکا ترجمہ انگریزی کرلینا آپکو جماعت احمدیہ قادیان کے مقابل عقائد و اعمال کی صحت کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاخ ثابت نہیں کرتا۔ تو ایک پرانی اور متنازع فیہ بات کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اسلئے مَیں حوالہ یا حوالہ جات پیش کرنیسے قبل آپ سے چیلنج کی تصدیق چاہتا ہوں۔ فرقان آپکے پاس باقاعدہ بھیجا جاتا ہے۔ براہِ مہربانی جلد جواب عنایت فرمادیں۔

مولوی محمد علی صاحب کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا کشف

(از جناب چوہدری محمد شریف صاحب نیروبی مشرقی افریقہ)

یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی ایک الہامات غیر مبایعین کے متعلق پورے ہو کر انکی غلطی اور حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت حقہ ثابت کر چکے ہیں لیکن حضورؑ کے اس رویاء کے الفاظ کہ "تم بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ" ان معانی سے جو عام طور پر بیان کئے جاتے ہیں، ایک زیادہ گہری حقیقت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دوسرے بعض الہامات یہ ہیں:۔

(۱) اِنِّیْ مَعَكَ وَمَعَ اَھْلِكَ۔

(۲) لاہور میں ایک بے شرم۔

(۳) سلسلہ قبولِ الہام میں سب سے کچا مولوی تھا۔

(۴) خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کیساتھ ہوگا پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے۔

لیکن میں اسوقت مختصراً صرف اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں، کہ یہ عقیدہ ہمارے اور غیر مبایعین کے درمیان مشترک ہے۔ کہ عام مومنین بھی صالح۔ شہید اور صدیق کے درجہ تک روحانی ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ اب اس بات کو تو جانے دیجئے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کی صالحیت بھی ایک قصۂ ماضی بن چکی ہے۔ جس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا رویا شاہدِ ناطق ہے میرا مطلب عرض کرنے سے صرف اس قدر ہے۔ کہ جب ان کو روحانی بلند پروازی کا موقع حاصل تھا۔ اس وقت بھی ان کی اُڑان صرف اور صرف درجہ صالحیت تک محدود تھی۔ اور حالتِ موجودہ کا تو ذکر ہی کیا۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ کے پورے طور پر مصداق بن چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے خوش نصیب لوگوں نے بڑے بڑے

مرتبے حاصل کئے۔ اور نہ صرف یہ کہ حضور نے لوگوں کی روحانی بیماریاں دور کیں۔ بلکہ حضور کے غلام ایک جہان کی شفاء یابی کا موجب بن گئے۔ بلکہ کئی اُن میں سے شہید اور صدیق تک بنے۔

خدا تعالے کے کلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کے متعلق بھی خبر دی۔ کہ :-

"وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ . . . . فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السّماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً"

ان الہامات کے ایک ایک لفظ پر غور فرمایئے۔ تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی شانِ ارفع کس طرح دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔

مولوی محمد علی صاحب اب ہمیں اپنی پامال شدہ صاحبیت کی کہانی سناتے ہیں۔ اور یہاں ہر روز لوگ اِس سے کئی درجہ اعلیٰ مراتب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کی غلامی میں حاصل کر رہے ہیں۔

اُس تاویل کو تو نظر انداز کیجئے۔ جو حال ہی میں مولوی محمد علی صاحب نے اس رویاء کی کی ہے وہ ایسی باتوں سے شاید ساری دنیا کو بے وقوف بنانا چاہتے ہیں۔ میں مؤدبانہ اُن کی خدمت

میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اصل مطلب اس رویاء کا یہی ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود کا حسن و احسان میں نظیر حضور کا خلیفہ ہوگا۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب درجہ صالحیت سے گر کر بناءِ فساد رکھ چکے ہونگے۔ تو وہ مقدس وجود اُن کو پچھلی حالت یاد دلاکر رجوع کی ترغیب دیگا جیسا کہ حضور ایدہ اللہ اپنی کئی تحریرات مندرجہ حقیقۃ النبوۃ اور القول الفصل میں فرما چکے ہیں۔

حضرت زبیرؓ جب غلطی سے جنگ جمل میں حضرت علیؓ کے خلاف ایک لشکر کی کمان کر رہے تھے۔ تو حضرت علیؓ نے اُن کو یاد دلایا کہ کیا آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد ہے کہ جب تم فلاں مقام پر ہوگے۔ تو اسوقت غلطی پر ہوگے۔ یہ سنتے ہی انہوں نے لشکر کی کمان چھوڑ دی۔ اگر مولوی محمد علی صاحب میں کچھ خدا خوفی باقی ہے۔ تو انکو چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود کا یہ فرمان سنکر اپنی قلیل التعداد فوج کی کمان فوراً ترک کردیں اور اپنے آپکو اُس بابرکت ہستی کے دامن سے وابستہ کردیں جس سے چھو کر ایک ناکارہ چیز بھی اکسیر بنجاتی ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جناب مولوی محمد علی صاحب سے ایک استفسار

(از جناب بابو فضل احمد صاحب پنشنر)

جناب مولوی صاحب! فرمایئے۔ کہ آپکے مندرجہ ذیل عقیدہ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسب ذیل ارشاد میں کیونکر تطبیق دی جاسکتی ہے؟

(۱) "جو شخص توحید الٰہی پر ایمان لاتا ہے۔ بیشک وہ اسلام کے دائرہ کے اندر داخل ہوگیا"۔

(۲) "جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کرکے کسی اور حصہ کو چھوڑتا ہے۔ وہ دائرہ اسلام کے اندر تو ہے۔ مگر اس کے خاص حصہ کا کافر ہے"۔ (بحوالہ فرقان جولائی ۱۹۴۲ء صفحہ ۲۳)

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"یوں تو برہمو سماج والے بھی خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک کہتے ہیں۔ اور تناسخ کے بھی قائل نہیں اور کوئی شرک نہیں کرتے۔ اور روز جزا و سزا کو بھی مانتے ہیں۔ اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے اقراری ہیں پھر جبکہ ان تمام باتوں میں برہمو شریک ہیں تو ایسی صورت میں کہ مسلمانوں کی ترقیات بھی اسی حد تک ہیں۔ ان اور برہموؤں میں کیا فرق ہے؟" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۴۳)

قسط سوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق

حضور کے صحابہؓ کی حلفیہ شہادتیں

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت گذشتہ دو² قسطوں میں اکیس²¹ صحابیوں کی حلفیہ شہادتیں درج ہو چکی ہیں۔ یہ شہادتیں سینکڑوں کی تعداد میں نظارت تالیف میں محفوظ ہیں۔ ذیل میں مختصراً ان شہادتوں کی تیسری قسط درج کی جاتی ہے۔ یہ شہادتیں صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں ہیں۔ پیغام صلح نے ان شہادتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "جناب میاں صاحب کے مریدوں نے لکھا ہے، کہ وہ حضرت اقدس کو ہمیشہ نبی سمجھتے رہے" (۵ر نومبر) افسوس! کہ یہ لوگ اتنی بھی رواداری برتنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صحابہ قرار دیں۔ بلاشبہ یہ مقدس بزرگ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالے ہیں، مگر پیغام صلح کا کیا حرج تھا، اگر وہ یہ لکھ دیتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ جنہوں نے خلافت ثانیہ کی بیعت کی ہے نے لکھا ہے۔ کہ وہ حضرت اقدس کو ہمیشہ نبی سمجھتے رہے؟ ان واضح اور حلفیہ شہادتوں کو پیش کرتے ہوئے ہم اب غیر مبایعین سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ ان میں جو صحابی ہوں، ان کی حلفیہ شہادت شائع کرائیں جسمیں بلا ہیچ پیچ اس سوال کا جواب دیا جائے کہ:-

"کیا انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضور کو کبھی سچ مچ نبی سمجھا یا لکھا۔ یا کہا۔ یا سلسلہ کے اخبارات و رسائل میں حضور کیلئے اس لفظ کا استعمال پڑھا ہے یا نہیں؟"

کیا غیر مبایعین اس مطالبہ سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں؟ دیدہ باید　　(ایڈیٹر)

(۲۲)

جناب حکیم اللہ بخش صاحب بٹالی ضلع گورداسپور کی حلفیہ شہادت

"خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہے۔ تاریخ یاد نہیں۔ جس سال ہمارے ملک میں طاعون پڑا۔ ایک سال بعد بیعت کی تھی۔ میں نے اُن دنوں کتاب اخبار مہدی تصنیف کی۔ اس میں آپ کو نبی لکھا۔ اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کو وہ کتاب دکھائی۔ آپؓ نے فرمایا۔ کہ ہاں آپ ضروری نبی ہیں۔ نیز ریویو آف ریلیجنز میں آنجناب کو جابجا نبی لکھا گیا ہے۔"

(۲۳)

جناب مرزا محمد حسین صاحب ٹیلر ماسٹر مہاجر کا حلفیہ بیان

"میں حضورؑ کے زمانہ سے احمدی ہوں۔ خاکسار کی بیعت قریباً ۱۹۰۱ء میں ہوئی۔ خاکسار حضور پُرنور کو شروع سے ہی نبی و رسول یقین کرتا تھا۔"

(۲۴)

جناب بابو فخر الدین صاحب پنشنر کی حلفیہ گواہی

"میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا نبی اور رسول یقین کیا کرتا تھا۔ اور میرا یقین تھا۔ کہ حضورؑ کو یہ مقام بہ پیروی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم حاصل ہوا ہے۔ بلکہ میرا یہ یقین تھا۔ کہ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ بروزی رنگ میں خود تشریف لائے ہیں۔ اس عقیدہ کی بنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان تھا۔ اور کئی دفعہ یہ تذکرے ہوتے تھے۔ کہ حضورؑ کا مقام بعض انبیاءؑ سے بہت بڑھکر ہے۔

عاجز فخر الدین پنشنر محلہ دارالفضل ۳۱ مارچ ۱۹۳۵ء"

(۲۵)

حضرت حافظ ابو عبیداللہ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کا حلفیہ بیان

"میں غالباً ۹۸-۱۸۹۷ء کا بیعت شدہ احمدی ہوں۔ چونکہ حضرت عیسےٰ بن مریم کو میں نے فوت شدہ مان لیا تھا۔ اور آنیوالے مسیح کو اس بناء پر نبی سمجھا تھا۔ کہ حدیث میں آنیوالے مسیح کو رسول اللہ صلعم نے نبی اللہ فرمایا ہے۔ اس لئے مَیں نے مسیح موعود علیہ السلام کو اس حدیث کی بناء پر نبی سمجھا تھا۔ اور چونکہ حضرت صاحبؑ نے صدی کے سر پر آنیکی بناء پر مجدد فرمایا تھا۔ اس لئے مجدد بھی سمجھا۔ اور حدیث کی بناء پر نبی بھی، اور وہی آج بھی سمجھتا ہوں"

(۲۶)

جناب مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کیساتھ بیان کرتا ہوں۔ کہ جو بیان مَیں تحریری دے رہا ہوں۔ وہ بلا کم وکاست صحیح ہے۔

(۱) مَیں نے ۱۹۰۱ء کے شروع میں بیعت کی تھی۔ اگرچہ مجھے جماعت کے کام سے دلچسپی لیکھرام کی پیشگوئی پورے ہونے کے دن سے شروع ہوئی تھی۔

(۲) مَیں ابتداء میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیگر انبیاء کی طرح نبی ورسول یقین کرتا رہا ہوں۔ بلکہ میرا ہمیشہ سے یہی اعتقاد رہا ہے۔ کہ مَیں تمام دوسرے انبیاء اور شریعت اسلامیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچا کہنے کیوجہ سے سچا جانتا ہوں۔ یعنی ان کی سچائی کو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کیساتھ لازم ملزوم کی طرح سمجھتا ہوں۔

(۳) میرے عقیدہ کی بنا حضرت صاحبؑ کے الہام۔ آپکے اپنے دعاوی تحریری وتقریری، اور

حضرت صاحبؑ کا مسلک - مَیں ہمیشہ اپنے دل میں خیال کیا کرتا تھا - کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت مسیح ناصری و حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت حسینؓ پر مکمل فضیلت ہونی چاہیئے۔ اسلئے جب حضرت صاحبؑ نے کہا - کہ آپ مسیح ناصری سے بڑھ کر ہیں - تو میری خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی - اور ایسا ہی جب حضورؑ نے کہا - کہ حضورؑ کا درجہ امام حسینؓ سے بڑھکر ہے - تو اس وقت بھی مجھے ایک روحانی مسرت حاصل ہوئی - یہ میرے ابتدائی ایامِ بیعت کے واقعہ ہیں - اور مَیں جب بھی ان کا خیال کرتا ہوں - تو اس فضل الٰہی کی وجہ سے ایک خاص قسم کی خوشی حاصل ہوتی ہے - یُؤْتِی الْفَضْلَ مَنْ یَّشَآءُ۔"

(۲۷)

جناب منشی عبد العزیز صاحب - ریٹائرڈ پٹواری مہاجر قادیان کا حلفیہ بیان

"مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضورؑ کے زمانہ سے اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا رہا ہوں - اور اب بھی کرتا ہوں - بلکہ ایک واقعہ سنہ ۱۹۰۱ء کا مجھ کو اب تک یاد ہے - کہ گورداسپور میں ایک شخص صاحب مرزا نامی شاہی خاندان دہلی کا رہنے والا جج کا ریڈر تھا - اور گورداسپور بہت مدت رہا تھا - اور ہمارا وہ پرانا واقف تھا - اس کے ساتھ میرا اور میرے بھائی عبد المجید مرحوم کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر مباحثہ ہوتا رہا - اور پھر ہمنے آکر حضرت صاحبؑ سے ذکر کیا - حضورؑ نے اس کو بُرا نہیں منایا - بلکہ حضورؑ خوش ہوئے۔"

(۲۸)

حضرت پیر منظور محمد صاحب لدھیانوی مہاجر قادیان کی حلفیہ شہادت

"حضرت صاحبؑ کے حینِ حیات میں میرا عقیدہ تھا - کہ اگر کوئی نماز پڑھتا ہو - اور حضرت صاحب اُسے پکاریں تو اُسے نماز توڑ دینی چاہیئے - ایک دفعہ میں نے حضرت اقدسؑ کا دایاں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اس ایمان اور یقین کی بناء پر اپنی آنکھوں سے لگایا - کہ حضورؑ خدا تعالیٰ نے

کے رسول ہیں حضرت اقدسؑ کی وفات کو ابھی برس یا چھ مہینے ہوئے تھے۔ کہ ایک غیر احمدی نے مجھ سے پوچھا جس کا مطلب اسی قسم کا تھا۔ کہ کیا حضرت اقدسؑ کو ماننا ضروری ہے۔ مَیں نے جواب دیا کہ ضروری ہے۔ اور اس کو نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا والی آیت پڑھکر سنائی۔"

(۲۹)

حضرت حافظ نبی بخش صاحب محلّہ دار الفضل کی گواہی

"مَیں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے زمانہ کا احمدی ہوں سن بیعت ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء ہے جب سے حضورؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا، اسی زمانہ سے مَیں ان کو اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا ہوں۔"

(۳۰)

حضرت سیّد ناصر شاہ صاحب مرحوم کا بیان

"یہ عاجز ابتداء سے صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کا رسول اور نبی یقین کرتا ہے۔ اور لاریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے مسیح موعودؑ نے خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا۔" سیّد ناصر شاہ احمدی مہاجر ۲۵-۱۰-۴۲

(۳۱)

جناب خانصاحب منشی برکت علی صاحب شملوی کا بیان

"مَیں خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ اور مَیں نے سنہ ۱۹۰۱ء میں بیعت کی تھی۔ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپؑ کے زمانہ میں جہاں تک مجھے

یاد پڑتا ہے صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا۔ نہ کہ محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں۔ جہاں تک یاد پڑتا ہے، اس عقیدہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "ایک غلطی کا ازالہ" اور "حقیقۃ الوحی" تھے۔"

(۳۲)

جناب میاں جان محمدؐ صاحب ڈسکوی کا حلفیہ بیان

"مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ اور مَیں نے ۳ مئی ۱۹۰۱ء کو بیعت کی تھی۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں اللہ تعالیٰ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے خدمتِ قرآن اور احیاء اسلام کے لئے خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا۔"

(۳۳)

جناب ملک محمد طفیل خانصاحب ایم۔ ڈی ٹنگاگو، قادیان کی حلفیہ شہادت

"مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ مَیں نے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی بیعت کی ہوئی ہے۔ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے ہی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول یقین کرتا تھا۔ میرا عقیدہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق حضورؑ کی زندگی میں تھا۔ وہ یہ تھا کہ حضورؑ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض اور کامل اتباع سے ایک نبی ہیں۔ مگر نبی ہونیکے لحاظ سے ویسے ہی نبی ہیں۔ جیسے دوسرے تمام نبی تھے علیہم السلام۔ میرے اس عقیدے کی بناء ان مضامین پر تھی، جو اخبارات سلسلہ اور ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوا کرتے تھے۔"

(۳۴)

پیر محمد یوسف صاحب کا حلفیہ بیان

"مَیں حلفی بیان دیتا ہوں۔ کہ مَیں نے ماہ نومبر ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضرت قاضی امیر حسین صاحب میرے استاد تھے۔ اس وقت ان کا عقیدہ تھا۔ کہ حضرت صاحبؑ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ اور یہی عقیدہ اور مذہب میرا تھا۔ بلا کسی شک وشبہ کے مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا فرستادہ اور نبی مانتا تھا یعنی حضرت مسیح موعودؑ کو صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا۔" ۸/۴۲/۴۵

(۳۵)

جناب سیّد عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی کی حلفیہ شہادت

"الحمد للہ۔ مَیں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ اور ۱۸۹۷ء میں بمقام کپورتھلہ تحریری بیعت کی۔ پھر اسی ماہ میں منشی محمد اروڑا صاحب منشی محمد خاں صاحب و منشی ظفر احمد صاحب کے ہمراہ گورداسپور جاکر دستی بیعت کی۔ مَیں حضورؑ کو سچا نبی اور رسول تبع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مانتا رہا ہوں اور مانتا ہوں۔"

(۳۶)

جناب حکیم عبد العزیز خان صاحب مہاجر کا حلفیہ بیان

"مَیں ۱۹۰۴ء میں قادیان آیا۔ اور بیعت ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھ پر کی۔ اور بیعت سے پہلے مَیں علانیہ سخت مخالف رہا۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے پہلے مخالفت بھی زور سے کی۔ مگر جب مانا تو صحیح طور پر

اور اصلی معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتے ہوئے"۔

(۳۷)

جناب مستری قادر بخش صاحب دہلوی کا بیان

"مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں حضورؑ کی بیعت کی تھی مَیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحیح معنوں میں رسول اور نبی مانتا تھا۔ حضورؑ کی زندگی میں۔ اور اب بھی مانتا ہوں۔ مَیں نے استعارہ اور مجاز میں کبھی حضرت صاحبؑ کو نبی نہیں مانا۔ بلکہ حقیقی معنوں میں حضورؑ کو نبی مانتا رہا ہوں۔ مَیں اس بناء پر آپ کو نبی مانتا رہا ہوں۔ کہ حضورؑ ایسا فرماتے تھے"۔

(۳۸)

میاں فضل محمدؐ صاحب محلہ دار الفضل کا حلفیہ بیان

"مَیں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۹۷-۱۸۹۶ء کی بیعت کی ہوئی ہے۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صحیح طور پر اصلی معنوں میں اللہ تعالیٰ کا رسول اور سچا نبی اس واسطے مانتا تھا۔ کہ بار بار آپؑ پر وحی الٰہی ہوتی تھی"۔

(۳۹)

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی کی شہادت

"آخر ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں بیعت سے مشرف ہوا۔ اور تو یاد نہیں کیا خیال تھا۔ البتہ اتنا یاد ہے۔ کہ سیالکوٹ محلہ میانہ پورہ کی ایک مسجد کے امام نے مجھ سے سوال کیا تھا۔ کہ مَیں نے سُنا ہے کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ مَیں نے اسے جواب دیا۔ کہ ہماری بات چھوڑ دو۔ آپ اتنا بتائیں۔ کہ جن حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آپ کو انتظار ہے۔ جب وہ آئیں گے تو وہ نبی ہوں گے کہ

نہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ جی وہ تو نبی ہوں گے۔ مَیں نے جواب دیا کہ بس ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ وہی آگئے ہیں۔"

(۴۰)

حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری کی حلفیہ شہادت

"مجھے رب العالمین کی قسم ہے۔ کہ مَیں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ اور بیعت مَیں نے ۱۳۱۵ھ میں کی تھی۔

مصر کے سفر سے قبل اور مصر کی رہائش کے اختتام تک مجھے حضور مسیح موعودؑ کی نبوت کی طرف ذہن نہ گیا تھا حتیٰ کہ مَیں نے حضورؑ کی نبوت سے انکار کیا تھا۔ باعث اسکے بہائی فرقہ ناسخ قرآن شریف ہونے کا مدعی تھا۔ لیکن جب مَیں ہندوستان میں واپس آیا اور علم کی زیادتی اور مطالعہ تصانیف امام الزمانؑ کا شوق ہوا۔ اور خطبہ نکاح حضرت نواب مبارکہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کا میرے کانوں میں پڑا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی تردید کی۔ اور نبوت بعد از خاتم الرسل جائز اور جاری رکھی۔ تب مَیں نے حضرت امیر المومنین اولؓ سے ذکر کیا۔ کہ مَیں نے ھدیہ سعدیہ طبع مصر میں آپؑ کی نبوت سے انکار کر کے ایک سخت غلطی کی ہے۔ اور عہدۂ نبوت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محروم تصور کیا۔ تو فرمایا۔ کہ انسان سے غلطی ہو جاتی ہے۔ اس اعتقاد کے متعلق مجھے استعارہ یا مجاز کا کبھی وہم بھی نہیں ہوا۔

والسلام۔ غلام نبی مصری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ۱۶ اپریل ۱۹۳۵ء"

ضروری اعلان

فضل الرحمن سامانوی اور مستری جمیل الرحمن کے اعتراضات کے جواب میں میں نے ایک رسالہ شائع کیا ہے جن دوستوں کو اسکی ضرورت ہو وہ صرف ایک کارڈ لکھ کر مجھ سے طلب فرما سکتے ہیں۔ اس رسالہ سے نہ صرف فضل الرحمن سامانوی کی اندرونی حالت کا بھی پتہ لگ جائے گا۔

خاکسار:۔ ظفر حسن امیر جماعت احمدیہ سامانہ ریاست پٹیالہ

"مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور سے ضروری سوال؟"

(ایک غیر احمدی کے قلم سے)

یہ سوال قبل ازیں مولوی صاحب کو اور ایڈیٹر پیغام صلح کو بھیج چکا ہوں۔ انہوں نے نہ تو خود کوئی جواب دیا ہے اور نہ اس سوال کو اخبار میں ہی شایع کیا۔ اسلئے اب وہی سوال آپکے پاس رسالہ فرقان میں اشاعت کیلئے بھیج رہا ہوں۔ آپ شایع کر کے مشکور فرمائیں۔ خاکسار سلسلہ احمدیہ میں ابھی داخل نہیں ہوا۔ گو مرزا صاحب کی صداقت مجھ پر ظاہر ہو چکی ہے مگر مولوی محمد علی صاحب کے ایک مرید نے مجھے شبہ میں ڈالدیا۔ کہ مرزا صاحب نے صرف مجدد ہونیکا دعوی کیا ہے اور قادیانی انکو نبی مانتے ہیں حالانکہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس وقت ہی خاکسار نے اس سے دو سوال کئے تھے۔ جنکا جواب انہوں نے کچھ نہ دیا تھا۔ اب وہی سوال برائے جواب "فرقان" میں شایع کروا رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب تسلی بخش جواب دیکر مشکور فرمائیں گے۔

(۱) مسیح موعود کیلئے اگر دعویٰ نبوت ضروری نہیں تھا۔ تو آنحضرت صلعم نے مسلم شریف میں ایک ہی جگہ چار دفعہ مسیح موعود کو نبی اللہ کیوں فرمایا۔ اگر کہو کہ مرزا صاحب نے ایسجگہ مجازی نبی وغیرہ معنے کئے ہیں۔ تو میرے لئے یہ جواب تسلی بخش نہیں کیونکہ مرزا صاحب کی تحریر آنحضرت صلعم کی حدیث صحیحہ کو رد نہیں کر سکتی خدا کا کلام کر سکتا ہے یا آنحضرت کی اپنی ہی حدیث۔ اس حدیث پر کوئی ناسخ حدیث نہیں ہے جس میں فرمایا ہو کہ وہ صرف مجدد ہی ہوگا۔ اور میری اس حدیث میں لغوی معنی مراد ہیں پس مرزا صاحب کا دعوی مسیح موعود ہونیکا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا دعویٰ نبوت ہے اگر کہیں آپنے مجدد یا محدث فرمایا ہے تو وہ اسکے خلاف نہیں۔ اگر کہو کہ حضور نے لا نبی بعدی فرمایا ہے تو میں کہتا ہوں ایک حدیث میں آنیوالے عیسےٰ کو نبی اللہ قرار دیکر لا نبی بعدی فرمانے کا یہ مطلب ہو سکتا ہے "لا نبی بعدی الا عیسے" پس احادیث میں تطبیق دینے سے ثابت ہو گیا مسیح موعود یقیناً نبی ہوگا۔ آپ تسلی بخش جواب دیں۔

(۲) اگر مرزا صاحب مجدد والی حدیث کیمطابق مجدد صدی چہاردہم ہیں۔ تو تمہارا یہ دعویٰ کرنا، کہ "سلسلۂ عالیہ احمدیہ تباہ نہیں ہو سکتا" اور سلسلۂ عالیہ احمدیہ بڑھیگا اور پھولیگا اور کوئی نہیں جو اسکو روک سکے" (پیغام صلح ۳۰ جنوری ۱۹۴۲ء) اور پھر مرزا صاحب کی ترقی کیلئے تین صدیاں یعنی قرون ثلاثہ مقرر فرمانا چہ معنی دارد؟ مجدد کیلئے تو صرف ایک صدی مقرر ہے۔ اگر مرزا صاحب صرف مجدد ہیں تو چودہویں صدی تک ہی انکی تعلیم کا اثر مانا جا سکتا ہے کیونکہ پھر پندرہویں صدی کے مجدد کا دور شروع ہو جائیگا۔ اگر کہو کہ آپکی تعلیم اور تجدید دین قیامت تک کیلئے ہے۔ تو یہ حدیث مجدد سے ثابت نہیں۔ کہ کوئی مجدد ایسا بھی آئیگا جسکی تجدید کا زمانہ محدود نہیں ہوگا۔ اگر کوئی حدیث ایسی ہو تو شایع کر کے مشکور فرمائیں۔ ورنہ اب لوگوں کو پندرہویں صدی کے مجدد کے متعلق پیش خبریاں بنا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ مرزا صاحب کی مجددیت کا دور اب ختم ہونیکو ہے۔ اور یا پھر آپ کو نبی تسلیم کریں۔

مولوی محمد علی صاحب خود یا انکا کوئی مرید مفصل جواب پیغام صلح میں شایع کر کے مشکور فرمائے۔

طالب حق:۔ خاکسار رحیم بخش ساکن نوشہرہ ضلع ہوشیارپور۔

رسالہ فرقان کے متعلق ایک رائے!

جناب مرزا عطاء اللہ صاحب پنشنر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ۔ لاہور تحریر فرماتے ہیں:۔

"سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذہن کے صدقے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نفس دعویٰ کے متعلق غلط فہمیوں کے پیدا کرنیکا جو سلسلہ ہمارے غیر مبایع دوستوں نے عموماً اور امیر قوم مولوی محمد علی صاحب نے خصوصاً ایک عرصہ سے جاری کر رکھا ہے اسکے ازالہ کیلئے ایک خاص رسالہ کی اشد ضرورت تھی جو الحمد للہ "فرقان" کے اجراء سے کسی حد تک پوری ہو گئی ہے۔ ہر صحیح الفطرت انسان جو اس رسالہ کے مضامین کا مطالعہ خالی الذہن ہو کر کریگا وہ دیکھیگا کہ اسلوب بیان اور طرز استدلال ایسا واضح، دلنشین اور پیارا ہوتا ہے کہ بغیر کسی خفش کے مقبول پسند اور شریف غیر مبایعین کے سینوں تک میں بھی اتر جاتا ہے۔ بہر صورت ایس زہر کا تریاق ہے جو اہل پیغام کیطرف سے زمین پر پھیلائی جا رہی ہے۔ کمی اس رسالہ میں صرف یہ ہے کہ مہینہ میں ایکبار شائع ہوتا ہے"۔ (مرزا عطاء اللہ پنشنر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب)

قسطِ اوّل

احمدیت اور پیغامیت میں فرق

(از جناب خواجہ خورشید احمد صاحب مجاہد سیالکوٹی)

سچ ہے۔ کہ نور اور ظلمت یکجا جمع نہیں ہوسکتے۔ سو اس امر میں کس سچے اور مخلص احمدی کو کلام ہے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام سراپا نور ہے۔ اور اس کے باہر تاریکی۔ مگر وائے حسرت اُن پر جو اپنے تئیں احمدیت کے سچے پیرو اور جماعت مبایعین کو "غالی گروہ" قرار دینے سے نہیں جھجکتے وہ آج عملاً احمدیت کے بنیادی اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے احمدیت دشمنی کا ثبوت دے رہے ہیں۔

(۱)

پیغامی رکن خواجہ کمال الدین صاحب کی بہت بڑی جسارت

لاریب مسیح موعودؑ سچ فرما گئے ہیں کہ:۔

"ہر ایک شخص اپنا جوہر ظاہر کرتا ہے۔ نیک آدمی اپنی نیک باتوں اور وفاداری اور صدق اور صفا سے اپنی نیکوکاری کا ثبوت دیتا ہے۔ اور بد آدمی اپنی بد افعالی بدگمانی سے اپنے مادہ بد کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے۔ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ یعنی ہر شخص اپنے مادہ و فطرت کے مطابق عمل کر رہا ہے۔" (مکتوب بنام میاں عبداللہ صاحب سنوری ملا ۴۲۰۱)

احمدیت کا لٹریچر مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے۔ کہ بانیٔ احمدیت علیہ السلام نے حیات مسیح کے عقیدہ کو اپنی کتب میں نہایت معقول دلائل کی روشنی میں اسلام کے سراسر منافی ثابت کیا ہے۔ حتیٰ کہ حضور علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"مسیح کو زندہ آسمان پر ماننا شرک ہے۔ اور جب تک میں نہ آیا تھا۔ لوگوں کو معاف کیا جا سکتا تھا۔ مگر اب سب پر حجت قائم ہوگئی۔ اب وہ خدا کے حضور جوابدہ ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں :-

"جو شخص اس مسیح کے نزول پر ایمان لاتا ہے۔ جو بنی اسرائیل کا نبی ہے۔ وہ خاتم النبیین کا کافر ہے۔" (ترجمہ تحفہ بغداد صث ۲۔ ضمیمہ النبوت فی الاسلام مصنفہ امیر پیغام)

مگر افسوس! اہلِ پیغام پر جو اپنے آپکو مسیح موعودؑ کے سچے خادم قرار دینے کے باوجود صریح طور پر احمدیت کے بنیادی اصول کو خیرباد کہکر غیر احمدیوں کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ پیغامی رکن خواجہ کمال الدین صاحب کس دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں :-

"اسلام نے ہر ایک مسلم پر فرض کر دیا ہے۔ کہ وہ جناب مسیح کو خدا کا نبی مانے۔ انکی کتاب کو الہامی جانے۔ اور اگر وہ اپنی اصلی حالت میں دستیاب ہوں۔ تو ان پر عمل کر کے ان سے فائدہ اٹھائے۔ اور ان کو اپنا سمجھے۔ خواہ وہ زندہ آسمان پر رہیں یا زیر زمین مدفون ہوں۔ اس سے کسی مسلم کے عقائد یا ایمان میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ان ہر دو مختلف رائوں کے رکھنے والے پکے اور کامل مسلم ہیں۔" (اشاعت اسلام اردو ترجمہ مسلم انڈیا مجریہ لنڈن بابت ماہ جون ۱۹۱۵ء صفحہ ۲۶۱)

غیر مبایع دوستو! کیا مسلکِ مسیح موعودؑ کی پیروی اسی کا نام ہے؟ امیر پیغام فرماتے ہیں :-

"مسیح موعودؑ کی تحریروں کا انکار درحقیقت مخفی رنگ میں خود مسیح موعودؑ کا انکار ہے۔"

(النبوّت فی الاسلام)

(۲)

پیغامیت اس بنیاد پر قائم ہے۔ کہ احمدیہ عقائد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے یا نہ ماننے سے ایمان و اسلام میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ جیساکہ خواجہ کمال الدین صاحب کے مذکورہ بالا اقتباس سے بھی ظاہر ہے لیکن آہستہ آہستہ ان میں سے بعض لوگ یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ حقیقت یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے بغیر نام کے مسلمانوں کی "فقدانِ ایمان" کی کمزوری دور نہیں ہو سکتی چنانچہ پیغام صلح ۱۵ جولائی ۱۹۴۲ء صفحہ ۹ میں جناب مولوی یعقوب خانصاحب اپنے صدارتی اشارات

ہیں فرماتے ہیں :-

"کامیاب صرف الٰہی تحریک ہی ہوسکتی ہے جس کے بانی کا تعلق آسمان سے ہے۔اور جو غلبۂ اسلام کے لئے مامور ہے۔یہ مسیح کا زمانہ ہے۔جو آسمان سے اسلام کو واپس لایا ہے۔مسلمانوں کی اصل کمزوری ایمان کا فقدان ہے۔اور یہ کمزوری اسوقت تک دُور نہیں ہوسکتی۔جبتک مسلمان زمانہ کے امام کو نہ پہچانیں۔مَیں نے بھی بار بار اس ضرورت کو محسوس کیا ہے۔کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو غیر احمدی مسلمانوں تک پہنچایا جائے تاکہ ان کے عوارض دُور ہوں۔اور ان میں ایک نئی زندگی پیدا ہو۔جو اسلام کے لئے قوت اور شوکت کا باعث ہو۔"

خدا کرے۔کہ جملہ غیر مبایعین پر یہ حقیقت منکشف ہوجائے۔اور انہیں سمجھ آجائے۔کہ احمدیت اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہے

غیر مبایعین کے کام کی "تعریف" کیوں ہوتی ہے؟

جناب مولوی محمد علی صاحب نے خطبہ جمعہ میں اپنے ساتھیوں سے کہا کہ :-

"میں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں۔کہ حضرت مرزا صاحب کے نام کیساتھ لوگوں کو اتنا بغض ہے کہ ہمارے کام کی تعریف کرتے اور جماعت کو اچھا سمجھتے ہیں لیکن اگر آپ کا نام آجائے تو بگڑ جاتے ہیں۔" (پیغام صلح ۱۲ر نومبر ۴۲ء)

ظاہر ہے جس کام کے نتیجہ میں غیر مبایعین یا انکے امیر کی تعریف ہوتی ہوگی وہ وہی ہے جسمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہیں آتا۔اور اپنی تعریف کے بھوکے لوگ ضرور اس مقدس نام سے اپنے کام کو علیحدہ رکھتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچے دل سے ماننے والے غیر مبائع بھائی اس نکتہ کے ماتحت غور کریں۔کہ غیر احمدی جماعت احمدیہ قادیان سے کیوں بغض رکھتے ہیں اور غیر مبایعین کی کیوں تعریف کرتے ہیں؟ کیا اسکی یہی وجہ نہیں کہ غیر مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام و مقام چھپاتے ہیں۔اور جماعت احمدیہ قادیان حضور کا نام و مقام صحیح طور پر پیش کرتی ہے ٭

مطبوعہ درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے حوالجات

ایک ضروری تصحیح اور ہمارا استدلال

فرقان بابت اکتوبر ۱۹۶۳ء میں مضمون "جماعت احمدیہ کا صحیح مسلک" اور مقالہ افتتاحیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے مطبوعہ درس القرآن تقطیع خورد کے چند اقتباسات شایع ہوئے ہیں۔ جب یہ مضامین طبع ہو گئے۔ تو ایک دوست نے ذکر کیا۔ کہ اس درس القرآن میں بعض عبارتیں حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی ہیں۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کی علالت کے ایام میں وہ درس دیا کرتے تھے۔ اور اخبار بدر میں انہی کے نام سے شایع ہوا کرتا تھا۔ اس پر میں نے فرقان کے ٹائٹل پیج پر "ضروری یادداشت" کے عنوان سے شایع کر دیا کہ :-

"اس نمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے فرمودہ درس القرآن تقطیع خورد کے صفحات و حوالہ جات درج ہیں۔ یہ عبارتیں حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی زندگی میں شایع شدہ اور جماعت کے اجماعی عقیدہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ بعض دفعہ حضرت خلیفہ اوّل کی علالت کے باعث حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب بھی درس دیا کرتے تھے۔"

فرقان کے اس نمبر کی اشاعت پر اخویم قاضی علی محمد صاحب گوجرانوالہ نے لکھا کہ :-

"فرقان ماہ اکتوبر پہنچا۔ شکریہ۔ اس میں ایک فروگذاشت ہو گئی ہے۔ اسکی اصلاح کیلئے یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں۔ میری اس جسارت پر درگذر فرماویں۔

زیر آیت کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ جو تفسیر حضرت مولانا نورالدین رضؓ کے تفسیری نوٹوں میں مذکور ہے۔ جسکا آں مکرم نے حوالہ دیا ہے۔ وہ حضرت ممدوح رضؓ کی تفسیر نہیں۔ بلکہ حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی تفسیر ہے۔ ان دنوں حضرت مولوی صاحب رضؓ غالباً بیمار تھے۔ اور حضرت سید صاحب درس دے رہے تھے۔ بڑی تقطیع کے تفسیری نوٹ میرے پاس

ہیں۔ ان صفحوں پر صاف صاف حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب کا اسم گرامی لکھا ہوا ہے۔ ایسا ہی بعض دیگر حوالہ جات کی بھی اصلاح کرلیں۔ آپ چونکہ مخالفین سے مخاطب ہیں۔ انکی طرف سے اعتراض ہوسکتا ہے۔ کہ یہ الفاظ حضرت خلیفہ اولؓ کے نہیں۔ آپ بڑی تقطیع کے بڑے سائز کے پرانے تفسیری نوٹوں کو ملاحظہ فرماویں۔ اور اصلاح کردیں۔ فتح حق کی ہوتی ہے۔ امید ہے۔ کہ میری اس بیجا مداخلت کو بہ نظر استحسان دیکھیں گے۔"

مَیں نہایت خوشی اور شکریہ سے بیانِ حقیقت کے طور پر اس فروگذاشت کی اصلاح کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ یاد رہے۔ کہ درس القرآن کی تقطیع کلاں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ درس اخبار بدر میں بطور ضمیمہ شایع ہوا کرتا تھا۔ اور مورخہ ۴ فروری ۱۹۰۹ء سے شروع ہوکر آخر دسمبر ۱۹۱۲ء تک کے پرچہ ہائے اخبار بدر میں طبع ہوا ہے۔ ان پرچوں کا مطالعہ کرنے سے پتہ لگا کہ فرقان اکتوبر میں تقطیع خورد کے صفحات ۵۷۲۔ ۵۸۵۔ ۵۲۲۔ ۵۳۵۔ ۵۶۶۔ ۵۹۰۔ ۵۷۲۔ ۵۴۰۔ ۵۴۰ سے جو عبارتیں نقل ہوئی ہیں وہ حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کے درس کا حصہ ہیں جو انہوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کی نیابت میں دیا تھا۔ اور جو عبارتیں تقطیع خورد کے صفحات ۶۹۵۔ ۴۶۳۔ ۴۲۰۔ ۶۵۰۔ ۹۲ سے درج ہوئی ہیں۔ وہ حضرت خلیفہ اولؓ کے اپنے درس کا حصہ ہیں۔ جو علی الترتیب تقطیع کلاں کے صفحات ۱۳۱۔ ۲۰۵۔ ۱۹۔ ۲۹۷۔ ۳۹ پر مطبوعہ موجود ہیں۔ احباب کو چاہئے۔ کہ اسکی اصلاح کرلیں۔

مکرم قاضی صاحب نے ایک حوالہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ:۔ "آپ چونکہ مخالفین سے مخاطب ہیں انکی طرف سے اعتراض ہوسکتا ہے۔ کہ یہ الفاظ حضرت خلیفہ اولؓ کے نہیں۔" یہ درست ہے لیکن جب جماعت احمدیہ کے مسلک کا سوال ہو تو مخالفین (غیر مبایعین) کا یہ اعتراض کوئی زیادہ وزن نہیں رکھتا۔ کیونکہ ہمارے شایع کردہ حوالہ جات میں سے ہر ایک لفظاً لفظاً سلسلہ احمدیہ کے آرگن اخبار بدر میں شایع ہوا اور اسوقت شایع ہوا جبکہ غیر مبایعین بھی قادیان سے وابستہ تھے۔ اور حضرت خلیفہ اولؓ کا زمانہ تھا۔ اور ان عبارتوں میں وہی عقائد بیان ہوئے ہیں جو اسوقت جماعت احمدیہ قادیان رکھتے ہیں۔ پس یہ ایک کھلی دلیل ہے کہ ۱۹۱۴ء سے قبل ساری جماعت احمدیہ کا مسلک۔ نبوت حضرت مسیح موعودؑ۔ ختم نبوت کے معنے۔ پیشگوئی اسمہ احمد کے مصداق۔ خلافت۔ غیر احمدیوں کی اقتداء میں نماز پڑھنے اور انہیں لڑکیوں کے رشتے دینے کے متعلق وہی تھا جو آج جماعت احمدیہ قادیان کا ہے۔ کیا یہ امر واقعی طور پر غیر مبایعین کے باطل پر ہونیکا واضح ثبوت نہیں؟

شکریۂ احباب

احباب سے اپیل کی گئی تھی۔ کہ تین سو غیر مبایعین کے نام فرقان جاری کرنے کے لئے ڈیڑھ سو روپیہ بطور اعانت عنایت فرمادیں۔ کیونکہ باقی ڈیڑھ سو روپیہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے تحریک جدید سے مل رہا ہے۔ بشرطیکہ احباب فی خریدار آٹھ آنہ کے حساب سے ایک سو پچاس روپیہ جمع کردیں۔

الحمد للہ کہ حسب ذیل احباب نے اس تحریک میں حصہ لیکر ثواب حاصل کیا۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ میں شکریہ کیساتھ حسب وعدہ ان کے نام درج کرتا ہوں۔ خاکسار صدر مجلس رفقاء احمد قادیان۔

نام	روپے	نام	روپے
جناب چوہدری اسد اللہ خانصاحب لاہور	۱۰-۰-۰	خواجہ محمد شفیع صاحب کلکتہ	۱-۰-۰
عزیز اعجاز نصر اللہ خانصاحب پسر چوہدری اسد اللہ خانصاحب	۵-۰-۰	مستری وزیر محمد صاحب	۱-۰-۰
خلیفہ عبد المنان صاحب سرینگر	۳-۰-۰	ڈاکٹر محمد احمد صاحب	۱-۰-۰
مولوی عبد الواحد صاحب مبلغ کشمیر	۲-۰-۰	ماسٹر محمد نذیر خانصاحب	۱-۰-۰
خواجہ عبد الکریم صاحب ناسنور	۲-۰-۰	میاں حسن دین صاحب	۱-۰-۰
ایک مخیر بزرگ از ریاست حیدر آباد	۱۲۰-۰-۰	میاں نور محمد صاحب لاہور	۱-۰-۰
منشی عبد العزیز صاحب پٹواری	۱-۰-۰	میاں عبد الرحیم صاحب پراچہ	۱-۰-۰
جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی	۲-۸-۰	چوہدری سلطان محمد صاحب	۱-۰-۰
بھائی محمود احمد صاحب ڈاکٹر	۲-۰-۰	چوہدری محمد دین صاحب	۰-۸-۰
مرزا محمد حسین صاحب ٹیلر ماسٹر	۲-۰-۰	چوہدری محمد اسحٰق صاحب لائلپوری	۱-۰-۰
میاں غلام محمد صاحب اختر	۱-۰-۰	قریشی محمد عبد اللہ صاحب قادیان	۱-۰-۰
خواجہ محمد عبد اللہ صاحب قادیان	۱۰۰-۰-۰	میزان	۱۶۲-۰-۰

(حکیم عبداللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شایع کیا)

ہر ماہ کی بیس تاریخ کو قادیان سے شایع ہوتا ہے

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا

مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہنامہ

فرقان

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندہری

دسمبر ۱۹۴۲ء



ذوالحجہ ۱۳۶۱ھ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　فرقان　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۱　بابت ماہ فتح ۱۳۲۱ھش مطابق ماہ دسمبر ۱۹۴۲ء　نمبر ۱۲

خاتم النبیین کے معنے
اور
غیر مبایعین سے اصولی فیصلہ

مولوی اختر حسین صاحب کا اپنے چیلنج سے انحراف

(۱)

غیر مبایعین کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا مامور اور حَکَم وعدل مانتے ہیں لیکن عملاً ان کا مسلک صریح طور پر حضور علیہ السلام کے خلاف ہے۔ جسکی تازہ مثال وہ چیلنج ہے۔ جو ان کے مبلغ مولوی اختر حسین صاحب نے ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کو اپنے گذشتہ سالانہ جلسہ پر بایں الفاظ دیا:

"میں اپنی ذمہ واری پر یہ چیلنج کرتا ہوں اور پانچسو روپیہ انعام رکھتا ہوں اس شخص کیلئے جو آج سے پہلے اسلامی لٹریچر کی کسی کتاب میں سے یہ پیش کرے کہ خاتم النبیین کے معنے ہیں نبیوں کی زینت یا نبیوں میں افضل" (پیغام صلح ۸ رجنوری ۴۲ء ص)

اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے خاکسار نے فی الفور لکھا کہ:-

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اس چیلنج کو منظور کرتا ہوں اور آج سے پہلے کے اسلامی لٹریچر سے یہ پیش کرونگا کہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی زینت یا نبیوں میں افضل ہیں" (الفضل ۱۲ رجنوری ۴۲ء)

اس پر "ذمہ واری" سے چیلنج دینے والے صاحب نے پہلو بدل کر لکھا کہ:-

"میرا یہ چیلنج ہے کہ وہ صرف ایک حدیث نبوی ایسی پیش کر دیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ یعنی میں نبیوں کی مُہر یا انگوٹھی یا زینت ہوں، یا تصدیق کرنیوالا

ہوں یا میں خاتم النبیین ہوں یعنی افضل النبیین ہوں "(پیغام ۱۷؍جنوری ۴۲ء)

یہ کوئی اصولی چیلنج نہ تھا۔ ورنہ ان کا کیا حق تھا۔ کہ آیاتِ قرانیہ، محاوراتِ عرب، اقوالِ سلف، اور تحریراتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چھوڑ کر صرف حدیث سے فیصلہ کریں۔ تاہم مَیں نے اسے بھی قبول کر لیا اور لکھا:-

"اب جو چیلنج انہوں نے دیا ہے مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے بھی منظور کرتا ہوں اور اس بات کیلئے پورے طور پر آمادہ ہوں کہ جماعت احمدیہ قادیان جو معنے خاتم النبیین کے کرتی ہے وہ احادیث نبویہ سے بوضاحت ثابت کروں" (الفضل ۲۸ جنوری ۴۲ء) اسکے جواب میں مولوی اختر حسین صاحب نے لکھدیا کہ:-

"مَیں نے یہ چیلنج نہیں دیا کہ آپ اپنے معنوں کا ثبوت احادیث سے دیں" (پیغام ۱۷؍فروری ۴۲ء)

اسکے معنے یہ تھے۔ کہ آپ اپنے چیلنج سے انحراف کر گئے اور خاتم النبیین کے معنوں کے متعلق کوئی تصفیہ کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ مَیں نے ایک اور موقعہ پر لکھا:-

"مَیں اس موقعہ پر پھر اعلان کرتا ہوں کہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی زینت اور افضل کے ہیں اگر غیر مبایعین کو اس سے انکار ہے تو وہ اپنے انعامی چیلنج پر قائم رہکر ہم سے ثبوت لیں اور واضح فیصلہ ہو جانے دیں" (الفضل یکم جولائی ۴۲ء)

افسوس کہ آجتک غیر مبایعین اس فیصلہ کے لئے تیار نہیں ہوئے۔

(۲)

درحقیقت غیر مبایعین کا یہ چیلنج حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کو ہے۔ حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے:- (۱) "اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کیلئے مُہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دیگئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۹۷)

(۲) "اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہوگی اور آپ نبیوں کیلئے مُہر ٹھہرائے گئے ہیں یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مُہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا" (چشمہ مسیحی ص۴۶)

حضرت خلیفۂ اوّلؓ نے تحریر فرمایا ہے کہ:- "خاتم تو مُہر کو کہتے ہیں۔ جب نبی کریم مُہر ہوئے تو اگر انکی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مُہر کس طرح ہوئے یا مُہر کس پر لگیگی" (الحکم ۱۷؍فروری ۱۹۰۷ء)

اندریں حالات خاتم النبیین کے معنے "نبیوں کی مُہر" یا "نبیوں میں افضل" کو چیلنج کرنیوالا حضرت اقدسؑ

اور حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کو چیلنج کرتا ہے۔

مولوی اختر حسین صاحب نے اِسی سلسلہ میں حدیث لو عاش ابراھیم لکان نبیًا کو موضوع اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ کو بے سند قرار دیا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اوّل الذکر کو حدیث نبویؐ اور مؤخر الذکر کو صحیح طور پر حضرت عائشہؓ کا قول تسلیم فرمایا ہے۔ (دیکھو اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء، مکتوب ۱۷ دسمبر ۱۸۸۸ء، الحکم ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء، پیغام صلح ۲۸ دسمبر ۱۹۱۳ء وغیرہ)

مَیں نے اس بارے میں اکابر غیر مبایعین کے نام ایک کھلی چٹھی بھی شایع کی ہے۔ (الفضل ۶ دسمبر ۱۹۴۲ء) مگر ان کی طرف سے ہنوز کوئی جواب شایع نہیں ہوا۔ بہر حال غیر مبایعین کا یہ چیلنج اور ان کا رویہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک کے صریح خلاف ہے۔

(۳)

مولوی اختر حسین صاحب نے بار بار حدیث لا نبی بعدی کو پیش کیا ہے۔ حالانکہ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کے مبلغ مولوی عمر الدین صاحب شملوی کہہ چکے ہیں کہ:-

"لا نبی بعدی کے معنے کرنے میں ہمارے مخالفوں نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے۔ ہر وعظ میں بار بار لا نبی بعدی کہکر حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کو کفر اور دجالیت قرار دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت بالکل علماء یہود کی طرح ہو گئی ہے۔" آگے چل کر مولوی صاحب موصوف کہتے ہیں کہ:-

"آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہونیکے یہ معنے ہوئے کہ کوئی ایسا رسول نہیں ہو جو صاحبِ شریعت جدید ہو یا نبوت تشریعی کا مدعی ہو اور ایسا نبی ہو سکتا ہے جو آنحضرتؐ ہی کا غلام ہو جیسے کہ ملا علی قاری جیسے محدث نے حدیث لو عاش ابراھیم لکان نبیًا کی شرح میں صاف ان معنوں کو تسلیم کر لیا ہے۔" (پیغام صلح ۶ ستمبر ۱۹۱۳ء)

کیا اس قدر وضاحت کے باوجود غیر مبایعین کے لئے مجالِ گفتگو باقی ہے؟ انکے مبلغ مولوی اختر حسین صاحب تو اپنے چیلنج سے پھر گئے ہیں۔ اگر کسی اور غیر مبایع دوست میں ہمت ہو، اور وہ خاتم النبیینؐ کے معنوں کے متعلق اصولی فیصلہ کرنا چاہتے ہوں تو آئیں محققانہ طریق پر اس کا تصفیہ کر لیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْن

لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کا مصداق نہیں۔ وہی احمدؐ ہے اور وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اس وقت ہم میں موجود ہے۔ پھر جو احمدؐ کی تعلیم کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی اشاعت نہیں کرسکتا"

(الحکم ۱۰ر مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

غیر مبائع بھائی خدا کے واسطے غور فرمائیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو مقام اور رتبہ اُس عبارت میں بیان ہوا ہے۔ وہی جماعت احمدیہ کا ۱۹۰۶ء میں عقیدہ تھا۔ اور آج بھی جماعت احمدیہ یہی عقیدہ رکھتی ہے۔ ہاں مولوی محمد علی صاحب اور اکابر غیر مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تو یہی عقیدہ رکھتے اور اسی کی اشاعت کرتے تھے۔ مگر اب اسے غلو اور غلط عقیدہ قرار دیتے ہیں۔

کیا مولوی صاحب اس اقتباس کو پڑھ کر بتائیں گے۔ کہ اُن کا عقیدہ تبدیل ہوا ہے یا نہیں؟

خلافت ثانیہ نمبر مارچ ۱۹۴۳ء میں شائع ہوگا

فرقان کا خلافت ثانیہ نمبر انشاء اللہ ماہِ مارچ ۱۹۴۳ء میں شائع ہوگا۔ بعض ضرورتوں اور مجبوریوں کے ماتحت یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔ نیز مضمون مصلح موعود کی بیس ۲۰ علامات کی دوسری قسط آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔ انشاء اللہ۔ ایڈیٹر

اَلْخِلَافَةُ عَلٰی مِنْہَاجِ النُّبُوَّةِ

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

امام و پیشوا جب مہدی دی شان ہو میرا
سواد تہائے گوناگوں سے پُر دامان ہو میرا

خلافت جو ہوئی قائم ہے منہاجِ نبوت پر
بہارِ بے خزاں والا سدا بُستان ہو میرا

مسیحؑ و مہدیٔ موعود کے پہلے خلیفے تھے
وہ "نور الدّین" راضی جن سے حق سبحان ہو میرا

"چہ خوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمت نورِ دیں بودے"
ضیاءِ راہِ حق ہر وقت یہ فرمان ہو میرا

شفا بخشِ دل و جاں جنکی ہر تقدیر ہوتی تھی
دیا کرتے تھے جس کا درس وہ فرقان ہو میرا

امیر المومنیں، ابنِ مسیحؑ و قدرتِ ثانی
کہ جن کے حکم پر قربان سر و سامان ہو میرا

خدا رکھے یہ چشمہ فیض کا جاری قیامت تک
اطاعت ان کی ہر معروف میں ایمان ہو میرا

یہ تبلیغی و تنظیمی جو ان کے کارنامے ہیں!
ترقی یاب ان کی دید سے عرفان ہو میرا

گذاری عمر ساری معصیت کاری میں اے اکملؔ
دعا ہے خاتمہ بالخیر والایمان ہو میرا

شیخ مصری صاحب کی ایک اور روایت

غیر مبایعین کیلئے قابلِ غور بیان

سیرت المہدیؑ حصہ اوّل کی روایت ۳۲۱ حسب ذیل ہے :-

"بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے کہ ایکدفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہیگا۔ اور اس کا بیٹا جو اب موجود ہے وہ نامرد ہے۔ گویا اسکی اولاد آگے نہیں چلے گی۔ مگر ابھی آپ کی یہ تحریر شایع نہ ہوئی تھی۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ ایسا لکھنا قانون کے خلاف ہے۔ اس کا لڑکا اگر مقدمہ کردے۔ تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی نامرد ہے۔ حضرت صاحبؑ پہلے نرمی کیساتھ مناسب طریق پر جواب دیتے رہے۔ مگر جب مولوی محمد علی صاحب نے بار بار پیش کیا اور اپنی رائے پر اصرار کیا تو حضرت صاحبؑ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور آپ نے غصّے کے لہجہ میں فرمایا "جب نبی ہتھیار لگا کر باہر آجاتا ہے تو پھر ہتھیار نہیں اُتارتا" (سیرت المہدیؑ جلد اوّل ص۲۳۵)

اب جناب مولوی محمد علی صاحب فرمائیں۔ کہ کیا یہ روایت سچّی ہے؟ اگر سچّی ہے اور یقیناً سچی ہے تو مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوّت ثابت ہے۔ اور اگر جھوٹی ہے تو بتلائیں شیخ مصری صاحب کو جھوٹا ماننے میں انہیں کیا عذر ہے؟۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء جواب دیں گے؟

تأثرات!

مولوی محمد علی صاحب کی ایک تقریر پڑھ کر

(از جناب م. ص. ثاقب صاحب زیروی.)

نہیں جاتی عدو کی تنگ دامانی نہیں جاتی
بہاروں میں خزاں کی فتنہ سامانی نہیں جاتی

چھپاتا لاکھ ہے ہم سے وہ بُغض وکیں کے انگارے
مگر پھر بھی نمودِ سوزِ پنہانی نہیں جاتی

کوئی اُسکو دکھائے اسکے کرداروں کا آئینہ
کبھی اپنی حقیقت آپ پہچانی نہیں جاتی

اطاعت ملنے فضلِ عمر کی مولوی صاحب!!
"خلیفے کی اطاعت سے مُسلمانی نہیں جاتی"

دلائل بے اثر بُرہان مہمل۔ دعوے لایعنی
مگر اس پر بھی دشمن کی غزلخوانی نہیں جاتی

کچھ ایسا کر دیا ہے مسیح احمد کے اصولوں کو
کہ اب کوشش سے بھی وہ شکل پہچانی نہیں جاتی

وہ ثاقب مان جائے، مصلح موعود کی باتیں
مگر لُطفِ امارت، وہ تن آسانی نہیں جاتی

ؑ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب کا مقابلہ سے صریح فرار

تحفہ گولڑویہ کے متعلق غیر مبایعین کو عام دعوت

(۱)

یادش بخیر۔ جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب نے پیغام صلح ۲۶ نومبر ۱۹۴۲ء میں ایک مضمون "مولوی اللہ دتا صاحب مبلغ قادیان کی مقابلہ سے فرار کی تیاریاں" شائع کیا ہے۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ فرقان (اکتوبر ۱۹۴۲ء) میں چوہدری صاحب کے نام ایک کھلی چٹھی شائع کی گئی تھی۔ کیونکہ اس سوال پر کہ "آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں دعویٰ نبوت کا انکار کیا ہے یا اقرار کیا ہے؟" چوہدری صاحب نے مجھے ایک انعامی چیلنج دیا تھا۔ جسے میں نے منظور کرتے ہوئے لکھدیا تھا کہ:۔

"فرقان میں تریاق القلوب میں دعویٰ نبوت ہونے کا نہ ذکر ہے اور نہ تحدی۔ پس صرف تحفہ گولڑویہ کی بحث میں تریاق القلوب کا شامل کر لینا یا تو چوہدری صاحب کی انتہائی سادگی ہے کہ وہ ابھی تک موضوع زیر بحث کو ہی نہیں سمجھے اور یا پھر انکی انتہائی چالاکی ہے کہ وہ تریاق القلوب کی آڑ میں چیلنج سے بچنا چاہتے ہیں۔" (فرقان اکتوبر ۴۲ء)

اسکے جواب میں، چوہدری صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ مدار بحث حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے یہ الفاظ ہیں کہ "حضرت اقدس ؑ سے عدالت میں جو سوال ہوا وہ تریاق القلوب کے متعلق نہیں تھا۔ بلکہ تحفہ گولڑویہ کے متعلق تھا۔" اب ظاہر ہے کہ آئندہ گفتگو بھی ہو سکتی ہے۔ کہ آیا حضرت اقدس ؑ نے تحفہ گولڑویہ میں نبوت سے انکار کیا ہے یا اقرار؟

(۲)

چوہدری صاحب موصوف کی تضاد بیانی اسی سے ظاہر ہے کہ ایکطرف تو وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"تحفہ گولڑویہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ صاف اور واضح ہے۔ اس میں کوئی ایسی پیچیدگی نہیں کہ جسکے حل کیلئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہو۔"

اور دوسری طرف بڑے زور سے کہتے ہیں کہ :-

"ان حالات میں یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ تریاق القلوب کو چھوڑ دیا جائے۔"

خدارا کوئی چوہدری صاحب سے پوچھے۔ کہ جب تحفہ گولڑویہ کا بیان صاف اور واضح ہے اور اسکے حل کیلئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں تو آپ تریاق القلوب کو ساتھ شامل کرنے پر کیوں اصرار کرتے ہیں؟ حالانکہ ہماری طرف سے یہ دعویٰ نہیں کہ تریاق القلوب میں حضرت اقدسؑ نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ ہاں ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ تحفہ گولڑویہ میں دعویٰ نبوت کا اقرار موجود ہے۔ کیا کوئی غیر مبائع ہمارے اس دعوے کو پرکھنے کیلئے تیار ہے؟

(۳)

چوہدری صاحب کس سادگی سے فرماتے ہیں کہ :-

"تریاق القلوب کے متعلق یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ کہ وہ کب طبع اور شائع ہوئی۔"

بہت اچھا۔ اگر یہ ضروری ہے تو اس کا علیحدہ فیصلہ ہو سکتا ہے۔ آئیں شوق سے اس کا بھی فیصلہ کرلیں مگر للہ سوچیں۔ کہ جب یہ سوال ہو۔ کہ آیا کتاب تحفہ گولڑویہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوئے نبوت کا اقرار کیا ہے یا انکار کیا ہے؟ تو تریاق القلوب کو ساتھ شامل کرنے کے کیا معنے؟ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں۔ کہ آپ کا دل مانتا ہے۔ کہ تحفہ گولڑویہ سے دعویٰ نبوت کا اقرار ثابت ہے؟

باقی آپ کو بھی تسلیم ہے۔ کہ بہر حال تریاق القلوب کی تالیف تحفہ گولڑویہ سے قبل ہوئی ہے۔ پس بتائیں! کہ آپ زیر بحث سوال کے لئے تریاق القلوب کو ساتھ رکھنے پر کیوں اصرار کرتے ہیں۔ جبکہ تحفہ گولڑویہ کا بیان "صاف اور واضح" ہے، اور "اس کے حل کرنے کیلئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں" ہے؟

اس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ اب صریح فرار اختیار کر رہے ہیں۔ اس لئے میں عام اعلان کرتا ہوں۔ کہ اگر چوہدری صاحب نہیں تو کوئی اور پیغامی دوست ہی اس مقابلہ کے لئے میدان میں نکلیں۔ کہ آیا تحفہ گولڑویہ میں دعویٰ نبوت کا اقرار ہے یا نہیں؟ ⁂

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین سے آٹھ مطالبات

(۱) جناب مولوی محمد علی صاحب نے کہا تھا کہ :۔ "میاں صاحب خطبہ پر خطبہ دے رہے ہیں کہ قادیان میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ منافق بن چکے ہیں۔" (پیغام صلح ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء) مولوی صاحب سے عرض ہے کہ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعدد خطبات کی بجائے صرف ایک خطبہ میں سے ہی حضور کے یہ الفاظ دکھا دیں؟

(۲) جناب مولوی صاحب نے برسر منبر کہا تھا کہ :۔ "قادیان میں جوبلی کے موقعہ پر خلافت کا جھنڈا لہراتے وقت یہ بڑا بول بولا گیا کہ موجودہ زمانہ کی مشکلات کا حل احمدازم میں ہے اور قرآن کے اندر موجود نہیں۔" (پیغام صلح ۲۷ فروری ۱۹۴۰ء) مولوی صاحب سے بار بار اس بیان کا ثبوت طلب کیا گیا ہے مگر وہ بالکل خاموش ہیں۔

(۳) جناب مولوی محمد علی صاحب نے خطبہ جمعہ میں کہا تھا کہ :۔ "مجھے بہت سے قادیانی احباب سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے انہوں نے خود کہا ہے۔ کہ ہماری ضمیریں مار دی گئی ہیں۔ ہماری آزادی سلب کر لی گئی ہے۔ ہم اپنی مرضی سے بول نہیں سکتے۔" (پیغام صلح ۷ ار اکتوبر ۱۹۳۵ء) جناب مولوی صاحب "بہت سے قادیانی اصحاب" میں سے بیس نہ سہی صرف دس ہی ایسے احباب کے نام بتائیں جنہوں نے مندرجہ بالا بات کہی ہو؟

(۴) جناب مولوی صاحب نے ہمارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مشہور و معروف تصنیف حقیقۃ النبوۃ کے بارہ میں کہا تھا کہ :۔ "اس کتاب میں بیشمار متضاد باتیں موجود ہیں۔ میں اس کتاب کے ایسے صفحات دکھا سکتا ہوں جنمیں اوپر کچھ لکھا ہے اور اسی صفحہ میں نیچے کچھ لکھا ہے۔" (پیغام صلح ۸ ار اپریل ۱۹۴۰ء) جناب مولوی صاحب! ان "بیشمار" باتوں میں سے صرف دس متضاد باتیں ہی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" سے پیش کریں؟

(۵) جناب مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے۔ کہ :۔ "امام ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ دل سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہدے تو وہ مومن ہو جاتا ہے۔ چاہے پھر اس سے شرک۔ کفر یا ظلم سرزد ہو۔" (مسئلہ کفر و اسلام مصنفہ مولوی محمد علی صاحب) جناب مولوی صاحب بتائیں کہ

حضرت امام ابوحنیفہ کی کونسی مخفی کتاب آپکے ہاتھ میں آگئی ہے جسمیں ان کا یہ مذہب بیان ہے۔ یا ان کے کس شاگرد نے ان سے یہ مذہب نقل کیا ہے؟ اس کا مفصل حوالہ اور پتہ دیں۔

(۶) جناب مولوی صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ عبارت منسوب کی ہے کہ: "حضرت صاحب تو فرماتے ہیں۔ کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکم آمنہ عفیفہ میں تھے۔ تب فرشتے نے ظاہر ہو کر کہا۔ کہ اے آمنہ تو بیٹا جنیگی۔ اس کا نام احمدؐ رکھنا اور میاں صاحب فرماتے ہیں "آپ کی والدہ نے ہرگز آپ کا نام احمدؐ نہیں رکھا۔ یہ بات کسی کی بنائی ہوئی ہے۔" میاں صاحب! غور کیجئے، کس کی بنائی ہوئی بات ہے۔ **مسیح موعود کی**"

(پیغام صلح ۲۷ ستمبر ۱۹۱۶ء صـ۲)

جناب مولوی محمد علی صاحب مہربانی کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس کتاب۔ رسالہ یا اشتہار کا نام معہ حوالہ بتائیں جس میں ایسا لکھا ہوا ہے؟

(۷) جناب مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ: "حضرت مولوی صاحب مرحوم (یعنی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ) نے اپنی وفات سے چار پانچ ماہ پیشتر اپنی بھتیجی کا جنازہ جو احمدی نہ تھی پڑھا اور آپ کے پیچھے خود میاں صاحب نے بھی پڑھا۔ (ردِ تکفیر اہل قبلہ بار ششم صـ۵۵) مولوی محمد علی صاحب اس واقعہ کا ثبوت پیش کریں یا اسکے افتراء ہونیکا اقرار کریں۔ مولویصاحب سے کئی دفعہ مطالبہ کیا جا چکا ہے مگر وہ اس دعویٰ کا ثبوت پیش کرنیکی بجائے اس رسالہ کے ہر ایڈیشن میں اس غلط بیانی کو شایع کر رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(۸) جناب مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے کہ: "پھر کبھی اگر حضرت خلیفۃ المسیح نے کہیں یہ فرما دیا کہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا اصولی فرق ہے تو تھوڑے ہی مہینہ بعد یہ بھی فرمایا جو بدر میں چھپا ہوا موجود ہے۔ کہ ہمارا اختلاف غیر احمدیوں سے فروعی ہے۔" (ایک نہایت ضروری اعلان صـ۱۵)

جناب مولوی صاحب! بدر کا وہ حوالہ پیش کریں جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے یہ فرمایا ہو۔ کہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا اصولی فرق نہیں بلکہ فروعی فرق ہے۔ کیا مولوی صاحب خود یا ان کا کوئی ساتھی ان آٹھ مطالبات کا جواب دینے کی کوشش کرے گا؟ (سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل)

شذرات

(۱)

اکابر غیر مُبایعین کی وصایا

خواجہ کمال الدین صاحب اور سید محمد حسین شاہ صاحب کی وصیتیں پیغام صلح ۷ جنوری ۱۹۱۶ء و ۲۳ جنوری ۱۹۱۶ء میں بایں الفاظ شایع ہوئی تھیں کہ :-

"میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے پر میری نعش کو مقبرہ بہشتی واقع قادیان میں دفن کرنے کیلئے قادیان پہنچایا جاوے۔ بشرطیکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ایسا کرنیکی مجھے یا میرے بعد میرے ورثاء کو اجازت حاصل ہو جاوے"

ان وصیتوں سے ظاہر ہے۔ کہ اس وقت تک غیر مبایعین "بہشتی مقبرہ واقع قادیان" کو مانتے تھے۔ اب دو باتیں دریافت طلب ہیں۔ اوّل یہ کہ آیا خواجہ صاحب اور سید صاحب کو بہشتی مقبرہ میں دفن ہونیکے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے اجازت دی تھی یا نہیں۔ دوم۔ اب غیر مبایعین کی طرف سے پیغام صلح میں کوئی وصیت نہیں چھپتی۔ اسکی کیا وجہ ہے ؟

(۲)

منکرینِ حضرت مسیح موعودؑ کی تکفیر کا عقیدہ کب شروع ہوا ؟

چند دن گذرے۔ کہ ایک پرانے احمدی دوست جو ہنوز غیر مبایعین میں شامل ہیں مجھے ملے۔ اثنائے گفتگو میں فرمانے لگے۔ کہ پہلی دفعہ ۱۹۱۱ء میں حضرت میاں صاحب نے غیر احمدیوں کے کفر کا اظہار کیا۔ جو باعث اختلاف بنگیا۔ اس سے قبل یہ مسئلہ موجود نہ تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں ایسا حوالہ پیش کر دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جماعت کے آرگن میں

اسی عقیدہ کا اعلان کیا گیا ہو تو آپکی کیا رائے ہوگی۔ حیران ہو کر کہنے لگے۔ کہ ہمیں تو یہی بتایا گیا ہے۔ کہ اس سے قبل یہ عقیدہ قطعاً موجود نہ تھا۔ تب مَیں نے اخبار بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱ سے مندرجہ ذیل اقتباس پیش کیا جو حضرت حکیم فضلدین صاحبؓ کے قلم سے شایع ہوا ہے۔ اور فرقان کی گذشتہ اشاعت میں طبع ہو چکا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:-

"دوسرے مسلمان مخالف ہوں یا غیر مخالف اُن کے ساتھ بلکہ نماز پڑھنا اس طرح جائز ہے کہ ایک جگہ میں اپنی نماز ہر یک پڑھ لے۔ یا ہمارے فرقہ کا آدمی امام ہو۔ اور دوسرے پیچھے پڑھ لیں۔ اور اگر سوائے اپنے فرقہ کے کوئی اور امام ہو۔ تو ہمارے فرقہ والے کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں۔ اسلئے کہ مرزا صاحبؑ کے نہ ماننے والے ہمارے نزدیک بلکہ کُل اہل اسلام کے نزدیک کافر ہیں۔ اور کافر کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اوّل تو وہ حضرتؑ کو نعوذ باللہ کافر سمجھتے ہیں۔ مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ دوم حضرت مرزا صاحبؑ نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے۔ بالاتفاق۔ سوم ہمارے مخالفین اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ آئیں گے اور اُن کا منکر کافر ہے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کا مدلّل اور سچا دعویٰ ہے۔ کہ مَیں وُہی نبی اللہ عیسیٰؑ ہوں جسکے آنیکی نسبت اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی۔ پس ان کا منکر بھی بالاتفاق کافر ہے۔ لہٰذا ہماری نماز ان کے پیچھے جائز نہیں۔"

اس اقتباس کو پڑھ کر وہ دوست بہت متعجّب ہوئے۔ کیا دوسرے غیر مبایع اصحاب بھی اسپر غور فرمائیں گے؟

(۳)

کیا حضرت عیسیٰؑ مجدّد اور نبی تھے؟

مقالہ افتتاحیہ میں پیغام صلح نے مولانا ابو الکلام آزاد کے الفاظ بحوالہ الہلال ۱۹۱۳ء نقل کیے ہیں:-

"مسیح ناصری کا تذکرہ بیکار ہے۔ وہ شریعتِ موسوی کا ایک مصلح تھا۔ یہ خود کوئی صاحبِ شریعت نہ تھا۔ اس کی مثال ان مجددینِ ملتِ اسلامیہ کی سی تھی جن کا حسبِ ارشادِ صادق و مصدوق تاریخِ اسلام میں ہمیشہ ظہور ہوتا رہا ہے۔"

اس کے بعد مدیر پیغام نے لکھا ہے کہ:۔

"تعجب ہے۔ کہ چودھویں صدی کے مجدد کی مماثلت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ قائم کرنا کیوں گناہ ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ بھی کوئی شریعت اور قانون نہیں لائے۔ وہ بھی شریعتِ محمدیہ کے پابند ہیں اور مسلمانوں کو اس شریعت کے اوپر عمل کرانے آئے ہیں ...... اسلام کے مقاصد عالمگیر ہیں۔ اس لئے اسکی تبلیغ اور اشاعت کے لئے جو مجدد اور مسیحؑ آیا۔ اسکے مقاصد بھی عالمگیر تھے۔" (۳؍ دسمبر ۱۹۴۲ء)

اس اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام شریعت محمدیہ کے مجدد اور مسیح ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی شریعتِ موسوی کے مجدد اور مسیحؑ تھے۔ پس غیر مبایعین کا یہ عقیدہ غلط ہے۔ کہ مجدد اور نبی ایک شخص پر صادق نہیں آسکتے۔

(۴)

"قادیانیت کے غلو کا استیصال"

ایڈیٹر صاحب پیغام لکھتے ہیں:۔

"اس کے علاوہ ایک فتنہ اور بھی ہے جس کی ہمیں اصلاح کرنا ہے۔ وہ ہے قادیانیت کے غلو کا استیصال۔" (۲۶؍ نومبر ۱۹۴۲ء)

یہ بات غیر مبایعین دشمنانِ احمدیت کو خوش کرنیکے لئے کہتے ہیں۔ ورنہ کس "قادیانیت" کے کس غلو کا استیصال کرنا چاہتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی کہنا غلو ہے۔ تو جماعت احمدیہ حضورؑ کی زندگی میں ایسا کہتی تھی۔ اگر حضورؑ کے منکرین کو کافر کہنا غلو ہے تو اخبار بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء

سے دکھایا جا چکا ہے۔ کہ صحابۂ مسیح موعود علیہ السلام کھلے لفظوں میں منکرین کو کافر قرار دیتے تھے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کہنا غلو ہے۔ تو اس کی اشاعت خود مولوی محمد علی صاحب کراتے تھے۔ جیسا کہ اسی نمبر کے ایک مضمون میں دکھایا گیا ہے۔ جب یہ سب باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے ہوئیں۔ آپ نے انکی خود تلقین فرمائی۔ تو آج پیغامی اسے "قادیانیت کا غلو" کہکر اس کے استیصال کا کیا ادعاء کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ۔

(۵)

کیا یہ پیر پرستی تھی ؟

پیغام صلح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت کے ذکر میں لکھتا ہے :-

"سعد بن ابی وقاص کی نسبت جب معلوم ہوا۔ کہ انہوں نے کوفہ میں اپنے مکان کے آگے ڈیوڑھی بنوائی ہے۔ تو ایک مسلمان کو لکھ بھیجا کہ سعد سے پوچھے بغیر اسکی ڈیوڑھی جلادو۔ چنانچہ ڈیوڑھی جلادی گئی۔ اور سعد نے اُف تک نہ کی۔" (۲۶ رنومبر ۴۲ء)

مولوی محمد علی صاحب فرمائیں۔ کہ آیا حضرت سعد بن ابی وقاص کا اس موقعہ پر اُف تک نہ کرنا انکی اصطلاح میں پیر پرستی نہیں ؟ نیز غیر مبایعین کی حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کے متعلق کیا رائے ہے ؟

(۶)

غیر مبایعین کی ظاہرداری

مدیر پیغام لکھتے ہیں :-

"مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے مسلم ہائی سکول لاہور میں دو تعطیلات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ایکدن دسہرہ کے لئے اور ایک دن گرو نانک صاحب کے یوم ولادت کے لئے۔" (۱۹ رنومبر)۔ افسوس کہ غیر مبایعین جمعہ کی بجائے تو اتوار کو رخصت مناتے ہیں لیکن غیر مسلموں سے "تعلقات کو خوشگوار بنانے کیلئے" دسہرہ کی تعطیل کا اضافہ کر رہے ہیں ؛

قسط چہارم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوّت

کے متعلق

حضورؑ کے صحابہؓ کی حلفیہ شہادتیں

(۴۱)

جناب میاں محمد الدّین صاحب گورنمنٹ پنشنر کی حلفیہ گواہی

"میرا نام ضمیمہ رسالہ انجام آتھم کے صہ۴۱ پر بزمرہ اصحاب ۳۱۳ کے عہ۳۰ پر میاں محمد الدّین پٹواری بلانی درج ہے۔ مکرم شیخ غلام احمدؐ (ہیرانند) صاحب نومسلم نے جب امرتسر میں کسی مخالف کے سامنے بحوالہ من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب۔ حضرت مسیح موعودؑ کی رسالت سے مطلق انکار کیا۔ تو اس پر حضرت صاحبؑ نے ایک غلطی کا ازالہ لکھا۔ اس سے ماقبل زمانہ میں حضرت صاحبؑ کی وحی کو یقینی، قطعی، رسولوں نبیوں والی وحی یقین کرتا تھا اور اس وحی کو امت دعوت کے لئے بھی واجب العمل یقین کرتا۔ مگر جیسا کہ حضرت صاحبؑ فرماتے تھے نبوت کی اُس تعریف پر چسپاں نہ کرتا تھا جسکی بنا پر مخالف حضرت صاحبؑ پر کفر کا فتوے لگاتے تھے۔ (میرے سامنے اسوقت رسالہ رجم الشیاطین برد اغلوطات البراہین مصنفہ مولوی غلام دستگیر قصوری مطبوعہ ۲۱ر اگست ۱۸۹۲ء پڑا ہے جس میں اُس نے فتوئ کفر عرب وعجم کے علماء سے حاصل کیا ہے)۔ حاصل کلام اشتہار ایک غلطی کا ازالہ سے پہلے مجھے مراتب نبوّت کی تقسیم معلوم ہی نہ تھی۔ اس اشتہار سے ہی معلوم ہوا۔ کہ اُمتی نبی بھی ہوتا ہے۔ اور حضرت صاحبؑ کے الہامات میں نبی اور رسول کے خطابات کو استعارہ اور مجاز سمجھا کرتا

تھا بایں معنی کہ بحفظ حقیقت وحی یقینی قطعی، واجب العمل مجاز و استعارہ ہے منطق وغیرہ کی اصطلاحات مجاز و استعارہ سے ناواقف تھا۔ اب اشتہار مذکور کے اصلی اور حقیقی معنوں میں نبی اور رسول یقین کرنے لگ گیا۔ اور معنے نبوت ہے۔ یہی مراد ہمیشہ اور اب تک بھی سمجھتا رہا ہوں۔ کہ وحی مذکور قطعی یقینی اور امت دعوت کے لئے بھی واجب العمل ہے۔

مورخہ ۱۱/اپریل ۱۹۳۵ء۔ عاجز آثم محمد الدین ولد نور الدین ساکن پنڈی حفیقہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ گورنمنٹ پنشنر۔ حال مقیم قادیان"

(۴۲)

جناب حکیم مولوی نظام الدین صاحب کا حلفیہ بیان

"میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل بیان عرض کرتا ہوں:۔

۱۹۰۳ء میں ماہ بھادوں کے شروع میں شاید انگریزی مہینہ اگست یا ستمبر ہوگا۔ ہمراہ منشی محمد عبد اللہ صاحب اور میاں مہتاب الدین صاحب کپورتھلوی قادیان میں حاضر ہو کر حضور اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک پر ہم تینوں نے بیعت کی۔ اس سے پہلے غالباً چیت کا مہینہ ہوگا جو مارچ کے مطابق ہوتا ہے بذریعہ خطوط ہم تینوں نے بیعت کی تھی۔ چونکہ میری عمر اس وقت ۱۶۔ ۱۷ یا ۱۸ سال کی تھی اسوقت میرا وہی خیال ہوتا تھا جو مذکورہ بالا ہر دو بزرگوں کا تھا۔ اور یہ دونوں صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امام مہدی عیسیٰ مسیح۔ نبی اللہ۔ رسول اللہ۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل بروز ظلی طور پر محمد صلے اللہ علیہ وسلم مانتے تھے۔ میاں مہتاب الدین صاحب تو خلیفہ اوّلؓ کے زمانہ میں فوت ہوئے تھے۔ اور منشی محمد عبد اللہ صاحب خلیفہ ثانیؓ کی بیعت کر کے ۱۹۱۸ء میں فوت ہوئے ہیں۔

خاکسار نظام الدین مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۳۵ء

(۴۳)

جناب چوہدری علی محمد صاحب بی۔اے بی ٹی کی گواہی

"میں نے بیعت بذریعہ خط ۱۹۰۶ء میں کی تھی اور دستی بیعت ۱۹۰۷ء میں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ظلی و بروزی نبی سمجھتا تھا یعنی ایسا نبی جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ایسا خیال نہیں کرتا تھا۔ اور میرے اس عقیدے کی بنا مسلم کی وہ حدیث تھی جس میں آنیوالے امام کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ نیز میں سمجھتا تھا کہ جس شخص کو کثرت مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو اور علم غیب اس پر ظاہر کیا جاوے وہ نبی ہوتا ہے۔ علی محمد بی۔اے۔بی ٹی ۱۱ اپریل ۱۹۳۵ء"

(۴۴)

منشی کریم الدین صاحب سابق مدرس گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ کی شہادت

"خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہے۔ بندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے خدمت قرآن اور احیاء اسلام کے لئے خدا کیطرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا۔"

(۴۵)

جناب ملک نصر اللہ صاحب پنشنر محلہ دارالفضل کی گواہی

"میں سیدنا جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہوں

میں نے بیعت ۱۸۹۹ء یا ۱۹۰۰ء میں کی ہے۔ میں سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اصل معنوں میں اور صحیح طور پر اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں نہ کہ کسی اور رنگ میں"

(۴۶)

جناب مرزا قدرت اللہ صاحب لاہور کا حلفیہ بیان

"میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا احمدی ہوں اور میں نے ۱۹۰۲ء میں بیعت کی تھی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ کا رسول اور نبی انہی معنوں میں یقین کرتا تھا۔ کہ حضور نے فیضانِ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل کیا ہے۔ اس لئے حضور خلعتِ نبوت سے سرفراز کئے گئے ہیں۔ اور آپ حقیقی نبی ہیں بغیر شریعت کے۔ نہ کہ مجازی۔ مرزا قدرت اللہ کوچہ چابک سواراں لاہور"

(۴۷)

حضرت میاں معراج الدین صاحب عمرؔ لاہور کی حلفیہ شہادت

"میں حضرت سیدی و آقائی میرزا غلام احمد قادیانیؑ کو فی الحقیقت مسیح موعودؑ و مہدی معہودؑ اور اللہ تعالیٰ کا مبعوث فرمایا ہوا اصل معنوں میں رسول اور نبی برحق سمجھتا اور مانتا تھا۔ اور اسی عقیدہ پر بفضل خدا تا ایندم قائم ہوں مسیح موعودؑ سے منصبِ نبوت کا جدا ہونا میری سمجھ میں کبھی صحیح نہیں تھا۔ اور نہ ہے۔ نبوت علیحدہ کرلی جائے تو پھر مسیح موعود کیسا؟ یہ ہر دو ایسے منصب ہیں۔ کہ جولانیفک ہیں۔ اور درحقیقت ایک ہی ہیں۔ حضورؑ کی نبوت مجازی اور استعاری نہ تھی۔ ایسے الفاظ کا استعمال ایک خاص تشریح سے کیا ہوا ہے یعنی یہ کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے اور شریعتِ اسلام کو منسوخ نہیں کیا۔ بلکہ احیاء اسلام کیلئے آنحضرت سرورِ کائنات صلعم کی بعثتِ ثانیہ تھی اور ہے۔ اسلام کی خطرناک اور مایوس کن افتادگی کا یہ نبوت ہی صحیح علاج ہے۔ ۱۲ اپریل ۱۹۳۵ء بروز جمعہ"

رسالہ "فرقان" کے بیس ۲۰ مطالبات اور اہلِ پیغام کی مسلسل خاموشی!

(از جناب چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر بی۔ اے)

ماہ جنوری ۱۹۴۲ء سے رسالہ فرقان کا اجراء ہوا۔ اس سال بھر کے عرصہ میں جو کچھ بھی غیر مبایع بھائیوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اگر وہ اس پر غیر متعصبانہ طور پر غور کرتے تو ان کی چشمِ بصیرت کو وا کرنے کے لئے کافی تھا۔ دوسرے اہم مضامین کے علاوہ پیغامی دوستوں سے بعض ایسے مطالبات بھی کئے گئے جن کا صحیح جواب بہتوں کے لئے پیغامیت کے ابطال کی وضاحت کر سکتا تھا۔ لیکن اکابر و عمائد جماعت لاہور اور اُن کے پریس نے کامل سکوت اختیار کر کے اُن مطالبات کے لاجواب ہونے پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔ ذیل میں سالِ حال کے اُن چند مطالبات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو فرقان میں شائع ہوئے ہیں۔ ہم پیغامی دوستوں سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اب بھی اپنی جماعت کے امیر اور دوسرے علماء کو ان مطالبات کے جواب کے لئے مجبور کریں۔ تا انہیں حق اور کجروی میں صحیح تمیز کا موقعہ ہو سکے۔

(۱) جناب مولوی محمد علی صاحب سے پُرزور مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ اپنے عقائد کے متعلق حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں کہ اُن کے عقائد ۱۹۱۳ء تک بھی وُہی تھے جن کا وہ آج اظہار کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے اصرار کیا۔ کہ مطالبہ حلف کی شرعی سند پیش کی جائے چنانچہ ماہ جون کی اشاعت میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور خود جناب مولوی صاحب کے ارشادات سے اس مطالبہ کی شرعی سند پیش کر دی گئی تھی۔ لیکن اس کے بعد سے آج تک مولوی صاحب خاموش ہیں۔ کیا جناب مولوی صاحب اب بھی جرأت کر کے حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں گے؟

(۲) ماہ جنوری کے رسالہ فرقان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح حوالوں سے ثابت کیا گیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسیح ناصری علیہ السلام کی ولادت بن باپ کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اور اسے قرآن مجید سے ثابت شدہ قرار دیتے تھے۔ اور یہ سمجھنے والے کو کہ خدا تعالیٰ بن باپ پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب حضور کی تعلیم کے صریح خلاف حضرت عیسےٰ کو باباپ پیدا شدہ مانتے ہیں۔ ضرورت تھی۔ کہ مولوی صاحب اِس صریح نافرمانی پر روشنی ڈالتے۔ لیکن خود مولوی صاحب۔ اُن کے ساتھی اور اُن کا اخبار بالکل خاموش ہو گئے ہیں۔

(۳) ماہ فروری کے پرچہ میں "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ" والی آیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے مولوی صاحب کی صریح مخالفت کا حوالہ پیش کیا گیا تھا۔ مولوی صاحب سے اس پر بھی کوئی جواب بن نہیں پڑا۔ ظاہر ہے۔ کہ خاموشی سوائے تسلیم کے اور کیا معنی رکھ سکتی ہے!

(۴) ماہ فروری کے پرچہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ عقائد درج کئے گئے تھے۔ جو مقدمہ کرم دین بھیں کے دوران میں حضور کی طرف سے پیش ہوئے۔ اور مولوی محمد علی صاحب سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ وہ اِن عقائد پر دستخط کر کے اس امر کا ثبوت دیں۔ کہ اُن کے عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد کے مطابق ہیں۔ مولوی صاحب آجتک خاموش ہیں۔ انہوں نے ہاں یا نہ میں جواب تک دینے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔ آخر کیوں؟

(۵) مولوی صاحب کے دو متضاد بیانات پیش کئے گئے تھے۔ کہ ایک طرف تو وہ عقیدہ نبوت کی ابتداء ۱۹۱۴ء میں تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف ۱۹۱۲ء میں۔ مولوی صاحب نے اِس تضاد کو دُور نہیں فرمایا اور نہ ہی وہ اب ایسا کر سکتے ہیں۔

(۶) ایڈیٹر صاحب پیغام اسلام نے مسیح موعودؑ کے دَور کو "اسلام کی نشاۃ ثانیہ" تسلیم کیا تھا۔ اِس پر مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ محض "مجدد صدی چہاردہم"

کا ہے۔ تو کیا ہر دَور صرف صدی تک ہے جس کے اب ۳۹ سال باقی ہیں؟ اور اگر یہ دَور قیامت تک ہے۔ تو کیا حضرت مسیح موعود کی نبوّت بالوضاحت ثابت نہیں ہوتی؟ اِس سوال پر پیغامی پریس میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ حالانکہ اِس سے ایک بُنیادی مسئلہ طے ہو سکتا ہے۔

(۷) مولوی عبد الواحد صاحب سابق مبلغ غیر مبایعین کا آنکھیں کھولنے والا خط بہت سے اندرونی حقائق کی پردہ دری کرتا ہے۔ پیغامی دوستوں کا فرض تھا۔ کہ وہ اپنے اکابر سے یہ مطالبہ کرتے۔ کہ اصل حقیقت کو بیان کیا جائے۔ ورنہ پبلک واقعی یہ سمجھنے پر مجبور ہوگی۔ کہ اُن حقائق کی روشنی میں انجمن لاہور کا تبلیغی کام محض ایک سراب ہے۔ مگر امیرِ پیغام اور دوسرے دوستوں نے خاموشی سے اس پیالے کو ٹالنے کی کوشش کی ہے لیکن حقائق کی پردہ پوشی اِس سکوت سے ناممکن ہے۔

(۸) ماہِ اپریل کی اشاعت میں جناب مولوی صاحب سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ اگر اُن کے زعم میں کوئی شخص صرف اقرارِ توحید سے مسلم کہلا سکتا ہے، تو سورۃ توبہ کی مختلف آیات میں اُن مسلمانوں کو جنہوں نے جہاد کے بارے میں سستی کی کافر اور فاسق کے الفاظ سے کیوں خطاب کیا گیا ہے۔ مگر مولوی صاحب نے اِس مطالبہ سے گریز اختیار کر کے اپنے نظریہ کے ابطال پر مُہر ثبت کر دی ہے۔

(۹) اسی اشاعت میں مولوی صاحب کا یہ قول پیغام ۱۴/۳ صلح ۴۲ء سے شایع کیا گیا۔ کہ مولوی صاحب ایسی جگہ میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے جہاں احمدیوں پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ مگر گذشتہ دنوں حیدر آباد دکن میں مولوی صاحب نے غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھکر اپنے قول و فعل میں ایسا تضاد پیدا کیا تھا جس کا ازالہ نہ کرنا اُن کی پوزیشن کو داغدار بناتا ہے۔ شاید مولوی صاحب جواب دینے کے لئے اب ہی توجہ فرمائیں؟

(۱۰) جناب مولوی محمد علی صاحب کے چند واضح حوالے ماہ مئی کی اشاعت میں پیش کئے

گئے جن میں مولوی صاحب نے غیر احمدی کلمہ گوؤں کو کافر بے دین - اور دائرہ اسلام سے خارج ہونیکے فتوے عنایت فرمائے ہیں - مگر اس کے ساتھ عام پبلک میں عقیدہ کفر و اسلام میں اپنا نظریہ اس کے خلاف بتلاتے ہیں - مولوی صاحب کا فرض ہے - کہ وہ ان امور کی تعداد میں زیادہ سے زیادہ کمی کریں جو اُن کے متضاد و متغائر اقوال پر بالوضاحت دلالت کرتے ہیں -

(۱۱) مولوی صاحب اور اُن کے رفقاء سے اِسی اشاعت میں مطالبہ ہوا تھا - کہ وہ اس تضاد کو بھی دُور کریں - کہ اُن کے نزدیک اختلاف کی اصل جڑ کیا ہے - کیا ۱۹۱۵ء والے مولوی محمد علی صاحب کے بقول "نبوت" یا ۱۹۴۰ء والے مولوی محمد علی صاحب کے بقول "مسئلہ کفر و اسلام" یا ۱۹۴۱ء والے مولوی صاحب کے نزدیک "مسئلہ جنازہ" یا پھر اُن کے بعض رفقاء کے خیال میں "جماعت احمدیہ کے لیڈر کی پوزیشن کا مسئلہ" مگر تمام حضرات بلکہ بھی اس تضاد کو حل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے -

(۱۲) خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کے خیالات خواہ کچھ ہی ہیں - مگر اُن کی کھلی چٹھی مطبوعہ فرقان ماہ مئی میں مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام کے متعلق جو انکشاف حقائق کیا گیا ہے - اس پر مولوی صاحب کا فرض تھا - کہ وہ اپنی پوزیشن واضح کریں - ورنہ کیا ہم یہ سمجھ لیں - کہ واقعی مولوی صاحب کے کارہائے نمایاں وہی ہیں - جو اس چٹھی میں بالوضاحت بیان کئے گئے ہیں ؟ اور یہ بھی تسلیم کر لیں - کہ مولوی صاحب یہ کہنے کے باوجود کہ انہوں نے مصریوں کی اخلاقی اور مالی مدد نہیں کی - عملاً ہمیشہ ایسا کرتے رہے ہیں ؟

(۱۳) مقدمہ کرم دین میں مولوی صاحب نے جو حلفیہ بیان دیا تھا - کیا اُس کی اشاعت پر مولوی صاحب نے کوئی جواب دیا ؟ آپ صاف کیوں نہیں تسلیم کر لیتے کہ اُس وقت آپ واقعی حضرت مسیح موعودؑ کو نبی یقین کرتے تھے ؟ ایک مولوی صاحب کا بیان نہیں - اس مقدمہ کی مسل میں اور بہت سے شواہد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر دلائل قاطعہ تھے - کاش ! کہ اب بھی مولوی صاحب

اپنے سابقہ عقیدے کی طرف رجوع کریں۔

(۱۴) مولوی محمد علی صاحب کا واضح حوالہ جولائی کے پرچہ میں پیش کیا گیا تھا۔ کہ اُن کے خیال میں انجمن "خلیفہ" کو مقرر کر سکتی ہے۔ اس پر ہمارا مطالبہ اب بھی قائم ہے۔ کہ کیا اس سے خلافت کا وجود آپنے خود تسلیم نہیں کیا؟ مولوی صاحب! اس مُہرِ سکوت کو توڑیں۔

(۱۵) نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بیسیوں حوالے اور چالیس صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہادات شایع ہو چکی ہیں۔ مزید شہادتیں شایع ہو رہی ہیں کیا اب بھی مسئلہ نبوت غیر واضح ہے؟ مولوی صاحب! خود آپکے اپنے حوالے۔ حضرت خلیفہ اول مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی اور دوسرے اکابر کے حوالے سب کچھ ہی پیش کیا جا چکا ہے۔ آخر کونسی چیز آپ کی تسلی کر سکتی ہے؟

(۱۶) اشاعت ماہ ستمبر میں جناب مولوی صاحب سے گذارش کی گئی تھی۔ کہ اگر وہ اِس امر پر مُصر ہیں۔ کہ مقدمہ کرم دین میں اُن کی حلفیہ شہادت میں نبوت حضرت مسیح موعودؑ سے اُن کی مُراد نبوت نہ تھی محض ولایت تھی۔ تو اس پر حلف مؤکد بعذاب اٹھالیں لیکن کوئی بھی تو ایسا مطالبہ نہیں جس سے مولوی صاحب نے گریز نہ کیا؟

(۱۷) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے ٹریکٹ "فضیلت کی حقیقت" کے جواب میں ڈاکٹر صاحب سے سات پُرزور مطالبات کئے گئے جن سے یہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عقیدہ فضیلت بر مسیح ناصری علیہ السلام میں تبدیلی کی۔ اسکے بعد ڈاکٹر صاحب بھی اپنے رفقاء کی طرح مُہر بہ لب ہیں۔

(۱۸) چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب نے ایک مضمون میں لکھا تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے کبھی اپنے ترجمہ قرآن انگریزی کو اپنے عقائد کی صحت پر دلیل نہیں ٹھہرایا۔ جناب مولوی صاحب سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ وہ چوہدری صاحب کے بیان کی تصدیق کر دیں۔ مگر مولوی صاحب سے اب تک اِس کی ہمت نہیں ہوئی۔

(۱۹) ماہِ نومبر کی اشاعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور فیصلہ کن حوالہ پیش کیا گیا۔ کہ برہمو سماج بھی توحید الٰہی کے قائل ہیں۔ پھر کیا وہ بھی دائرہ اسلام کے اندر ہیں؟ کیا مولوی صاحب اس کا جواب دے سکیں گے؟ دیدہ باید۔

(۲۰) اِسی اشاعت میں مولوی صاحب کے نام ایک غیر احمدی دوست کا ضروری سوال مندرج ہے۔ مگر وہ بھی ہنوز تشنۂ جواب ہے۔ اُن صاحب نے حدیث مسلم پیش کر کے پوچھا تھا۔ کہ اگر جناب مرزا صاحبؑ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تو نبوت کا دعویٰ بھی ماننا چاہیئے۔ مولوی صاحب اس کے جواب میں بھی بالکل خاموش ہیں۔

یہ بیس۲۰ مطالبات سرسری طور پر ہم نے دُہرا دیئے ہیں۔ مولوی صاحب کا فرض ہے کہ جو سوال اُن سے کئے گئے ہیں۔ اُن کا جواب دیکر ممنون فرمائیں ؟

انقلابِ زمانہ !

۱۹۱۳ء میں غیر مبایعین کا عقیدہ

سمجھ لو اے عزیزو! ہاں سمجھ لو
نہ تعلیم مسیحا کو بُھلائیں
نبی ملہم مجدّد وہ ہیں سب کچھ
زباں سے ہم بھی یونہی کہتے جائیں

(پیغام صلح ۲۸ دسمبر ۱۹۱۳ء)

۱۹۴۲ء میں غیر مبایعین کا قول

مجدّد ہیں مرزا، نبی تو نہیں وہ
ہیں ختم نبوّت پہ رکھتے یقیں وہ
جو نبیوں کی آمد ہے اُس کے منافی
تو ہے غیر ممکن کہ آئیں کہیں وہ

(پیغام صلح ۱۷ فروری ۱۹۴۲ء)

کیا اب بھی کہو گے۔ کہ ہم نے کوئی تبدیلی نہیں کی ؟

مولوی محمد علی صاحب پر ان کے ایک مرید کے چوبیس (۲۴) الزامات

میاں محمد صادق صاحب کے متعلق مولوی اختر حسین صاحب کے استفسار کا جواب

(۱)

۱۹۴۲ء کا ایک عجیب حادثہ یہ ہے۔ کہ غیر مبایعین کی انجمن کے آنریری جنرل سیکرٹری جناب میاں محمد صادق صاحب نے انجمن کے اندرونی حالات کو دیکھ کر ایک کھلی چٹھی بنام جناب مولوی محمد علی صاحب شایع کرائی۔ (فرقان مئی ۴۲ء) جس میں انہوں نے جناب مولوی صاحب کے "نمائشی تقدس اور اتقاء" کو ظاہر کرنیوالے بعض امور کو ذکر کرکے آخر میں لکھا کہ:۔

"باتیں تو اور بہت سی ہیں۔ مگر سردست بخوفِ طوالت خط کو بند کرتا ہوں"۔

اس کھلی چٹھی سے غیر مبایعین میں بے چینی پیدا ہوئی اور انہوں نے "اور بہت سی باتوں" کے خوف سے ہر چند کوشش کی۔ کہ جناب میاں محمد صادق صاحب کو منت سماجت سے آئندہ کے لئے خاموش کرایا جائے۔ آخر ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ میاں محمد صادق صاحب سے مندرجہ ذیل تحریر پر دستخط کروائے گئے اور اسے پیغام صلح ۱۰ر جون ۴۲ء میں شایع کر دیا گیا:۔

"کچھ غلط فہمیوں (!) کی بنا پر گزشتہ دنوں میں میری طرف سے چند ایک تحریرات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور حضرت مولانا محمد علی صاحب کے متعلق شایع ہوئی ہیں جس میں پبلک (؟) کو میرے اور انجمن مذکورہ وحضرت مولانا موصوف کے درمیان تعلقات کے متعلق شکوک پیدا ہوئے ہیں۔

اب چونکہ جملہ باتوں کا کما حقہٗ ازالہ (؟) ہو چکا ہے۔ اسلئے اب ان جملہ اختلافات کو ختم سمجھا جائے۔ محمد صادق"

اس اعلان کی اشاعت کے بعد ایک مرتبہ غیر مبایع مبلغ مولوی اختر حسین صاحب نے مجھے لکھا کہ:۔

"میاں محمد صادق صاحب کے متعلق کیا رائے ہے؟"

چونکہ یہ ایک پبلک معاملہ ہے۔ اسلئے اس سوال کا جواب رسالہ میں شائع کرنا ضروری ہے۔ خیر مبایعین نے یہ کہا تھا۔ کہ میاں محمد صادق صاحب کی ناراضگی ایک "ذاتی معاملہ" کیوجہ سے ہے۔ ہم نے خیال کیا۔ کہ وہ ذاتی معاملہ سلجھ گیا ہوگا۔ اس لئے ہمیں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ مگر اب ہمیں اپنی رائے کا اظہار ضروری ہے۔

(۲)

خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے اپنی چٹھی میں حسب ذیل چوبیس ۲۴ امور کا ذکر کیا تھا جنہیں ہم ان کے الفاظ میں ہی درج کرتے ہیں:-

(۱) "آپ (مولوی محمد علی صاحب) اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ باوصف عمدہ اور صحیح عقائد کے متبع ہونیکے آپ کی جماعت روبہ تنزل ہے۔ وجہ ظاہر ہے۔ جو کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی ذات خاص ہے۔"

(۲) "وہ لوگ جو آپکے قادیان سے چلے آنے کے وقت آپ کیساتھ آئے وہ بھی آپ کی رعونت۔ تکبر اور نخوت کا شکار ہونے سے نہیں بچے۔"

(۳) "جس کسی سے آپ کسی ذاتی وجہ سے ناراض ہو جاویں۔ اسکی شامت آجاتی ہے۔ تازہ مثالیں مرزا مظفر بیگ ساطع اور سید اختر حسین گیلانی ہیں۔"

(۴) "کینہ پروری۔ تنگدلی اور تنگ نظری حد سے بڑھی ہوئی ہے جس کی بدولت احمدیہ بلڈنگس میں تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى کا نقشہ نظر آتا ہے۔"

(۵) "مسلم ٹاؤن میں اگرچہ آپکی کوٹھی گورنمنٹ ہاؤس کے نام سے موسوم ہے۔ مگر وہاں کی مسجد میں کبھی ایک درجن بھی نمازی نظر نہیں آتے۔"

(۶) "مسلم ٹاؤن میں رہتے ہوئے آپکو کئی سال ہو گئے ہیں۔ آپ ایک احمدی بھی اپنے اثر سے نہیں بنا سکے۔ بلکہ جو کسی وجہ سے آکر اس نئی بستی میں رہے آپ سے بیزار ہو کر شہر لاہور یا کسی

اور جگہ چلے گئے"۔

(۷) "آپ کے اخلاق کا نتیجہ ہے۔ کہ مسلم ٹاؤن کا کوئی معقول آدمی آپ سے ملنا بھی پسند نہیں کرتا"۔

(۸) "اُن لوگوں کو حق و صداقت سے پھسلنے والا۔ مرتد اور روحانی مریض کہنا جنہوں نے سیسلہ اور جماعت کی اور آپکی ذات شریف کی سالہا سال خدمات کی ہوں۔ آپ جیسے شریف اور احسان نواز کا ہی کام ہو سکتا ہے"۔

(۹) "آپ واقعی ایک کینہ پرور۔ تنگ دل۔ اور تنگ نظر طلّاں ہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اُس نے آپ کی حقیقت سے آخر پردہ اٹھا دیا۔ اور عُریاں کر کے سامنے لا کھڑا کیا"۔

(۱۰) "اگر آپ اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ جو باتیں میں نے لکھی ہیں تمام و کمال غلط ہیں۔ ذرا جرأت کر کے ان دستاویزات کو شائع کر دیجئے۔ دُنیا خود اندازہ لگا لیگی"۔

(۱۱) "آپنے میرے سامنے مجلس معتمدین کو اپنے مہانداری الاؤنس کو بچانے کیلئے انجمن کی مالی حالت کی نسبت غلط راہ پر لگایا اور دھوکہ دیا۔ کہ انجمن کی مالی حالت اچھی ہے"۔

(۱۲) "آپ کے اور بعض منظور نظر افراد کے شاہانہ اخراجات بدستور جاری ہیں۔ اور دوسری طرف ملازمان انجمن کئی کئی ماہ تک تنخواہ کی راہ تکتے رہتے ہیں"۔

(۱۳) "انجمن کے صرف دو عدد اخبار ہیں۔ انکی اشاعت بھی تخفیف میں لائی گئی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ آپکے انڈا۔ مرغی۔ اور مچھلی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی"۔

(۱۴) "آپنے پورا چندہ دینے سے بچنے کے لئے قرضہ کا بہانہ بنا رکھا ہے۔ اور رائلٹی اور حق تصنیف کو بھی تین حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ایک حصہ آپکو۔ دوسرا آپکی اہلیہ صاحبہ کو اور تیسرا آپ کے فرزند ارجمند کو ملتا ہے"۔

(۱۵) "آپ کی اہلیہ صاحبہ اور فرزند ارجمند نے سالہا سال سے کبھی ایک کوڑی چندہ نہیں دیا۔ کیا یہ آپ کے عملی نمونہ کا جواز نہیں؟"

(۱۶) "کیا یہ غلط ہے۔ کہ آپکے نمونہ کو دیکھ کر آپکے ایک ہمزلف بھی سالہا سال سے چندہ نہیں دیتے؟"

(۱۷) "آپکے خاندان امارت کی بدولت جماعت میں امراء اور غرباء کے دو علیحدہ علیحدہ طبقے پیدا ہو گئے ہیں"۔

(۱۸) "مسلم ٹاؤن میں آپکے ہاں جسقدر مہمان آتے رہتے ہیں۔ اس بستی کے رہنے والے خوب جانتے ہیں۔ ڈلہوزی کا علم نہیں۔ مگر آپ ہیں کہ الاؤنس مہمانداری برابر وصول کرتے رہے ہیں"۔

(۱۹) "آپ نے انجمن سے ایک چپڑاسی لے رکھا ہے۔ جو آپ کے باورچی خانہ میں کام کرتا ہے۔ تنخواہ انجمن دیتی ہے"۔

(۲۰) "اشاعت اسلام و تبلیغ احمدیت برائے نام ہے تاکہ چندے آتے رہیں"۔

(۲۱) "سرمایہ انجمن لگاتی ہے۔ ۲۳ فیصدی آپ لیجاتے ہیں اور ۶ فیصدی سول ایجنٹ صاحب جو آپکے عزیز ہیں سنبھال لیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ دوکانداری ہے۔ اشاعت اسلام نہیں"۔

(۲۲) مسجد کے نام پر بجلی کا بل اور مہمانخانہ کے نام پر گھر کے بل انجمن کے خزانہ سے ادا ہوتے ہیں"۔

(۲۳) "آپنے دہوکہ دہی کا مذموم طریق اختیار کیا جس کیلئے آپ قادیان والوں کو الزام دیا کرتے ہیں"۔

(۲۴) "آپنے خلیفہ صاحب قادیان کے خلاف الزامات کی تشہیر میں ہمیشہ اخلاقی اور مالی مدد کی ہے۔ رقم بلا تفصیل سے جو مدد حکیم عبد العزیز کو آپکی طرف سے اس کام کیلئے دیجاتی رہی اس سے آپ حلفاً کبھی انکار نہیں کر سکتے۔ اس کے مقابل اعلانات میں آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ کہ آپنے کبھی ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ اسی پیغام صلح مورخہ ۲۸ اپریل میں بھی آپنے جھوٹ بولا ہے۔ کیا کسی متقی اور شریف آدمی کے لئے مناسب ہے؟"

(۳)

ان چوبیس[۲۴] اقتباسات میں جسقدر باتیں ذکر کیگئی ہیں۔ ان میں سے کونسی "غلط فہمی" یا "شکوک" قرار دیجا سکتی ہے۔ یہ تو سالہا سال کے تجربہ کے بعد، اور ریکارڈ پر مبنی الزامات ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کو جرأت تک نہیں ہوئی۔ کہ ان میں سے کسی کی تردید کر سکیں جس سے ان تمام امور کا "حقائق" ہونا ثابت شدہ امر ہے۔ اسلئے میاں محمد صادق صاحب کا اعلان مطبوعہ پیغام صلح ۱۰ جون محض سادہ لوح آدمی کو مغالطہ دے سکتا ہے۔ مندرجہ بالا امور کا غلط ہونا دو طور سے ہو سکتا ہے (۱) مولوی

محمد علی صاحب اِن کی حلفیہ تردید کریں۔ (۲) خان بہادر میاں محمد صادق صاحب اِنہیں اپنا جھوٹ قرار دیکر واپس لے لیں۔ جب تک اِن میں سے کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی ہر منصف کی نظر میں یہ باتیں درست ماننی پڑینگی۔ میرا یہ خیال ہے۔ کہ ہماری اِس تصریح کے بعد پیغامی مبلغ کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کے متعلق ہماری کیا رائے ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ اِس موضوع پر جناب مولوی محمد علی صاحب خود روشنی ڈالیں۔

خدا کی رحمتیں نازل ہوں اے فضلِ عمر تجھ پر

از جناب مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانہ

خدا کی رحمتیں نازل ہوں اے فضلِ عمر تجھ پر
خلافت کی رِدا جسپر خدا نے نور پاشی کی
نبی کا جانشیں تو حسن و احساں میں نظیر اس کا
عدو کی شعلہ سامانی تمازت لے کے گر آئے
خدا کے قہر کی بجلی جلا کر بھسم کرتی ہے
جو تھوکے چاند پر کوئی اُسی کے مُنہ پہ پڑتا ہے
لبِ جاں بخش کی جنبش سو مُردے جان پاتے ہیں
اندھیرے دل میں سورج بنکے آ۔ قربان ہو جائے

الٰہی نصرتیں چھائی رہیں بنکر سپر تجھ پر
پھبی ہے کیا! نبی اللہ کے لختِ جگر تجھ پر
رسول اللہ کا ارشاد صادقِ سر بسر تجھ پر
فرشتے سایہ کرتے ہیں وہیں پھیلا کے پَر تجھ پر
حسد کی آنکھ سے پڑتی ہے جو میلی نظر تجھ پر
کمینے وار کرتا ہے عدوئے بدگہر تجھ پر
کسی کی زندگی ہے منحصر اے چارہ گر تجھ پر
مرا شوقِ نظر۔ تاروں بھری بزمِ سحر تجھ پر

خدارا اک نظر جو حاصلِ پرواز ہو جائے
نظر رکھتے ہیں لائق کی طرح بے بال و پَر تجھ پر

شیخ عبدالرحمن صاحب لاہوری (مصری) کی حلفیہ گواہی

کہ

۱۹۰۵ء میں جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو نبی مانتی تھی

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی دستخطی تحریری شہادت نظارت تالیف و تصنیف میں محفوظ ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے:-

"مَیں حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ میں نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی۔ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں جسطرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو یقین کرتا ہوں نفسِ نبوت میں نہ اُسوقت کوئی فرق کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہوں۔ لفظ استعارہ اور مجاز اُس وقت میرے کانوں میں کبھی نہیں پڑے تھے۔ بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں یہ الفاظ جن معنوں میں استعمال ہوتے ہوئے دیکھے ہیں وہ میرے عقیدہ کے منافی نہیں۔ ان معنوں میں مَیں اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علی السبیل المجاز ہی نبی سمجھتا ہوں یعنی شریعت جدید کے بغیر نبی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت اور حضورؐ کی اطاعت میں فنا ہو کر حضورؐ کا کامل بروز ہو کر مقام نبوت کو حاصل کرنیوالا نبی۔ میرے اس عقیدہ کی بُنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات اور جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا۔ عبدالرحمٰن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ ۱۴؍۲ اگست ۱۹۳۵ء"

اسقدر واضح اور صاف بیان ہے۔ غیر مبائعین آج شیخ صاحب کو فنِ تاویل میں استاد قرار دیتے ہیں لیکن بار بار مطالبہ کے باوجود وہ اس صریح بیان کے بارہ میں بالکل خاموش ہیں۔ وہ تو "عالم ربانی" ہونیکے دعویدار تھے۔ کیا اب انہیں اتنی جرأت بھی نہیں کہ اقرار کریں کہ پیغامی عقیدہ کو مانکر مَیں نے "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات اور جماعت احمدیہ کے متفقہ عقیدہ" کی مخالفت کی ہے؟ بہت سے لوگ شیخ لاہوری صاحب کے جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ جواب دو ہی ہوسکتے ہیں۔ یا تو شیخ مصری صاحب کہدیں کہ پیغامی ہونیکے باوجود "مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسیطرح کا نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں جسطرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو کرتا ہوں نفسِ نبوت میں مَیں نہ اُسوقت کوئی فرق کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہوں"۔ اور یا پھر شیخصاحب یہ اعلان کر دیں کہ مَیں نے وہ عقیدہ تبدیل کر لیا ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں رکھتا تھا۔ بتایا جائے کہ شیخصاحب کیا جواب دے سکتے ہیں؟

نئے سال کیلئے مجلس رفقاء احمد قادیان کے عہدیداران و ممبران مجلس عاملہ

آئندہ سال ۱۳۲۲ ہجری شمسی مطابق ۱۹۴۳ء کے لئے حسب انتخاب مندرجہ ذیل عہدیدار مقرر ہوئے ہیں۔ یہ سب یکم صلح (جنوری) سے چارج لیں گے۔

(۱) صدر۔ مولوی عبد الرحمن صاحب انور
(۲) نائب صدر۔ قاضی محمد نذیر صاحب
(۳) جنرل سیکرٹری۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب
(۴) نائب سیکرٹری۔ غلام یسین صاحب
(۵) سیکرٹری مال۔ مرزا منور احمد صاحب
(۶) ایڈیٹر رسالہ فرقان۔ مولوی ابو العطاء صاحب
(۷) نائب ایڈیٹر۔ خلیل احمد صاحب ناصر
(۸) مینجر فرقان۔ سعید احمد صاحب فاروقی
(۹) نائب مینجر۔ حافظ قدرت اللہ صاحب
(۱۰) مہتمم توسیع اشاعت۔ شیخ ناصر احمد صاحب
(۱۱) آڈیٹر حسابات۔ ملک عطاء الرحمن صاحب
(۱۲) ممبر مجلس عاملہ۔ مولوی محمد احمد صاحب
(۱۳) " " " ۔ صاحبزادہ عبد المنان صاحب عمر ایم اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمارا آئندہ سال

چند ضروری گذارشات

اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے فرقان کا پہلا سال ختم ہو گیا۔ خدائے ذوالمنن کی حمد کے بعد ان مدد کرنیوالے محسنوں اور معاون حضرات کا شکریہ ہے جنکی توجہ اور اعانت سے کاغذ کی اس غیر معمولی گرانی کے باوجود رسالہ باقاعدہ جاری رہا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

فرقان جس پاک اور اعلیٰ مقصد کیلئے جاری ہوا ہے وہ غیر مبایع بھائیوں تک پیغام حق پہنچانا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنیکی ہمنے مقدور بھر کوشش کی ہے۔ اور اب پیغام صلح کے بیشتر خریداروں کے نام فرقان بھیجا جاتا ہے۔ ہمیں اس کا رنج نہیں کہ غیر مبایعین کے ایک خاص طبقہ نے ناراض ہو کر ہمیں بُرا بھلا کہا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں راہ حق پر گامزن ہونیکی توفیق بخشے۔ آمین

فرقان چالیس نوجوانوں کی مجلس انصار احمد کا رسالہ ہے۔ احباب کا فرض ہے کہ اسکی سرپرستی فرما کر ثواب حاصل کریں۔ امید ہے کہ آئندہ سال کیلئے پہلے معاونین حضرات اپنی اعانت کو جاری رکھینگے بلکہ کاغذ کی ہوشربا گرانی کے پیش نظر اضافہ فرمائینگے۔

خریدار اصحاب سے عرض ہے کہ آئندہ سال ۱۳۲۲ھ ہجری شمسی مطابق ۱۹۴۳ء میں فرقان کا سالانہ چندہ ایک روپیہ آٹھ آنہ کر دیا گیا ہے جو بہرحال پیشگی وصول ہونا لازمی ہے۔ رسالہ ہر ماہ کی بیس تاریخ کو قادیان سے روانہ کیا جاتا ہے۔ جن دوستوں کا چندہ بیس جنوری ۱۹۴۳ء تک دفتر میں وصول نہ ہوگا ان کے نام فرقان روانہ نہ ہو سکے گا۔

آئندہ سال نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مسئلہ خلافت۔ کفر منکرین حضرت مسیح موعودؑ کے علاوہ پیشگوئی اسمہ احمد۔ اسباب اختلاف۔ پیشگوئی مصلح موعود۔ انجمن و خلافت وغیرہ مسائل پر مفصل مقالے شائع ہونگے وباللہ التوفیق۔ احباب سے دعا کی بھی درخواست ہے

اے اللہ تو رحم فرما۔ ہمیں نیک نیتی، تقویٰ اور توکل سے کام کرنیکی توفیق عطا فرما۔ کبر، ریاء اور نخوت سے محفوظ رکھ۔ اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ربع صدی پیشتر مرکز احمدیت سے وابستہ تھے پھر ہدایت نصیب فرما۔ تا وہ پھر خلافت سے وابستہ ہو کر جماعت کی تقویت کا موجب بنیں اور تیرے پاک مسیح علیہ السلام کے صحیح مقام کو شناخت کر کے اسکے سلسلہ کی شیرازہ بندی میں ممد ہوں تا وہ دن جلد آئیں کہ دنیا حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے پیرووں کے ذریعہ تیری توحید اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو شناخت کرے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض پوری ہو۔ اللّٰھم آمین

(حکیم عبد اللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام جماعت احمدیہ کی نگاہ میں

۱۹۰۶ء کا ایک نہایت ضروری حوالہ

جناب مولوی محمد علی صاحب نے زیر عنوان میگزین میں "آنیوالا رنگ" اپنے قلم سے لکھا کہ :-

"میں اس عقیدہ پر قائم ہوں۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی، خواہ وہ پرانا ہو یا نیا، ایسا نہیں آسکتا۔ کہ اسکو بدون وساطت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبوت ملی ہو" (الحکم ۱۰ر مارچ ۱۹۰۶ء صلا)

اسی سلسلہ میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت منشی حبیب الرحمن صاحب احمدی رئیس حاجی پورہ کا خط بعنوان "اپیل بحضور حضرت مسیح موعود و مہدی مسعودؑ" اپنی تصدیق سے اسی اخبار میں شایع کرایا تھا جس کا اہم اقتباس حسب ذیل ہے۔ حضرت منشی صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ لوگ اس زمانہ کے رسول کے خیالات اور تعلیم اور وہ کلام ربانی جو اس رسول پر نازل ہوتا ہے چھوڑ دینگے تو وہ اور کونسی باتیں ہیں جنکی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اسلام کوئی دوسری چیز ہے جو اس رسول سے علیحدہ ہو کر بھی مل سکتا ہے۔ کیا احمدؑ سے علیحدہ ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ مل سکتا ہے۔ کیا احمدؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو پیدا کیا۔ کہ جسنے محمدؐ اور احمدؑ میں فرق جانا اس نے ہرگز حضورؐ کو نہیں پہچانا۔ اُس کا زبان سے اقرار محض لاف زنی ہے۔ جس نے احمدؑ کو چھوڑا۔ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چھوڑا۔ وہ ہرگز ہرگز اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ